فہرست مضامین

کلیات حضرت امیر حسن سجزی دہلوی

تہنیت چکیدۂ خامۂ فیض شمائل عالیجناب مہاراجہ راجایان مہاراجہ یمین السلطنت کے سی۔ آئی۔ ای جی سی۔ آئی۔ ای صدر اعظم سرکار عالی آصفیہ حیدر آباد دکن دام اقبالہ و اجلالہ

مست توام از بادہ و جام آزادم · صید توام از دانہ و دام آزادم
مقصود من از کعبہ و بتخانہ توئی · ورنہ من ازیں ہر دو مقام آزادم

بندہ آزاد شاد نے آنکھ کھول کر اپنے ولی نعمتوں اور اپنے بزرگوں کی علم نوازی اور معارف پروری کے اکثر روح پرور سماں دیکھے اور بے شمار ہمت افزا داستانیں سُنی ہیں، اور ایسی فضا میں پرورش پائی ہے جو اہل دل اور ارباب علم و فضل کی عقیدت اور عظمت سے مملو تھی، یہی وجہ ہے کہ وہ ابتدائے سن شعور سے حضرات صوفیہ اور ارباب علم و فضل کا، خواہ وہ کسی مذہب یا فرقہ کے ہوں، دل و جان سے شیفتہ اور فریفتہ رہا ہے، اور ان کی تعظیم و تکریم، اور خدمت و عظمت، جس طرح اور جس حد تک ہو سکے، اپنے لیے سعادت دارین کا ذریعہ تصور کرتا ہے۔ حضرت امیر حسن سجزی علیہ الرحمۃ سے عقیدت اور ارادتمندی کے چند در چند سلسلے موجود ہیں۔ ان کا گراں مایہ اور بلند پایہ تصوف، اُن کی دلکش اور درد انگیز شاعری، ان کا دکن کا توطن اور مدفن ان سب تعلقات نے مل جل کر ان کی ذات مجمع الصفات اور ان کے

کلام بلاغت نظام سے ایک خاص اُنس اور ربط پیدا کر دیا ہے۔ ان کے دیوان جو امتداد زمانہ سے روز بروز کمیاب ہوتے جاتے ہیں۔ ذاتی کتب خانے کے علاوہ دوست احباب کے کتب خانوں سے عاریتہً منگائے اور بعض نسخے خرید کر معائنہ کیے۔ مختلف نسخوں کو دیکھنے اور مقابلہ کرنے سے معلوم ہوا کہ وہ سب ایک دوسرے سے مختلف اور ناتمام ہیں۔ ابتک کوئی ایسا نسخہ نظر سے نہیں گزرا جو ان کے تمام موجودہ کلام پر حاوی ہو۔ علاوہ اس کے جتنے نسخے دیکھے گیے ان میں سے اکثر چند روز کے مہمان نظر آئے، بعضوں کی سیاہی اُڑ رہی ہے، بعضوں کے کاغذ جواب دے رہے ہیں اور بعضوں کو کیڑے کھا رہے ہیں۔ یہ حالت دیکھ کر خیال آیا کہ اگر چند روز ان پر اسی طرح اور گزرے تو حضرت امیر حسن علیہ الرحمۃ کی تمام عمر کی جگر کاوی برباد ہو جائیگی اور ہندوستان کے ایک نامآور شاعر کا کلام صفحۂ ہستی سے حرف غلط کی طرح مٹ جائیگا۔ اس خیال نے بے چین اور اس پر آمادہ کر دیا کہ جس طرح بن پڑے ان کا متفرق کلام جہاں تک دستیاب ہو سکے ایک جگہ جمع کر کے چھپوا دیا جائے تاکہ وہ ایک فرید مدت کے لیے غارتگر زمانہ کی دست برد سے محفوظ ہو جائے۔ اس کے لیے مصارف، اور تلاش و تالیف کی ضرورت تھی۔ اس کا پہلا جز اس خادم الشعرا کے ذمے رہا۔ اور دوسرا جز مولوی مسعود علی محوی بی۔ اے (علیگ) سابق سشن جج سرکار عالی نے جو فقیر شاد کے مخلص محبان قدیم سے ہیں براہِ علم دوستی اپنے ذمے لیا۔ الحمدللہ کہ دو ڈھائی سال کی لگاتار محنت

کے بعد یہ کلیات موجودہ شکل میں مرتب ہو کر چھپ گیا ہے اور ان علمی یادگاروں میں سے ایک یادگار ہے جو ہمارے آقائے ولی نعمت اعلیحضرت قدر قدرت **نواب میر عثمان علی خاں** ادام اللہ سلطنتہٗ کی مسیحا دمی سے از سر نو زندہ ہو رہی ہیں، اور جن کی روشن خیالی اور علم پروری کی روشنی سے سرزمین دکن کا ذرہ ذرہ منور ہوتا جاتا ہے۔ محویؔ صاحب نے خوب کہا ہے۔

از نیر توجہ گیتی فروز او ۔۔۔ شمع علوم زندگی از سرگرفتہ است
آراست ہم معاش ازاں ہم معاد ملک ۔۔۔ بنگر بیک کرشمہ دو کشور گرفتہ است

کشن پرشاد عفی اللہ عنہ
حیدرآباد دکن
سنہ ۱۳۴۲ف



راجہ راجایان سر مہاراجہ بہادر کشن پرشاد یمین السلطنت

سید یعقوب بزمی بی-اے مسعود علی محوی بی-اے

مرزا نظام شاہ لبیب تیموری

ملاحظہ ہو ضمیمۂ دیباچہ صفحہ ۱۰۸ و ۱۰۹



امیر حسن

اور

ان کا زمانہ

امیر حسن علا سجزی کے حالات زندگی پر ہمارے دوسرے مشاہیر شعرا کی طرح ایک حد تک گہرا پردہ پڑا ہوا ہے۔ تھوڑے بہت جو کچھ حالات معلوم ہوتے ہیں اس کی وجہ بھی یہ ہے کہ وہ شعرائے عظام اور صوفیہ کرام کے طبقہ میں داخل ہیں اور اس لئے شعرا کے تذکرہ نویسوں اور سیر الاولیا کے مولفوں کو ان کے متعلق کچھ نہ کچھ لکھنا پڑتا ہے اور بدقسمتی سے یہ دونوں گروہ اپنی اجمال نویسی میں مشہور اور معروف ہیں۔ امیر موصوف کی زندگی کا خاکہ ناظرین کے سامنے پیش کرنے کے لیے ہمیں اس سے بہتر کوئی اور تجویز نہیں معلوم ہوتی کہ پہلے ان معتبر مولفین کے اقتباسات جنھوں نے اس معاملہ میں قلم اٹھایا ہے خود ان کے الفاظ میں پیش کردیں اور بعدہٗ جو کچھ ہمیں امیر حسن اور ان کے عہد اور معاصر بادشاہوں کے متعلق عرض کرنا ہے وہ عرض کریں۔

مولانا ضیاء الدین برنی صاحب تاریخ فیروز شاہی (جو ۷۵۸ھ ہجری میں ختم ہوئی)

نہ صرف امیر حسن کے معاصر بلکہ اُن کے ہم صحبت اور دلی دوست ہیں اس لیئے ہم انھیں کی تاریخ سے ابتداء کرتے ہیں، مولانا موصوف سلطان علآء الدین خلجی کے عہد کے شعراء کے ضمن میں تحریر فرماتے ہیں۔

اقتباس (۱) "درعصر علائی شعرائے بودند کہ بعد از ایشاں بلکہ پیش از"
"ایشاں چشم روزگار مثل ایشاں ندیدہ است لا سیما۔ امیر خسرو......."
"دوم شاعرے از شعرائے یگانہ درعصر علائی امیر حسن سجزی بودہ است"
"و اورا تالیفات نظم و نثر بسیار است وبسلامتی ترکیب و روانی سخن"
"آیت بودہ است۔ واز بسکہ غزلہائے وجدانی درغایت روانی بسیار"
"گفتہ است اورا سعدی ہندوستان خطاب شدہ بود۔ امیر حسن مذکور"
"باوصاف واخلاق مرضیہ متصف بودہ است۔ وبعزت خداوندان"
"مکارم اخلاق کہ درلطائف وظرائف ومجلسہا و استحضار اخبار"
"سلاطین واکابر وعلمائے بزرگ دہلی واستقامت عقل وزی وزیست"
"صوفیہ ولزوم قناعت واعتقاد پاکیزہ وخوش بودن وخوش گزرانیدن"
"بے اسباب دنیا وتجرد وتفرد از علایق دنیا ہیچوں اوکسی را کمتر دیدہ ام"
"وسالہا مرا با امیر خسرو و امیر حسن مذکور تردد ویگانگی بودہ است۔"
"ونہ ایشاں بے صحبت من بتوانستندے بود ونہ من توانستمے کہ مجالست"
"ایشاں راگزرانم۔ واز محبت من میان ایشاں ہر دو استاد قرابتے شدہ"
"ودرخانہائے یکدیگر آمد وشد کردن گرفتند۔ واز نہایت اعتقادے کہ"
"امیر حسن بخدمت شیخ (سلطان المشائخ حضرت نظام الدین علیہ الرحمہ) داشت"

"آنچہ در مدت ارادت خود در مجالس شیخ شنیدہ است مین ملفوظ شیخ در چند"
"جلد جمع کردہ است و آنرا "فوائد الفواد" نام نہادہ۔ و این فوائد الفواد او"
"دستور صادقان ارادت شدہ است و امیر حسن را نیز چند دیوان است"
"وصحایف بنثر و مثنویات بسیار است وچناں شیریں مجلس و ظریف و"
"خوشباش و مزاجدان و مؤدب و مہذب بود کہ مارا راحتے و انسے کہ"
"بمجالست او می شد از مجالست غیر او نیافتیم"۔

دوسرا اقتباس محمد مبارک العلوی الکرمانی المدعو بامیر خورد کی کتاب "سیر الاولیا"
سے دیا جاتا ہے۔ امیر خورد اور ان کے والد اور نانا بھی سلطان المشائخ حضرت
نظام الدین اولیا قدس سرہٗ کے معاصر اور مرید ہیں اور اس لحاظ سے مولانا ضیاء الدین
برنی کی طرح انہیں بھی امیر حسن سے ذاتی واقفیت کا موقع حاصل تھا۔ انہوں نے
امیر موصوف کا ذکر اپنی لاجواب کتاب میں جابجا کیا ہے۔ ایک جگہ تو مولانا
ضیاء الدین برنی کی وہ عبارت ہے جسے ہم اوپر دے چکے ہیں بجنسہٖ نقل کر دی ہے،
دوسری جگہ حضرت سلطان المشائخ کے خلفاء کے ذکر میں فرماتے ہیں۔

اقتباس (۲) "منہم۔ آن ملک الملوک فضلا۔ آں بلطافت طبع
"دلربا۔ یعنی امیر حسن علاء سجزی کہ غزلیات جگر سوز او ازچقمق دلہائے
"عاشقاں آتش محبت بیرون می آرد، و اشعار دل پذیر او راحتے بدلہائے
"سخنوراں میرساند، و لطائف روح افزائے او مایۂ اہل ذوق است"
"وسخن ایں بزرگ چاشنی شیخ سعدی دارد، دو بیتے دریں گفتہ است۔"
"حسن گلے ز گلستان سعدی آوردہ است ؛ کہ اہل معنی گلچین آں گلستان است"

"دایں بزرگ پیوستہ میان شعرا متمکن و متبجل بود. و ہیچ کس لطیفہ و نطقے
"بہ بدیہہ بہتر از او نگفت۔ و بادشاہان و بادشاہزادگان گوش بر سر لطائف
"او می داشتند۔ و سر ہمہ سعادتہا آں بود کہ در سلک بندگانِ حضرت
"سلطان المشائخ منسلک شد۔ و بنظرِ خاص سلطان المشائخ مخصوص
گشت۔ وقتے ایں بزرگ بخدمت سلطان المشائخ آمدہ چند عزیزے
"حاضر بودند۔ سلطان المشائخ روئے بسوئے ایں بزرگ کرد و فرمود
"کہ ایں ساعت ذکر فضلا داشتم کہ تو در آمدی۔ و از ملفوظات روح افزائے
"سلطان المشائخ فوائدے نوشت و عین تقریر سلطان المشائخ بقدر
"امکان رعایت کرد کہ امروز آں فوائد الفواد مقبول اہل دلاں عالم شدہ است
"و دستور عاشقاں گشتہ، و شرق و غرب عالم گرفتہ، سلطان الشعراء
"امیر خسرو علیہ الرحمہ کرات گفتے کاشکے تمامی کتب کہ عمر دراں صرف کردم
"برادر امیر حسن رابودے و ملفوظات سلطان المشائخ کہ جمع کردہ اوست
"مرا بودے تا من بداں در دنیا و آخرت فخر و مباہات کردمے وایں
"بزرگ دریں عالم مجرد زیست۔ در آخر عمر در دیوگیر رفت و ہمانجا مدفن یافت رحمۃ اللہ علیہ"

ہندوستان غلاموں، خلجیوں اور تغلقوں کے ابتدائی دورِ حکومت تک علمی اور ادبی لحاظ سے ممتاز نظر آتا ہے۔ علماء، فضلاء، شعراء، اور متصوفین کے طبقہ اور زمرہ میں سربرآوردہ ہستیاں موجود ہیں، مگر فیروز شاہ تغلق کے انتقال (۷۹۰ھ ہجری) کے بعد سے تغلقوں کی سلطنت میں ضعف آنا شروع ہو گیا اور اس کے تھوڑے ہی دنوں کے بعد تیموری طوفان سے نہ صرف ہندوستان بلکہ تمام

اسلامی دنیا کو تہ و بالا کر دیا۔ اس پُرآشوب زمانہ میں جبکہ ہر شخص بجائے خود لرزاں اور ترساں تھا علم و فن کی خدمت کرنے والا کون تھا۔ اور یہ درخت جو امن و اطمینان کی سرزمین اور قدردان بادشاہوں اور امیروں کے سایۂ عاطفت میں پرورش پاتا ہے کس طرح سرسبز اور بارآور ہو سکتا تھا۔ نتیجہ یہ تھا کہ اس زمانہ کے بعد سے سلطنت تیموریہ کے قیام (۹۳۲ھ ہجری) تک ہندوستان اور خصوصاً شمالی ہندوستان کا علمی اور ادبی چمنستان ویران اور سنسان نظر آتا ہے۔ نہ علمائے عظام کے حلقے ہیں اور نہ صوفیائے کرام کے جلسے۔ اگر کچھ لوگ کہیں ہیں بھی تو وہ قعر گمنامی میں پڑے ہیں۔ کوئی شخص ایسا نہیں جو انہیں اس قعر سے نکال کر روشناس عالم کرے۔ ایسے کس مپرسی کے زمانہ میں بیچارے حسن کے حسن صورت اور سیرت کی داستان سنانے والا کہاں سے آئے۔ سلطنت مغلیہ کے قدم آتے ہی ہندوستان نے پھر ایک گونہ امن و امان کی صورت دیکھی اور اس کے علمی اور ادبی چمن میں جو اس وقت تک خشک پڑا تھا پھر بہار کے آثار نظر آنے لگے۔ اور ان خوشنوا بلبلوں نے جو اس وقت تک دم بخود قفس میں پڑے چہچہانا شروع کیا۔ ہمایوں کے عہد میں حامد بن فضل اللہ الملخاطب بہ جلال خاں والمعروف بہ شیخ جمالی نے جو بادشاہ کے ندیمان خاص میں داخل اور مشہور شاعر، صوفی، اور بڑے سیاح تھے اور اثنائے سیاحت میں مولانا عبدالرحمٰن جامی اور مولانا جلال الدین محمد دوانی سے ہم صحبت رہ چکے تھے "سیرالعارفین" لکھ کر اہل دل کی بھولی ہوئی داستان از سرِ نو یاد دلائی۔ چونکہ حسن اس ممتاز طبقہ کے ایک رکن تھے اس لیے ان کا ذکر اگر مستقل عنوان سے نہیں تو ضمنی طور سے بیان آئے نہیں رہ سکتا تھا۔ چنانچہ وہ حضرت سلطان المشائخ نظام الدین اولیا علیہ الرحمہ

کے حالات کے ضمن میں ایک جگہ لکھتے ہیں :-

اقتباس (۳) "نقل است از مولانا شہاب الدین امام کہ روزے "
"حضرت ایشاں (حضرت سلطان المشائخ نظام الدین علیہ الرحمہ)"
"بزیارت مزار متبرکۂ حضرت سلطان المشائخ شیخ قطب الدین بختیار اوشی قدس سرہٗ"
"رفتہ بودند من وخدمت مولانا برہان الدین برکاب ایشاں بودیم ۔ بعد از"
"زیارت حضرت شیخ را بر حوض شمسی گزر افتاد تا بر سر مزار بعضے بزرگواراں"
"کہ بالائے آں حوض آسودہ اند فاتحہ بخواند ناگاہ خواجہ علا حسن سجزی با جمع"
"یاران خود در کنارۂ حوض شراب میخورد ۔ وا ورا با حضرت شیخ در مبداء حال"
"در بداؤن آشنائی وصحبت بودہ است پیدا گشت وایں دو بیت"
"برزبان راند ۔

"سالہا باشد کہ ما ہم صحبتیم گر ز صحبتہا اثر بودے کجاست"
"زہد تاں فسق از دل ما کم نکرد فسق مایاں بہتر از زہد شماست"

"چوں حضرت شیخ ایں ابیات از او شنید بفور فرمود در صحبت اثر ہاست"
"ایں سخن در دلِ او چناں اثر کرد کہ فی الحال سر برہنہ تاخت وخود را"
"بپائے حضرت شیخ انداخت وتائب شد وبشرف ارادت مشرف"
"گشت ۔ وایں خواجہ حسن دراں وقت کہ توبہ کرد ہفتاد وسہ سالہ عمر"
"داشت ویکے از مقبولان ومحبوبان حضرت شیخ شد .... وایں غزل
"بعد از توبہ در قلم آوردہ است کہ مقطع آں اینست ۔

"اے حسن توبہ آنگہے کردی کہ ترا قوت گناہ نماند"

اس کے بعد کا زمانہ ہندوستان کے علمی اور ادبی عروج کا زمانہ ہے جس میں بیشمار تذکرے اور تاریخیں لکھی گئیں۔ ان میں سے بعض کا انتخاب ہم اور دینا چاہتے ہیں۔ اکبر کے معاصر مورخین میں سے محمد قاسم فرشتہ نے اپنی تاریخ ہند کے اخیر میں بعض صوفیہ کرام کا ذکر کیا ہے۔ سلطان المشائخ نظام الدین اولیاء علیہ الرحمہ اور حضرت امیر خسرو کے حالات کے ضمن میں کئی جگہ امیر حسن کا بھی ذکر آگیا ہے۔ ایک جگہ تو تقریباً وہی عبارت نقل کر دی ہے جو شیخ جمالی نے سیر العارفین میں لکھی ہے۔ فرق اتنا ہے کہ توبہ کے وقت خواجہ امیر حسن کی عمر بجائے بہتر سال کے پچاس سال سے زائد بتائی ہے۔ دوسری جگہ جو کچھ لکھا ہے وہ یہ ہے۔

اقتباس (۴) "روزے شیخ نظام الدین اولیا با اصحاب خود از بازار میگزشت" "و امیر خسرو کہ عنفوان جوانی بود نیز ہمراہ بود۔ خواجہ حسن شاعر کہ" "حسن و جمال وافر و فضل و دانش کامل داشت در دکان خبازے" "نشستہ بود۔ چوں چشم امیر خسرو بروے افتاد منظرے دید زیبا" "و حرکات موزوں و دلربا، مرغ دلش گرفتار گشتہ نزدیک دکان" "رفتہ پرسید نان چگونہ میفروشی حسن گفت نان در پلہ ترازو می نہم" "و خریدار را میفرمایم کہ زر در پلہ دیگر گزارد۔ ہرگاہ زر گران تر آید مشتری" "را راہی می نمایم۔ امیر خسرو گفت۔ اگر مشتری مفلس باشد" "مصلحت چیست۔ گفت درد و نیاز ہم عوض زر می ستانم" "امیر خسرو از حسن کلام خواجہ حسن حیران ماندہ کیفیت حال بہ شیخ (حضرت" "نظام الدین اولیا) عرض کرد۔ و خواجہ حسن را نیز در طلب دامنگیر شدہ"

"و دراں زودی ترک دکان کردہ۔ اگرچہ آں وقت مرید شیخ نشد اما بیشتر"
"از اول بکسب علوم وکمالات ظاہری مشغول گشتہ بخانقاہ شیخ متردد"
"گردید و میان او و امیر خسرو الفت تمام بہم رسید. ہر دو نوکری شاہزادہ"
"محمد سلطان خاں شہید بن بادشاہ غیاث الدین بلبن وقت حکومت"
"ملتان اختیار نمودند امیر خسرو مصحف دار شدہ و خواجہ حسن دوات دار"
"گردید۔ وچوں محمد سلطان خاں شہید بدہلی می آمد ہر دو عزیز"
"از خدمت شہزادہ فارغ می یافتند اکثر اوقات در ملازمت شیخ"
"بسر می بردند۔ ورفتہ رفتہ عاشقی ومعشوقی ایشاں شہرت یافتہ بجائے"
"رسید کہ صاحب غرضاں بعرض شہزادہ رسانیدند کہ ہمہ خلق ایشاں را"
"بزبان گرفتہ از اہل ملامت میدانند قابل خدمت نزدیک نیند"
"امیر خسرو دراں وقت غزلے کہ مطلعش این است گفت "
"زیں دل خود کام کارمن برسوائی کشید   خسروا فرمان دل بردن ہمیں بار آورد"
"بعدہٗ محمد سلطان خاں شہید از روئے مصلحت خواجہ حسن را از"
"مصاحبت واختلاط امیر خسرو منع فرمود۔ اما چوں سررشتۂ محبت"
"میان ایشاں استحکام داشت براں منع سودے مترتب نشد۔"
"واہل غرض باز ایں معنی بمحمد سلطان خاں شہید عرض کردند۔ و دریں"
"کرت محمد سلطان اعراضی شدہ تازیانہ چند بر خواجہ حسن زد۔ وخواجہ حسن"
"چوں از انجا بیروں آمد راست بخانہ امیر خسرو رفت۔ و بمحمد سلطان خاں"
"شہید ہماندم ایں خبر رسید تعجب نمود و یکے از حضار مجلس کہ بر حقیقت حال"

"مطلع بود معروض داشت کہ محبت مجازی ایشاں بزیورِ حقیقت آراستہ" "شدہ است وجمالِ حال ایشاں بہ پردہ عفت وصلاح پیراستہ۔ محمد سلطان خاں" "شہید کس فرستادہ امیر خسرو را طلب نمودہ پرسید کہ محبت شما از شائبہ ہوا مبرا" "است یا نہ۔ او جواب داد کہ دعوٰی از میان ما رخت بربستہ۔ محمد سلطان خاں" "شہید گواہ طلبید۔ امیر خسرو دست از آستین برآوردہ گفت۔"

"مصرع۔ گواہ عاشق صادق در آستیں باشد۔ پس محمد سلطان خاں شہید" "دید کہ اثر تازیانہ برہماں موضع کہ بر خواجہ حسن رسیدہ بود بر دست امیر خسرو" "ظاہر است پس سکوت اختیار نمود۔ و امیر خسرو فی الفور ایں رباعی خواند"

"عشق آمد و شد چو خونم اندر رگ و پوست"
"تا کرد مرا تہی و پُر کرد ز دوست"
"اجزائے وجودم ہمگی دوست گرفت"
"نامیست مرا بر من و باقی ہمہ اوست"

عہد جہانگیری کے تصنیفات میں مولانا شاہ عبد الحق محدث دہلوی کی کتاب "اخبار الاخیار" (سنہ ۱۰۱۲ ہجری) مشہور و معروف ہے اور علامہ مؤلف نے ایک حد تک روایات کی تنقید فرمائی ہے جس سے اس سے قبل کی اکثر تالیفات بالکل بے اثر نظر آتی ہیں۔ علامہ موصوف نے امیر حسن کا ذکر ایک مستقل عنوان میں کیا ہے۔ جو کچھ وہ تحریر فرماتے ہیں وہ حسب ذیل ہے:-

اقتباس (۵) "امیر حسن بن علاء سجزی دہلوی۔ او را درمیان" "فضلائے عصر عزتے و مکانتے دیگر بود۔ درمیان مریدانِ شیخ نظام الدین بقربیت و عنا

"شیخ امتیازے داشت و در حسن معاملت و صفائے سریرت و سائر صفات
"حمیدہ یگانہ عصر بود و اوصاف تصوف موصوف۔ اور امیر خسرو تقدم
"گونہ ہست اگرچہ ہر دو مصاحب و معاصر یکدیگر بودند۔ اور اقصایدات
"در مدح سلطان غیاث الدین بلبن و در کلام امیر خسرو در مدح ایں سلطان
"کمتر چیزے تواں یافت۔ واکثر اشعار امیر خسرو در زمان سلطان غیاث الدین
"بلبن در مدح خان شہید است کہ پسر اوست و حاکم ملتان بود وامیر خسرو
"در ملازمت اوے بود۔ وایں خان شہید التماس قدوم شیخ مصلح الدین
"سعدی شیرازی از شیراز نمودہ شیخ التماس اورا مبذول نداشتہ فرمود
"پیر شدیم و میل سیر ہندوستان نماندہ۔ وآنکہ در باب ملاقات امیر خسرو
"با شیخ سعدی سخنان گویند اصلے ندارد۔ و میر حسن را کتابے است
"مسمی بفوائد الفواد درآنجا ملفوظات شیخ را جمع کردہ در غایت متانت
"الفاظ و لطافت معانی، آں کتاب درمیان خلفاء و مریدان شیخ
"نظام الدین دستورے است۔ گویند کہ امیر خسرو گفتے کاشکے تمام
"تصنیفات من بنام میر حسن بودے وایں کتاب از من بودے وایں
"سخن ناشی از غایت محبتے است کہ امیر خسرو را نسبت بہ پیر خود بود......"
"..
"مولد و منشا امیر حسن مقام دہلی است و در مدت حیات خود مجردانہ
"زیست و در آخر عمر در دیوگیر رفت و ہمانجا مدفن یافت روضۂ او
"ہمدرانجاست رحمۃ اللہ علیہ وفات او در سنہ...... است۔"

اس کے بعد جس قدر تذکرے اولیا یا شعرار کے لکھے گئے ان میں وہی واقعات اُلٹ پلٹ کے لکھے جاتے رہے جو اوپر بیان ہو چکے ہیں۔ اور اس لحاظ سے ناقابل توجہ ہیں۔ البتہ عبدالرزاق المخاطب بہ **شاہ نواز خاں** کا تذکرۃ الشعراء موسوم بہ "بہارستان" جس میں قابل مؤلف نے ایک حد تک تنقید اور تقریظ سے کام لیا ہے اس قابل ہے کہ اس کے اقتباس کے بعد یہ سلسلہ ختم کر دیا جائے۔ جو کچھ انہوں نے تحریر فرمایا ہے وہ یہ ہے۔

اقتباس (۶)۔ "خواجہ حسن دہلوی لقب وے نجم الدین بن علار سجزی است "مولد و منشائے او در دہلی است۔ میان فضلائے عصر عزتے و مکانے "داشت و در مریدان شیخ (نظام الدین علیہ الرحمہ) نیز بالتفات خاص "مخصوص بود بحسن معاملت و صفائے سریرت و سایر صفات حسنہ "یگانہ زمانہ بودہ۔ انچہ گویند در ابتدائے حال خواجہ کہ حسن و جمال و افر "وفضل و دانش کامل داشت بر دکان خبازے نشست۔ روزے "سلطان المشائخ باصحاب خود ازاں راہ میگذشت۔ امیر خسرو کہ در عنفوان "شباب بود جبین حسن دلربا دیدہ شیفتہ گردید و نزدیک دکان رفتہ بپرسید "کہ نان چگونہ میفروشی۔ حسن گفت نان در پلۂ ترازو مے نہم و خریدار را "میفرمایم کہ زر در پلہ دیگر گذارد۔ ہرگاہ زر گراں برآید مشتری را "راہی مینمایم۔ امیر خسرو گفت اگر خریدار مفلس باشد مصلحت چیست۔ "گفت درد و نیاز عوض مینمایم۔ امیر خسرو از حسن کلام حسن حیران "ماند۔ و کیفیت حال بشیخ عرض نمود۔ بحسب اتفاق دراں زودی"

"حسن ترک دکان کردہ بیشتر از اول بکسب کمالات صوری اشتغال نمود"
"اگرچہ دراں وقت بخدمت شیخ مرید نشد اما آمد و رفت میکرد"
"ایں حکایت از اکاذیب است - شیخ (عبدالحق) در اخبار الاخیار"
"آوردہ کہ بقیاس چناں در مے آید کہ امیر حسن را نسبت با امیر خسرو"
"تقدم گونہ باشد، چہ امیر حسن را در مدح غیاث الدین بلبن قصائد غرا است"
"و از امیر خسرو در مدح سلطان موصوف کمتر چیزے تواں یافت، اگرچہ"
"ہر دو معاصر و مصاحب یکدیگر بودند- چوں میانہ وے و امیر خسرو"
"الفت و محبت تمام بہم رسیدہ بود ہر دو نوکری سلطان محمد بن غیاث الدین"
"اختیار نمودہ بملتان رفتند- امیر خسرو بہ مصحف داری شہزادہ و خواجہ حسن"
"بدوات داری اختصاص یافتند- و بعد از شہادت شاہزادہ بدہلی آمدند"
"و امیر خسرو در مرثیہ او نثرے نوشتہ و بیاران دہلی فرستادہ- گویند"
"خواجہ حسن وقتیکہ شش از پنجاہ متجاوز بود بر حوض شمسی با جمعے بہ تجرع مشغول"
"بود- ناگاہ سلطان المشائخ از اں راہ می گزشت- خواجہ ایں دو بیت خواند"

سالہا باشد کہ ما ہم صحبتیم — گر ز صحبتہا اثر بودے کجا است

زہدتاں فسق از دل ما کم نکرد! — فسق مایاں بہتر از زہد شما است

"شیخ فرمود صحبت را اثرہا ست- انشاء اللہ تعالےٰ روزی باد- چوں"
"وقت انتباہ رسیدہ بود فوراً بپائے شیخ افتادہ از جمیع مناہی توبہ"
"نمود و مرید گشت و غزلے در سلک نظم کشید کہ مقطع اش ایں است-"

اے حسن توبہ آنگہے کردی — کہ ترا طاقت گناہ نماند

عہ یقیناً یہ کتابت کی غلطی ہے یہاں بجائے خسرو کے حسن ہونا چاہیے۔

"کتاب فوائد الفواد کہ مشتمل بر احوال و اقوال شیخ است تصنیف اوست"
"در غایت متانت الفاظ و لطافت معانی۔ گویند امیر خسرو گفتے کاشکے"
"تمام تصانیف من بنام حسن بودے و ایں کتاب از من۔ و ایں سخن"
"از غایت محبتے است کہ نسبت بپیر داشت۔ در شعر بسیار معتقد"
"شیخ سعدی بودہ و ہمیشہ تلاش آں روش میکرد۔ چنانکہ خود گوید۔"

حسن گلے ز گلستان سعدی آوردہ است
کہ اہل معنی گل چیں ازاں گلستانند

"لہذا او را سعدی ہندوستان می گفتہ اند و مولانا عبدالرحمن جامی"
"در بہارستان آوردہ کہ خواجہ حسن را در غزل طرز خاص است اکثر قافیہ ہائے"
"تنگ و ردیف ہائے غریب اختیار نمودہ لاجرم از اجتماع آنہا"
"شعرے اگرچہ در بادی الرائے آسان می نماید اما در گفتن دشوار است"
"بنا بریں اشعار وے را سہل ممتنع گفتہ اند۔ صاحب تاریخ فیروز شاہی آوردہ"
"کہ من کسے را در لطافت و سلامت عقل و تہذیب اخلاق مثل خواجہ حسن"
"ندیدہ ام سلاطین و اغنیا بوئے توجہ خاص داشتند۔ در آخر عمر وقتیکہ"
"سلطان محمد تغلق شاہ دہلی را خراب نمودہ دیوگیر دکن را پائے تخت"
"خود قرار دادہ موسوم بدولت آباد ساخت وے نیز بدانجا شتافت"
"و در ہماں آوان بدار الجنان منزل گزید" مخدوم اولیا" تاریخ است"
"در اخبار الاصفیا سال رحلت سنہ ہفتصد و سی و ہفت نوشتہ کہ"
"یک سال ازاں تاریخ کم است و در بالاگھاٹ دولت آباد کہ اکثر"

"مشایخ چشت مثل شاہ منتجب الدین معروف بہ زری زرنجش و برادرش"
"شاہ برہان الدین غریب و شیخ زین الدین قدس اللہ اسرارہم درآنجا آسودہ"
"مدفون گردیدہ و دراں دیار مشہور بہ حسن شیر گشتہ ۔ اشعار خواجہ مشہور است"

....

ان اقتباسات کے بعد ہم عنوانات مندرجۂ حاشیہ سے مختصراً بحث کرنا چاہتے ہیں

امیر حسن اور انکے والد کا نام بعض مولفین نے حسن کا نام جلال الدین بھی لکھا ہے مگر اجماع اسی پر ہے کہ ان کا نام نجم الدین حسن تھا، اسی کا آخری جزلے کر خود انہوں نے یا ان کے اساتذہ نے ان کا تخلص قرار دیا اور وہ ان کے حسن انتخاب اور حسن نیت سے ایسا چمکا کہ صدیوں گذر جانے اور زمانے کے سیکڑوں پلٹے کھانیکے بعد بھی فارسی کی ادبی دنیا میں ابھی تک نہایت آب و تاب کے ساتھ روشن ہے۔

فوائد الفواد کے دیباچہ میں انہوں نے خود اپنے آپ کو "حسن علاء سجزی" لکھا ہے۔ یہاں غور طلب یہ امر ہے کہ "علا" سے کیا مراد ہے۔ اور دوسرا لفظ "سنجری" ہے، جیسا کہ عوام میں مشہور ہے یا "سجزی" ہے۔ مولانا شاہ عبدالحق صاحب اخبار الاخیار اور شاہ نواز خاں صاحب تذکرہ بہارستان نے "علا" کو ان کے والد کا نام قرار دیکر اس بحث کو مختصر کر دیا ہے، لیکن اس سے یہ نہیں معلوم ہوتا کہ یہہ لفظ علاء الدین یا کسی دوسرے لفظ کا امالہ یا اختصار ہے یا ان کا نام صرف اسی قدر تھا۔ اسپرنگر جس نے اودھ کے کتب خانۂ شاہی کی کتابوں کی فہرست نہایت محنت سے مرتب کی ہے، ان کے والد کا نام صاف طور سے

علاء الدین لکھا ہے۔ معلوم نہیں ہوتا کہ اس کے پاس اس کی کوئی سند بھی تھی یا محض "علا" کو علاء الدین کا اختصار سمجھ کر ایسا لکھ دیا ہے۔ یہ امر کہ اس سے سلطان علاء الدین خلجی سے انتساب مقصود ہے جس کے زمانہ میں انہیں ایک حد تک عروج ہوا بظاہر قرینِ قیاس نہیں معلوم ہوتا کیونکہ اگر ایسا ہوتا تو اس بادشاہ کی دوسری انتسابی اشیاء کی طرح وہ بھی لفظ "علائی" سے ظاہر کیا جاتا نہ کہ محض لفظ "علا" سے۔

دولت آباد جو ممالک محروسہ سرکار آصفیہ حیدرآباد دکن کا ایک مشہور قصبہ اور امیر حسن کا مدفن ہے وہاں کے عوام الناس میں وہ "حسن شیر" کے نام سے مشہور ہیں۔ ایک غزل میں وہ خود بھی فرماتے ہیں۔

شیر دل خواندن حسن را لطف بود
نے سگِ خود خواں کہ جاہ دیگر است

حضرت سلطان المشائخ نظام الدین اولیا اپنے مخصوص اور چہیتے مریدوں کو بعض اوقات بعض پیار کے ناموں سے یاد فرمایا کرتے تھے۔ چنانچہ امیر خسرو کو "ترک اللہ" فرماتے تھے۔ امیر موصوف خود ایک شعر میں اس کی طرف اشارہ کرتے ہیں۔

بر زبانت چوں خطاب بندہ "ترک اللہ" رفت
دست "ترک اللہ" گیر و ہم بہ اللہش سپار

ممکن ہے کہ امیر حسن کو بھی سلطان المشائخ نے کسی وقت ان کے ترک و تجرد کی بنا پر "شیر دل" فرمایا ہو جیسا کہ اُن کے اشعار مذکورہ بالا سے مترشح ہوتا ہے

اور وہ مختصر ہو کر صرف شیر رہ گیا ہو' لیکن زیادہ تر رجحان اسی طرف معلوم ہوتا ہے کہ عوام الناس نے لفظ "شاعر" کو بگاڑ کر "شیر" کر دیا ہے حضرت سلطان المشائخ کی صحبت میں کئی بزرگ تھے جو حسن کے نام سے موسوم تھے۔ ان میں تمیز کرنے کے لیے ہر شخص کے نام کے ساتھ اس کی صفت بڑھا دی جاتی تھی۔ مثلاً ایک حسن شاعر کہلاتے تھے دوسرے حسن قوال کے نام سے مشہور تھے۔ یہ قوال سلطان المشائخ کے پسندیدہ اور مقبول قوالوں میں تھے اور اس قافلہ میں شریک تھے جسے دہلی چھڑوا کر قسمت دولت آباد کھینچ لائی تھی۔ اور اس لیے ان امتیازی الفاظ کا قایم رکھنا اور زیادہ ضروری ہو گیا ہو گا۔

لفظ "سنجری" کے متعلق ہمارا خیال ہے کہ کاتبوں کی غلطی سے اس لفظ نے یہ صورت اختیار کر لی ہے' ورنہ فی الحقیقت وہ "سجزی" ہے جو "سگزی" کی معرب شکل ہے "فوائد الفواد" جو اسی سال قبل دہلی کے فخر المطابع میں چھپی ہے اور جو اس وقت ہمارے پیش نظر ہے اس میں صاف طور سے حسن علا سجزی لکھا ہے۔ ہندوستان کے شرفا کے خاندانوں کی تاریخوں پر نظر ڈالنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اکثر اور بیشتر خاندان عرب سے نکل کر ایران' افغانستان اور دوسرے قرب و جوار کے ممالک میں آباد ہوئے اور اس کے بعد وقتاً فوقتاً ہندوستان آتے رہے ہیں ایسے خاندان شاذ ہی ہونگے جو براہِ راست عرب سے آکر ہندوستان میں آباد ہوئے ہوں اس بنا پر قوی قیاس یہی ہے کہ حسن کا خاندان بھی عرب سے نکل کر پہلے سیستان یا سجستان میں آکر آباد ہوا اور اس کے بعد ہندوستان آیا۔ اس لحاظ سے انہیں "سنجری" نہیں بلکہ "سجزی" کہنا صحیح ہوگا۔ اس قیاس کی تائید

اِس سے بھی ہوتی ہے کہ دنیائے اسلام میں کوئی شہر یا قصبہ "سنجر" کے نام سے موسوم نہیں ہے۔ سنجار البتہ ایک شہر ہے جس کی نسبت "صاحب معجم البلدان" لکھتے ہیں کہ وہ "جزیرہ (عراق عرب) کا ایک مشہور اور آباد شہر ہے۔ موصل سے تین روز کی مسافت پر ایک بلند پہاڑ کے دامن میں واقع ہے .... یہ شہر اکثر اہلِ علم وادب اور شعراء کا مولد اور مسکن رہا ہے۔ منجملہ ان کے ہمارے زمانہ میں اسعد ابن یحییٰ بن موسیٰ بن منصور شاعر ہیں، جو بہائے سنجاری کے خطاب سے یاد کیے جاتے ہیں"۔ اگر حسن کے خاندان کا تعلق اس شہر سے ہوتا تو وہ بھی وہاں کے دوسرے باشندوں کی طرح "سنجری" نہیں بلکہ "سنجاری" کہلاتے۔ "صاحب معجم البلدان" سیستان یا سجستان کے متعلق جو کچھ لکھتے ہیں وہ بھی سُن لیجیے:-

"سجستان یا (سیستان) اقلیم سوم میں واقع ہے۔ اس کا صدر مقام زرنج ہے جو ہرات سے جانب جنوب اسّی فرسخ کے فاصلہ پر واقع ہے یہ ریگستانی حصّہ ہے جس میں کھجور کے درخت بکثرت پائے جاتے ہیں۔ وہاں کے باشندے مضبوط قوی ہیکل اور بہادر ہوتے ہیں۔ رستم وہیں کا رہنے والا تھا۔ وہاں کے اہل علم جو مشہور ہوئے ہیں مثلاً ابو احمد خلف، ابی بکر الشافعی، دعلج عبداللہ بن سلیمان وغیرہ وہ سب "سجزی" کہلاتے ہیں"۔

اب صرف ایک صورت باقی رہ جاتی ہے اور وہ یہ ہے کہ امیر حسن کے خاندان کا کوئی تعلق سُلطان سنجر سلجوقی یا اس نام کے کسی دوسرے شخص سے ہو اور اس نسبت سے اس خاندان کے لوگ اپنے آپ کو "سنجری" لکھتے ہوں۔ لیکن اس کا پتا نہ کسی تاریخ سے چلتا ہے اور نہ کہیں انھوں نے اپنی کسی نظم یا نثر میں اس کی طرف اشارہ کیا ہے، اس لیے جب تک مزید انکشاف نہ ہو انھیں "سجزی" ہی کہنا مناسب ہوگا۔

امیر حسن کا مولد و منشا | تمام تذکرہ نویسوں نے ان کا مولد دہلی بتایا ہے لیکن یہ صحیح نہیں ہے۔ انھوں نے خاقانی کے قصیدہ پر ایک قصیدہ لکھا ہے "مجرا داشتہ ومینا داشتہ" جس میں اپنی نسبت فرماتے ہیں :۔

پروردہ فضل ایزدش، ارشاد غیبی مرشدش
بودہ بدایوں مولدش، دہلی است منشا داشتہ

پورا قصیدہ کلیات میں موجود ہے جو ملاحظہ فرمایا جا سکتا ہے۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ انکا مولد دہلی نہیں بلکہ بدایون تھا۔ بدایون اس زمانہ میں قبۃ الاسلام کہلاتا تھا اور ایک صوبہ کا صدر مقام اور مہتم بالشان شہر تھا۔ یہ بتانا کہ ان کے والد وہاں کے مستقل باشندے تھے، یا کسی کاروبار کے سلسلے میں وہاں مقیم تھے اور امیر حسن کس عمر تک وہاں رہے، بغیر کسی مزید مواد کے محال ہے۔ شیخ جمالی نے اپنی کتاب سیر العارفین میں یہ فقرہ لکھا ہے۔

خواجہ علا سجزی با جمع یاران خود در کنارہ حوض شراب میخورد، و او را با حضرت شیخ (حضرت نظام الدین اولیا، علیہ الرحمہ) در مبدء حال در بدایون آشنائی وصحبت بودہ است پیدا گشت۔"

اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ حسن بدایون میں اتنی عمر تک رہے کہ ان پر بدایون میں حضرت شیخ سے آشنائی اور ہم صحبتی کا اطلاق ہو سکتا ہے، لیکن یہ بالکل لغو ہے۔ حضرت سلطان المشایخ ۶۳۳ھ ہجری میں پیدا ہوئے اور (۱۶) سال کی عمر یعنی ۶۴۹ھ ہجری میں دہلی تشریف لے آئے[1]۔ اس سے دو تین سال بعد امیر حسن پیدا ہوئے جیسا کہ ہم آگے چل کر ثابت کرینگے۔ پس حسن کا مبدا ر

[1] سیر الاولیاء مولفہ امیر خورد

جاں ہیں بدایون میں حضرت شیخ سے آشنا اور ہم صحبت ہونا صحیح نہیں ہو سکتا۔ یہ واقعہ بھی شراب خواری کے واقعہ کی طرح جس سے ہم آئندہ بحث کرینگے، بے بنیاد معلوم ہوتا ہے۔ دہلی میں ان کا نشو و نما ہونا مسلم ہے جیسا کہ خود ان کے بیان سے ظاہر ہے۔

سال پیدائش اور امیر خسرو سے عمر کا مقابلہ

امیر حسن کا سالِ پیدائش کسی تذکرہ یا کتاب میں نہیں ملتا۔ ہمارے اکثر تذکرہ نویس حضرات اسے ایک غیر ضروری امر خیال فرماتے رہے ہیں حالانکہ کسی شخص کی سیرۃ یا تذکرہ میں اس کا ظاہر کرنا لازم اور ضروری ہے۔ ہم نے اس بارہ میں جو کاوش کی تھی وہ بھی قابلِ ذکر ہے۔ ہمارا سلسلۂ استدلال اس طرح تھا کہ امیر حسن حضرت نظام الدین اولیا کے ملفوظات موسوم بہ "فوائد الفواد" میں جو ۷۰۷ھ ہجری سے شروع ہوتی ہے تحریر فرماتے ہیں کہ ایک سال قبل جب سے میں مرید ہوا میں نے شیخ کے ملفوظات لکھنے شروع کیے ہیں۔ اس سے بلا شک و شبہ مرید اور تائب ہونے کا سال ۷۰۶ھ ہجری قرار پاتا ہے شاہ نواز خاں، صاحب تذکرۂ "بہارستان" جو ہماری رائے میں تمام متاخر تذکرہ نویسوں میں سب سے زیادہ معتبر اور مستند ہیں مرید ہونے کے وقت اُن کی عمر ۵۶ سال اور وفات کی تاریخ "مخدوم الاولیا" یعنی ۷۳۸ھ ہجری قرار دیتے ہیں۔ گویا ۷۰۶ھ ہجری یعنی مرید ہونے کے بعد ۷۳۸ھ ہجری تک امیر موصوف ۳۲ سال بقید حیات رہے۔ اس حساب سے ان کی عمر ۳۲ + ۵۶ = ۸۸ سال قرار پاتی ہے۔ اتنا معلوم ہو جانے کے بعد ان کے سال پیدائش کا دریافت کر لینا کچھ مشکل نہ تھا اگر ۸۸ کا عدد ۷۳۸ سے منہا کر دیا جائے تو سالِ پیدائش ۶۵۰ھ نکل آتا ہے۔ لیکن ہمارے اس حساب میں دو سال کی کمی رہ گئی تھی جیسا کہ ہمیں بعد کو معلوم ہوا۔

انڈیا آفس کے کتب خانہ کی فہرست کتب فارسی کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے، امیر حسن کے دیوان کا جو قلمی نسخہ وہاں موجود ہے اس کا دیباچہ خود انہوں نے نثر میں لکھا ہے، جس میں منجملہ دوسرے امور کے تحریر فرماتے ہیں کہ "۷۱۵ھ ہجری میں جبکہ میری عمر ۶۴ سال کی تھی میں نے یہ دیوان مرتب کیا۔ اس حساب سے ۶۴ کے عدد کو ۷۱۵ سے خارج کردیا جائے تو ۶۵۱ھ ہجری مطابق ۱۲۵۳ء نکل آتا ہے جو ان کی پیدائش کا صحیح سال ہے۔ حضرت امیر خسرو کا سالِ پیدائش مسلم طور سے ۶۵۱ھ ہجری ہے، جیسا کہ وہ خود ایک قصیدہ میں فرماتے ہیں۔

کنوں کہ ششصد و ہشتاد و چار شد تاریخ

مرا ز سی و سہ آمد نوید سی و چہار

یعنی ۶۸۴ھ ہجری میں میرا چونتیسواں سال شروع ہوتا ہے۔ اس لیے مولانا شیخ عبدالحق، صاحب اخبار الاخیار کا یہ فرمانا کہ "امیر حسن را بر امیر خسرو گونہ تقدم، ست" (ملاحظہ ہو انتخاب نشان ۵) صحیح نہیں ہے۔ بلکہ حقیقت حال یہ ہے بلحاظ عمر امیر حسن، امیر خسرو سے ایک سال چھوٹے تھے۔ شیخ صاحب جس دلیل سے اِس نتیجہ پر پہنچے ہیں وہ بھی صحیح نہیں ہے شیخ صاحب کا استدلال یہ ہے کہ "امیر حسن کے قصیدے غیاث الدین بلبن کی تعریف میں ہیں مگر امیر خسرو کے کلام میں ان کا کہیں پتا نہیں چلتا۔ شیخ صاحب کا یہ استدلال مختلف وجوہ سے کمزور اور محل نظر ہے"۔

اول تو محض کسی بادشاہ کی مدح نہ کرنے سے لازمی طور سے عمر یا زمانہ کا تخمینہ یا اندازہ نہیں ہو سکتا کیونکہ یہ امر بآسانی ممکن ہے کہ دو شاعر ایک ہی وقت اور زمانہ میں

ہوں اور ایک نے بادشاہ وقت کی مدح میں قصائد لکھے ہوں اور دوسرے نے نہ لکھے ہوں۔ محض تقدم اور تاخر کا معیار یہ نہیں قرار پا سکتا۔

دُوسرے یہ کہ امیر حسن کے جتنے کلیات ہماری نظر سے گذرے اور جن کی تعداد نو دس سے کم نہیں، اور جن میں سے اکثر مختلف شاہی کتب خانوں کے نسخے تھے ان میں سے کسی ایک نسخہ میں بھی غیاث الدین بلبن کی مدح میں ایک شعر بھی نہیں پایا گیا، نہ بحیثیت سلطان ناصر الدین کے وزیر اور مختار کل کے اور نہ بحیثیت بادشاہ کے۔

تیسرے۔ اور سب سے اہم امر یہ ہے کہ غیاث بلبن ۶۶۴ھ ہجری میں بادشاہ ہوا۔ اس وقت امیر خسرو کی عمر تقریباً ۱۳ سال اور امیر حسن کی تقریباً ۱۲ سال کی تھی۔ امیر حسن اپنے اس دیوان کے دیباچہ میں جس کا ذکر ہم اوپر کر آئے ہیں، تحریر فرماتے ہیں کہ میں نے تیرہ سال کی عمر سے شعر کہنا شروع کیا اس لیے یہ کس طرح ممکن ہے کہ انھوں نے ۶۶۴ھ ہجری سے پہلے جبکہ غیاث الدین بلبن صرف الغ خاں کے خطاب سے یاد کیا جاتا تھا اس کی مدح میں کچھ لکھا ہو۔ حقیقت یہ ہے کہ امیر حسن کے کسی دیوان میں بھی جو ہماری نظر سے گزرے ہیں بجز سلطان علاء الدین اور اس کے خاندان کے کسی بادشاہ یا امیر کی مدح میں ایک شعر بھی نہیں ہے۔ خود ان کے مرتبہ کلیات میں بھی جو انڈیا آفس میں ہے، غیاث الدین بلبن کی مدح میں کوئی قصیدہ نہیں پایا گیا۔ مولانا شیخ عبدالحق ان لوگوں میں نہیں ہیں، جن کی نسبت یہ گمان کیا جائے کہ انھوں نے بغیر کسی بنیاد کے یوں ہی ایک لغویات لکھدی ہوگی۔ اس خلش کو دور کرنے اور اس معمے کو حل کرنے کے لیے ہمیں بہت زحمت اُٹھانی پڑی۔ مختلف تاریخوں اور تذکروں کی ورق گردانی کے بعد جو بات سمجھ میں آتی ہے وہ یہ ہے کہ "الغ خاں"

کے خطاب نے مولانا موصوف کو غلطی میں ڈال دیا ہے۔ سلطان ناصرالدین محمود جو سلطان شمس الدین التمش کا چھوٹا بیٹا تھا۔ سنہ ۶۴۴ ہجری م ۱۲۴۶ء میں اپنے بھتیجے سلطان علاءالدین مسعود کی جگہ پادشاہ ہوا۔ ناصرالدین ہندوستان کے ان مسلمان بادشاہوں میں تھا جن کی زندگی خلفائے راشدین کی زندگی کا نمونہ تھی۔ شجاع، عابد، زاہد اور بیحد خدا ترس تھا۔ تخت نشینی کے دن اس نے ملک غیاث الدین بلبن کو جو سلطان شمس الدین التمش کے "بندگان چہل گانی" میں اور اس کا داماد تھا اور مختلف پادشاہو کے زمانہ میں باز دار خاصہ، میر شکار اور امیر حاجب رہ چکا تھا اپنا وزیر بنایا اور خانِ اعظم "الغ خاں" کا خطاب دیکر تمام سلطنت کا کاروبار اس کے سپرد کردیا۔ سلطان ناصرالدین کی بیس سالہ حکومت میں تمام سلطنت کا نظم و نسق اسی کے ہاتھ میں تھا اور وہی مختار کُل تھا۔ اور عام طور سے "الغ خاں" کے خطاب سے پکارا جاتا تھا سلطان ناصرالدین کی وفات کے بعد خود پادشاہ ہوا۔ غیاث الدین بلبن کے پوتے سلطان معزالدین کی سہ سالہ پادشاہی کے بعد "خاندان غلامان" کا خاتمہ ہوگیا۔ اور خلجیوں کا ستارۂ اقبال چمکا۔ ان میں پہلا پادشاہ سلطان جلال الدین خلجی تھا۔ اسے فریب اور دغا سے اس کے بھتیجے اور داماد علاءالدین نے مار ڈالا۔ علاءالدین نے سنہ ۶۹۵ ہجری میں ملک کو دوسرے دعویداروں سے پاک و صاف کرکے سریر سلطنت پر قدم رکھا اور اپنے چھوٹے بھائی الماس بیگ کو جس کا جلال الدین کے قتل میں بڑا حصّہ تھا "الغ خاں" کا خطاب دیا۔ اسے سلطنت کے انتظام میں بڑا دخل تھا اسی لحاظ سے بیچارے شعراء کو اس کی خوشامد بھی کرنی پڑتی تھی۔ یہی خطاب ہے جس سے مولانا شیخ عبدالحق کو غلط فہمی واقع ہوئی۔ امیر حسن کے متعدد قصائد اور

قطعات اسی "الغ خاں" یعنی الماس بیگ کی مدح میں ہیں نہ کہ غیاث الدین بلبن کی مدح میں۔ اس دعوے کی تائید میں بجز اس کے کوئی چارہ نہیں کہ "الغ خاں" کی مدح کے چند اشعار پیش کر دیے جائیں جس سے یہ معاملہ صاف ہو جائے۔ پہلی نظم جو امیر حسن کے دیوان میں "الغ خان" کی مدح میں ملتی ہے وہ اس طرح شروع ہوتی ہے۔

مدار مُلک کشور گیر عالم　　معز الحق "الغ خان" معظم
گرامی گوہر الماس کوکب　　ورا نصرٌ من اللہ نقش خاتم

"الماس" کا لفظ صاف طور سے "الماس بیگ" کی طرف اشارہ کر رہا ہے۔

معز الحق والدنیا "الغ خان" زمان داور　　کہ دار داو ز تائید ازل از لا مکاں دولت
فلک سر بر در ایں خانہ می مالد چو می داند　　کہ ہرگز سر نہ پیچد زیں مبارک خانداں دولت

"خانہ" اور "خاندان" دونوں الفاظ بتا رہے ہیں کہ شاعر کا ممدوح یعنے "الغ خاں" اور بادشاہ وقت دونوں ایک ہی خاندان کے ارکان تھے۔ کیفیت اگر پائی جاتی تھی تو علاء الدین اور الماس بیگ میں پائی جاتی تھی۔ سلطان ناصر الدین اور غیاث الدین بلبن گو رشتہ دار ہوں مگر نسلاً ایک خاندان کے ارکان نہ تھے۔

تیسرا انتخاب اور زیادہ صحیح اور صاف ہے۔

خلق در سایۂ اقبال الغ خانی باد　　سایۂ دولت شہ بر سرش ارزانی باد
شہ ز تاریخ ازل ثانی اسکندر شد　　شاہ اقبال تو تا حشر ہمہ ثانی باد

اس میں "ثانی اسکندر" کے الفاظ اس خطاب کی طرف اشارہ کر رہے ہیں جو سلطان علاء الدین نے متواتر کامیابیوں کے نشہ سے مست ہو کر اپنے لیے مقرر کیا تھا اگر مزید ثبوت کی ضرورت رہ گئی ہو تو یہ اشعار ملاحظہ ہوں۔

بزور بازواں عالم کشادی — ازیں اقبال برخوردار بادی
مقرر بر تو ہر چہ از بازوت خاست — الغ خان معظم بازوئے راست
خضر خان و مبارک شمع گلشن — دو چشم ملک ملک از ہر دو روشن

خضر خاں اور مبارک خاں سلطان علاء الدین کے بیٹے تھے۔ ان کے علاوہ اور بہت سے اشعار ہیں جو صاف بتا رہے ہیں کہ امیر حسن کا ممدوح "الغ خاں" الماس بیگ تھا نہ کہ غیاث الدین بلبن اور مولانا شیخ عبدالحق صاحب جس نتیجہ پر پہنچے ہیں وہ غلط ہے۔

نسب و مذہب ہمارے مکرم اور معظم دوست مولانا مولوی عبدالقدیر صاحب بدایونی یہ سنکر بہت خوش ہوئے تھے کہ امیر حسن کا مولد بدایون تھا اور فرمایا تھا کہ ان کا نسب معلوم ہو جائے تو شاید ہم لوگ اس کا پتا چلا سکیں کہ آیا ان کا خاندان وہاں کا باشندہ تھا یا ان کے بزرگ بہ سلسلۂ ملازمت وغیرہ وہاں مقیم تھے جو یندہ یابندہ ان کے کلیات کو بنظر امعان دیکھنے سے بعض اشعار ایسے مل گئے جن میں انہوں نے اپنے نسب کی طرف اشارہ فرمایا ہے۔ ایک فخریہ قطعہ میں جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ بعض لوگوں کے اعتراض کا جواب ہے۔ فرماتے ہیں۔

بحر را مایہ از چو من ابریست — بہتریں دُر و کہتریں مطرم
از سخن آبم از تواضع خاک — لاجرم مہربان و مہر درم
شکم از غصہ پارہ کرد صدف — چوں شنید آبداریٔ گہرم
باز بعضے خسان و بد دہناں — زیں دُرر منکر اند و زیں غدرم
طعن ایں در سخن کنند مباد — ضرب شاں چیست یک شبہ سپرم

چار مادر کنند و ہفت پدر — من زیک مادر و زیک پدرم
دست در شاخ من زنند مباد — کہ بہ بیخ کسے رسد تبرم
در دنیا سرائے بولہبیت — من بہ عزت ازیں سرا بدرم
خانۂ بولہب چہ جائے قرار — چوں در مصطفےٰ است مستقرم
قرشی الاصل، ہاشمی نسبم — کز ہوایش برآمد ایں شجرم

اس سے ان کا ہاشمی النسب ہونا ظاہر ہے۔ امید ہے کہ جناب مولانا عبدالقدیر صاحب بدآیونی کے سادات کے شجرے ملاحظہ فرما کر اس مسئلہ پر کوئی مزید روشنی ڈال سکیں گے۔

ان کا زمانہ ان کا کلام، ان کی صحبت، اور ان کی ارادت صاف بتا رہی ہے کہ وہ صوفی اور حنفی المذہب تھے۔

تعلیم سلطان غیاث الدین بلبن کا عہد جو ۶۶۴ھ م ۱۲۶۶ء سے شروع ہو کر ۶۸۵ھ م ۱۲۸۶ء میں ختم ہوتا ہے، امیر حسن اور امیر خسرو دونوں کی تحصیل علم کا زمانہ تھا۔ امیر خسرو کی تعلیم کے متعلق باوجود خود ان کی کشادہ زبانی اور باوجود ان کے حالات سے طبقۂ شعراء اور صوفیہ کو اس قدر دلچسپی کے آج تک یہ نہ معلوم ہو سکا کہ انہوں نے کیا کیا علوم پڑھے اور کن کن استادوں سے پڑھے تھے تو بیچارے حسن سے بستہ زبان اور بمقابلہ اپنے دوست امیر خسرو کے غیر معروف شخص کی تعلیم کے متعلق یہ بتانا کہ ان کی تعلیم میں کن کن بزرگوں نے حصہ لیا اور وہ کس حد تک تھی تقریباً محال ہے۔ البتہ اتنا معلوم ہے کہ یہ زمانہ علمی اور ادبی ترقی کے لحاظ سے ایک غیر معمولی زمانہ تھا۔ غیاث الدین بلبن کی خوش قسمتی اور اقبال مندی تھی کہ اس کے عہد حکومت میں ایشیا کے تیس چالیس ایسے حکمران جنھیں تاتاری مغلوں کے

قیامت خیز طوفان نے اپنے ممالک سے نکلنے پر مجبور کر دیا تھا دہلی میں مقیم اور اس کی دربار کی زیبایش اور رونق تھے۔ بلبن ان سب کی تعظیم و تکریم میں بیحد مبالغہ کرتا تھا، اور سب کے لیے معقول وظائف مقرر کر رکھے تھے۔ ان میں سے بعض حکمران خود ذیعلم تھے اور اکثروں کے ساتھ ایسے لوگ تھے جس کا شمار علماء اور فضلاء میں ہوتا تھا۔ انھوں نے خود دہلی کے اہل فضل و کمال کے ساتھ ملکر ایک ایسا علمی مجمع قایم کر دیا تھا جس کی نظیر ملنی مشکل تھی۔ مولانا ضیاء الدین برنی اپنی تاریخ میں لکھتے ہیں کہ

" اس عصر کو خیر الاعصار کہیں تو کچھ بیجا نہیں کیونکہ وہ بڑے بڑے معتبر سادات مشہور علماء اور ذی ہمت امراء کی ذات بابرکات سے مزین تھا۔ سادات میں قطب الدین شیخ الاسلام شہر (جد بزرگوار قاضیان بدایوں) اور سید منتجب الدین و سید جلال الدین پسر سید مبارک و سید عزیز و سید معین الدین سامانہ و سادات گردیزد و سادات عظام کیتھل و سادات جنجیر و سادات بیانہ و سادات بدایوں وغیرہ صحت نسب اور بزرگی حسب میں عدیم المثال تھے۔ طبقۂ علما اور صوفیہ میں مولانا برہان الدین بلخ مولانا برہان الدین بزاز، مولانا نجم الدین دمشقی شاگرد مولانا فخر الدین رازی، مولانا سراج الدین سجزی، مولانا شرف الدین دیوالجی، صدر جہاں منہاج الدین جرجانی قاضی رفیع الدین کازرونی، قاضی شمس الدین مزاحی و قاضی رکن الدین سامانہ سے بزرگ شریک تھے۔"

اس علمی فضا اور اس ماحول میں امیر حسن، امیر خسرو اور شاہزادہ سلطان محمد (جس کے حالات سے ہم آئندہ بحث کرینگے) نے پرورش اور تعلیم پائی تھی۔ گو ہم امیر حسن کے اساتذہ کے نام اور ان کی تحصیل علم کی حد نہ بتا سکیں مگر جو کچھ ان کی

تصنیفات اور تالیفات سے ظاہر ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ فارسی کی نظم و نثر پر وہ بدرجۂ کمال قدرت رکھتے تھے فارسی اس زمانہ کے مسلمانوں کی تقریباً مادری زبان تھی۔ عربی میں اگرچہ ان کی کوئی معتدبہ نظم یا نثر ہماری نظر سے نہیں گذری مگر جس طرح وہ عربی کے نقرے جابجا اپنے کلام میں استعمال کرتے ہیں اس سے معلوم ہوتا ہے کہ انہیں عربی زبان پر بھی عبور تھا۔ میرے والد مرحوم مولانا احمد علی سابق سررشتہ دار کمشنری و رزیڈنسی دہلی، صاحب "قصر عارفان" جو سلاسل اور حالات صوفیہ میں نایاب کتاب ہے تحریر فرماتے ہیں کہ امیر حسن کی "قواعد النحو" نحو عربی میں ایک مشہور اور معروف کتاب تھی۔ اس سے ان کی عربی دانی کا مزید ثبوت ملتا ہے۔ مولانا ضیاء برنی ان کی نسبت لکھتے ہیں۔ کہ انہیں اخبار سلاطین واکابر علمائے بزرگ دہلی کے حالات سے بڑی واقفیت تھی جس کے معنی یہ ہوئے کہ انہیں تاریخ پر بھی نظر تھی اس سے زیادہ ان کی تعلیم کے متعلق ہم کوئی روشنی نہیں ڈال سکتے۔

امیر حسن اور امیر خسرو کی ملاقات

اقتباس نشان (۴) ملاحظہ فرمائیے تو آپ کو معلوم ہوگا کہ صاحب "تاریخ فرشتہ" کی روایت کے مطابق ایک دن حضرت سلطان المشائخ مع اپنے ساتھیوں کے بازار سے گزر رہے تھے۔ امیر خسرو کی جوانی کا زمانہ تھا وہ بھی ہمراہ تھے۔ خواجہ حسن شاعر جو بڑے صاحب حسن جمال تھے ایک نان فروش کی دکان پر بیٹھے تھے امیر خسرو انکا حسن جمال دیکھ کر فریفتہ ہو گئے دکان کے پاس جاکر پوچھا کہ روٹی کس انداز سے بیچتے ہو۔ حسن نے کہا کہ ترازو کے ایک پلڑے میں روٹی رکھتا ہوں اور خریدار سے کہتا ہوں کہ دوسرے پلڑے میں نقد رکھے جب نقد کا پلڑا جھک جاتا ہے تو خریدار کو چلتا کر دیتا ہوں۔ امیر خسرو نے کہا اگر خریدار نادار ہو تو کیا کرتے ہو

کہا نقد کی جگہ درد و نیاز بھی قبول کر لیتا ہوں - امیر خسرو خواجہ حسن کا یہ انداز بیان اور حسن کلام سنکر حیران رہ گئے اور یہ کل کیفیت شیخ کی خدمت میں عرض کی۔ ادھر حسن کو دردِ طلب دامنگیر ہوا، اسی زمانہ میں دکان بند کر کے علوم اور کمالات ظاہری کے حصول میں کوشش کرنے لگے اگرچہ اس وقت مرید نہیں ہوئے مگر شیخ کی خانقاہ میں آنے جانے لگے اور ان میں اور امیر خسرو میں گہری دوستی ہو گئی"۔

جہانتک ہم واقف ہیں اس افسانہ کو سب سے پہلے ابو القاسم فرشتہ ہی نے شروع کیا اور وہ ایسا عام ہو گیا کہ اس سے ہمارے زمانہ کے ایسے اصحاب بھی جن سے تنقید کی بہت کچھ امید ہو سکتی تھی نہ بچ سکے۔ شاہ نواز خاں صاحب "تذکرہ بہارستان" نے البتہ اس حکایت کو "اکاذیب" میں شمار کیا ہے لیکن اس کے وجوہ نہیں بتائے ہمیں اس معاملہ میں شاہ نواز خاں کی رائے سے پورا اتفاق ہے اور اس کے جو وجوہ ہمارے ذہن میں آتے ہیں وہ عرض کرتے ہیں۔

اول- فرشتہ نے مطلق یہ نہیں بتایا کہ اسے یہ حکایت کہاں سے ملی اور اس کے پاس اس کی صحت کی کیا سند ہے۔ یہ صحیح ہے کہ فارسی مورخ اور تذکرہ نویس اور خصوصًا سیر الاولیا، کے مولفین ماخذ یا سلسلہ روایت کی مطلق پروا نہیں کرتے مگر ان کی اس عادت کی بنا، پر ان کی ہر لکھی ہوئی حکایت قابل اعتبار نہیں متصور ہو سکتی۔

دوسرے- یہ حکایت ایسی دلچسپ ہے کہ اگر اس کی کوئی حقیقت ہوتی تو مولانا ضیاء الدین برنی اور امیر خورد جنھوں نے امیر حسن کے چشم دید حالات لکھے ہیں کبھی اسے چھوڑ نہ سکتے تھے۔ امیر خورد نے سیر الاولیا، میں حضرت سلطان المشائخ کی کرامتوں کا

ایک عنوان قایم کیا ہے اگر فی الحقیقت اس روایت کی کوئی حقیقت ہوتی تو امیر خورد ضرور اسکا ذکر کرتے۔ ایک نان پز کے دل میں ایک نگاہ سے درد طلب کا پیدا کر دینا کیا کم کرامت ہو سکتی ہے۔

تیسرے۔ اس حکایت سے معلوم ہوتا ہے کہ امیر حسن اور امیر خسرو میں ملاقات کا یہ پہلا موقع تھا۔ حالانکہ مولانا ضیاء الدین برنی جو ان دونوں حضرات کے معاصر اور ہم صحبت دوست تھے فرماتے ہیں کہ ان دونوں استادوں میں میل جول اور آمد و رفت اور دوستی کا سبب میں ہوا ہوں۔ اس سے ظاہر ہے کہ باہم تعارف کا سبب مولانا ضیاء الدین تھے نہ کہ وہ بازاری ملاقات جس کا ذکر فرشتہ کرتا ہے۔

چوتھے۔ امیر حسن کے حُسن و جمال کا تذکرہ کسی معاصر مورخ نے نہیں کیا ہے، اگر ایسا ہوتا تو ان میں سے کوئی شخص ضرور اس کی طرف اشارہ کرتا جیسا کہ ان کے حُسن اخلاق، عمدہ عادات یا ترک و تجرد کا ذکر کیا گیا ہے۔

پانچویں۔ فرشتہ نے یہ حکایت جن الفاظ میں کی ہے، اس سے خود اس کی خامی اور عدم صداقت کا اظہار ہوتا ہے۔ وہ لکھتا ہے کہ "خواجہ حسن ..... در دکان خبازے نشستہ بود" اس سے ہرگز یہ نہیں ظاہر ہوتا کہ وہ "نان فروشی" کرتے تھے اور جب وہ نان فروش نہ تھے تو امیر خسرو کا ان سے مزاحاً بھی یہ سوال کرنا کہ "نان چگونہ میفروشی" کس قدر بے موقع، خلاف تہذیب اور غیر قرین قیاس ہے۔

چھٹے۔ جو لوگ سلطان المشایخ حضرت نظام الدین اولیاء علیہ الرحمہ کے مریدوں کے اعتقاد اور طریقہ عمل سے واقف ہیں اور جس کی شہادت مختلف

کتابوں سے ملتی ہے وہ ایک لحظہ کے لیے بھی یہ باور کرنے کے واسطے آمادہ نہ ہونگے کہ سلطان المشایخ مع اپنے خاص مریدوں کے بازار سے گذر رہے ہوں اور ان میں کوئی بھی اس کی جرأت کرسکے کہ ایک نوجوان لڑکے کو نان بائی کی دکان پر بیٹھا دیکھ کر اس سے چہل اور مذاق کرنے کے لیے حضرت کا ساتھ چھوڑ کر چلا جائے۔ اور وہ بھی امیر خسرو سے مرید جو ابتدائے ارادت سے آخر دم تک سلطان المشایخ کے شمع جمال کے پروانے تھے اور خلوت و جلوت میں سایہ کی طرح ساتھ رہتے تھے۔ ان مریدوں اور معتقدوں کی ارادت اور ان کا ادب ان ابتدائی عربوں سے بالکل مختلف تھا جو حضرت سرور کائنات کو کھڑا چھوڑ کر خرید و فروخت کرنے اور کھیل تماشا دیکھنے کے لیے چلے جاتے تھے جس کی طرف کلام پاک میں ان الفاظ سے اشارہ فرمایا گیا ہے وَإِذَا رَأَوْا تِجَارَةً أَوْ لَهْوًا انْفَضُّوا إِلَيْهَا وَتَرَكُوكَ قَائِمًا۔ ان وجوہ سے ہم فرشتہ کی اس روایت کو بھی اس کی دوسری روایت تازیانہ کی طرح، جس سے ہم آگے بحث کرینگے بالکل مہمل اور لغو سمجھتے ہیں۔

ملازمت غیاث الدین بلبن کی اولاد میں سلطان محمد اس کا بڑا بیٹا ان لوگوں میں سے ہے جنھیں تاریخ کبھی نہیں بھلا سکتی۔ اس نے جس آب و ہوا میں پرورش پائی تھی اسکا ذکر قبل ازیں ہو چکا ہے وہ خود تعلیم یافتہ اور علم و فضل کا دلدادہ تھا۔ بادشاہ اسے جان سے زیادہ عزیز رکھتا تھا۔ ۶۶۸ یا ۶۶۹ھ میں غیاث الدین بلبن کا چچازاد بھائی شیر خاں جو سلطنت کا رکن اعظم اور ملتان کا گورنر تھا فوت ہو گیا۔ یہ وہ زمانہ تھا کہ ہندوستان تاتاری مغلوں کا جولانگاہ بنا ہوا تھا۔ ان کی روک تھام کے لیے سرحد پر ایسے شخص کی ضرورت تھی جو جری، شجاع، مدبر اور قابل اعتبار ہو۔

سلطان بلبن نے تمام امور پر غور کر کے بالآخر شہزادہ سلطان محمد کو اس خدمت کے لیے منتخب کیا، اور اسے "قاآن الملک" کا خطاب اور ولیعہدی کا چتر و تاج و دیگر کثیر اتباع اور بہت سی فوج کے ساتھ ملتان روانہ کیا۔ سلطان محمد نے ملتان پہنچکر سرحد کا انتظام شروع کیا۔ مغلوں کی ایک کثیر جماعت کو قتل کیا اور بہت سے اقطاع ان کے ہاتھ سے نکال لیے۔

سلطان محمد کا قاعدہ تھا کہ ہر دوسرے تیسرے سال اپنے باپ کی زیارت اور قدمبوسی کے لیے ملتان سے دہلی آتا رہتا تھا۔ ۶۷۸ھ ہجری کے دورہ میں وہ امیر خسرو اور امیر حسن کو جو اس وقت شاعری اور نام آوری کی اُفق پر روشن ستاروں کی طرح چمکنے لگے تھے، علی الترتیب مصحف داری اور دوات داری کی معزز خدمات پر مامور کر کے اپنے ساتھ لے گیا یہ لوگ پانچ سال یعنی ۶۷۸ھ ہجری سے ۶۸۳ھ ہجری تک سلطان محمد کے ساتھ رہے اس شہزادہ کے عادات اور اطوار کے متعلق مولانا ضیاء الدین برنی جو اس شہزادہ کے معاصر اور دربار رس لوگوں سے ہم صحبت تھے جو کچھ لکھتے ہیں وہ بھی قابلِ ذکر ہے۔ ان کے بیان کا خلاصہ یہ ہے کہ "یہ شہزادہ بیحد مودب اور مہذب تھا اُس کی صحبت ہمیشہ دانشمندوں، معتبروں فاضلوں اور ہنرمندوں سے معمور رہتی تھی، اور اس میں شاہنامہ، دیوان سنائی، دیوان خاقانی خمسہ نظامی پڑھے جاتے تھے اور ان پر بحثیں ہوتی تھیں اور امیر خسرو اور امیر حسن اس کے دربار کے ملازم تھے ان لوگوں نے پانچ سال ملتان میں رہ کر اس شہزادہ کی خدمت کی ہے اور ندما کی حیثیت سے تنخواہیں اور انعامات پائے ہیں۔ اس شہزادہ کی دانشمندی کا اندازہ اسی سے ہو سکتا ہے کہ اس نے چند صحبتوں میں ان دو شاعروں کے لطائف و فضائل

اور دانش و ہنر دریافت کرکے انہیں اپنے تمام ندما میں منتخب کرلیا۔ انکے کلام کو پسند کرتا، اور ان کے ساتھ دوسرے ندیموں سے زیادہ مہربانی کرتا تھا اور انہیں زیادہ انعام اور بہتر خلعت دیتا تھا۔ میں نے خود امیر خسرو اور امیر حسن کو یہ کہتے سُنا ہے کہ خان شہید سا مؤدب اور مہذب شہزادہ بہت کم دیکھنے میں آیا ہے دربار میں تمام تمام دن ایک نشست سے مؤدب بیٹھا رہتا اور زانو نہ بدلتا تھا ایسے مواقع پر ہم نے کبھی اسے چارزانو بیٹھے نہیں دیکھا اور نہ کسی مجلس میں اسکے مُنہ سے کوئی لغو، بیہودہ یا فحش بات سُنی۔ قسم بھی اگر کبھی کھاتا تو وہ "حقا" کے لفظ سے زیادہ نہ ہوتی تھی ...... ملتان کے قیام کے زمانہ میں ایک مرتبہ اس نے شیخ عثمان اور شیخ قدوہ فرزند حضرت شیخ بہاءالدین ذکریا کو بلاکر عربی غزلوں کا سماع کرایا۔ ان بزرگوں اور ان کے ساتھی درویشوں کو خوب وجد ہوا جس وقت تک ان کی یہ حالت رہی شہزادہ برابر ہاتھ باندھے کھڑا روتا رہا اس کی مجلس میں اگر شعرائے قدیم کا وعظ و نصیحت کا کوئی شعر پڑھا جاتا تھا تو اسے بجید توجہ سے سنتا تھا اور اس طرح روتا تھا کہ لوگ حیران رہجاتے تھے۔ علم کا شوق اس قدر بڑھا ہوا تھا کہ ملتان سے دو مرتبہ آدمی اور خرچ بھیجکر شیخ سعدی کو شیراز سے بلایا مگر ضعف پیری کی وجہ سے خود نہ آسکے اور ہر مرتبہ اپنا کلام اپنے قلم سے لکھ کر بھجوایا اور معذرت کی۔"

انتخاب نشان (۴) کے ملاحظہ سے آپ کو معلوم ہوگا کہ حسب روایت فرشتہ امیر خسرو امیر حسن پر عاشق تھے اور ان کے ان تعلقات کی نسبت لوگوں کے خیالات بُرے تھے۔ اگر عشق کے معنی دوستی اور محبت کے نہ لیے جائیں تو یہ عاشقی

اور معشوقی اور حسن کو کوڑوں سے پٹوانے کا افسانہ بھی فرشتہ کی نان پزی یا نان فروشی کی روایت کی طرح بالکل بے سروپا نظر آتا ہے۔ اہلِ ہوس کے وہ تعلقات جن پر لوگوں کو نکتہ چینی اور ملامت کا موقع ملتا ہے عموماً زیادہ عمر والوں کی طرف سے کم عمروں کے ساتھ ہوتے ہیں۔ یہاں یہ معاملہ مطلق نہیں دونوں حضرات تقریباً مساوی العمر تھے۔ اور سلطان محمد کی ملازمت میں داخل ہونے کے وقت تقریباً ۲۷، ۲۸ سال کے تھے۔ دونوں کے ڈاڑھی مونچھیں نکل آئی ہونگی۔ پڑھے لکھے، معزز خدمتوں پر مامور تھے۔ محمد سلطان کا جس کی تہذیب اور متانت کا حال آپ سن چکے ہیں ان حضرات کے باہمی تعلقات کو قابلِ ملامت و سرزنش باور کرکے امیر حسن کو امیر خسرو سے نہ ملنے کا حکم دینا اور امیر حسن کے نہ ماننے پر انہیں کوڑوں سے پٹوانا، اور ان کوڑوں کے نشانات کا امیر خسرو کے ہاتھ پر نمایاں ہونا ایسے امور ہیں جنھیں کوئی ذی عقل انسان ماننے کے لیے تیار نہیں ہو سکتا۔ اگر فرشتہ نے ان دونوں حضرات کی عمروں، ان کے علم و فضل، تعلیم و تربیت اور سلطان محمد کے عادات و اطوار اور تہذیب و اخلاق پر تھوڑا سا بھی غور کیا ہوتا تو یہ لغو اور مہمل روایت اس کی تاریخ میں جگہ نہ پا سکتی تھی۔

شہزادہ سلطان محمد کی اس علمی و ادبی مجلس کو قائم ہوئے چودہ پندرہ سال (از ۶۶۹ھ تا ۶۸۳ھ) بھی نہ گزرنے پائے تھے کہ زمانہ نے اپنے قاعدہ کے مطابق کروٹ لی۔ اور چشم زدن میں اس پُرلطف اور دلچسپ صحبت کو درہم و برہم کر دیا۔ سلطان محمد نے جو شکستیں تاتاریوں کو وقتاً فوقتاً دی تھیں ان کا داغ ان کے دلوں پر تھا۔ جب ارغون خاں ہلاکو کا پوتا ایران کا فرمانروا ہوا

تو تیمور خاں نامی ایک چنگیز خانی امیر جو افغانستان کا حاکم تھا لوٹ مار، اور اپنے قوم کے دامن سے شکستوں کی بدنامی کا داغ مٹانے کے لیے بیس ہزار سواروں کے ساتھ دیبال پور اور لاہور کے علاقہ جات پر حملہ آور ہوا اور انہیں تاخت و تاراج کرتا ہوا ملتان کی طرف بڑھا۔ سلطان محمد نے نہایت جرأت اور مردانگی سے اس کا مقابلہ کیا، اور ایک گھمسان لڑائی کے بعد اُسے شکست دیدی۔ بعض مورخین نے لکھا ہے کہ تاتاریوں کی اس شکست کے بعد شہزادہ سلطان محمد اپنی فوج کے پانسو فتح مند سپاہیوں کے ساتھ ایک تالاب کے کنارے ظہر کی نماز پڑھ رہا تھا کہ ایک تاتاری مغل جو دو ہزار سواروں کو لیے کمیں میں بیٹھا تھا باہر نکل آیا، اور اس موقع کو غنیمت سمجھکر اس مختصر اور باخدا جماعت پر حملہ آور ہوا۔ کچھ لوگ نماز ختم کر چکے کچھ لوگ نماز میں تھے۔ یہ ناگہانی حملہ بھی سلطان محمد کو حواس باختہ نہ کر سکا، وہ سنبھلا اور اپنی مختصر جمعیت کو مرتب کر کے تاتاریوں کے حملوں کا جواب دینے لگا۔ اور اس نے کئی مرتبہ غنیم کے پروں کو توڑ دیا۔ مگر امیر حسن نے جو ملتان میں موجود اور غالباً اس معرکہ میں شریک تھے اپنے مرثیہ میں نماز کے واقعہ کا مطلق ذکر نہیں کیا ہے وہ اپنے مرثیہ میں لکھتے ہیں کہ

"غزات اسلام از ملوک ترک وخلج ومعارف ہندوستان وسائر سپاہی در نماز گاہ معرکہ ازاں جہت کہ مصطفےٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام جہاد را باصلوٰۃ نسبت فرمود کہ رجعنا من الجہاد الاصغر الی الجہاد الاکبر، تکبیر گویان دست برآوردند ......" عجب نہیں کہ "نماز گاہ معرکہ" کے الفاظ نے بعد کے مورخین کو اس روایت کے بنا لینے پر مائل کیا ہو۔ امیر خسرو کے مرثیوں میں اور مولانا ضیاء الدین برنی کی تاریخ میں

کہیں نماز کے واقعہ کا ذکر نہیں ہے اگر اس کی کوئی حقیقت ہوتی تو ایسے مضمون کو نہ امیر حسن چھوڑ سکتے تھے اور نہ امیر خسرو۔ خلاصہ یہ ہے کہ اس معرکہ میں جو صبح سے شام تک قایم رہا ایک تیر سلطان محمد کے سینہ پر ایسا لگا کہ وہ اس سے جانبر نہ ہوسکا اور اس طرح اس ہونہار اور بے مثل شہزادہ کا عین شباب میں خاتمہ ہوگیا۔ اسی واقعہ کی بناء پر سلطان محمد تاریخوں اور تذکروں میں "خان شہید" کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ اس معرکہ میں خان شہید کے ساتھ دہلی کی فوج کے بہت سے سپاہی مارے گئے اور بہت سے لوگوں کو تاتاری گرفتار کرکے اپنے ساتھ لے گئے۔ اس معرکہ میں امیر خسرو کا شریک اور ان کا ایک مغل کے ہاتھ پڑجانا اور دو سال کے بعد اس کی قید سے رہا ہوکر دہلی پہنچنا مسلم ہے، لیکن امیر حسن کے متعلق ہمیں ابتک کوئی ایسا مواد نہیں ملا جس بناء پر ہم یہ کہہ سکیں کہ وہ بھی قطعاً شریک معرکہ اور گرفتاری اور قید میں امیر خسرو کے ساتھی تھے۔ ہمارے مکرم استاد مولانا شبلی مرحوم نے "حیات خسرو" میں ایک فقرہ تحریر فرمایا ہے، جس سے یہ شبہ ہوتا ہے کہ حسن کو بھی تاتاری گرفتار کرکے بلخ لے گئے تھے۔ وہ فقرہ یہ ہے کہ "امیر صاحب اور خواجہ حسن دہلوی بھی اس معرکہ میں شریک تھے، چنانچہ تاتاری ان کو گرفتار کرکے بلخ لے گئے۔" اگر مولانا مرحوم کا مقصد دونوں حضرات کی گرفتاری سے ہے تو غالباً مولانائے موصوف نے کسی سند کی بنیاد پر ایسا تحریر فرمایا ہوگا جس سے ہم ناواقف ہیں۔ امیر خسرو نے اپنی گرفتاری کا ذکر بعض نظموں میں کیا ہے مگر حسن کے کلام میں کہیں اس کی طرف اشارہ نہیں پایا جاتا۔ اس حادثہ جانکاہ سے مسلمانوں کو مختلف حیثیتوں سے سخت صدمہ

اٹھانا پڑا۔ اس پر امیر خسرو نے نظم میں اور امیر حسن نے نثر میں نوحہ خوانی کی ہے۔ امیر خسرو کے ترکیب بند کے ہر بند کے پانچ پانچ شعر اور امیر حسن کی نثر بتمامہ ذیل میں درج کی جاتی ہے۔

ترکیب بند امیر خسرو

واقع است ایں یا بلا از آسماں آمد پدید — آفتست ایں یا قیامت درجہاں آمد پدید
مجلسِ یاراں پریشاں شد چو برگ گل زباد — برگ ریزے گوئی اندر بوستاں آمد پدید
بسکہ آب چشم خلقے شد رواں از چار سوے — تیغ آب دیگر اندر مولتاں آمد پدید
خواستم تا ز آتش دل بر زباں آرم سخن — صد زبانِ آتشینم در دہاں آمد پدید
جمع شد سیارہ در چشمم مگر طوفاں شود — چوں ببرج آبی انجم را قراں آمد پدید

من نخواہم جز ہماں جمعیت ایں کے شود
خود محالست ایں بنات النعش پرویں کے شود

آنچہ طالع بد کہ شاہ از مولتاں لشکر کشید — تیغ کافر کش برائے کشتن کافر کشید
چوں خبر کردند شہ از ہمیں بداں تعویت گشت وا — بے محابا خشم در سر کرد و رایت بر کشید
آنچہ حاضر بود لشکرے دیگر نجست — زانکہ رستم را نشاید منت لشکر کشید
آنچناں زنگیں کنم اسال خاک از خوں شاں — کز زمیں باید شفق را گونۂ احمر کشید
او دریں تدبیر و آگہ نہ کہ تقدیر فلک — صفحۂ تدبیر را خطِ مشیت در کشید

آں چہ ساعت بد کہ کافر بر سر لشکر رسید

جوق جوق از آب بگذشتند و ناگہ در رسید

جنگ شہ دیدی و بر گردوں غبار انگیختن باد پا بر کافراں خاکسار انگیختن
غلغلہ در انجم از جوشش سپاہ انداختن زلزلہ در عالم از سیر سوار انگیختن
ضربت مردانہ در پہلوئے نامرداں زدن شعلۂ آتش ز تیغ آبدار انگیختن
دیو بندی را علم جمشید وار افراختن ملک گیری را فرس خورشید وار انگیختن
آسماں اندر تضرع زاں فزع بر داشتن آفتاب اندر تیمم زاں غبار انگیختن

اندراں وقتے کہ فرق از مرد تا نامرد بود
اے بسا کس را کہ لبہا خشک و روہا زرد بود

روز را تاریکی آمد چوں بہم بر یافتند زرد شد خورشید چوں خنجر بہ خنجر یافتند
روز نزدیک فرو رفتن شدہ از زرم تیغ آسمانے بر سر خورشید لشکر یافتند
آبگوں شد خاک چوں جوشن بجوشن دوختند گلستاں شد دست چوں اسپر در اسپر یافتند
کشتگاں افتادہ در صحرائے از اطراف سر ہمچو صورتہا کہ در دیبائے اخضر یافتند
خواست شہ تا نطع نصرت گسترد لیکن چہ سود کز فلک آں نطع را بر شکل دیگر یافتند

یکزماں شمشیر فتانش نیاسود از قتال
از زوال روز تا شب اندراں روز زوال

یا رب آں خوں بود کاندر روئے صحرا می دوید یا بسوئے تشنگاں موجے ز دریا می دوید
کشتہ اندر خاک جاں میکند و بر خود می طپید در گلویش موج می زد خون و بالا می دوید

ایں بدوزخ برد آب و آں بجنت برد جوے
شاہ لشکرکش بترتیب صف و آئین جنگ
پائے پس می برد گردوں مو گرفتہ فتح را

گرچہ خون گبر و مومن ہر دو یکجا می دوید
میدوانید اشہب اقبال را تا می دوید
فتح ہر چند از طلایعیں جانب ما نمی دوید

کافر اندر انتظارِ شب کہ تا بیروں شود
ناگہاں میزان مارا پلہ دیگر گوں شود

تا چہ شب بود آں کہ از چرخ آفتاب افتادہ بود
روز چوں باقی نبود آں آفتاب تخت را
گر حسین کربلا را رہ بہ بے آبی فتاد
کافر اندر خوں چو خر در پارگیں غلطیدہ بود
فعل ایں گرگِ کہن بنگر کہ از دستِ سگاں

دیو آتش در جہاں میزد شہاب افتادہ بود
روز باقی بود چیزے کافتاب افتادہ بود
او محمد بد کہ در آبش تا آب افتادہ بود
مومن اندر گل چو گوہر در خلاب افتادہ بود
شیر در زنجیر و فیل اندر طناب افتادہ بود

بے فزع بود آں قیامت را معین دیدہ ام
گر قیامت را نشاں اینست پس من دیدہ ام

دایرات آسمانی گردش پرکار کرد
ذرہ را دیدی کہ آب چشمہ خورشید برد
با مغل ہر سال بہر دیں سرو کاریش بود
دست تقدیر است گہ خوں ریزد و جاں دہد
شیر نر از نیش موری صد خروش صعب زد

مرکز اسلام را سرگشتہ چوں پرکار کرد
سنگ را دیدی کہ کار لولوی شہوار کرد
عاقبت جان گرامی در سر ایں کار کرد
ناتوانیم و نتواں کینہ با قہار کرد
پیل مست از نوک خارے صد فغاں زار کرد

جمعہ بود و سلخ ذی حجہ کہ بود آں کارزار
آخر ہشتاد و سہ آغاز ہشتاد و چہار

مہر و مہ بر روئے آں فرخ لقا گریستند
روز و شب بر سال آں اندک بقا گریستند

بس کہ اندر عہد او ماہی و مرغ آسودہ بود
ماہیاں در آب و مرغاں در ہوا گریستند

خلق ملتاں مرد و زن مویہ کناں و موکناں
کو بکو و سو بسو و جا بجا بگریستند

از خروش گریہ و بانگ دہل شب کس نخفت
بس کہ در ہر خانۂ اہل عزا بگریستند

ور ازاں بند بلا ناگہ اسیرے باز گشت
روئے او دیدند ہر کس بے ریا گریستند

گریہ چنداں شد کہ موج دیدہ از جیحوں گذشت
حال من ایں بود حال دیگراں تا چوں گذشت

دست ماتم یا خود از دنداں کنم بازو کبود
یا بپوشم جامہ زیں مینائے چوں مینو کبود

ہم سیاہے شد ز ہندو ہم سفیدی شد ز ترک
بس کہ می پوشد کنوں ہم ترک ہم ہندو کبود

نیلگر را خود عروسے شد بخانہ بس کہ شد
بر مثال نو عروسے در عزائے شو کبود

خوبرویاں را کہ پیشانی زدند و خوں گریست
زیر ابرو سرخ شد بالا تر از ابرو کبود

بس کہ می کندند مو از فرق نازک سر بسر
شد ز آزار چناں کندن تہ ہر مو کبود

موئے سر تا چند ازیں غم زار و گریاں بر کنم
ایں تن چوں موئے بارے از سر جاں بر کنم

وہ کہ دل یکبارگی خوں شد برائے دوستاں
آہ ازاں جمعیت راحت فزائے دوستاں

بسکه خوں بے بها خورده است خاک از دوستاں | واجب است از خاک جستن خوں بہائے دوستاں
خسروا هر بار میگوئی فراخواهم درید | جامهٔ جاں تا بدامن در عزائے دوستاں
جاں که صد جا پاره شد از غم کجا باشد روا | پارهٔ را پاره کردن از برائے دوستاں
دوستاں رفتند از بهر که میگوئی سخن | ختم مطلق کن سخن را از برائے دوستاں

یاد میکن رفتگانرا خاصه در حال دعا
کت برحمت یاد بنماید مگر دال دعا

یارب آں خورشید رحمت نور درجاں بادشاں | جاں ز فیض نور چوں خورشید تاباں بادشاں
بود شاں در روز هیجا خانِ اعظم پیشوا | پیشوائے جنت الفردوس هم خاں بادشاں
تشنگانے را که جانها شاں ز بے آبی برفت | بر سر از ابر کرم هر لحظه باراں بادشاں
بستگانے را که دشواری بر ایشاں دیر ماند | یارب امید رهائی زود آساں بادشاں
وانچه باقی مانده اند وزاں بلا باز آمده | فضلِ یزداں بادشاں احسان سلطاں بادشاں

چوں محمد رفت شه را عاقبت محمود باد
کیقبادش اسعد و کیخسروش مسعود باد

مرثیه امیر حسن

دیر باز است تا سپهر ستمگر اگرچه مدتے عقد موافقت می بندد و عهد مصادقت می پیوندد بر می گردد و روزگار ناسازگار اگرچه رسم رضا می نهد و وعدهٔ وفا می دهد در میگذرد

آسمان شوخ چشم کہ مردمک مردمی او بجنس خساست معیوب است اگرچہ اول چوں مستاں بے آنکہ ہیچ کرمے باعث باشد چیزے می بخشد ولیکن آخر چوں طفلاں بے آنکہ ہیچ خیانتے مانع آید بازمی ستاند عادات و معہودات زمانہ جافی ہمبریں منوال چہ بتجارب و چہ بتسامع ودیدہ وشنیدہ آمدہ است کہ ہر کرا چوں ماہ برآمدہ می بیند میخواہد کہ روے کمال او را بداغ نقصان سیاہ کند و ہر کرا چوں ابر برسر آمدہ می یابد دراں می کوشد کہ جوہر او را پارہ پارہ در اطراف آفاق پراگندہ کند دریں باغ حیرت و بستان حسرت چنانکہ ہیچ گلے بے خار نرست ہیچ دلے از خار خار نرست اے بسا سبزۂ نورستہ کہ از خزاں آفت در مقام لطافت زرد روئے ماندہ و اے بسا نہال نوخاستہ کہ از تند باد اجل در خاک زمیں پہلو نہادہ ؎

در باد خزاں ببیں کہ چہ حد سری[1] کرد
برسرو جواں چہ ناجوانمردی کرد

یکے از امثال ایں تمثیل واقعہ خسرو ماضی قاآن ملک غازیست انار اللہ برہانہٗ وثقل بالحسنات میزانہٗ روز آدینہ سلخ ماہ ذی حجہ سنہ ثلث وثمانین وستمایۃ (۶۸۳) کہ ماہ چوں مہر در دل کافر ہیچ جا پدید نبود آفتاب بمصاحبت لشکر اسلام تیغ زناں برآمد و شہزادہ اعظم کہ آفتاب آسمان ملک بود نورانیت غزا در غرۂ غرائے او لایح و جہد افراط جہاد در ضمیر منیر او ثابت پائے مبارک در رکاب آورد شبانہ برائے مشکل کشائے عرضداشتند کہ ایتمر با تمامی لشکر بسہ فرسنگی فرود آمدہ است چوں بامداد شد بعزیمت کوچ ازاں مقام نہضت فرمود و بیک فرسنگی آں ملاعین پیش باز آمدہ بموضع مصاف در حدود بلغ سر بر کرانۂ آب لاہور اختیار کرد۔ چنانچہ متصل آب دیہی بزرگ بود آنرا حصن حصین ساختہ و صورتیست کہ چوں کفار

[1] سترے ناسرو

مقابل شوند ہر دو آب در عقب لشکر باشد تا نہ ازیں حملہ کسے رو بفرار تواند نہاد و نہ از اں
مخاذیل ساقۂ لشکر را آفتے تواند رسید والحق آں اختیار از غایت حزم و نہایت
کاردانی اُں خان جہاں ستاں بود اما چوں قضائے بد میرسد سررشتۂ ہمہ مصالح در تاب
میرود وسلک ہمہ تدبیرہا از انتظام می شود ؎

ہرکرا از بخت بد رہ او فتد | کار او در کام بدخواہ او فتد
بخت چوں دیوانہ از رہ گم شود | عقل چوں شب کور در چاہ او فتد

قضارا آں روز ماہ و آفتاب کہ نسبت بہ ملوک دارند نشانۂ ماہی آویختہ بودند
و مریخ کہ در سرخروئی او ہمہ از خون اعیان مملکت است ہمہ از ترکش آں برج خدنگ
خذلان طعانہ طغیان می کشاد خان جوزا کمر را کہ اسدے بود از برج آبی خانۂ خوف
و خرابی و دلائل فتن و مخایل فتور بریں نوع ظاہر و باہر و رمز و اشارات جاء القضا
ضاق الفضاء در سیاق اوراق تحریر افتاد۔

القصہ نیمروز است کہ سوار چرخ در ولایت نیمروز رسید و روز آں شاہ گیتی فروز
را وقتِ زوال نزدیک شد ناگاہ گروہے از سمت آں کفرہ پدید آمد خان غازی
ہماں زمان سوار شد و مثال داد کہ تمامی خیل و خدم و حاشیہ و حشم او بر قضیۂ
اُقْتُلُوا الْمُشْرِكِيْنَ كَافَّةً صفے صد بار قوی تر از سد سکندر برکشیدند بعد از
ترتیب میمنہ و ترکیب میسرہ بذاتِ عالی صفات در قلب گاہ چوں در جمع کواکب ماہ
بجا وایستاد و کفار تتار علیہم الخذلان والخسران از آب لہاور عبرہ کردند و مقابل
صف اسلامیان در آمدند ازیں وحشیان خرابی دوست بیاباں زادہ پر ہائے بوم
بر سرہائے شوم خود نہادہ و غزات اسلام از ملوک ترک و خلج و معارف ہندوستان

وبسایر سپاہی در نماز گاہ معرکہ ازاں جہت کہ مصطفٰے علیہ الصلوٰۃ والسلام جہاد را باصلوٰۃ نسبت فرمودکہ رجعنا من الجہاد الاصغر الی الجہاد الاکبر تکبیر گویان دست بر آوردند و در اول حملہ چندیں زبردستان را از خیل مغل زیر تیغ گزرانیدند و نیزۂ ملوک درگاہ در اعضائے اعدا چناں می نشست کہ نیزہ وار از بالائے ہر یک خون بر میجاست و شست ترکان خاص در تیر تافتن چناں می بود کہ جامۂ بود بر اہل تتار تار تار می شد۔ ؎

در اول تگ خدنگ شہ جست گشتند تتاریاں ہمہ پست

خدایگان شیر دل شمشیر زن با شمشیرے چوں عقیدت خود صاف از میان مصاف ہر بار کہ حملہ می آورد شمشیر گوئی دراں حرگاہ بر شمایل آں شاہ می لرزید و ہمہ تن زبان شدہ باو می گفت کہ امروز دفع ایں ملاعین بہ بندگان دولت حوالہ کن و نفس نفیس خود حرکت مفرمائے کہ شمشیر دو رویہ است و تیغ اجل راز خمے بے محابا نتوان دانست کہ از تقدیر قادر برکمال بکہ رسد من از عین الکمال چشم می زنم۔ ؎

مرو تا خاک تو بر چشم بندم مکن کز چشم بد اندیشہ بندم
فلک روئے چناں روشن ندیدہ است من از دیدہ براں آتش سپندم

آں زمانے کہ در میدان سیر غزا و رسوم ہیجا با قامت میرسانید ہر یک از اسلحہ بزبانِ حال در مقال آمدہ نیزہ می گفت کہ شاہا امروز دستِ از من کوتاہ کن کہ زبان سنان من از بسیاری جدال و قتال کند شدہ و مرا در روئے خصم مجال طعن نماندہ مبادا کہ برجہم و حرکت پریشان از من بظہور آید و تیر می گفت لے عقد شست تو عقدہ جود ابر کشادہ بقصد ایں فندہ پیش مرو من خود در رفتن مہلکہ خاک بر سر

میکنم نباید تنگ چشم فلک کہ بربام پنجم است و بر در خانۂ ہشتم در گوشۂ کمین از کمان کید و کین بر سبیل جسارت وجفا بر تو خدنگ خطا روان کند و کمند می گفت کہ امروز سر رشتۂ تدبیر از دست تفکر نمی باید داد کہ من ازیں جنگ بے درنگ و رزم بے حزم تو برخودمی پیچم ساعتے توقف کن کہ اسلام و اسلامیان چوں طناب بربستۂ خیمۂ نعم تواند اللہ اللہ با ایں طائفہ رسم طناب اندازی را چندیں اطناب مدہ

من برغبت پیش تو سر برطناب آوردہ ام

تو کمند از زلف اندازی کمند انداز من

فی الجملہ آں شاہ دیں پناہ کفر کاہ بہمہ قلب سپاہ باایں گروہ گمراہ از نیم روز تا شامگاہ غزوے بے اجبار و اکراہ میکرد وغوغائے غالبان وغا و غلیان طالبان غزا گوش گیتی و اصماغ سما کر کردہ زبانہ ہائے آتشیں کہ از سر نیزہ غزا مغز می خاست و زباں ہائے تیغ کہ در گذاردن پیغام اجل یک حرف خطا نمیکرد دراں قیامت ہمہ بدیں آیہ رواں بود کہ یوم یفر المرء من اخیہ پشت زمیں چوں چشم پیران بصر بباد دادہ پر خوں و روئے آسمان چوں فرق پسران پدر کشتہ پر گرد

آہن شمشیر چوں آتش چہ تابی اے پدر

یا مرا داغ یتیمی برجگر خواہی نہاد

ہم درعین ایں عناد اثنائے ایں آشوب وبلا ناگاہ تیرے از شست قضا بر بال آں شہباز فضائے غزا رسید و مرغ روح از قفس قالب آنحضرت بجانب گلشن و روضۂ رضوان نقل کرد اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن ہماں زماں پشت دین محمدی صلی اللہ علیہ وسلم چوں دل یتیماں زار شکست و سد ملت احمدی صلی اللہ علیہ وسلم

چو گوہرِ غریباں پست بیفتاد و اعتضادے کہ بازوے ملک را بود از دست بشد و اعتمادے
کہ بیضۂ اسلام داشت از جائے برفت راست وقت غروب آفتاب عمر آں شاہ
کہ آفتابش زرد شدہ بود بمغرب فنا فرو رفت و گردوں بر شعار سوگواراں جامہ
در نیل زدہ و اشک سیارہ بر اطراف رخسارہ رواں گردیدن گرفت، زحل بر وقف
قضائے وفا و شرط عزا کسوت سیاہ گردانید و از مرگ او بر اہل ہندوستان نوحہ
می کرد، و مشتری بر دریغ آں اندام گرد اندود قبائے خون آلود در راہ چاک میکرد
و دستار بر خاک می زد، و مریخ کہ دستِ قوت او چوں چشم ترکاں روئے معیشت
او چوں جعد زنگیاں تنگ و تاریک باد از تاسف آں خار خار کہ در دل خون انگیخت
چوں حوت در پیش آفتاب و چوں حمل در قبضۂ قصاب می طپید، و آفتاب از شرم آنکہ
چرا در دفع ایں حادثہ و تمع ایں واقعہ نکوشید بر نیامد و در زمین فرو شد، و زہرہ چوں
دید کہ اجرام از چنگ ایام چہ زحمت یافتند زادتی الطنبور نغمہ دف را ورق بگردانید
و سماع در پردۂ دیگر آغاز کرد و بر وفات آں شاہ بندہ نواز خود بجائے ساز نالیدن
رفت، و عطارد کہ در غزوات و فتوحات بر موافقت کاتب فتحنامہا در قلم می آورد،
راں نظم سم از سواد دوات خود روئے سیاہ می کرد و از اوراق دفترِ خویش پیراہن کاغذ
می پرداخت، و ماہ حالے در صورت ہلالے با قامت منحنی دراں قیامت زمین سر
ر دیوار و در افق میزد و مراتب مراثی نگاہ می داشت۔ نظم

وے بخاک می تہی وہ کہ چنیں نخواہمت ۔۔۔ ماہِ زمانۂ مرا زیر زمیں نخواہمت
رشکار میر وی جان نفست خاک تو ۔۔۔ خلوت خاک خوش بود جان من ایں نخواہمت

حق تعالے و تبارک روح مطہر و مطیب آں شاہزادۂ غازی را بمدارج علے

ومراتب والا برساناد و و مدم جام مالا مال تجلی جمال و جلال خورش بخشاد و بہر شفقت و مرحمت و عاطفت و تربیت کہ در حق ایں شکستہ بیکس داشت سبب مزید درجات و محو خطیات او گرداناد۔ آمین یارب العالمین۔"

یہ نظم و نثر دونوں مدتوں اس زمانہ کے اہلِ علم کی صحبتوں میں پڑھی جاتی اور مقتولین کے عزیزوں کو رُلاتی رہی ہیں۔

امیر خسرو کی نظم خواجہ حسن کی نثر سے صاف اور واضح تر ہے۔ ہر زمانہ کا ایک خاص طرزِ تحریر ہوتا ہے جس کی پابندی ایک حد تک ہر شخص کو کرنی پڑتی ہے۔ امیر حسن کی نثر میں بجائے واقعات کے زیادہ تر زور عبارت آرائی پر دیا گیا ہے جو اس زمانہ کے مذاق کے مطابق نہیں ہے۔ امیر حسن کی نظم کی صفائی اور سادگی اور فوائد الفواد کی نثر کی روانی دیکھ کر ہی سمجھ میں آتا ہے کہ انہوں نے یہ طرزِ تحریر اوائل عمر میں اختیار کیا تھا اور آگے چل کر اُسے ترک کر دیا۔ سلطان محمد کی شہادت اور اس کی علمی اور ادبی مجلس کے درہم برہم ہو جانے کے بعد ملتان میں قیام کی کوئی وجہ نہ تھی۔ امیر خسرو اور امیر حسن دونوں دہلی چلے آئے۔ سلطان محمد کے حادثہ نے سلطان غیاث الدین کو زندہ درگور کر دیا تھا' اگرچہ بادشاہ اپنی شکستہ دلی اور رنج و غم کو چھپانے کی بہت کوشش کرتا تھا مگر اندر ہی اندر اس غم میں گھلتا جاتا تھا۔ دہلی پر مردہ دلی اور افسردگی کی ایک گھٹا چھائی ہوئی تھی۔ یہ فضا عموماً شعر و شاعری کے مناسب اور موافق نہیں ہوتی چنانچہ ملتان سے آکر امیر خسرو اپنے وطن پٹیالی اور امیر حسن دہلی میں گوشہ نشین ہو گئے۔ سلطان محمد کے حادثہ پر پورے تین سال بھی نہ گزرے تھے کہ سلطان غیاث الدین کا ۶۸۶ھ میں انتقال ہو گیا۔

اگرچہ سلطان غیاث الدین کی وصیت یہ تھی کہ اس کے بعد "خان شہید" کا بڑا بیٹا کیخسرو پادشاہ ہو، مگر امرائے دولت اور اعیان سلطنت نے سلطان کے دوسرے فرزند بغرا خاں کے بیٹے کیقباد کو جس کی عمر سترہ اٹھارہ سال کی تھی پادشاہ بنایا۔

یہ شہزادہ بقول مولانا ضیاء الدین برنی کے طبعاً سنجیدہ، خوش اخلاق اور خوبصورت تھا، شعر و سخن سے اسے مناسبت تھی۔ سلطان غیاث الدین بلبن نے اس کی تعلیم و تربیت کا بڑا اہتمام کیا تھا۔ رات دن استاد، اتالیق اسے گھیرے رہتے تھے۔ شراب اور عورتوں کی صحبت سے سختی کے ساتھ روکا جاتا تھا۔ بعض طبیعتوں کا خاصہ ہوتا ہے کہ جن چیزوں سے جتنا زیادہ روکے جاتے ہیں اسی قدر اس کے دلدادہ اور فریفتہ ہوتے جاتے ہیں۔ کیقباد انہیں لوگوں میں تھا۔ ایک وسیع اور بنی بنائی سلطنت کا مالک ہو کر ایسا بدمست اور سرشار ہوا، اور اس طرح عیش و عشرت میں پڑ گیا کہ اسے دین و دنیا کا ہوش نہ رہا۔ اس کے دیکھا دیکھی وہ امرائے دولت اور اعیان سلطنت جو اب تک سطوت بلبنی کے ڈر سے اس قسم کے جذبات کو روکے ہوئے تھے کھل کھیلے۔ اور ہر طرف خوبرویوں کے جمگھٹے، اور شراب و کباب کی صحبتیں قائم ہو گئیں۔ شہر میں ایسے جلسے خاطر خواہ نہ ہو سکتے تھے۔ اس لیے پادشاہ نے "لعل کوشک" چھوڑ کر "کیلوکھری" میں جمنا کے کنارے ایک عالیشان قصر اور باغ تیار کرایا، اور اپنے مصاحبوں، خواصوں اور ملازمین کے ساتھ وہاں رہنا شروع کیا، اور تمام ملک کے چیدہ اور برگزیدہ مطرب اور تقویٰ و توبہ شکن شاہد آ کر اس پرستان میں جمع ہو گئے۔ مسجدیں ویران اور میخانے

آباد ہوگئے۔ اس عیش اور کامرانی میں جہانداری اور جہانبانی کا کسے خیال تھا۔ ملک کا تمام نظم ونسق ملک نظام الدین نامی ایک امیر کے ہاتھ میں تھا، نظام الدین کا خسر اور چچا ملک الامراء فخرالدین دہلی کا کوتوال اور اس کی بیوی بادشاہ کی منہ بولی ماں تھی۔ غرض کہ اندر باہر کل کا مختار ملک نظام الدین تھا۔ ملک نظام الدین کے متعلق مولانا ضیاء الدین برنی لکھتے ہیں کہ یہ شخص بڑا عالی ہمت، قدر دانِ علم و ہنر، مردم شناس اور مخیر تھا۔ مگر دنیا کی طمع نے اسے اندھا اور بہرا کر دیا تھا۔ اور وہ اس وقت اس فکر میں تھا کہ کسی طرح معزالدین کا کام تمام کرکے خود بادشاہ ہو جائے۔ اس منصوبہ سے خاندان بلبنی کے ارکان اور اس خاندان کے ہواخواہ منتشر و متفرق اور نیست و نابود کیے جا رہے تھے کیخسرو خان شہید کا بڑا بیٹا جسے سلطان غیاث الدین بلبن نے اپنا ولیعہد مقرر کیا تھا مع اپنے ساتھیوں کے ملتان سے آتے ہوئے رہتک میں جانوروں کی طرح ذبح کرا دیا گیا۔ خواجہ خطیر سا نیک نام وزیر اور امرائے دولت کی ایک بڑی جماعت معزول، معطل اور منتشر ہوگئی۔ اس اثر اور قوت کے زمانہ میں ایسے لوگوں کے لیے جو "خان شہید" کے نمک خوار رہ چکے تھے اور اس کے خاندان کی ہوا خواہی کا دم بھرتے تھے کیا گنجائش تھی۔ امیر خسرو اور امیر حسن اُسی زمرہ کے لوگوں میں تھے جن سے ملک نظام الدین کھٹکتا رہتا تھا۔ اس لیے معزی دربار کے ابتدائی نقشہ سے یہ دونوں درخشاں تصویریں غائب ہیں۔ اس زمانہ میں امیر خسرو نے "خان جہاں" نامی ایک امیر کی ملازمت اختیار کرلی، اور امیر حسن بھی ممکن ہے کہ کسی امیر کے مصاحب ہو گئے ہوں لیکن

نہ وہ خود اسبارہ میں کچھ کہتے ہیں اور نہ کسی تاریخ یا تذکرہ سے اس کا پتا چلتا ہے۔
سلطان معزالدین کی غفلت اور ملک نظام الدین کی بے اعتدالیوں او
اُمرائے ملک کی تباہی کا حال جب سلطان معزالدین کے باپ بغرا خاں کو جو
پہلے لکھنوتی کا گورنر اور معزالدین کے بادشاہ ہوجانے کے بعد وہاں کا خودمختار
فرمانروا ہوگیا تھا۔ معلوم ہوا تو وہ ایک طویل خط وکتابت کے بعد ایک کثیر جمعیت
کے ساتھ بیٹے سے ملنے اور اُسے سمجھانے کے لیے لکھنوتی سے چلا۔ قرار یہ پایا کہ
باپ بیٹے اودھ میں آکر ملیں۔ اس قرارداد کے مطابق باپ اپنے خدم اور حشم
کے ساتھ اودھ پہنچکر دریائے سرجو کے ایک کنارے پر اور بیٹا اپنے لاؤلشکر
کے ساتھ دوسرے کنارہ پر خیمہ زن ہوا۔ طویل گفت وشنید اور قاصدوں کی
آمدورفت کے بعد یہ طے پایا کہ باپ دریا عبور کرکے بیٹے کی قیام گاہ میں آئے
اور وہ تمام آداب اور مراسم بجالائے جو بادشاہ دہلی کے شایان شان ہیں۔
باپ نے فطری محبت اور مصلحت وقت کے لحاظ سے یہ سب ذلتیں سہنا
قبول کیا۔ بیٹے کا دربار نہایت تزک و احتشام اور شان وشوکت سے مرتب
کیا گیا۔ بغرا خاں حسب قرارداد داخلہ کے دروازہ سے پاپیادہ سراپردہ میں داخل
ہوا' اور "زمین بوس" کے مختلف مقامات پر آداب بجالاتا ہوا بیٹے کے سامنے
آیا۔ باپ کی یہ حالت دیکھ کر بیٹے سے نہ رہا گیا۔ بیتاب ہوکر تخت سے اترا اور
باپ کے پاؤں پر سر رکھ دیا۔ بیحد اصرار اور تپاک سے اسے تخت پر بٹھایا' اور
خود زانوئے ادب تہ کرکے اُس کے سامنے بیٹھا۔ چند روز باہم ملاقاتوں اور جشنوں کے
سلسلے جاری رہے۔ بغرا خاں نے بیٹے کو ملک داری اور جہانبانی کے متعلق

بہت سی نصیحتیں کیں اور اشارۃً اور کنایۃً سمجھا دیا کہ ملک نظام الدین کا وجود اس کی سلامتی اور بقا کے لیے سخت مضر اور خوفناک ہے۔ معز الدین چند روز باپ کی نصیحتوں کا پابند رہا۔ شراب و کباب اور رقص و سرود کے جلسے چند روز موقوف رہے مگر یہ کمبخت عادتیں جب راسخ ہو جاتی ہیں تو ان کا چھوٹنا دشوار بلکہ محال ہو جاتا ہے۔ ذرا سی تحریک سے معز الدین کی توبہ ٹوٹ گئی اور پھر وہی عیش کی راتیں اور عشرت کے دن لوٹ آئے۔ سلطان معز الدین نے اگرچہ چند ہی روز میں باپ کی سب نصیحتیں بھلا دی تھیں مگر باپ کی دردانگیز اور عبرت خیز ملاقات کی یاد تازہ تھی اور چاہتا تھا کہ اس کے تمام واقعات نظم کے پیرایہ میں آ جائیں۔ ملک نظام الدین اگرچہ ابھی تک زندہ تھا مگر اس کا درباری اثر زائل ہو چکا تھا اس لیے لوگوں نے اس کام کے لیے امیر خسرو کا نام لینے کی جرأت کی۔ ہمارا قیاس یہ ہے کہ امیر خسرو اس زمانہ میں خان جہاں کے ساتھ اودھ ہی میں تھے اور وہ باپ بیٹے کے اتحاد اور مصالحت پر ایک قصیدہ بھی لکھ چکے تھے۔ جس کے چند اشعار یہ ہیں :—

زہے ملک خوش چوں دو سلطاں یکے شد　　زہے عہد خوش چوں دو پیماں یکے شد
پسر پادشاہ پدر نیز سلطاں　　کنوں ملک بیں چوں دو سلطاں یکے شد

معز الدین نے اس مشورہ کے مطابق امیر خسرو کو بلا کر یہ کام اُن کے سپرد کیا اور امیر موصوف نے چھ مہینے کے اندر مثنوی "قران السعدین" تمام کی۔ اس زمانہ میں امیر حسن کا کہیں پتا نہیں چلتا کہ وہ کہاں اور کس شغل میں تھے۔ بظاہر ان کا کوئی تعلق دربار شاہی کے شعراء یا ندماسے نہ تھا۔ خود امیر خسرو کا تعلق

معزی دربار کے ساتھ ایک سال سے زیادہ نہیں رہا۔ کیونکہ ۶۸۸ھ ہجری میں "قران السعدین" کا کام ان کے سپرد ہوا اور ۶۸۹ھ میں سلطان معزالدین تین سال اور چند ماہ حکومت کر کے مر گیا۔ سلطان معزالدین کے مرنے کے بعد تین چار مہینے کے اندر ہی ترکوں کی ترکی تمام ہو گئی اور خلجیوں کا ستارہ چمکا۔

خلجیوں میں پہلا تاجدار سلطان جلال الدین فیروز شاہ خلجی ہوا۔ تخت نشینی کے وقت اس کی عمر (۷۰) سال کی تھی۔ یہ بادشاہ مکارم اخلاق، دینداری، جوانمردی، علم و بردباری، عدل گستری میں اپنا آپ ہی نظیر تھا۔ شعر و سخن کا قدر دان اور خود بھی شعر کہتا تھا۔ صاحب "منتخب التاریخ" نے اس کے یہ شعر نقل کیے ہیں ؎

اے زلف پریشانت ژولیدہ نمیخواہم وال روئے چو گلنارت تفسیدہ نمیخواہم
بے پیرہنت خواہم یک شب بکنار آئی ہاں بانگ بلند است ایں پوشیدہ نمیخواہم

گوالیار کے محاصرہ کے زمانہ میں وہاں ایک عالیشان گنبد بنوایا تھا اور اس کے کتابہ کے لیے خود یہ رباعی تصنیف کی تھی۔

مارا کہ قدم بر سر گردوں ساید از تودۂ سنگ و گل چہ قدر افزاید
ایں سنگ شکستہ زاں نہادیم درست باشد کہ دل شکستہ آساید

یہ رباعی سعد منطقی اور دوسرے درباری شعراء کو سنائی اور ان سے چاہا کہ اسکے عیب و صواب بیان کریں۔ درباری شعراء سے بجز تعریف اور توصیف کے اور کیا توقع ہو سکتی تھی۔ اس پر بادشاہ نے کہا کہ آپ لوگ میری خاطر سے ایسا کہتے ہیں۔ اس رباعی میں جو خامیاں رہ گئی ہیں انہیں میں خود ایک دوسری رباعی سے رفع کیے دیتا ہوں۔ اس کے بعد یہ رباعی کہی۔

باشد کہ دریں جا گزر کس باشد کش خرقہ روائے چرخ اطلس باشد
شاید کہ زمین قدم میمونش یک ذرہ بما رسد ہماں بس باشد

صاحب تاریخ "فیروز شاہی" لکھتے ہیں کہ "جلال الدین کی لطافت طبع اور شناخت ہنر کی اس سے بہتر اور روشن تر دلیل کیا ہو سکتی ہے کہ اس نے امیر خسروؔ پر جو شعرائے اولیں و آخرین کے سر دفتر ہیں، اپنے عرض ممالکی کے زمانہ میں خاص توجہ مبذول کی تھی اور بارہ سو تنگہ جو اُن کے والد کی مواجب تھی ان پر جاری کر دی تھی اور خلعت گھوڑا اور انعام اپنی طرف سے دیا تھا' ان کے حال پر بیحد نوازش اور مہربانی اور عنایت کرتا تھا۔ بادشاہ ہونے پر انہیں اپنا مقرب اور مصحف دار بنایا' اور جو خلعت امرائے عظام کے لیے مقرر تھا وہی امیر خسروؔ کے لیے مقرر کیا اور اسی بنا پر ان کے نام کے ساتھ امیر کا خطاب مستقل ہونے لگا سلطان جلال الدین کے ہم صحبت اور ہمنشین اس زمانہ کے چیدہ اور منتخب لوگ تھے مثلاً ملک تاج الدین کوچی' ملک اعز الدین غوری' ملک قیر' ملک نصرت صباح ملک چیپ' ملک کمال الدین ابو المعالی' ملک نصیر الدین کہرامی' ملک سعد الدین منطقی یہ لوگ ظرافت و لطافت طبع میں مشہور روزگار تھے۔ طبقۂ ندما میں تاج الدین عراقی' امیر خسروؔ' موید جاجرمی' پسر ابیک دعا گو' موید دیوانہ صدر عالی۔ امیر ارسلان کلاہی' اختیار باغ اور تاج خطیب سے انشار پرداز دانشور' مورخ اور آداب داں لوگ شریک تھے۔ امیر خسرو روز نئی نئی غزلیں کہہ کر لاتے تھے' بادشاہ کو ان کے کلام کے ساتھ ایک قسم کی شیفتگی ہوگئی تھی وہ امیر موصوف کو بے شمار انعام اور اکرام دیتا تھا سلطان کے

دربار کے غزلخواں، ساقی، اور مطرب بھی ایسے ہی مشہور و معروف اور بے مثل لوگ تھے۔ غرضکہ سلطان جلال الدین کی یہ صحبتیں ایسی پر لطف اور دلکش ہوتی تھیں کہ دنیا میں ان کی مثال کا ملنا مشکل تھا۔"

اس دلکش اور لطف انگیز مرقع میں کہیں امیر حسن کی صورت نہیں نظر آتی اور نہ کہیں ان کا نام ملتا ہے۔ البتہ علامہ بدایونی اپنی تاریخ میں لکھتے ہیں کہ "امیر خسرو سلطان معزالدین کے انتقال کے بعد سلطان جلال الدین کے ہمنشین ہوئے، شاہی قرآن ان کی تحویل میں رہتا تھا اور ہر سال ایک بھاری خلعت پاتے تھے۔ اسی طرح امیر حسن بھی اس کے ندیموں میں داخل تھے۔" علامہ موصوف نے امیر حسن کے ندما میں شریک ہونے کا واقعہ معلوم نہیں کہاں سے لیا ہے۔ ضیاء الدین برنی جو امیر حسن کے بے تکلف دوست اور بے حد مداح ہیں، اور جنھوں نے سلطان جلال الدین کے ساقیوں، غزلخوانوں اور مطربوں کا نام بنام ذکر کیا ہے اپنے دلی دوست امیر حسن کے ندما میں شریک رہنے کے واقعہ کو کس طرح چھوڑ سکتے تھے، علاوہ اس کے ان کے کسی دیوان میں جلال الدین کی مدح میں ایک شعر بھی نہیں پایا جاتا، اس لیے ہمارا رجحان اسی طرف ہے کہ امیر حسن کو سلطان جلال الدین کے عہد میں بھی شاہی دربار تک پہنچنے کا موقع نہیں ملا اور ان کا تعلق بدستور لشکر شاہی سے رہا۔ ان کے اس تعلق کا پتا ان کی کتاب "فوائدالفواد" کے مختلف مقامات سے چلتا ہے۔ ایک جگہ لکھتے ہیں کہ اب میں نے لشکر ہی میں رہنا شروع کر دیا ہے۔ دوسری جگہ لکھتے ہیں کہ آج میں آٹھ مہینے کی غیر حاضری کے بعد (حضرت سلطان المشائخ کی) دولت پابوس

سے مشرف ہوا۔ غیر حاضری کا سبب یہ تھا کہ میں دیوگیر کے لشکر کو گیا ہوا تھا۔
تیسری جگہ شمس دبیر کے ذکر میں کہتے ہیں کہ جس سال سلطان غیاث الدین لکھنوتی
گئے تھے میں بھی لشکر میں تھا اور شمس دبیر جو میرے قرابتدار ہیں وہ بھی اسی لشکر
میں تھے۔ میراان کا خشکی اور تری میں ساتھ رہا۔ کھانا پینا بھی ایک ساتھ تھا۔
چوتھی جگہ ۷۱۶ھ کی ایک صحبت میں لکھتے ہیں کہ میں نے خواجہ علیہ الرحمہ کی خدمت
میں عرض کیا کہ جو شخص لشکر میں جاتا ہے اس کے دل میں یہ آتا ہے کہ اگر وہ
فوت ہو جائے تو خدمتگار کو وصیت کر جائے کہ وہ اسے وہیں دفن کر دے
نعش کو دور و دراز مقامات سے شہر میں لانا نہایت بیہودہ حرکت معلوم ہوتی
ہے۔ اس پر ارشاد ہوا کہ یہی مناسب ہے۔ ایک جگہ اپنے افلاس کے
ضمن میں فرماتے ہیں ؎

اکنوں کہ وقت لشکری آمد چہ ساں روم
اسپم گرو، سلاح گرو، چار پا گرو

غرضکہ ان اقتباسات اور شاہی لشکر کے ساتھ جانے آنے سے یہ
قیاس ہوتا ہے کہ انہیں فوجی خدمات سے کوئی تعلق تھا خواہ وہ زمرۂ اہل سیف میں ہوں
یا اہلِ قلم میں۔ قدیم زمانے پر منحصر نہیں ہے اس زمانہ میں بھی ہر فوج اور لشکر کے
ساتھ اہل قلم کی ایک جماعت کا رہنا لازم ہوتا ہے۔

سلطان جلال الدین کو علاء الدین اس کے داماد اور بھتیجے نے کڑے
میں بلا کر نہایت بیرحمی اور دغا سے قتل کرادیا جیسا کہ ہم پہلے لکھ آئے ہیں۔
مولانا ضیاء الدین برنی نے علاء الدین کے عہد کے دس عجائبات بیان کیے

ہیں۔ دسواں جسے وہ "اعجب العجائب" کے نام سے موسوم کرتے ہیں یہ ہے کہ "بغیر علاءالدین کے ارادہ اور اہتمام کے اس کے عہدِ حکومت میں ہر قوم کے بزرگ اور ہر علم کے استاد اور ہر ہنر کے ماہر اس قدر جمع ہو گئے تھے کہ دارالملک دہلی رشکِ بغداد غیرتِ مصر اور ہمسر قسطنطنیہ ہو گیا تھا۔ مولانائے موصوف نے اس زمانہ کے مشائخ، علماء، سادات، واعظین، ماہرانِ فنِ قرأت، ندما، مورخین، اطبا، منجمین اور سرود گویوں اور شعرا کا بہ تفصیل ذکر کیا ہے۔ طبقہ شعرا میں پہلا نام امیر خسرو کا اور دوسرا نام امیر حسن صاحب تذکرہ ہذا کا ہے۔ اس کے بعد صدرالدین عالی فخرالدین قواس حمیدالدین راجہ، مولانا عارف، عبید حکیم، شہاب انصاری، اور صدر بستی کا ذکر کر کے لکھتے ہیں کہ ان میں سے ہر شخص کا نظم و نثر میں ایک خاص انداز اور مخصوص طرز تھا اور سب صاحب دیوان تھے۔ امیر خسرو سے شعرا اگر سلطان محمود غزنوی یا سنجر سلجوقی کے عہد میں ہوتے تو معلوم نہیں ان کو کتنی جاگیریں ملتیں اور کیا کیا عزت اور توقیر کی جاتی۔ مگر سلطان علاءالدین ایسے نادر روزگار شعرا کو صرف ایک ہزار تنگہ مواجب "دیوان عرض" سے دیتا تھا اور ان کی کوئی خاص عزت یا احترام نہیں کرتا تھا۔ باوجود اس بے پروائی اور بے التفاتی کے خدائے تعالیٰ نے اس کے عہد کو ایسے اعجوبہ روزگار استادوں اور ہنرمندوں کی ذات سے مزین اور آراستہ فرمایا تھا۔ غرضکہ سلطان علاءالدین ہی کا عہد ایسا عہد ہے جس میں امیر حسن کو شاہی دربار سے تعلق رہا۔ ان کے دیوان میں اسی بادشاہ اور اوس کے اعزہ کی مدح میں قصائد اور قطعات ملتے ہیں۔ کسی دوسرے بادشاہ کی

مدح میں ایک شعر بھی نہیں ہے۔ چنانچہ وہ خود جا بجا اس کی طرف اشارہ کرتے ہیں جیسا کہ مندرجہ ذیل اشعار سے ظاہر ہوگا۔ ؎

حسن را از غم و اندیشہ و رنج و محن بودے
زباں ساکت، قلم ساکن، معانی کم، سخن کمتر
کنوں ے بیمنت از جاہ و جود و بذل و عدل شہ
سخن بسیار، و فضل افزوں، و شعر آساں سخن از بر

حسن کیں آستان کہف عصمت یافت در عالم
کمینہ مادح و کمتر سگ ایں آستاں بادا

جانِ من بندہ حسن شاداں زجاں بخشی شاہ
حرز جان خویش کردم مدح ایں درگاہ را

بندہ حسن چو از کرم شاہ قایم است
اول دعائے شاہ کند پس دعائے خویش

حسن دورِ سخن بر پادشہ نوش کہ ایں معنی دریں دوراں تو داری

ایں روز خوش کہ دارم در دور شاہ حقا ہرگز شبے زمانہ ننمود جز بخوابم

سلطان علاءالدین کہ باد از حق نظر ہا سوئے او

الحق زچشم مرحمت دارد نظر ہا سوئے من

چونانکہ من بندہ شدم درگاہ شاہنشاہ را

گیتی غلامم می شود ترک فلک ہندوئے من

سلطان علاءالدین نے تقریباً اکیس سال حکومت کرنے کے بعد ۷۱۶ھ میں انتقال کیا۔ اس کے انتقال سے سلطنت کا تمام نظم و نسق درہم برہم ہو گیا۔ ملک کافور نے جس کا خطاب "ملک نائب" تھا اور جو سلطان علاءالدین کا بڑا معتمد علیہ اور قوی ہو گیا تھا، امرائے دولت کو جمع کر کے علاءالدین کا ایک وصیت نامہ پیش کیا جس میں خضر خاں اپنے بڑے بیٹے کو ولیعہدی سے علیحدہ کرتے اور اس کی جگہ شہاب الدین اپنے چھوٹے بیٹے کو جس کی عمر پانچ چھ سال کی تھی ولیعہد مقرر کرنیکا ذکر تھا۔ امرائے دولت نے کچھ اس جعلی وصیت نامے اور زیادہ تر ملک کافور کے اقتدار سے مرعوب ہو کر شہاب الدین کی بادشاہی قبول کی اس طرح سے سلطنت کا تمام کاروبار ملک کافور کے ہاتھ میں آ گیا۔ ملک کافور اپنے چند روزہ اقتدار کو نہایت بری طرح اور بیحد ظالمانہ طریقہ سے کام میں لایا۔ خضر خاں کو جو گوالیار کے قلعہ میں علاءالدین کی زندگی میں محبوس تھا اندھا کرا دیا اور خضر خاں کی ماں "ملکہ جہاں" کو قید کر دیا اور اس کا تمام زر و زیور چھین لیا۔ سلطان علاءالدین کے دوسرے بیٹے شادی خاں کی جو نہایت خوبصورت نوجوان تھا اپنے حجام کے ذریعہ سے دونوں آنکھیں نکلوا لیں۔ صرف مبارک خاں تیسرا بیٹا رہ گیا۔ اسے ایک حجرہ میں بند کر کے کچھ لوگ اس غرض سے بھیجے کہ اسے بھی اندھا کر دیں۔

شہزادہ ان لوگوں کو آتا دیکھ کر ان کا مقصد سمجھ گیا۔ اس کے گلے میں جواہرات کا ایک بیش بہا ہار تھا وہ ہار اس نے بڑھ کر ان لوگوں کے نذر کیا اور وہ احسانات انہیں یاد دلائے جو سلطان علاء الدین نے ان کے ساتھ کیے تھے۔ ان لوگوں کو رحم آگیا۔ اور وہ مبارک خاں کو اسی طرح چھوڑ کر چلے گئے۔ ملک کافور بقیہ خاندان اور امرائے علائی کی قلع قمع کی فکریں کر رہا تھا۔ اور اس سے غافل تھا کہ قضاو قدر خود اس کی فکر میں ہے۔ پایکوں کی ایک جماعت نے رات کے وقت ملک کافور کی خوابگاہ میں داخل ہو کر اس خواجہ سرا کا خاتمہ کر دیا اور صبح مبارک خاں کو قید سے نکال کر پہلے سلطان شہاب الدین کا نائب اور دو سال کے بعد بادشاہ بنا دیا۔ بادشاہ ہو کر اس نے اپنا خطاب سلطان قطب الدین قرار دیا۔ یہ دو سال کا زمانہ ایسے ہنگامے اور پریشانی کا تھا کہ اس میں کسی سے علم پرستی اور معارف نوازی کی کیا امید ہو سکتی تھی۔ البتہ سلطان قطب الدین کی تخت نشینی کے بعد ایک گونہ سکون کی صورت پیدا ہوئی۔ امیر خسرو نے اول ہی سال جلوس میں مثنوی "نہ سپہر" لکھ کر پیش کی اور سلطان قطب الدین نے حکم دیا کہ امیر موصوف کو ایک ہاتھی کے ہموزن روپیہ انعام میں دیا جائے جو اس وقت تک کسی بادشاہ نے نہیں دیا۔ اسی کے متعلق فرماتے ہیں۔

شہا، گنج بخشا، کرم گسترا — معانی شناسا، سخن داورا
چنیں بخششے کز تو جم یافتم — در ایام پیشینہ کہ یافتم
کنوں لابد از سحر سنجے چو من — بہ اندازۂ بخشش آید سخن

ہاتھی کے ہموزن روپیہ دینے کے متعلق مختلف روایتیں مشہور ہیں اس زمانہ میں

ہاتھی کا وزن کر لینا ذرا بھی مشکل نہیں مگر اُس زمانہ میں یقیناً ایک مشکل مسئلہ ہوگا۔ کہتے ہیں کہ یہ مسئلہ اس طرح حل کیا گیا کہ ایک کشتی پر ہاتھی سوار کیا گیا اور اس کے وزن سے کشتی جتنی پانی کے اندر گئی اس پر نشان کر دیا گیا۔ اس کے بعد ہاتھی کو اُتار کر اس پر روپے بار کیے گئے اور جب ان کے وزن سے کشتی اس خط کے برابر پانی کے اندر اتر گئی اس وقت یہ سمجھا گیا کہ روپے ہاتھی کے ہموزن ہو گئے۔

سلطان قطب الدین ایک عیاش اور بے خبر حکمراں ثابت ہوا اس کے عہد میں وہ قواعد اور ضوابط جو سلطان علاء الدین نے اس قدر غوص و فکر اور خونِ جگر کھا کر بنائے اور نافذ کیے تھے وہ سب برطرف اور منسوخ ہو گئے۔ اس کی صحبت شاہدوں، مسخروں، اور بھانڈوں سے گرم رہتی تھی۔ خسرو خاں ایک بروار بچہ پر فریفتہ تھا اور اسے بڑھاتے بڑھاتے اس قدر بڑھایا کہ اپنا وزیر بنالیا اور آخرِ کار نہایت ذلت اور خواری سے اسی کے ہاتھ سے مارا گیا۔ امیر خسرو کو فیاضی کے جوش اور دولت کی مستی میں ایک مرتبہ کثیر انعام دیدینا اس کی علم دوستی یا معارف پروری کا نتیجہ نہ تھا۔ سلطان قطب الدین کے عہد حکومت اور خسرو خاں کی چند روزہ حکمرانی میں جو ۷۱۸ھ سے لیکر ۷۲۱ھ تک چلتی رہی۔ امیر حسن کا دہلی میں موجود رہنا اُن کی کتاب فوائد الفواد سے ثابت ہوتا ہے جو ۷۰۷ھ سے شروع ہو کر ۷۲۲ھ کو ختم ہوتی ہے یہ وہ زمانہ ہے جس میں وہ نہایت عقیدت اور محبت کے ساتھ حضرت سلطان المشایخ کے حاضر باش مریدوں کے زمرہ میں شریک اور درباری زندگی سے بالکل علٰحدہ نظر آتے ہیں اگر ان کا کوئی تعلق دربار سے ہوتا تو وہ حضرت سلطان المشایخ کی خدمت میں اس طرح حاضر نہ ہو سکتے تھے کیونکہ

سلطان قطب الدین بقول مولانا ضیاء الدین برنی کے حضرت سلطان المشائخ کا سخت دشمن تھا اور انہیں علانیہ بُرا بھلا کہتا تھا۔ بلکہ بارہا یہ کہہ چکا تھا کہ اگر کوئی شخص حضرت کا سر کاٹ کر لائیگا تو اُسے ایک ہزار تنگہ زر انعام دیا جائیگا۔ تمام ملازمین دربار حضرت موصوف سے ملنے کے لیے غیاث پور جانے سے ممنوع تھے۔ قطب الدین اور خسرو خاں کے قتل کے بعد زمانہ نے اپنے معمول کے مطابق کروٹ بدلی اور خاندان علائی جس کی بنیاد خاک و خون پر قایم ہوئی تھی۔ بہت ہی تھوڑے زمانہ میں خاک و خون میں مل گیا۔ اور خلجیوں کی جگہ زمانہ نے تغلقوں کو صاحب تاج و تخت بنا دیا۔ تغلقوں میں پہلا بادشاہ غیاث الدین تغلق ہوا۔ یہ بادشاہ نہایت منتظم، معتدل مزاج اور بڑا تجربہ کار تھا، جیسا کہ امیر خسرو اس کی تعریف میں کہتے ہیں ؎

کارے نکرد جز بکمالات علم و عقل گوئی کہ صد عمامہ بزیر کلاہ داشت

اس نے بہت جلد ان تمام خرابیوں اور نقصوں کی اصلاح کرلی جو سلطان قطب الدین اور خسرو خاں کی بے اعتدالیوں سے انتظام مملکت میں پیدا ہو گئے تھے۔ دینے لینے میں بھی وہ اعتدال پسند تھا نہ رعایا سے زیادہ لیتا تھا۔ اور نہ دوسروں کو زیادہ دیتا تھا۔ اس کی داد و دہش نہ اسراف اور تبذیر کی تعریف میں آسکتی تھی، اور نہ اس پر بخل اور امساک کا اطلاق ہوسکتا تھا۔ وہ ہر خوشی کے موقع مثلاً شاہزادوں کے تولد، ان کی دوسری تقریبوں، اور فتوحات ممالک پر دہلی کے تمام سربرآوردہ بزرگوں، عالموں، استادوں، مدرسوں، مذکروں اور طلبہ کو شاہی دربار میں طلب کرکے ہر ایک کی حیثیت کے مطابق انعام

و اکرام دیتا تھا۔ اور جو گوشہ نشین اور آستانہ دار حاضر نہ ہو سکتے تھے ان کے پاس ان کا حصہ بھجوا دیتا تھا غرضکہ اس کے عہد حکومت میں ہندو مسلمان خاص و عام شہری اور لشکری سب بہ اطمینان تمام زندگی بسر کرتے تھے سلطان غیاث الدین تغلق کو زمانہ نے زیادہ مہلت نہ دی چار سال چند ماہ حکومت کرنے کے بعد بنگالہ سے واپس ہوتے ہوئے اس کوشک میں ٹھیرا جو اس کے بیٹے سلطان محمد نے اس کے لیے بنوایا تھا۔ قرار داد یہ تھی کہ بادشاہ رات کو وہیں رہے اور صبح کو تغلق آباد میں داخل ہو جو بنگالہ کی فتح کی خوشی میں نہایت تزک و احتشام سے سجایا گیا تھا۔ بادشاہ نے اپنے تمام امراء دولت کے ساتھ وہیں کھانا کھایا۔ امراء وغیرہ ہاتھ دھونے کے لیے باہر گئے اتنے میں نو تعمیر مکان کی چھت گر پڑی اور بادشاہ پانچ چھ آدمیوں سمیت اس کے نیچے دبکر مر گیا۔ اور جو شہر جشنوں اور جلسوں کے لیے اس قدر اہتمام اور کوشش سے آراستہ و پیراستہ کیا گیا تھا وہ چشم زدن میں ماتم کدہ بن گیا۔ سلطان غیاث الدین تغلق کو انتظام مملکت نے اتنی فرصت نہ دی کہ وہ علوم و فنون کی پرورش اور ترقی کی طرف توجہ کر سکے اس لیے اس کے عہد میں علماء فضلاء اور شعراء کی کوئی ممتاز حیثیت نظر نہیں آتی اور نہ اس طبقہ کے لوگوں کا اس کے عہد کی تاریخ میں کوئی تذکرہ ملتا ہے۔ اس زمانہ میں بیچارے امیر حسن کی بحیثیت شاعر کے کیا پرسش ہو سکتی تھی۔

امیر حسن کے اخلاق عادات اور دوسرے حالات

امیر حسن کے عادات اور خصائل کے معلوم ہونیکا ہمارے پاس اور کوئی ذریعہ نہیں بجز اس کے جو مولانا ضیاء الدین برنی کی تاریخ یا خود ان کی کتاب "فوائد الفواد" سے مستنبط ہوتا ہے

مولانا موصوف ان کی نسبت جو کچھ لکھتے ہیں اس کی تفصیل اس طرح کیجا سکتی ہے کہ امیر حسن کے اخلاق اور عقائد پاکیزہ تھے۔ وہ نہایت ذیعقل اور پابند وضع لوگوں میں تھے ان کی زندگی صوفیانہ تھی اور باوجود تجرد اور تفرد اور اسباب دنیا نہ ہونے کے ہمیشہ قانع اور خوش وخرم اور مرنج و مرنجان نظر آتے تھے۔ علم مجلس میں طاق اور علما اور فضلائے دہلی اور سلاطین ماضیہ کے حالات سے خوب واقف تھے۔ ان کی قناعت اور ان کے پاس اسباب دنیا نہ ہونے کی تصدیق تو خود ان کے اشعار سے ہوتی ہے جو جابجا بے اختیار ان کے قلم سے نکل گئے ہیں ؎

صیاد مرا یکے بیاموز　　دولت بکدام دام گیرند

حدیث مفلسی من کہ نیست حدو قیاسش
بجلہ شہر رسید و بشاہ ما کہ رساند

گر حسن افلاس می ورزد مرنج　　مایہ عاشق تہیدستی بود

حسن ہرچند مفلس شد زیادت گنج ہا دارد　　دراد بارش چہ می بینی بہ اقبال تو می نازد

مائیم یک قبا شدہ آن یک قبا گرو　　در دست چرخ خانہ بہائے سرا گرو

اکنوں کہ وقت لشکری آمد چہ ساں روم　　اسپم گرو، سلاح گرو، چار پا گرو

کس نیست تا کہ کوزہ آبے دہد مرا　　شادی گرو، ملیح گرو، زیر کا گرو[1]

یک خانہ پر کتاب، کنوں کاغذے نماند　　حجت گرو، قبالہ گرو، ماجرا گرو

حالم ز بینوائی اکنوں چناں شدہ　　بر خلق می نہم چو حسن خویش را گرو

[1] یہ شاعر کے غلاموں کے نام ہیں۔

قناعت کا پتا اس سے چلتا ہے کہ ان کی مدت زندگی میں کئی خاندان حکمراں ہوئے اور بعض بادشاہ ان میں شعروسخن کے دلدادہ اور فدائی تھے مگر وہ ان سب درباروں سے علیحدہ رہے۔ سلطان علاءالدین ایک ایسا بادشاہ ہے جس کے زمانہ میں معلوم نہیں کس طرح ان کا بے لوث دامن بادشاہوں کی بیجا مداحی کی گرد سے ملوث ہوگیا۔ اگر یہ نہ ہوتا تو انکا شمار ان معدودے چند شعراء میں ہوتا جو ہمیشہ اس گرد مذلت سے دامن بچا کر چلے ہیں۔ امیر خسرو نے باوجود تمام عمر بادشاہوں کی مداحی کرنے کے سچ کہا ہے۔ ؎

از گفتن مدح دل بمیرد | شعر ارچہ تر و فصیح باشد
گردو ز نفس چراغ مردہ | گر خود نفس مسیح باشد

امیر حسن کے دوست احباب ہمیشہ ان کو ترغیب دیتے اور تحریص کرتے رہے کہ آپ کو جدوجہد کر کے اپنی معاش میں ترقی کی فکر کرنی چاہیئے مگر انہوں نے مطلق اس کی طرف توجہ نہیں کی جیسا کہ ان کے بعض اشعار سے ظاہر ہوتا ہے۔ ایک جگہ فرماتے ہیں ؎

چند گوئی کہ در دولتیاں لازم گیر | ہم دریں محنت و محنت کدہ بگزار مرا

حضرت سلطان المشائخ کی بیعت سے پہلے اتنا ضرور مستنبط ہوتا ہے کہ ان کی زندگی ایک حد تک آزادانہ اور لاابالی تھی "فوائد الفواد" کی پہلی ہی صحبت میں حضرت سلطان المشائخ نے غالباً انہیں کے استفسار پر تائب اور متقی کے متعلق ایک تقریر فرمائی ہے اور یہ بتایا ہے کہ متقی وہ ہے جس نے تمام عمر شراب نہ پی ہو اور کوئی گناہ نہ کیا ہو اور تائب وہ ہے جس نے سب کچھ کیا ہو اور بعدہٗ توبہ

کرلی ہو۔ مرتبہ میں دونوں مساوی ہیں۔ جیساکہ حدیث شریف میں آیا ہے "التائب من الذنب کمن لا ذنب لہ" دوسری جگہ لکھتے ہیں کہ استقامت توبہ کا ذکر آیا ارشاد ہوا کہ جب کوئی شخص شراب سے توبہ کرتا ہے تو اس کے ہم نوالہ اور ہم پیالہ اس کو پھر شراب کی طرف مائل کرتے ہیں اور ترغیبیں دلاتے ہیں اور یہ اس وقت ہوتا ہے جبکہ اس کے دل میں تھوڑی بہت شراب کی خواہش باقی ہوتی ہے اگر دل پورے طور سے صاف ہوجاتا ہے تو پھر کوئی ہم نشین اس کی توبہ کا مزاحم نہیں ہوسکتا۔ اور یہی صدق توبہ کی دلیل علاوہ اس کے جابجا اپنے اشعار میں توبہ کا ذکر کرتے اور اپنی گذشتہ زندگی پر تاسف کرتے نظر آتے ہیں جیساکہ اشعار مندرجۂ ذیل سے ظاہر ہوگا ؎

یک سرمو دلت سفید نشد — ہیچ مو برتنت سیاہ نماند
اے حسن توبہ آنگہے کردی — کہ ترا طاقت گناہ نماند

اے جوانی ہمہ در حشو سر آوردہ حسن
وقت تقبیل حواشی بساط پیر است
جز سیہ کاری نکردی تا سیاہت بود موے
چوں سفیدت شد کنوں بعد از سیاہی رنگ نیست
چون حسن آنکہ از گنہ در نگزشت آں ہم
انکہ گناہ بندگاں درگزراند آں تو بی

بسیار خطا کردی باز آے حسن اکنوں — روے بزمیں آور درویشی درویشاں

زاں ندیمہا کہ میکردے پشیماں شد حسن آرے آخر از پشیمانی بود حرف ندیم

یہ سب کچھ سہی مگر ان کا دوستوں کے ایک مجمع کے ساتھ "حوض شمسی" پر بیٹھکر علانیہ شراب پینا جیسا کہ شیخ جمالی لکھتے ہیں (ملاحظہ ہو اقتباس نشان ۴) ہرگز قرین قیاس نہیں ہے جیسا کہ ہم آئندہ چل کر دکھائینگے۔ یہ امر یقینی ہے کہ بیعت کرنے کے بعد ان کی زندگی اسلامی نقطۂ نظر سے قابلِ رشک ہوگئی تھی ایک جگہ خود کہتے ہیں۔

حسن ارچہ کج نہادے کلہ کرشمہ برسر
بہ برتو بندہ اکنوں کمر امید واری

"فوائد الفواد" پڑھیے تو آپ کو معلوم ہوجائیگا کہ وہ کس سختی کے ساتھ نہ صرف فرائض اور سنن بلکہ تہجد، نوافل، اوراد و وظائف کے پابند تھے، اور اُن کی زندگی بعینہ ایسی تھی جیسی ایک اہل اللہ اور حضرت سلطان المشایخ کے ایک با اعتقاد مخصوص مرید کی ہونی چاہیے۔ شیخ جمالی نے اگرچہ اپنی روایت کو مولانا شہاب الدین امام کی طرف منسوب کیا ہے جو بڑے پایہ کے بزرگ اور حضرت سلطان المشایخ کے مخصوص مریدوں اور خلفا میں تھے مگر یہ نہیں بتایا کہ یہ روایت انہیں کہاں سے ملی، اور جب تک یہ نہ معلوم ہو اور وہ روایت درایت کے معیار پر ٹھیک نہ اترے اس کا باور کرنا کسی قدر مشکل ہے۔ یہ امور مسلم ہیں کہ امیر حسن ۶۰۷ھ میں مرید اور تائب ہوئے اور یہ سلطان علاء الدین کی حکمرانی کا زمانہ تھا۔ اگر شیخ جمالی کا بیان تسلیم کرلیا جائے تو یہ سمجھنا چاہیے کہ یہ شراب نوشی کا واقعہ بھی ۶۰۷ھ کا ہے۔ لیکن تاریخ فیروز شاہی سے معلوم ہوتا ہے کہ علاء الدین نے ۶۹۹ھ میں قلعہ رنتنبھور کا محاصرہ کیا۔

اثنائے محاصرہ میں اسے ملک کی چند بغاوتوں کی اطلاع ملی، اگرچہ یہ بغاوتیں بآسانی فرو ہوگئیں مگر علاءالدین کو دانشمند اور دوربین مدبرین کی طرح اس کا فکر دامنگیر ہوا کہ آئندہ اس قسم کی بغاوتوں کا قطعی انسداد ہوجانا چاہیے۔ بادشاہ دن بھر محاصرہ کے انتظامات میں مصروف رہتا تھا اور راتوں کو اپنے مشہور صاحب الرائے ملازمین کے ساتھ اس بارہ میں مشورہ کرتا تھا۔ مہینوں کی بحث مباحثوں کے بعد بغاوتوں کے چار اسباب قرار پائے۔ اول بادشاہ کا رعایا کے نیک و بد سے ناواقف ہونا۔ دوسرے علانیہ شراب خواری جس سے سلطنت کا کوئی راز چھپ نہیں سکتا۔ تیسرے اعیان سلطنت اور امراء کی باہم رشتہ داری۔ چوتھے زر و مال کی فراوانی۔ بادشاہ نے ان چاروں امور کے متعلق قواعد اور ضوابط مقرر کیے ہیں اس موقع پر بحث صرف انسداد شراب نوشی سے ہے اس لیے اسی کا انتظام مختصراً بیان کرینگے۔ علاءالدین اگرچہ ابتداءً خود شراب پیتا اور جلسے کرتا تھا مگر اس تجویز کے پختہ ہوجانے کے بعد اس نے بذریعہ اعلان شاہی شراب اور بھنگ وغیرہ کی خرید و فروخت قطعاً ممنوع کردی اور شہر کے تمام مشہور شرابیوں اور بھنگڑوں کو خارج البلاد کردیا اور جو کثیر محاصل اس ذریعہ سے ملتا تھا اس سے دستکش ہوگیا۔ مخلص اور سچے مصلحین کیطرح اس نے اپنے گھر سے اصلاح شروع کی اپنے مجلس خانہ خاص کا تمام سامان شراب نوشی جو قیمتی چینی اور بلور کا تھا چکنا چور کرا دیا۔ اور جتنے قرابے عمدہ عمدہ شرابوں کے تھے وہ سب بیرون شہر بھیجکر انڈلوا دیے جس سے راستوں میں کیچڑ ہوگئی اور شہر کے دروازوں پر چوکیدار اور نقیب مقرر کردیے کہ چوری چھپے بھی شراب شہر میں نہ آنے پائے۔ جو لوگ ان احکام کی خلاف ورزی کرتے تھے وہ مارے پیٹے

اور قید کر دیے جاتے تھے۔ جب قید خانوں میں جگہ نہ رہی تو بادشاہ نے بڑے کنوئیں کھدوائے جن میں مجرمین ڈال دیے جاتے تھے۔ علاوہ اس کے اس زمانہ میں قاضی کمال الدین صدر جہاں اور قاضی جلال حاکم شرع تھے جو اس قسم کے غیر مشروع حرکات کے انسداد میں ضرورت سے زیادہ سخت تھے۔ کیا ان حالات میں کوئی شخص یہ باور کر سکتا ہے کہ امیر حسن ایک مجمع کے ساتھ سرِ راہ بیٹھے ہوئے علانیہ شراب پی رہے ہونگے؟ شیخ جمالی کے بیان کا دوسرا جز یعنے امیر حسن اور حضرت سلطان المشایخ کا ابتدائی زمانہ میں بدایون میں ہم صحبت ہونا بھی محض لغو ہے۔ یہ صحیح ہے کہ دونوں حضرات کا مسقط الراس بدایون ہے۔ حضرت سلطان المشایخ مسلم طور سے ۶۳۳ھ میں پیدا ہوئے اور سولہ سال کی عمر میں مع اپنی والدہ ماجدہ کے دہلی تشریف لے آئے جیسا کہ خود حضرت موصوف کے الفاظ سے ثابت ہوتا ہے "بعد ازاں چوں شانزدہ سالہ شدم عزیمت دہلی شد" جو امیر خورد صاحب "سیر الاولیا" نے نقل کیے ہیں۔ اسطور سے حضرت سلطان المشایخ کا دہلی تشریف لانا ۶۴۹ھ میں قرار پاتا ہے۔ امیر حسن کا سال پیدائش ۶۵۲ھ ہجری ہے۔ جس وقت حضرت سلطان المشایخ ترک وطن فرما کر دہلی تشریف لائے ہیں اس وقت تک امیر حسن عالم وجود میں بھی نہ آئے تھے بدایون میں ان کی ہم صحبتی کجا۔ بیعت کے وقت امیر حسن کی عمر ۳۰ سال کی ہونا بھی غلط ہے ۷۰۷ھ میں مرید اور ۶۵۲ھ میں پیدا ہوئے اس لیے بیعت کے وقت انکی عمر ۵۴ سال کی تھی۔ امیر حسن کا پہلی ملاقات پر معتقد اور مرید ہو جانا بھی تمام دوسری روایتوں کے خلاف ہے۔ امیر خورد نے سیر الاولیاء میں حضرت سلطان المشایخ

کی کرامتوں کا ایک باب قایم کیا ہے اگر فی الحقیقت امیر حسن بقول شیخ جمالی مجلس شراب سے اٹھکر سر و پا برہنہ دوڑکر حضرت کے قدموں پر گرے اور تائب ہو گئے ہوتے تو ایسی اہم اور بین کرامت کو امیر خورد کس طرح ترک کرسکتے تھے جیساکہ ہم اوپر لکھ آئے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ وہ امیر خسرو اور مولانا ضیاء الدین برنی کے ساتھ مرید ہونے سے قبل حضرت سلطان المشایخ کی خدمت میں آتے جاتے رہے ہیں اور اس کے بعد بیعت کی ہے۔ غرضکہ شیخ جمالی کے بیان کا کوئی جُز بھی تنقید میں صحیح نہیں ٹھہرتا۔ امیر حسن کی تنگی معاش کی شکایت خود آپ اُن کی زبان سے سُن چکے ہیں لیکن اس سے یہ نہ سمجھنا چاہیے کہ وہ بالکل مفلس نادار اور محتاج تھے۔ اس کے معنی صرف اس قدر ہیں کہ جیسی انکے ہم چشموں اور ہمسروں کی مالی حالت تھی ویسی فارغ البالی انہیں نہ تھی ورنہ فوائد الفواد کی ۲۳ ربیع الآخر ۷۰۸ھ کی صحبت کے پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ کہیں سے انہیں تنخواہ ملتی تھی۔ اس تاریخ کے واقعات میں تحریر فرماتے ہیں کہ میں اس ہفتہ میں تنخواہ میں توقف ہوجانے کی وجہ سے پریشان اور دلتنگ تھا۔ خواجہ ذکراللہ بالخیر نے یہ حال معلوم کرکے ایک برہمن کی حکایت بیان فرمائی کہ وہ ایک شہر میں رہتا تھا اور بڑا مالدار تھا اس شہر کے حاکم نے اس پر مصادرہ کرکے اس کا تمام مال و اسباب چھین لیا جس سے وہ بالکل مفلس اور نادار ہوگیا۔ ایک روز برہمن مذکور کہیں جا رہا تھا۔ راستے میں اس کا ایک دوست ملا۔ اس نے حال دریافت کیا۔ برہمن نے کہا بہت اچھا ہے اس کے دوست نے کہا کہ مہاراج تمہارا تمام مال تو چھن گیا ہے حال اچھا کیا ہے۔ برہمن نے جواب دیا کہ میرا جنیو تو نہیں چھنا ہے۔ یہ حکایت بیان

فرما کر میری طرف متوجہ ہو کر فرمایا کہ اس تقریر کی تقریب تمہاری سمجھ میں آئی۔ میں نے عرض کیا کہ اس حکایت سے بندہ کا دل قوی ہو گیا اور مجھے معلوم ہو گیا کہ یہ بیان میرے تسکین قلب کے لیے ارشاد ہوا تھا اور اس کا منشاء یہ تھا کہ توقف مواجب اور اسباب دنیا نہ ہونے کی وجہ سے مجھے رنج و افسوس نہ کرنا چاہیے اگر تمام دُنیا ہاتھ سے نکل جائے تب بھی کچھ پروا نہیں صرف حق کی محبت کا قایم رہنا کافی ہے۔ پھر ۲۹ رجب ۷۱۴ھ کی صحبت میں تقریباً تین سال چند ماہ کے بعد لکھتے ہیں کہ اج دولت قدمبوسی حاصل ہوئی میری تنخواہ جو بند ہو گئی تھی وہ مجھے مل گئی۔ اس کی اطلاع میں نے عرض کی۔ اثنائے گفتگو میں ارشاد ہوا کہ کاموں میں استقلال اور ثبات کا بڑا اثر ہوتا ہے۔ اس سے ظاہر ہے کہ وہ تنخواہ پاتے تھے اور اگر یہ تنخواہ سرکار سے تھی جیسا کہ قیاس چاہتا ہے تو عہد علائی کے دوسرے شعرا کی طرح اس کی مقدار ایکہزار تنکہ سے زیادہ نہ ہوگی۔ تنکہ کے متعلق ہم نے کوئی خاص تحقیق نہیں کی ہے لغت میں اس کے معنی سکۂ مروج کے بتائے جاتے ہیں خواہ وہ چاندی کا ہو یا سونے کا۔ عام طور سے دیکھا یہ جاتا ہے کہ قدیم تاریخوں میں جہاں محض لفظ تنکہ کا استعمال ہوتا ہے اس سے مراد سکہ نقرئی ہوتا ہے اور جہاں اس کے خلاف مقصود ہوتا ہے وہاں تنکہ کے بعد طلائی کی تصریح کر دی جاتی ہے۔ ہندستان کے ابتدائی شاہی خاندانوں کے تنکے مختلف الوزن اور لازمی طور سے مختلف القیمت رہے ہیں۔ راجہ درگا پرشاد سندیلوی اپنی کتاب گلستان ہند میں لکھتے ہیں کہ عام طور سے علاء الدین کے عہد کا تنکہ تقریباً ہندوستان کے انگریزی روپے

کے برابر ہوتا تھا۔ آپ اوپر پڑھ آئے ہیں کہ سلطان علاء الدین اپنے دربار کے شعرا
کو ایک ہزار تنگہ مواجب دیتا تھا۔ مولانا ضیاء الدین برنی نے یہ امر سلطان علاء الدین
کی نا قدردانی کے ضمن میں بیان کیا ہے۔ اس سے ظاہر ہے کہ مواجب سے ماہوار
نہیں بلکہ سالیانہ مراد ہے۔ اگر ماہانہ ہوتا تو اس زمانہ کے لحاظ سے جبکہ اعلیٰ سے
اعلیٰ گھوڑے کی قیمت ایک سو تیس تنگہ سے زیادہ نہ ہوسکتی تھی اور دو جیتل یعنی
آٹھ پائی کو ایک سیر مصری ملتی تھی۔ ایک ہزار تنگہ ماہوار جو قابلیت خرید کے
لحاظ سے اس وقت کے دس ہزار سے بھی زائد ہوتے ہیں۔ مولانا ضیاء الدین
کو کسی شکایت کا موقع نہ تھا۔ بظاہر قیاس یہی ہے کہ یہ مواجب سالانہ تھی اور
اس حساب سے امیر حسن اور امیر خسرو اور دوسرے شعراء کو تقریباً ۸۴ تنگے
ماہانہ ملتے تھے جو اس زمانہ کے لحاظ سے معمولی طور سے بسر برد کیلیے کافی تھے
چنانچہ فوائد الفواد کے بعض مقامات سے معلوم ہوتا ہے کہ امیر حسن ایک
متوسط حال شخص کی طرح زندگی بسر کرتے تھے۔ ان کے یہاں نوکر چاکر غلام
لونڈیاں تھیں۔ ملیح نامی ایک غلام کو انہوں نے حضرت سلطان المشائخ کے مواجہ
میں آزاد کر دیا تھا۔ ۱۳ ر شعبان ۷۱۸ھ کی صحبت میں لکھتے ہیں کہ خواجہ نے میری
طرف متوجہ ہو کر فرمایا کہ تم صدقہ فطر دیتے ہو؟ بندہ نے بطریق استفہام عرض کیا
کہ کیا میرے اوپر اس کا ادا کرنا واجب ہے۔ ارشاد ہوا کہ اگر نصاب کامل ہو
اور وہ لابدی ضروریات سے زائد ہو اس سے لباس اور گھوڑا وغیرہ خارج ہے
اگر نقد رقم پاس ہو تو ضرور دینا چاہیے۔ بندہ نے عرض کیا کہ نقد رقم تو نہیں
رہتی۔ اسپر کچھ ارشاد نہ ہوا۔ مگر یہ فرمایا کہ اس وقت میرے پاس بہت کچھ ہے

جس زمانہ میں میں بالکل تنگ دست تھا، اس زمانہ میں بھی یہ حدیث سُنکر کہ روزوں کا انحصار صدقۂ فطر پر ہے۔ قرض دام کرکے صدقۂ فطر دیا کرتا تھا۔ یہ سُنکر بندہ قدمبوس ہوا اور عرض کی کہ بندہ آئندہ سے صدقۂ فطر دیا کریگا۔ ارشاد ہوا کہ یہ صدقہ اپنی اور اپنے غلاموں اور چھوٹے بچوں کی طرف سے دیا کرو۔ اس کے بعد بندہ نے عرض کیا کہ جب ہم لوگ دیوگیر میں تھے تو میرے آزاد خدمتگار ملیح نے ایک چھوکری پانچ تنگہ کو خریدی تھی جب لشکر وہاں سے چلنے لگا تو چھوکری کے ماں باپ دس تنگے لیکر آئے اور نہایت عجز و انحسار سے التجا کی کہ دس تنگے لے کر چھوکری ان کو واپس کردیجائے۔ چھوکری کے ماں باپ کے رونے پیٹنے کا میرے دل پر بہت اثر ہوا میں نے ملیح سے کہا کہ تونے پانچ تنگے میں یہ چھوکری خریدی ہے دس تنگے میں میرے ہاتھ فروخت کردے۔ ملیح راضی ہوگیا اور میں نے دس تنگے میں اسے لیکر آزاد کردیا۔ خواجہ نے ارشاد فرمایا کہ تم نے بہت اچھا کیا......

فوائد الفواد سے اسی طرح کے بہت سے اقتباسات پیش کیے جاسکتے ہیں جن سے مترشح ہوتا ہے کہ امیر حسن متوسط حال شرفا کی طرح زندگی بسر کرتے تھے۔ ان کے تجرد اور تجرید کے متعلق جو کچھ بیان کیا جاتا ہے اس سے صرف یہ سمجھنا چاہیے کہ انہوں نے اہل وعیال کا جھگڑا اپنے ذمہ نہیں لگایا ورنہ ان کی کتاب فوائد الفواد سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ بڑے کنبہ والے تھے شمس دبیر کے ساتھ جو سلطان غیاث الدین بلبن کے بیٹے کا معتمد ہوگیا تھا ان کی قرابت تھی اور ان کے دو بھتیجوں میر چھجو اور شمس الدین کا ذکر اکثر جگہ آیا ہے۔ یہ دونوں بھائی بھی حضرت سلطان المشایخ کے مرید اور بیحد معتقد تھے۔ شمس الدین کے متعلق

صاحب سیرالاولیاء لکھتے ہیں کہ وہ سلطان المشائخ کے فدائیوں میں تھے اور جب جماعت خانہ میں موجود ہوتے تھے تو جب تک حضرت سلطان المشائخ کا جمال مبارک نہ دیکھ لیتے تھے تحریمہ نماز نہ باندھتے تھے۔ اس طرف اشارہ کرکے امیر حسن کہتے ہیں عہ

در اثنائے نماز اے جاں نظر بر قامتت دارم
مگر از قامت خوبت قبول افتد نماز من

اس کے علاوہ فوائد الفواد سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ اپنے خاندان کے اکثر بچوں کو تسمیہ خوانی اور پھونک ڈلوانے کے لیے حضرت سلطان المشائخ کی خدمت میں لایا کرتے تھے۔

امیر حسن کی شاعری | مسلمانوں سے پہلے ایران میں جو شاعری تھی اس کا کوئی صحیح اور قابل اطمینان نمونہ ابتک دستیاب نہیں ہوا ہے۔ فتح اسلام کے بعد مسلمانوں نے فارسی زبان میں جو شاعری شروع کی وہ بالکل عربوں کے طریقہ پر تھی۔ عرب زیادہ تر قصائد کہتے تھے۔ اس لیے اہل فارس بھی ایک زمانہ تک قصائد ہی کہتے اور اسی میں اپنا زور طبیعت دکھاتے رہے۔ رفتہ رفتہ یہ حالت بدلی اور بعض شعراء غزلیں بھی کہنے لگے، مگر ان کی غزلیں سیدھی سادی، روکھی پھیکی ہوتی تھیں۔ سعدی علیہ الرحمہ نے غزل کا رنگ بدلا، اور ایک حد تک جذبات واردات اور معاملات بیان کرکے غزل کے افسردہ اور مردہ قالب میں ایک نئی رُوح پھونک دی۔ اور اس نازک صنف شعر کو جدید تراش خراش اور نئے جوڑ توڑوں سے ایسا درست کیا کہ اس کا رتبہ کئی درجے بلند اور برتر ہوگیا، اگرچہ ابھی اس فن کے بادشاہ یعنی خواجہ حافظ اور دوسرے زعما یعنی فغانی

عہ صاحب سیرالاولیاء نے یہ شعر امیر خسرو کی طرف منسوب کیا ہے۔

نظیری، عرفی، کلیم، طالب اور صائب کے آنے میں مدتوں کا وقفہ تھا۔ غرضکہ امیر خسرو اور امیر حسن کے زمانہ میں شیخ سعدی علیہ الرحمہ ہی کا رنگ سب سے زیادہ کامل اور مقبول سمجھا جاتا تھا۔ اور غزل میں ہر شخص اسی کی پیروی کرنا چاہتا تھا۔ امیر حسن تو درکنار امیر خسرو سے باکمال شخص فرماتے ہیں ؎

خسرو سرمست اندر ساغرِ معنی بریخت
"شیرہ از خمخانۂ مستی کہ در شیراز بود

امیر حسن نے تو شیخ کے اتباع کو اس حد تک پہنچا دیا تھا کہ انہیں ان کے معاصر "سعدی ہند" کے لقب سے یاد کرتے تھے۔ وہ خود بھی جا بجا اس کی طرف اشارہ کرتے ہیں۔ ملاحظہ ہو۔

درخمِ معنی حسن را شیرۂ نو ریخت عشق
"شیرہ از خمخانۂ مستی کہ در شیراز بود[1]

از نظم حسن نوشد دیباچۂ عشق آرے
جلد بخشش دارد شیرازۂ شیرازی

حسن گلے ز گلستان سعدی آوردہ ست کہ اہل معنی گلچین آں گلستان است

گر بنوشی دردے از خم خانۂ دردِ اے حسن
داد معنی از مئے سعدی شیرازی دہی

امیر حسن کے کلام کے متعلق ان کے معاصرین اور متاخرین نے جو رائے قائم کی ہے اور خود ان کا جو دعویٰ ہے پہلے اسے سن لیجئے اس کے بعد ان کا کلام ملاحظہ فرما کر خود جو رائے قائم ہو سکتی ہو قایم فرمائیے۔

[1] یہ معلوم نہ ہو سکا کہ اخیر مصرع درحقیقت امیر خسرو کا ہے یا امیر حسن کا یہی حال اس شعر کا ہے ؎

(۱) امیر خسرو جو امیر حسن کے دوست اور معاصر ہیں ایک غزل کے مقطع میں فرماتے ہیں ؎

خسروا شعر تو اسرار حدیث است مگر
کز سخنہائے تو ام بوئے حسن می آید

اگر یہ کنایہ فی الحقیقت امیر حسن کی طرف ہے تو اس سے امیر خسرو کی اس رائے کا اندازہ ہوتا ہے جو وہ امیر حسن کے کلام کے متعلق رکھتے تھے۔

(۲) ان کے دوسرے معاصرین مولانا ضیاءالدین برنی اور امیر خورد ان کے کلام کے متعلق جو کچھ رائے رکھتے ہیں وہ اقتباسات نشان ا و ۲ سے ظاہر ہے مولانا فرماتے ہیں کہ ان کی نظم و نثر صحت ترکیب اور روانی سخن میں بے مثل ہے اور چونکہ ان کی غزلیں وجدانی اور رواں ہوتی ہیں اسلیے وہ سعدی ہندوستان کہلاتے ہیں ان کی جگر سوز غزلیں عاشقوں کے دلوں کے چقماق سے محبت کی آگ نکالتی ہیں اور ان کے دلپذیر اشعار سے سخنوروں کے دل راحت پاتے ہیں۔ اور ان کے روح افزا لطائف سے اہلِ ذوق لطف اٹھاتے ہیں ان کے کلام میں سعدی کے کلام کی چاشنی پائی جاتی ہے۔

(۳) دولت شاہ سمرقندی اپنے تذکرہ میں لکھتے ہیں کہ "حسن کا دیوان اس زمانہ (نویں صدی ہجری) میں عزیز و مکرم ہے اور جو لوگ سخن شناش ہیں انہیں خواجہ موصوف کے کلام کے ساتھ حسن اعتقاد اور بیحد التفات ہے۔ چونکہ ان کا کلام خواص و عوام میں بہت مشہور اور معروف ہے اس لیے صرف ایک غزل لکھی جاتی ہے ؎

ساقیا مے دہ کہ ابرے خاست از خاور سپید   سرو را سر سبز شد صد برگ را چادر سپید الخ

اکثر فضلاء نے اس غزل کا جواب لکھا ہے مگر کسی کی غزل ان کی غزل کو نہیں پہنچی"۔

(۴) مولانا عبدالرحمٰن جامی بہارستان میں لکھتے ہیں کہ خواجہ حسن نے غزل گوئی میں ایک خاص طرز اختیار کیا تھا۔ اکثر تنگ قافیوں اور غیر معمولی ردیفوں میں شعر کہتے تھے ان کا کلام اگرچہ بظاہر آسان معلوم ہوتا ہے مگر ایسا کلام کہنا سخت دشوار ہوتا ہے اسی وجہ سے ان کے اشعار سہل ممتنع کہے جاتے ہیں۔

(۵) ملک الشعرا فیضی کا قول تھا کہ" امیر حسن آنے دارد کہ عاشق آں تواند شد اگرچہ امیر خسرو یوسف زمان بود" ایک فخریہ قطعہ میں لکھتے ہیں۔

وگر از علم من سخن طلبی — بر زبانم جہاں جہاں سخن است

وگر از پیرِ من نظر جوئی — روح فیاض خسرو و حسن است

(۶) ہلالی ایک غزل کے مطلع میں لکھتے ہیں۔

ہلالی از کمال شعر دارد منصب شاہی
کہ سوز خسرو ست و نازکیہائے حسن با او

(۷) مولانا شبلی مرحوم شعر العجم میں تحریر فرماتے ہیں کہ حسن کا صنف غزل پر خاص احسان ہے۔ ان کے اشعار سے یہ اندازہ ہو سکتا ہے کہ جو سوز و گداز' اور جذبہ و اثر ان کے کلام میں موجود ہے۔ وہ ان کے کشتۂ محبت (امیر خسرو) میں بھی نہیں۔ خود اپنے کلام کے متعلق جو خیالات انھوں نے جابجا ظاہر کیے ہیں گو وہ شاعرانہ انداز اور تعلی کے پیرایہ میں ہوں مگر قابلِ لحاظ ہیں اور ان سے ایک حد تک خود ان کی رائے کا پتا چلتا ہے ؎

پر شد ز گل نظم ہم مشرق و ہم مغرب — تو بوئے نمی یابی آخر چہ زکامست ایں

برنظمِ حسن دیدم شہرے شدہ دیوانہ | زیراکہ نمی یابند ایں طرز بہ دیوانہا

ایں طرز شیوہ حسن است ورنہ پیش زیں | چندیں شکر بعرصہ ہندوستاں نہ بود

بحسن نظم حسن یک زباں شدند ہمہ | منش ہمے نہ ستایم بیک زباں تنہا

ہندوے چرخ زہر داد مرا | ہمہ ہندوستاں پراز شکرم

ہاں اے حسن از عالم تلخی چہ کشی چندیں | از گفتہ شیرینت بارے شکر ارزاں شد

تماست بعہد تو حسن از دو جہاں یگانہ | ہم بدیہہ تر سخن ہم بدیع در فشاں

اپنی غزل کی برتری سے خوب واقف ہیں۔

ع شعر حسن شعر ہتیں، خاصہ غزل سحر میں

آں بلبلم کہ شہر پر آوازہ منست | کز اوج کنگر فلک آواز میکنم

مست سماع قول من آند اہل ایں دیار | اینک ہماں طریق غزل ساز میکنم

اے حسن بر آستین نظم خود نو کن طراز | خاصہ ایں ساعت کہ طرز خاص پیدا کردہ

روز قیامت از حسن ہیچو شمار ہر کسے | عرض سخنوراں شود وصف شاں علم تو ئی

حسن را در ہمہ حال آفریں گو — کہ کرد اندر سخن سحر آفرینی

تو بحسن ختم کن خاتم گویائے خود — زانکہ برا و میشود ختم سخن گستری

ان کی زندگی ہی میں ان کا کلام اس قدر مقبول ہوگیا تھا کہ کہا جاتا ہے کہ حضرت سلطان المشائخ حالت ذوق وشوق میں قوالوں سے فرمایش کرکے امیر حسن کی غزلیں سنتے تھے۔ امیر خورد اپنی کتاب سیر الاولیا میں لکھتے ہیں کہ ایک مرتبہ امیر خسرو نے غیاث پورہ میں میرے والد کے مکان میں ایک دعوت کی جس میں حضرت سلطان المشائخ اور شہر کے دُوسرے مشائخ عظام شریک تھے۔ بہلول قوال نے امیر حسن کی یہ غزل گائی۔

زہے ترکے کہ از خمہائے ابرو — کماں پیدا کند پنہاں زند تیر

بگوش مدعی کے جائے گیرد — مزامیرے کہ ہست اندر مزامیر

اس کے بعد امیر خسرو اپنی ایک غزل گانے کے لیے بیٹھے مگر مطلع پڑھکر بند ہوگئے اور سعدی علیہ الرحمہ کی یہ غزل شروع کی ؎

معلمت ہمہ شوخی و دلبری آموخت

جفا و ناز و عتاب و ستمگری آموخت

لوگوں نے پوچھا کہ یہ کیا معاملہ ہے کہ جب آپ اپنی غزل شروع کرتے ہیں تو ایک یا دو شعر پڑھکر بند ہوجاتے ہیں۔ فرمایا کہ معنی کا اس قدر ہجوم ہوتا ہے کہ میں حیران ہوکر رہجاتا ہوں۔ اور آگے نہیں چل سکتا۔ امیر حسن کا دیوان ان کی زندگی ہی میں شایع ہو گیا تھا۔ اور وہ اس قدر وقعت کی نظر سے دیکھا جاتا

تھا کہ لوگ اسے سبقاً سبقاً استادوں سے پڑھتے تھے۔ چنانچہ امیر خورد اپنی نسبت لکھتے ہیں کہ انھوں نے حسن کا دیوان قاضی شرف الدین نامی ایک بزرگ سے پڑھا تھا ایک شاعر کی زندگی میں اس کے کلام کی اس قدر وقعت ایک بڑی کامیابی ہے اس سے یہ نہ سمجھنا چاہیے کہ حسن کے مخالف اور معاند نہ تھے۔ کوئی زمانہ ایسے لوگوں سے خالی نہیں رہا ہے۔ امیر حسن کی نظموں سے معلوم ہوتا ہے کہ اس زمانہ میں بھی کچھ فرومایہ لوگ ایسے موجود تھے جو دوسروں کا کلام اپنی طرف منسوب کرکے حسن کا مقابلہ اور ان کے کلام پر اعتراض کرتے تھے۔ جن کے متعلق فرماتے تھے۔

از سخن دزدی نیار و شد کسے صاحب سخن ۔۔۔ دیو گر انگشتری دزدد سلیماں کے شود

از فضول حاسداں فضل حسن مخفی نماند ۔۔۔ آفتاب اندر پر خفاش پنہاں کے شود

شعراء کے کلام کی تنقید کا آج کل یہ طریقہ عام طور سے رائج ہو گیا ہے کہ اس کا منتخب کلام پیش کرکے ایک رائے قایم کرانے کی کوشش کی جاتی ہے۔ یہ طریقہ بالکل اطمینان کے قابل نہیں متصور ہوسکتا۔ کیونکہ کوئی شاعر دنیا میں ایسا نہیں جس کے کلام میں بلند اور پست نہ ہو۔ اس لیے اگر ناقد چاہے تو اسکا بلند اور منتخب کلام پیش کرکے اُسے فن کی اعلیٰ کرسی پر بٹھا سکتا ہے اور اگر وہ چاہے تو اس کے سرسری اور پست اشعار سامنے لاکر اُسے کمال کی کرسی سے کئی درجے نیچے لا سکتا ہے۔ کسی شاعر کے حسن و قبح اور کمال نیر کمال کا اندازہ کرنے کا صحیح طریقہ یہی ہے کہ اس کا کلام بغور پڑھا اور جانچا جائے یہ عذر کہ اس زمانہ میں روز افزوں مشاغل اور تمدنی کاروبار سے کسے اتنی فرصت ہے کہ وہ کل کلام کو رائے قایم کرنے کے لیے پڑھے ہمارے

نزدیک قابلِ قبول نہیں ہو سکتا جسمیں اتنی فرصت یا قابلیت نہ ہو اسے، بقول ہمارے ایک دوست کے، مطلق یہ حق نہیں ہے کہ وہ کوئی رائے قائم کرے۔

امیرحسن کے کلام کو سرسری طور سے بھی دیکھیے تو مفصلۂ ذیل خصوصیات صاف طور سے نظر آتے ہیں۔

(۱) ان کی غزلوں میں درد، سوز و گداز، اور جذبات پوری طور سے موجود ہیں جو غزل کی جان ہیں۔

(۲) ان کی زبان شیریں، رواں، نرم اور لطیف ہے۔ ان کی ہر غزل میں ایک آدھ شعر تیر ہوتا ہے جو دل سے نکلتا ہے اور دل ہی میں جا کر بیٹھتا ہے۔

(۳) مضامین صاف، ترکیبیں سلجھی ہوئی ہوتی ہیں۔ مضامین کے لیے زبان اور محاورہ میں فرق نہیں آنے دیتے۔

(۴) باوجود صوفی ہونے کے ان کے کلام میں صوفیانہ رنگ کم اور عاشقانہ رنگ غالب ہے، جو اُس زمانہ کی خصوصیت ہے۔ اس زمانہ میں صوفیائے کرام جو "ہمہ اوست" کے قائل تھے وہ بھی اس مسئلہ کے علانیہ اظہار سے اجتناب کرتے تھے۔ اور یہی وہ مادہ ہے جس سے بیشتر شعر پر تصوف کا رنگ چڑھتا اور چمکتا ہے۔

(۵) اکثر غزلوں میں صرف قوافی پر اکتفا کرتے ہیں اور ردیف کا سہارا نہیں لیتے اور باوجود اس کے غزل سنبھال لیجاتے ہیں جو ان کے کمال قادرالکلامی کی دلیل ہے۔

(۶) اکثر مشکل اور تنگ قافیے اختیار کرتے ہیں اور متداولہ بحر، ردیف اور قافیوں سے بچتے ہیں۔ ان کے دیوان میں ایسی غزلیں کم ہیں جو متقدمین یا معاصرین کی غزلوں کی بحور اور قوافی میں ہوں۔

(۷) مختصر گوئی میں انہیں خاص ملکہ ہے شعر میں ایک لفظ ایسا لے آتے ہیں جو پورے ایک جملہ کے مساوی ہوتا ہے۔ ذیل کے اشعار ملاحظہ ہوں۔

زاشکِ حسن، حسن را تا لب رسید طوفاں
اے دستگیرِ عاشق دستے بگیر ورنہ (در سیلابِ اشک غرق میشوم و میمیرم)

با حسن گفتمی چرا عاشق شدی
صد جوابست ایں سوالت را ولے (از راہِ ادب جواب گفتن نمی توانم)

عقل گوید از چہ دیدی روئے گندم گون او
آدم آنجا ہا بلغزید است، مسکیں آدمی (آدمی بیچارہ را چہ یارا کہ نہ لغزد)

مرد نئی تا ہمہ دل خوں نئی
لافِ محبت چہ زنی چوں نئی (مرد ہمہ دل خون نئی)

بسیار خطا کردی، باز آئے حسن اکنوں
روئے بزمیں آور، درویشی درویشاں (بطفیل درویشی درویشاں)

اسی طرح کے بیسیوں اشعار ہیں۔

(۸) نرد اور شطرنج کے اصطلاحات بکثرت استعمال کرتے ہیں جیسے

تخت شاہیست کہ بر فیل نہد فرزیں بند
رخ دریں عرصہ منہ بیدق ایں شاہ نہ

شاہ انجم بر بساطِ آسماں
خانہ خانہ از رخت مگریختہ

بیل بند عشق شد بر عرصۂ دل استوار شاہ رُخ بنما کہ ماتست از غزائے شاہ شاہ
نرد عشقت پاک می بازم وے ترسم از انکہ کعبتین چشم غلطانی مرا بازی دہی۔ وغیرہا

بعض غزلیں از سرتا پا شطرنج کے اصطلاحات سے مملو ہیں۔ دیکھو غزل ۶۲۲ صفحہ ۳۵۶

(۹) بعض غزلوں میں ایک خاص لفظ کا التزام کر لیتے ہیں اور کل غزل اسی التزام کے ساتھ تمام کرتے ہیں دیکھو غزل ۸۹ صفحہ ۳۸۷۔ جس میں لفظ "شتر" کا التزام کیا ہے۔ بعض حضرات نے شتر اور حجرہ اور بعض نے شتر اور مو کا التزام کیا ہے انہیں کی سنت ادا فرمائی ہے۔

(۱۰) اپنے معاصرین سے زیادہ ایسی ترکیبیں اور الفاظ استعمال کرتے ہیں جو اِس زمانہ میں متروک ہیں۔ مثلاً

گفتی چو حسن بر من چوں شاد می آئی من عشمزدۂ عشقم چوں شاد نمی آیم

"چوں" بمعنی "زیں" کے استعمال ہوا ہے۔

نزد تو آورد حسن قصۂ عجز و بیکسی تو بکمال مرحمت بیکس و عاجزش ممان

"ممان" بمعنی "مگزار"

ال سرو رواں گشت ہمی نالم ازابرا چوں بلبل ازاں سرو رواں دور شدم باز

"ازابرا" = ازیں جہت یا بدیں سبب

عشقت رسید و ملک دل بگرفت شاہنشاہ شد عقلم فضولی می نمود از شغل یکسوں کردمش

"یکسوں" بجائے "یکسو" کے یا "ہرہمہ" بجائے "ہمہ" یا "جز کہ" بجائے "جز" یا "فرمودگی" بجائے "پسندیدہ" کے۔ ان کے کلام میں ایسی بہت سی مثالیں ملتی ہیں جنہیں بلحاظ طوالت ہم یہاں درج نہیں کر سکتے۔

(۱۱) لفظی رعایتوں کا ضرورت سے زیادہ خیال کرتے ہیں جس سے اکثر حالتوں میں شعر اپنے پایہ سے گرجاتا ہے۔

گفتم ز باغ وصل تو بوئے بمن رسد — آواز از درِ تو بر آمد کہ بار نیست

مرا با خاتمِ ہمت فلک فیروزۂ آمد — بداں فیروزہ در وصف صفا پیوستہ فیروزم

بکشائے رُخ فرخ و درج دہن تنگ — مہرے بشکر بیاں کن و مہرے بگدا بخش

تو بہر وصال گل زنی پر — ما زیر پر فراق بالیم

صبر از برم بجست چو آہو بصید گاہ — آں شہسوار سخت کماں را خبر کنید

رعایت لفظی کی مثالوں سے ان کا دیوان بھرا پڑا ہے۔ انتہا یہ ہے کہ الفاظ کے تلفظ سے جو رعایت پیدا ہوتی ہے اس سے بھی کام لے لیتے ہیں۔ ؎

کو پیک تا پیامے از ما بگل رساند — کاندر غمِ عزیزاں تا چند خوار بودن

(۱۲) ان کے قصائد کو بجز دو ایک قصائد کے قصیدہ کہنا ہی صحیح نہیں معلوم ہوتا۔ قصائد کے جو حدود اساتذہ قدیم مقرر کر گئے تھے اور جو شان و شوکت اور طمطراق ان کے لیے ضرور ہے اس سے ان کے قصائد بالکل معرا ہیں۔ بعینہ یہ معلوم ہوتا ہے کہ غزلوں میں چند اشعار ممدوح کی تعریف میں بڑھا دیے گئے ہیں اور عجب نہیں کہ ایسا ہی ہوا ہو۔

(۱۳) مثنویاں جس قدر ہیں صاف اور قصائد سے زیادہ تر چست ہیں۔

(۱۴) قطعات اور رباعیات اول تو بہت کم ہیں اور جو ہیں ان میں کوئی خاص بات قابلِ لحاظ نہیں نظر آتی۔

کاپیاں اور پروف دیکھنے میں ہمیں ان کے جو اشعار پسند آئے انہیں

ہم لکھتے گئے تھے جو نذر ناظرین کیے جاتے ہیں۔

منتخب اشعار

دل شد و صبر است پا اندر رکاب	رو کہ سلطاں رفت و لشکر میرود
گفتی کہ چرا جدائی از من	ایں از فلک است از حسن نیست
گفتی کہ بخواب اندر مہماں شومت یک شب	اما تو کجا آئی چوں خواب نمی آید
در عرصات ہمچنیں روئے کشادہ اندر آئے	تا بدعا بدل شود دعوی داد خواہ تو
از حسن ایں چہ سوالست کہ محبوب تو کیست	ایں سخن را چہ جوابست تو ہم میدانی
خلق گویند دل از صبر بجا آور باز	اے دل از صبر نشانے دہ اگر جائے ہست
باز ایں دلم بسوئے دل آرام می رود	از دام جستہ باز سوئے دام میرود
طرفہ سرو کاریست کہ با وعدۂ معشوق	صابر نتواں بود و تقاضا نتواں کرد
دو سہ بار با تو گفتم کہ مرا بہ ہیچ بستاں	نہ شد اتفاق، شاید کہ بایں بہا گرانم
تلخ کردم جہانیاں را خواب	زاں دعا ہا کہ مستجاب نہ بود
اے حسن یار گر خطائے کرد	ہم شکایت از او صواب نہ بود
گفتی کہ چرا حال دل خویش نگوئی	من خود کنم آغاز بپایاں کہ رساند
صبر من بیگانہ تر شد چوں تو برگشتی ز من	آشنا ہر گہ کہ برگردد چہ غم بیگانہ را
زلف از رویت نمی گردد جدا	کافراں را نیست از آتش نجات
یارب مسیحے برساں تا بپرسمش	کاں آفتاب شب روم از آسمان کیست
زلف تو شفیع محشرم باد	ہر چند کہ نامہ ام سیاہ است

یار یاری کند اگر خواہد   قصۂ من ہنوز بر اگر است
سنگ بر روئے خود زن آتشے در رخت خویش   اے حسن این سنت دیوانگان عاقل است
دوش چشم ہمہ کس در مہ تو حیران بود   چاشنیٔ خم ابروئے کسے باوے ہست
آب مژہ ما گزران شد ز سر ما   نیکو مثل است اینکہ ہم از ماست کہ بر ماست
مرا بزور گرفتی بمرحمت بگزار   کہ پادشاہ بسے صید را گرفت و گزاشت
یار آوارگی ہمی خواہد   رفتن حج بہانہ افتادہ است
ما گناہے نکردہ ایم و لے   خوئے بد را بہانہ بسیار است
دلم ربودی و ننواختی ہزار افسوس   چنانکہ دلبریت ہست دلنوازی نیست
روزم تو بر فروز شبم را تو نور بخش   این کار نیست کار مہ آفتاب نیست
جان پیش کشم چو تو در آئی   در خلوت دوست جان نگنجد
ہر چہ بغمزہ میکشی زندہ ہمی کنی بلب   چشم تو جور میکند لعل تو داد میدہد
حسن دعاے تو گر مستجاب نیست مرنج   ترا زبان دگر و دل دگر دعا چہ کند
مصلحت نیست کہ پندم دہی اے خواجہ حکیم   ہر کسے مصلحت خویش نکو میداند
فراق روئے تو بسیار شد چہ چارہ کنم   مگر لباس حیاتے کہ ہست پارہ کنم
گرفتم اینکہ بہ بندم زبان ز نالیدن   تپیدن دل بیچارہ را چہ چارہ کنم
بہ شمشاد گفتم جوانی مکن   کہ ما نیز روزے جوان بودہ ایم
دل نہادیم بہ ہر حکم کہ از تقدیر است   ترک تدبیر پسندیدہ ترین تدبیر است
اینست بزرگ نعمتی صبر بحالت بلا   دام بلا قبول کن چون زدۂ دم ولا
واللہ ار تیر زنی بر جگرم ہر بارے   از جگر بر کشم و باز بدست تو دہم

اے حسن گر دل تو بشکند از لشکر غمہم
عشق رامژدہ نصرت زشکست تو دہم

گر دیدن خود حرام داری
ما کشتن خود حلال داریم

مجنوں لباس عقل و دیں درعشق لیلےٰ چاک زد
پند پدر مانع نشد رسوائے مادر زاد را

عمرے حسن ملازم اصحاب درد بود
بسیار خواستہ کہ ز ایشاں شود نشد

بر دل یار حسن بود فراموش گشتہ
ایں غزل خواندہ شد آں نادرہ گو یاد آمد

گفتی حسن چرا نہ کنی توبہ از شراب
واللہ کہ توبہ کردم و مستی نمی رود

مرد نئی تا ہمہ دل خوں نئی
لاف محبت چہ زنی چوں نئی

چوں شود حالم دریں سیلاب غم
ہم شتر غلطید ہم رخت اوفتاد

گرت روم بفدا عمر دوستاں تو باد
ہزار جان گرامی فدائے جان تو باد

خوں شد دل دیوانہ ام زلفت بیازی ہمچناں
آخر رسید افسانہ ام شب را درازی ہمچناں

بازم ایں ساعت ازاں روئے نکو یاد آمد
گل بخندید و مرا خندہ او یاد آمد

یا رُخ خوے کردہ بر بام آمدی
چوں گل نو خاستہ باراں زدہ

شحنۂ عشقت چہ خواہد از دلم
خیمۂ اندر دہ ویراں زدہ

مدعی گر نشد از شوق در آتش چہ کند
ہیزم او ہمہ تر بود کجا در گیرد

رفتن باد صبا آمدن گل چہ کنم
من ترا دانم ازیں ہا ہمہ آیند و روند

طبیب علم ندارد ز درد ضربت عشق
چہ سود مند بود شربتے کہ او فرمود

تا چند حسن عشق، شراب وغم شاہد
باز آکہ ز پیراں نہ پسندند جوانی

ہجر تو علامت قیامت
وصل تو لطیفۂ خدائی

داری توز خم تیغ رواں ناسر شک خوں روزے میان ما و توایں ماجرا رود
روز غم تو مرمرا زار شکست گوشکن من ز شکستگی خوشم گر تو شکستہ پروری

قبل ازیں بیان ہوچکا ہے کہ امیر حسن سعدی علیہ الرحمہ کے اتباع پر فخر کرتے رہے ہیں۔ اس امر کے جانچنے کے لیے کہ انھیں اس اتباع میں کہانتک کامیابی ہوئی ہم ان دونوں حضرات کی چند ہم طرح اور ہم قافیہ غزلیں پہلو بہ پہلو نقل کرینگے۔

سعدی	امیر حسن
۱۔ آں روئے بیں کہ حسن بپوشیدہ ماہ را	۱۔ اے برفراز سرو بر آوردہ ماہ را
واں دامِ زلف دانۂ خال سیاہ را	بر ماہ کج نہادہ بشوخی کلاہ را
۲۔ من سرو را قبا نشنیدم کمر کہ بست	۲۔ دل مے بری ز ما بگواہیٔ قد خویش
بر فرق آفتاب ندیدم کلاہ را	اے دوست راست کردہ چہ آری گواہ را
۳۔ گر صورتے چنیں بقیامت در آورند	۳۔ گویند آفتاب پرستند یک گروہ
عاشق ہزار عذر بگوید گناہ را	ما بندہ ایم آں دو رخ ہمچو ماہ را
۴۔ با دوستانِ خویش نگہ میکند چنانک	۴۔ اے روئے تو تمام چو مہ در ہمہ صفت
سلطاں نظر کند بہ تکبر سپاہ را	اطرافِ مہ رقم زدہ خط سیاہ را
۵۔ سعدی حدیث مستی و فریاد عاشقی	۵۔ بندہ حسن ز خط خوشت نسخۂ کند
دیگر مکن کہ عیب بود خانقاہ را	ہر گہ کہ عرضداشت کند پادشاہ را
دیگر	
وقتے دل سودائی میرفت بہ بستانہا	اے غمزۂ خونریزت تاراج بر جانہا
عیش و طرب آورد وے بر لالہ و ریحانہا	کفر سر زلف تو غارتگرِ ایمانہا

گہ نعرہ زدے بلبل گہ جامہ دریدے گل — بر شحنۂ عشق تو ہر روز ہمی بینم
تا یاد تو افتادم از یاد برفت آنہا — در کشتن مسکیناں از خط تو فرمانہا
تا عہد بہ تو بستم عہد ہمہ بشکستم — اے نرگس تو رستہ ایں نوع روا داری
بعد از تو روا باشد نقض ہمہ پیمانہا — من خستہ ہر خارے تو خفتہ بہ بستانہا
تا خار غم عشقت آویختہ در دامن — تا روئے نہاں کردی مہری بدہاں کردیم
کوتہ نظری باشد رفتن بہ گلستانہا — عاشق بتو خوش باشد بلبل بہ گلستانہا
آں را کہ چنیں دردے از پائے در اندازد — بسیار ہمی گویند از حور و قصور آوخ
باید کہ فرو شوید دست از ہمہ درمانہا — اے آنکہ تواں داری بے تو چکنم آنہا
گر در طلبت رنجے ما را برسد شاید — اے نقش بدیع تو آرائش ہر ایواں
چوں عشق حرم باشد سہل است بیابانہا — در نقش تو حیرانم چوں نقش بایوانہا
ہر کو نظرے دارد با یار کماں ابرو — مانا کہ منجم را معلوم شد از اشکم
باید کہ سپر باشد پیش ہمہ پیکانہا — کامسال در احکامش بینم ہمہ بارانہا
گویند مگو سعدی چندیں زغم عشقش — بر زلف حسن دیدم شہرے شدہ دیوانہ
میگویم و بعد از من گویند بدورانہا — زیرا کہ نمی پایند ایں طرز بدیوانہا

دیگر

باد گلبوئے سحر خوش مے وزد خیز اے ندیم — دل بہ دلبر عافیت تسلیم کردم اے سلیم
بس کہ خواہد رفت بر بالائے خاک ما نسیم — تا بروں دادم علم از عالم امید و بیم
اے کہ در دنیا نرفتی بر صراط مستقیم — در کلاہ ہمت درویش تا یک ترک ہست
در قیامت بر صراطت جائے تشویش است و بیم — ترک جنت خوشتر ست ہر چہ در جنت نعیم

قلب رُوے اندودہ نستانند در بازارِ حشر ‖ یا فتم الحمد للہ ہم بجوے عشق دوست
خالصے باید کہ از آتش بروں آید سلیم ‖ آنچہ در الحمد میخواندم صراطِ مستقیم
غیبت از بیگانہ پوشیدہ است ومی بیند بصیر ‖ درگلوے قمریاں از شوق طوقے کردہ اند
غفلت از ہمسایہ پنہانست ومیداند علیم ‖ تو ہماں خط بینی و عارف نوائے یا کریم
نفس پروردن خلاف رائے ہر عاقل بود ‖ آبِ خضر اندر دہن شربت چہ آری اے طبیب
طفل خرما دوست دارد صبر فرماید حکیم ‖ آسماں زیرِ قدم طالع چہ بینی اے حکیم
آنکہ جاں بخشید و روزی داد و چندیں لطف کرد ‖ وقت سعدی خوش کہ خوش میگفت بعد از ہر چہ گفت
ہم ببخشاید چو شستے استخواں بیند رمیم ‖ وقت عذر آوردن است استغفر اللہ العظیم
سعدیا بسیار گفتن عمر ضایع کردن ست ‖ زاں ندیمیہا کہ میکردے پشیماں شد حسن
وقت عذر آوردن ست استغفر اللہ العظیم ‖ آرے آخر از پشیمانی بود حرف ندیم

ہم انہیں تین غزلوں پر جو ہم نے دونو حضرات کے دیوانوں سے بلا کسی خاص لحاظ کے منتخب کرلی ہیں اکتفا کرتے ہیں۔ جس قدر کلام یہاں درج ہوا ہے اس سے ظاہر ہے کہ پرداز خیال، بندش، روانی، سلاست اور سادگی میں امیر حسن شیخ کا پورے طور سے اتباع کرتے ہیں اور انہیں سعدی ہند کا جو خطاب دیا گیا ہے وہ غلط نہیں ہے۔ شیخ کی تقلید کہو یا زمانہ کا رنگ امیر حسن نے ہزلیات میں بھی ایک نظم لکھی ہے جو صفحہ ۴۰۹ کلیات ہذا پر درج ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ مرید اور تائب ہونے سے قبل کی ہے۔ اسی طرح ہم ان کی اور اون کے دوست امیر خسرو کی بھی چار غزلیں جو ان کے دیوانوں سے سرسری طور سے لے لی گئی ہیں پہلو بہ پہلو نقل کرتے ہیں تاکہ اس صنفِ شعر میں دونوں کے کلام کا اندازہ کیا جا سکے۔

امیر خسرو

شبہا بروز آمد بسے کز دل نہادی یاد را
جانم ز تن آمد بروں بوئے نہ دادی باد را
شد باز سوئے ہجرت توی در کشتن بیچارگاں
چنداں قصاص افزوں کند عادت شود جلاد را
ایکہ میگوئی کہ وقتے لوح صبرت باد برد
سالہا شد تا فراموش کردہ ام آں باد را
ایں ہمہ خونابہ کاشامم ہمے زیں روز ید
بہتریں روزے خلل انداز د ایں بنیاد را
چند گریم چوں سیہ روئی غشم از قضا ست
آب کے شستن تواند داغ مادر زاد را
تا بسوئے گفت شیریں ست دل خارا و کوہ
کندن از ناخن چو گل چیدن بود فرہاد را
نوک مژگان تو در دل ماند خسرو را چنانکہ
در رگ بیمار نشتر بشکند فصاد را

امیر حسن

دی سوئے سرو لالہ رخ پیغام دادم باد را
بنوشتہ خط بندگی آں سوسن آزاد را
تا پیش او افتد مگر اینک ز چشم دُر فشاں
در ہا ذخیرہ میکنم از بہر پیش افتاد را
مجنوں لباس عقل و دیں در عشق لیلی چاک زد
پند پدر مانع نشد رسوائے مادر زاد را
میخواستم کز دست دل امروز فریادے کنم
گریہ گرہ شد در گلو رہ بستہ شد فریاد را
دی بعد فرض بامداد از دور دیدم روئے او
من در غزل خواندن شدم رخنہ فتاد اوراد را
ہر کس رہے دارد و لے چہ سود کز خوان ازل
بوسہ بخسرو میرسد تیشہ زدن فرہاد را
گر عمر انیست اے حسن در پائے خوباں صرف کن
چندیں چہ کہگل میزنی دیوار بے بنیاد را

دیگر

باز دل گم گشت در کوئے من دیوانہ را
از کجا گردم نگہ آں شکل قلاشانہ را
گاہ گاہ لے باد کانجاہات می افتد گزر

باز نو کردم ز سر عہدے مے و میخانہ را
ساقیا لختے بدہ ان آفت فرزانہ را
باز در زنجیر زلف شاہداں آویختیم

زاشنایان کہن یادے دہ آں بیگانہ را
چوں کنم بس می نیابم ایں دل دیوانہ را

عمر بگذشت و حدیث درد ما آخر نشد
یار بہ داند ز سر گردانی عشاق خویش

شب بآخر شد کنوں کوتہ کنم افسانہ را
شمع بہ روشن کند جانبازی پروانہ را

شعلہ گو در جاں بگیر د سینہ گو ز آتش بسوز
جاں چو جائے عشق او شد عقل را گفتم برو

شمع زینہا نیست کو رحمت کند پروانہ را
در حریم محرم او چوں کنم بیگانہ را

جاں ز نظارہ خراب و ناز او ز اندازہ بیش
ماہ من از جیبت کاندر کلبہ ام نائی شبے

ما بوئے مست و ساقی پر دہد پیمانہ را
یا مگر از گنج روزی نیست ایں ویرانہ را

حاجتم نبود کہ فرمائی بترک نام و ننگ
در دلم صد گونہ غوغائیست گر مہماں شوی

زانکہ رسوائی نیاموزد کسے دیوانہ را
از حضورت کعبہ میسازم من ایں بتخانہ را

خسرو ست و سوز دل وز ذوق عالم بیخبر
دل چو رفت از تو نصیحت یا کہ گوئی اے حسن

مرغ آتشخوارہ کے لذت شناسد دانہ را
مرغ چوں جست از قفس دیگر چہ ریزی دانہ را

دیگر

یارے کہ از جدائی او یم گماں نبود
امسال رونق گل تر آنچناں نبود

ما ہیست بے ویم کہ شبے درمیاں نبود
بے سرو و گل بدیہہ بلبل رواں نبود

بیگانہ وار از سر ما سایہ برگرفت
گلزار بود مجلس و قول مغنیاں

مارا ز آشنائی آں ایں گماں نبود
بر قول صوفیاں ہمہ خود بود آں نبود

گل آمد و بباغ رسیدند بلبلاں
ایں کارواں گل پس سالے رسید لیک

واں مرغ رفتہ را ہوس آشیاں نبود
ما ہے کہ در دوست دریں کارواں نبود

دامانش چوں گذاشت حق صحبت قدیم — دانسته ام که از تو به بینم شب فراق
گیرم که دست هیچ کسش در عناں نبود — آں روز رستخیز مرا در گماں نبود
جانم بجا و من نیم از زندگاں ازانکه — لعل بتاں جواهر غیبم نثار کرد
زو بود جمله زندگی من بجاں نبود — ورنه مرا چنیں صدف درفشاں نبود
رفتم ببوئے صحبت یاراں بسوئے باغ — مرغ ارچه عشق نامه خود خواند با ادا
گوئی بباغ زاں همه گلها نشاں نبود — دستانش را طراوت ایں داستاں نبود
خسرو اگر گل تو ز گلزار شد منال — ایں طرز شیوه حسن ست ورنه پیش زیں
دانی که هیچگه چمنے بے خزاں نبود — چندیں شکر بعرصه هندوستاں نبود

دیگر

گرچه از عقل و دل و دیده و جاں برخیزم — چیست مطلوب تو تا از سر آں برخیزم
حاش لله که من از شوق فلاں برخیزم — ور بجاں حکم کنی از سر جاں برخیزم
یکزماں پیش من اے جاں جهانم بنشیں — اندریں رسته دکانیست مرا از طاعت
تا بداں خوشدلی از جاں ز جهاں برخیزم — گر نه سودائے تو باشد ز دکاں برخیزم
هوسم هست که پیش تو دمے بنشینم — یک جهاں طعنه زنندم که نشینی بیکار
وز سر هر چه بگوئی پس ازاں برخیزم — گر تو دستے بدهی از دو جهاں برخیزم
مردم دیده مرا بهر تو در خوں بنشاند — بے تو از دنیا و عقبی چو نخیزد چیزے
من برویت نگرم وز سر جاں برخیزم — تو بیا تا هم ازیں وهم ازاں برخیزم
ناتواں گشتم ازاں گونه که نتوانم خاست — سوئے گور من اگر بگذری اے سرو رواں
ور مرا دست بگیری تو رواں برخیزم — سرو تو بنگرم از دور و رواں برخیزم

از پس حشر کہ از گور بر انگیزیدم — اگر از زمزمہ عشق تو در نفخ صور
ہم ز بہر تو بہر سو نگراں برخیزم — نیم بانگے شنوم رقص کناں برخیزم
خسروم آخر و بپسند کہ ہر دم با تو — در دے از درد بنہ بر سر من بندہ حسن
شادماں شیخم و با آہ و فغاں برخیزم — تا ازیں زہد فروشی ز باں بر خیزم

ممکن ہے کہ غزل کے میداں میں امیر حسن اپنے دوست امیر خسرو کے دوش بدوش چل سکتے ہوں بلکہ بعض خصوصیات میں ان سے دو قدم آگے ہوں لیکن قصائد مثنوی اور دوسرے اصناف شعر، اور عام طباعی اور پرگوئی میں سچ یہ ہے کہ وہ امیر خسرو کو نہیں پہنچ سکتے جس کا اقرار وہ خود کرتے ہیں اور جس خوبصورتی سے یہ اقرار کرتے ہیں وہ دیکھنے کے قابل ہے۔

خسروا از رہ کرم بپذیر — انچہ من بندہ حسن می گویم
سخنم چوں سخن خسرو نیست — سخن این ست کہ من می گویم

انصاف اور محبت کا زمانہ تھا، امیر خسرو باوجود ان تمام کمالات کے جو فطرت نے ان کی ذات مجمع الصفات میں جمع کر دیے تھے، اپنے دوست امیر حسن کے کلام کی خوبیوں سے منکر نہ تھے۔ ایک غزل کے مقطع میں کہتے ہیں۔

خسروا شعر تو اسرار حدیث است مگر — کز سخنہائے توام بوئے حسن می آید

اگرچہ امیر خسرو کا معیار سخن اس قدر بلند تھا کہ وہ اپنے زمانہ کی شاعری کو زیادہ وقعت کی نظر سے نہیں دیکھتے تھے۔ ایک جگہ فرماتے ہیں۔ قطعہ

کس دریں روزگار نتواں یافت — کہ سخن با فروغ میگوید
ہر کہ گوید کہ راست میگویم — راست گویم دروغ میگوید

لہ تقریباً نصف صدی گزر جانے کے بعد پردازِ خیال اور طرز ادا میں جو تبدیلی ہوئی اس کے لیے ملاحظہ ہو حافظ کی غزل جو

امیر حسن کم گو شعراء میں ہیں جیسا کہ وہ خود کہتے ہیں ؎

رسم حسن ہمیشہ چو کم گفتن آمدہ ست　　زیں بیشتر مجال نداد ایں قصیدہ را

ان کے اس دیباچہ سے جو انڈیا آفس کے نسخہ میں خود ان کا لکھا ہوا ہے معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے تیرہ سال کی عمر سے شعر کہنا شروع کیا اور پچاس برس تک نظم اور نثر لکھتے رہے (۶۳) سال کی عمر تک جو کچھ انہوں نے کہا اور قابل اشاعت سمجھا وہ ۷۱۵ھ میں بمقام دہلی شایع کیا جس میں دس ہزار ابیات بتائے جاتے ہیں یہ کلیات ان کے انتقال سے ۲۳ سال قبل کا ہے۔ اس ۲۳ سال کی مدت میں انہوں نے جو کچھ کہا اس کی نسبت یہ نہیں معلوم ہو سکتا کہ وہ مروجہ اور موجودہ دیوانوں میں ہے یا نہیں اور اگر ہے تو کس قدر ہے۔ اس کا پتا اسی وقت چل سکتا ہے جبکہ انڈیا آفس کے نسخہ کا مقابلہ موجودہ دیوانوں سے کیا جائے ظاہری قیاس یہ ہے کہ آخر زمانہ میں انہوں نے جو کچھ کہا اس نے موجودہ دیوانوں میں بہت کم جگہ پائی۔ یہ مسلم ہے کہ حضرت سلطان المشائخ علیہ الرحمہ اور امیر خسرو کا انتقال ان کی زندگی میں ہوا مگر حضرت سلطان المشائخ اور امیر خسرو کا کوئی مرثیہ یا نوحہ ان کے موجودہ دیوانوں میں نہیں پایا جاتا، جس سے قیاس مذکورۂ بالا کی ایک درجہ تک تائید ہوتی ہے۔

امیر حسن نے اپنے اشعار میں جن کا ذکر کیا ہے وہ حسان، خاقانی، رشید وطواط، سعدی، خسرو اور حسینی ہیں۔ مؤخر الذکر حضرات کے سوائے، جن کا ہم کوئی پتا نہ چلا سکے باقی حضرات طبقہ شعرائے عرب و عجم کے مشہور اور معروف ارکان ہیں اودھ کے شاہی کتب خانہ کے نسخہ میں غزلوں کے (۵۳۳۰) اور قصائد

کے (۴۹۰) اور رباعیات کے (۲۰۷) جملہ (۶۰۲۷) ابیات بتائے گئے ہیں۔ شاد ایڈیشن یعنی نسخۂ ہذا میں غزلوں کے (۵۴۱۹) اور قصائد کے (۲۱۲۹) رباعیات کے (۴۵۸) اور مثنویات کے تقریباً ۱۴۰۰ ابیات ہیں۔

شمالی ہندوستان کا حال ہمیں معلوم نہیں مگر حیدرآباد میں جتنی غزلیں عام طور سے حسن کے نام سے قوالی میں گائی جاتی ہیں اور جنھیں حضرات صوفیہ امیر حسن کے انتساب کی بناء پر بڑے ذوق وشوق سے سنتے اور وجد کرتے ہیں وہ امیر حسن کی نہیں بلکہ منشی غلام حسین صاحب نامی ایک صاحب کی ہیں جو حسن تخلص کرتے تھے۔ اور ملتان کے رہنے والے تھے" ان کا دیوان ۱۳۰۴ھ ہجری میں سراج المطابع جہلم میں طبع ہوا تھا۔ منشی غلام حسین مرحوم صوفی منش، مستعد اور صحیح المذاق شاعر معلوم ہوتے ہیں۔ عراقی کی ایک مشہور غزل ہے جس کا مطلع اور مقطع یہ ہے۔

شراب عشق کاندر جام کردند — ز چشم مست ساقی وام کردند

چو راز خویشتن کردند خود فاش — عراقی را چرا بدنام کردند

اگرچہ وہ عراقی کے دیوان مطبوعہ مطبع نولکشور میں نہیں پائی جاتی۔ اسی پر امیر حسن اور منشی غلام حسین مرحوم نے غزلیں لکھی ہیں جو ذیل میں درج کیجاتی ہیں۔

غزل امیر حسن

بتاں کز زلف مشکیں دام کردند — جہانے زیر هر مو رام کردند

بتقوی نام نیکو بردہ بودم — نکورویاں مرا بدنام کردند

بہشتے گشت صحن خانہ امروز — مگر ایشاں گذر بر بام کردند

من از اخلاص میخواندم دعائے — وزاں سوختم بر دشنام کردند

غم نوشیں لباں زاں تشنگاں پرس | کہ دریا ہائے خوں آشام کردند
ملایک دیگے اندر طعن ایشاں | بر آوردند لیکن خام کردند
حسن را جامۂ جاں چاک ازاں شد | کہ وردِ دردش اندر کام کردند

غزل منشی غلام حسین مرحوم

شراب درد کاندر جام کردند | نصیب عاشق بدنام کردند
گرہ کز طرۂ لیلےٰ کشادند | دل مجنوں اسیر دام کردند
قضا روزیکہ نقش دار بربست | سوئے منصور زاں پیغام کردند
قد رعنائے آں سرو دلآرائے | قیامت بود قامت نام کردند
ثنائے زلف و رخسار تو آیاہ | ملایک ورد صبح و شام کردند
ہلال عید میجستم کہ ناگاہ | اشارت بر لب آں بام کردند
حسن آہ و فغان و گریہ و سوز | ز عشقم ایں ہمہ انعام کردند

یہی حال اس غزل کا ہے جس کا مطلع اور مقطع یہ ہے۔

دل کند سجدہ بایں طرز خرامیدن تو | دیدہ صد شکر بجا آرد ازیں دیدن تو
اے حسن بوسہ بپایش زدنت بے ادبی ست | پائے نازک نشود رنجہ ز بوسیدن تو

جس طرح ضیائے آفتاب میں ستاروں کی روشنی ماند پڑ جاتی ہے اسی طرح نام آور شاعروں کے سامنے گم نام شاعر چند روز میں بے پتا ہو جاتے ہیں۔ اگرچہ منشی غلام حسین مرحوم و مغفور شاعری کے آسمان پر ایک روشن ستارے کیطرح چمکنے کے مستحق تھے۔ مگر امیر حسن کی نام آوری کے آفتاب نے انہیں چمکنے نہ دیا اور جو کچھ ان کی بضاعت بازار شہرت میں آئی وہ سب امیر حسن کے نام سے

تکی۔ بعینہ یہی حال ان لوگوں کے کلام کا ہوا جنھوں نے سعدی اور حافظ سے مشہور استادوں کے تخلصوں پر دست درازی کی تھی۔

امیر حسن کی تالیفات و تصنیفات کلیات کے علاوہ جو غزلیات قصائد اور مثنویات پر مشتمل ہے ان کی سب سے زیادہ مشہور اور معروف تصنیف "فوائد الفواد" ہے۔ اس کا آغاز شعبان ۷۰۷ھ سے ہوتا ہے اور شعبان ۷۲۲ھ کو ختم ہوتی ہے اس پندرہ سال کی مدت میں جتنی مرتبہ مؤلف کو حضرت سلطان المشائخ کی خدمت میں حاضری کا اتفاق ہوا اور اس بابرکت صحبت میں جو گفت و شنید ہوئی اسے مختصر اور مؤثر طریقہ سے قلمبند کرتے گئے ہیں عبارت صاف اور رواں ہے اور جو روایتیں اور حکایتیں حضرت سلطان المشائخ کی زبانی لکھی ہیں وہ دلچسپ اور نتیجہ خیز ہیں۔ ان کی یہی تالیف ہے جس کی نسبت امیر خسرو فرماتے تھے کہ کاش میری تمام کتابیں میرے بھائی حسن کے نام ہوتیں اور ان کی یہ تالیف میرے نام ہوتی۔ اس میں شک نہیں کہ اس کہنے کی وجہ بقول مولانا شاہ عبدالحق کے وہ ارادت اور محبت تھی جو امیر خسرو کو اپنے پیر حضرت محبوب الٰہی سے تھی۔ ورنہ امیر خسرو کی مجموعی تصنیفات کے مقابلہ میں "فوائد الفواد" کو کیا وزن ہو سکتا ہے۔ حضرت سلطان المشائخ کے دو ملفوظات افضل الفواید اور راحت المحبین امیر خسرو کی طرف منسوب ہیں۔ صاحب سیر الاولیاء کے بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ امیر خسرو اور امیر حسن کے علاوہ بعض دوسرے حضرات مثلاً خواجہ محمد مولانا بدرالدین اسحاق کے فرزند نے جو حضرت فریدالدین گنج شکر علیہ الرحمہ کے نواسوں میں تھے اور خواجہ عزیز الدین صوفی نے

بھی حضرت سلطان المشائخ کے ملفوظات جمع کیے تھے جو علی الترتیب انوار المجالس اور تحفۃ الابرار و کرامت الاخیار کے نام سے موسوم تھے، لیکن جو شہرت اور قبولیت فوائد الفواد کو ہوئی وہ ملفوظات میں سے کسی ملفوظ کو نصیب نہیں ہوئی۔ فوائد الفواد کی تالیف کا زمانہ سخت سیاسی ہنگاموں اور عظیم الشان ملکی تغیرات کا زمانہ تھا۔ اسی عرصۂ مدت میں سلطان علاء الدین خلجی نے اپنے بیٹے خضر خاں کو ولیعہدی سے معزول کیا۔ سلطان علاء الدین کا انتقال ہوا، ملک کافور نے جسے علاء الدین نے سیاہ و سفید کا مالک کر رکھا تھا، علاء الدین کے پنج سالہ بیٹے شہاب الدین عمر کو بادشاہ بنایا اور اس کے بڑے بھائیوں خضر خاں اور شادی خاں کی آنکھیں نکلوالیں۔ ملک کافور مارا گیا۔ قطب الدین مبارک شاہ بادشاہ ہوا۔ خسرو خاں کافر نعمت نے اسے قتل کیا اور خود بادشاہ بنا۔ غیاث الدین تغلق نے اس کافر نعمت بروار بچہ کو مار کر سلطنت حاصل کی۔ یہ سب ہنگامے اور شورشیں ہوتی رہیں مگر حضرت سلطان المشائخ کے دائرہ صحبت میں نہ اسکا ذکر ہے اور نہ فکر۔ یہ جماعت اپنے ذوق و شوق اور ذکر و شغل میں ایسی محو ہے کہ یہی نہیں معلوم ہوتا کہ وہ اس عہد اور دنیا میں ہے جس میں یہ تہلکے مچے ہوئے ہیں۔ تمام فوائد الفواد پڑھ جائیے کہیں ان واقعات کا کنایۃً یا اشارۃً بھی ذکر نہیں ملیگا جو کمال یکسوئی کی دلیل ہے۔

"فوائد الفواد" تصوف کے دلچسپ نکات اور حکایات اور حضرت سلطان المشائخ کے برگزیدہ اقوال کا بہترین مجموعہ ہے۔ اس مجموعہ سے علاوہ سلطان المشائخ کے حالات بابرکات کے خود امیر حسن کے حالات پر بھی ایک گونہ روشنی پڑتی ہے،

۲۸ ویں رمضان المبارک شنبہ کی صحبت میں لکھتے ہیں کہ آج دولتِ پابوسی حاصل ہوئی۔ خواجہ ذکر اللہ بالخیر حسب عادت کوٹھے پر تشریف فرما تھے۔ دروازہ کے پاس سیڑھی تھی جب میں زمین بوس ہوا ارشاد ہوا کہ وہیں بیٹھ جاؤ۔ میں بیٹھ گیا۔ دروازہ کا ایک پٹ ہر بار ہوا سے بند ہو جاتا تھا۔ میں نے اس پٹ کو ایک ہاتھ سے مضبوط پکڑ لیا تاکہ بند نہ ہونے پائے۔ تھوڑی دیر کے بعد میری طرف دیکھا کہ میں پٹ پکڑے بیٹھا ہوں ارشاد ہوا کہ پٹ کیوں نہیں چھوڑتے میں نے سر زمین پر رکھ کر عرض کیا کہ میں نے یہ دروازہ پکڑا ہے۔ متبسم ہو کر فرمایا کہ تم نے یہ دروازہ پکڑا ہے اور مضبوط پکڑا ہے' شیخ بہاء الدین رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ "ہر درے وہر سرے می باشید یک در گیرید و محکم گیرید" بعد ازاں ارشاد ہوا کہ ایک دیوانہ صبح کے وقت ایک دروازہ پر کھڑا تھا دروازہ کھلا اور اس میں سے بہت سے آدمی نکلے ایک داہنے طرف دوسرا بائیں طرف ایک منہ کے سامنے چلدیا۔ دیوانہ نے یہ دیکھ کر کہا کہ یہ لوگ پریشان اور مختلف راستے اختیار کرتے ہیں اسی وجہ سے کہیں نہیں پہنچتے اگر سب مل کر ایک راستہ پر چلیں تو منزلِ مقصود کو پہنچ جائیں اسی طرح کی بیسیوں نصیحت آمیز حکایتیں درج کی ہیں جس نے فوائد الفواد کو خاندان نظامیہ چشتیہ کا دستور العمل اور رفتار نامہ بنا دیا ہے۔

امیر حسن کے ممدوحین امیر حسن کے ممدوحین میں سب سے زیادہ باوقعت اور قابلِ عزت حضرت سلطان المشائخ نظام الدین اولیاء علیہ الرحمہ ہیں۔ اگرچہ حضرت موصوف کی شان میں زیادہ اشعار نہیں پائے جاتے مگر جس طرح نظم و نثر میں ان کا ذکر کیا ہے اس سے امیر حسن کی دلی ارادت اور حقیقی عقیدت مترشح

ہوتی ہے۔ حضرت سلطان المشائخ کے حالات اور ان کی مقدس زندگی اور عام محبوبیت کے ذکر کا نہ یہ موقع ہے اور نہ اس کی ضرورت معلوم ہوتی ہے کیونکہ مسلمانوں میں شاید ہی کچھ لوگ ایسے ملیں جو اس ذات بابرکات اور اس کے فیوض سے ناواقف ہوں۔ امیر خسرو نے خوب فرمایا ہے

قطب عالم نظام ملتِ دیں　　کافتاب کمال شد رخ او
وز جنید و ز شبلی و معروف　　یادگار سیت ذات فرخ او

حضرت سلطان المشائخ کی مجلس ایک ایسی مجلس تھی جو علماء، فضلاء اور متصوفین سے مملو تھی۔ اس مجلس کے جس رکن پر نظر پڑتی ہے وہ بجائے خود ایک کامل فرد نظر آتا ہے۔ طبقۂ علماء اور صوفیہ میں قاضی محی الدین کاشانی، مولانا وجیہ الدین پایلی، مولانا فصیح الدین، خواجہ کریم الدین سمرقندی، قاضی شرف الدین فیروز گہی، مولانا بہاء الدین، شیخ مبارک گوپاموی، مولانا نظام الدین شیرازی، مولانا بدر الدین تولہ، مولانا شمس الدین یحییٰ، شیخ نصیر الدین محمود اودھی، مولانا علاء الدین نیلی، مولانا ضیاء الدین برنی حاضر رہتے تھے۔ طبقۂ شعراء میں سے اس مجلس میں زانوئے ادب تہ کرنے والے امیر خسرو اور امیر حسن سے لوگ تھے

امیر حسن جابجا اپنے اشعار میں اپنے پیر کی طرف اشارہ کرتے ہیں۔

پیش تو ہر فضل کہ خوانم خطاست　　اصل ہمہ نظم نظام است و بس

ولہ

ہر کہ رویت نگرد کے نگرد سبزہ و گل　　اہل فردوس چہ محتاج تمنائے دگر
با تو صد سال اگر باشم و چیزے نشوم　　بہ ازانم کہ بہ ہر چیز شوم جائے دگر

گفتیم پنج بیت بیادت چو پنج گنج | ما خود حسن نہ ایم غلام نظامیم

سماع کے جواز اور غیر جواز کی بحث جو حضرت قطب الدین بختیار کاکیؒ کے زمانہ سے شروع ہوئی تھی، اس کا سلسلہ حضرت سلطان المشائخ کے زمانہ تک جاری تھا۔ امیر حسن نے اپنے کلام میں مختلف جگہ اس کی طرف اشارہ کیا ہے۔

مدعیاں گر شدند منکر رقص و سماع | ما بسماع الست رقص کناں میرویم

سبب رقص گواہی من ار نشنوند | من ازیں ذوق یکے رقص دگر خواہم کرد

خلق آفاق شعبہ زور اند | ما گرفتار نغمہ زیریم

مصلحاں می کشند نان از طعن | ما ز شوق سماع میمیریم

مطرباں را بخانہ نتواں برد | خانہ در کوئے مطرباں گیریم

سماع کے متعلق ایک مرتبہ حضرت سلطان المشائخ کے مواجہ میں جو گفتگو ہوئی تھی اسی کو نظم فرمادیا ہے۔

بخیل نزپے حرمت گزرکند ز سماع | کہ خوب گفت بخیل این لطیفہ زرمے

کہ گر حلال بود ہم شنید نتواند | ازاں قبل کہ ندارد کرامت کرمے

نہ صدق بود در وکز سرو دگیرد ذوق | نہ آں کرم کہ بمطرب بخشد او درمے

امیر حسن کا دوسرا ممدوح سلطان علاء الدین خلجی اور اسکا بھائی الماس بیگ المخاطب بہ الغ خاں اور علاء الدین کے بیٹے خضر خاں، شادی خاں، مبارک خاں وغیرہ ہیں۔ علاء الدین اپنے چچا اور خسر سلطان جلال الدین خلجی سے نیک نہاد اور نیکدل بادشاہ کو نہایت دغا اور بے رحمی سے قتل کر کے بادشاہ ہوا۔ مگر اس کا عہد فتوحات اور حسن انتظام اور آئین طرازی کے لحاظ سے ایک ممتاز عہد سمجھا جاتا ہے،

اس سلطان اور اس کے ارکین خاندان کے سوائے کسی اور پادشاہ کی تعریف امیر حسن سے ثابت نہیں جیسا کہ ہم پہلے لکھ آئے ہیں۔ شہزادوں میں سب سے زیادہ اور عزیز ممدوح خضر خاں معلوم ہوتا ہے جو ایک زمانہ تک ولیعہد بھی رہا ہے اور حضرت سلطان المشائخ کا مرید اور معتقد ہونے سے خواجہ تاش بھی تھا اس کے غسل صحت کے ایک موقع پر لکھتے ہیں۔

ز آبحیواں شست سر شہزادۂ دوراں بلے   از پے سر شستن خضر آبحیواں واجبست

اس کے یہاں لڑکا پیدا ہوا اس کی تہنیت بادشاہ کو دیتے ہیں۔

بباغ دولت او خضر ساں نہالے خاست   وز اں نہال نہالے دگر ببار آمد

امیر حسن کا دیوگیر جانا دارا شکوہ اپنی کتاب سفینۃ الاولیا میں لکھتے ہیں کہ حضرت سلطان المشائخ کے مریدوں میں چار حضرات فاضل اور کامل ہوئے امیر خسرو، شیخ نصیر الدین چراغ دہلی، شیخ برہان الدین غریب، اور شیخ حسن دہلوی ..... حضرت شیخ نے دین اسلام کے رواج اور ہدایت کے لیے شیخ برہان الدین غریب کو برہان پور اور دولت آباد جانے کا حکم دیا، اور شیخ حسن دہلوی کو مع اپنے دوسرے مریدوں کے ان کے ساتھ کر دیا۔ یہ روایت بھی محل نظر ہے۔ یہ مسلم ہے کہ حضرت سلطان المشائخ نے بھی اپنے سلسلے کے دوسرے بزرگوں کی طرح اپنے بعض خلفاء کو خلق اللہ کی ہدایت کے لیے ہندوستان کے بعض شہروں میں جا کر رہنے کا حکم فرمایا ہے، چنانچہ سیر الاولیا کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت موصوف کے ایما سے شیخزادہ کمال الدین مالوہ اور شیخزادہ عزیز الدین

جو حضرت شیخ فریدالدین گنج شکر کے خاندان سے تھے۔ دیوگیر اور مولانا وجیہ الدین چندیری میں جاکر رہے۔ صاحب سیرالاولیا نے جو حضرت برہان الدین غریب کے معاصر ہیں، حضرت موصوف کے حالات بہ تفصیل لکھے ہیں مگر انہیں دیوگیر بھیجے جانے کا مطلق ذکر نہیں کیا ہے، ان کے الفاظ یہ ہیں "بعد از نقل سلطان المشائخ مولانا برہان الدین غریب چند سال درحیات بود، دست بیعت بخلق میداد، چوں در دیوگیر رفت برحمت حق پیوست" اگر وہ حسب ایمائے حضرت سلطان المشائخ دیوگیر بھیجے گئے ہوتے تو صاحب سیرالاولیا ضرور اس کا ذکر کرتے۔ علاوہ اس کے حضرت برہان الدین غریب اگرچہ حضرت سلطان المشائخ کے قدیم مرید تھے مگر خرقہ خلافت انہیں سید خاموش عم امیر خورد اور حضرت سلطان المشائخ کے خدام بشرا اور اقبال کی کوشش اور سعی سے حضرت سلطان المشائخ کے وصال کے بہت قریب زمانہ میں ملا۔ جب حضرت برہان الدین غریب کا دیوگیر بھیجا جانا ثابت نہیں تو امیر حسن کو ان کے ساتھ کر دینا کس طرح صحیح تسلیم کیا جا سکتا ہے۔ امیر حسن کا ۷۲۲ھ تک دہلی میں موجود رہنا خود ان کی کتاب فوائد الفواد سے ظاہر ہے۔

قیاس غالب یہی ہے جیساکہ صاحب منتخب التواریخ بدایونی لکھتے ہیں کہ امیر حسن اور حضرت برہان الدین غریب دہلی کے دوسرے باشندوں کے ساتھ سلطان محمد تغلق کے عہد حکومت میں دیوگیر (دولت آباد) تشریف لائے اور اُس وقت حضرت سلطان المشائخ کا وصال ہو چکا تھا۔ سلطان محمد تغلق جو اپنے باپ غیاث الدین تغلق کے دفعۃً انتقال کے بعد پادشاہ ہوا دنیا کے

عجیب و غریب انسانوں میں تھا نہ اس کی سخاوت، دادو دہش، ہمت، علم پروری، معارف نوازی کی کوئی حد تھی اور نہ اس کی سیاست اور خونریزی کی کوئی انتہا۔ خود نماز روزے کا پابند، مشہور خطیب، خوشنویس، شاعر، دبیر، فلسفی اور طبیب تھا۔ حافظہ ایسا قوی پایا تھا کہ جو بات ایک مرتبہ سن لیتا وہ تمام عمر نہ بھولتا تھا۔ ان اوصاف اور خوبیوں کے ساتھ اس کے بعض افعال اور اطوار ایسے تھے جن سے اس پر جنون کا شبہ کرنا بیجا نہ تھا۔ منجملہ اس کی مجنونانہ کارروائیوں کے ایک دہلی کی تباہی اور بربادی تھی۔ بادشاہ کے دل میں یہ خیال آیا کہ وہ تمام ہندوستان کا بادشاہ ہے اس لیے اس کا دارالسلطنۃ ایسے مقام پر ہونا چاہیے جسے اطراف مملکت سے وہی نسبت ہو جو مرکز کو دائرہ سے ہوتی ہے۔ تاکہ ضرورت کے وقت ہر حصہ ملک کی خرابیوں کا بعجلت تدارک ہو سکے۔ اس مقصد کے لیے کسی نے اوجین اور کسی نے دیوگیر تجویز کیا۔ دیوگیر بادشاہ کو پسند تھا اور آخر انتخاب کا قرعہ اسی کے نام نکلا۔ سلطان محمد تغلق سے دیوانہ کے لیے اتنا کافی تھا ۷۲۷ھ میں فوراً احکام صادر ہوئے کہ دہلی کے تمام باشندے چھوٹے بڑے، وضیع و شریف، امیر و غریب دہلی چھوڑ کر دیوگیر جا کر آباد ہوں جسے اب دولت آباد کا خطاب عطا کیا گیا تھا۔ جو لوگ پشتہا پشت اور صدیوں سے دہلی میں رہتے اور املاک اور جائدادوں کے مالک تھے۔ ان کے لیے یہ حکم قیامت تھا، مگر حکم حاکم مرگ مفاجات سبکو تعمیل کرنی پڑی۔ اس زمانہ کی کٹھن منزلیں اور دور دراز راستے، لاکھوں آدمیوں کے چپقلش میں جس طرح

طے ہوئے ہونگے اس کا اندازہ کرنا بھی اس وقت دشوار ہے۔ سیکڑوں خاندان برباد اور تباہ ہوگئے۔ ہزاروں آدمی راستہ میں مرگئے اور اگر موقع ملا تو دوسرے ملکوں کو چلے گئے جو لوگ دولت آباد پہنچے انہوں نے ناموافقت آب ہوا اور چالیس دن کے سفر کے مصائب سے بجائے شہر کے وہاں کے قبرستانوں کو آباد کیا۔ امیر حسن تمام عمر مجرد اور اہل و عیال کے بار سے سبکدوش رہے۔ حضرت سلطان المشائخ ان کے پیر و مرشد اور امیر خسرو ان کے دوست کا انتقال ۷۲۵ھ میں ہوچکا تھا۔ اگرچہ دہلی کی یہ دو بڑی دل بستگیاں ختم ہو چکی تھیں تاہم وہ دولت آباد پہنچکر دہلی کی یاد سے غافل نہ تھے جیسا کہ ان کے بعض اشعار سے ظاہر ہوتا ہے ؎

مپرس کز مے فرقت چگونہ مخمورم | زدوست دور تواں شد ولے نہ چنداں دور
کجاست حضرت دہلی و خوبرویانش | یکے بہشت درون و بروں او پر حور
اگرچہ غیبتے افتاد بر طریق مجاز | ولے بر اہل محبت محقق است حضور

ایک دوسری جگہ فرماتے ہیں ؎

مبادا ہیچ کس از دوستاں چنیں کہ منم | بکام دشمن و از جملہ دوستاں تنہا
ز دور چرخ خراب و ز دور حادثہ زار | ز اہل بیت غریب و ز خانماں تنہا
سفر گزیدہ ہمہ مردماں و من غافل | چو خفتۂ کہ بماند ز ہمرہاں تنہا

ایک دوسری غزل میں فرماتے ہیں ؎

حسن بکوئے عدم گم شد ندیار انت | بگو نشان چنیں گم شدہ کجا جویند

دہلی کی تباہی کی طرف کس خوبصورت پیرایہ میں اشارہ کرتے ہیں۔

آخر نہ ترسید از دلم آں شحنۂ خونریز آہ
شہرے کہ پار آباد بود امسال ویراں از چہ شد

سلطان محمد تغلق کی اسی قسم کی سوء تدبیریوں سے ملک میں ہر طرف بغاوت کے شعلے بھڑک اُٹھے۔ جن کے فرو کرنے کے لیے لشکروں اور فوجوں کے بھرتی کی ضرورت ہوتی تھی اور اس کے لیے شمال ہندوستان ہی کا میدان موزوں تھا۔ اس غرض سے پادشاہ کو دہلی آنا پڑا۔ دہلی اور اس کے قرب جوار کے قصبے ویران اور سنسان پڑے تھے۔ اور وہ شہر جو چند روز پیشتر بغداد اور قاہرہ کا ہمسر اور مدمقابل تھا اس وقت وام و دد کا مسکن اور مامن بن گیا تھا۔ یہ سماں دیکھ کر پادشاہ کے دل میں خدا جانے کیا کیا خیال پیدا ہوئے ہونگے اور اپنی اس نامعقول حرکت پر کتنی ندامت ہوئی ہوگی۔ اس کا علم ہونا تو مشکل ہے مگر اتنا مسلم ہے کہ جو رعایا جبراً دولت آباد لیجاکر آباد کی گئی اُسے اجازت ہوگئی کہ جو چاہے دہلی واپس جائے اور جو چاہے دولت آباد میں رہے۔ اس حکم نے دونوں شہروں کو بے رونق کر دیا۔ کچھ لوگ دہلی آکر از سرِ نو آباد ہوئے۔ کچھ لوگ وہیں رہ گئے۔ امیر حسن اور حضرت برہان الدین غریب اور حضرات صوفیہ کی ایک بڑی جماعت وہیں رہی۔ جن کے مرقدوں سے اس وقت دولت آباد کے گرد و نواح کے ویرانے آباد ہیں۔ امیر حسن تقریباً دس گیارہ سال دولت آباد میں زندہ رہکر اسی سرزمین کے پیوند ہو گئے۔ کُلُّ شَیْئٍ هَالِكٌ اِلَّا وَجْهَ اللهِ۔ ایک غزل میں

خود کہتے ہیں ؎

بچرخ بریں میکنی تکیہ دایم | ندانی کہ چرخ بریں ہم نماند
چہ مونس ہمے گیری از ہر قرینے | کہ مونس نپاید قریں ہم نماند
اگر بگزرد مرد کج گوئے کم داں | سخن دانِ باریک بیں ہم نماند
سخن را اگرچند سحر آفریدند | سرانجام سحر آفریں ہم نماند
ہمیں نالۂ ماند بکیس حسن را | بترسم ازاں روز کیں ہم نماند

یہ دن ۱۳۳۵ یا ۱۳۳۷ھ میں آگیا۔ اور گلشن سخنوری کا ایک بولتا ہوا بلبل خاموش ہوگیا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔

مسعود علی محوی۔ بی۔ اے (علیگ)
سابق سشن جج سرکار آصفیہ
حیدرآباد دکن ۱۳۵۱ھ م ۱۹۳۳ء

اس کے طبع ہو جانے کے بعد جو مزید حالات حضرت امیر حسن کے ہمیں معلوم ہوئے ہیں وہ ضمیمۂ دیباچہ میں ملاحظہ ہوں۔

مسعود علی

ضمیمہ دیباچہ

ہز اکسیلنسی راجہ راجایان راجہ سرکشن پرشاد مہاراجہ بہادر یمین السلطنۃ کے۔سی۔آئی، جی۔سی۔آئی۔ای، صدر اعظم باب حکومت سرکار آصفیہ حیدرآباد دکن المتخلص بہ شاد کے نام نامی اور اسم گرامی اور ان کی علمی خدمات سے ہندوستان کی ادبی دنیا میں کون ایسا شخص ہے جو واقف نہیں۔ آپ کی علمی اور خصوصاً ادبی خدمات کا اگر مجملاً بھی ذکر کیا جائے تو بجائے خود ایک کتاب ہو جائے۔ یہ کتاب اگر کبھی مرتب ہوئی تو اس کے تین بڑے عنوان ہونگے۔ اول آپ کی قلمی امداد، دوسری لسانی امداد، تیسری مالی امداد۔

قلمی امداد میں آپ کی تمام تصنیفات اور تالیفات نظم ونثر داخل ہیں۔ اگرچہ آپ انگریزی، عربی، فارسی، اردو، ہندی، تلنگی اور مرہٹی زبانوں سے واقف ہیں اور ان میں بلا تکلف گفتگو فرما سکتے ہیں مگر شعر زیادہ تر فارسی، اردو یا ہندی میں فرماتے ہیں۔ کلام کا ایک مخصوص پختہ اور بامزہ صوفیانہ رنگ ہے جس عجلت اور تیزی سے آپ شعر کہہ سکتے ہیں فی الحقیقت حیرت انگیز ہے اور جب تک کسی شخص کو ذاتی تجربہ نہ ہو وہ اس کے باور کرنے کے لیے، آمادہ نہیں ہو سکتا ایسے شخص کے لیے نثر لکھنا کیا مشکل ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آپ کی تصنیفات

میں مختلف ناول، ڈراما، سفرو سیاحت نامے اور عروض و قوافی پر رسالے شامل ہیں۔

لسانی امداد سے میرا مقصد وہ ترغیب و تحریص اور دل افزائی ہے جس نے بیسیوں ہونہار مبتدیوں اور نوجوانوں کو ادبی میدان میں قدم رکھنے کی جرأت دلائی اور بیسیوں افسردہ خاطر شعرا کی بجھی ہوئی طبیعتوں کو اپنی محبت آمیز تعریف اور توصیف سے ابھارا اور اس ادبی مشغلہ سے غافل نہیں ہونے دیا۔

آپ کی مالی امداد سے بیسیوں ایسے مؤلف مصنف ناظم اور ناثر گنوائے جا سکتے ہیں جنھیں اپنے علمی اور ادبی مشاغل جاری رکھنے کا موقع ملا اور جن کا کلام محض آپ کی مالی امداد کی وجہ سے دنیا سے مفقود ہو جانے سے بچ گیا۔

اسی اخیر زمرہ میں امیر حسن علیہ الرحمہ بھی شریک ہیں۔ جب عالیجناب سر مہاراجہ بہادر نے انکے کلیات کے طبع فرمانے کا ارادہ فرمایا تو مجھ سے اس کی تالیف اور ترتیب کے لیے ارشاد ہوا۔ کچھ عالیجناب ممدوح کا ارشاد کچھ ذاتی شوق دونوں نے مل ملا کر بلا لحاظ ان دقتوں اور مشکلوں کے جو اس کام میں پیش آنے والی تھیں مجھے اس ذمہ داری کے قبول کرنے پر مجبور کر دیا۔

سب سے پہلا کام مختلف دیوانوں کو جمع کرنا اور ایک دیوان کو اصل قرار دیکر دوسرے دیوانوں سے اس کی تکمیل کرانا تھا۔ یہ کام کچھ آسان نہ تھا۔ اس کے لیے تمام دیوانوں پر نظر ڈالنی پڑتی تھی اور جو جو غزلیں یا نظمیں اصل دیوان میں موجود نہ ہوتی تھیں وہ دوسرے دیوانوں سے نقل کر کے اس میں شریک کرائی جاتی تھیں۔ اسی کام نے تقریبًا پورا ایک سال لے لیا۔ اور حقیقت یہ ہے کہ

اگر اس کام میں میرے نوجوان دوست سید محمد یعقوب - بی اے (نظام کالج) مدرس مدرسہ چادرگھاٹ کی مدد نہ شریک ہوتی تو یہ کام اتنی مدت میں بھی تمام نہ ہو سکتا تھا ان تمام مراتب کے طے ہوجانے کے بعد کارپردازان مطبع سے سابقہ تھا جن حضرات کو ان بزرگوں سے سابقہ پڑا ہے وہی ان دل خوں کن محنتوں اور جگر خراش تکلیفوں کا اندازہ کر سکتے ہیں جو اس سابقہ میں جھیلنی پڑتی ہیں۔ کلیات کے طبع ہوجانیکے بعد ان کی تفصیل اور توضیح بیکار ہے۔

سفینہ جب کہ کنارے پہ آلگا غالب خدا سے کیا ستم و جور ناخدا کیجے

کلیات کے ابتدائی حصہ کے پروف اور کاپیاں میں نے تنہا دیکھیں، اخیر حصے کی کاپیاں اور پروف دیکھنے میں میرزا نظام شاہ صاحب لبیب تیموری نے مدد فرمائی مگر باوجود ان کی اس مدد کے کتابت کی بہت سے غلطیاں رہ گئیں اور ایک طویل اغلاطنامہ لگانا پڑا، اگرچہ وہ زیادہ تر لفظوں کی غلطیوں پر مشتمل ہے۔ مطبوعہ کلیات کے چالیس پچاس نسخوں میں ان غلطیوں کی اصلاح کرا دی گئی ہے مگر تمام نسخوں میں یہ عمل مشکل تھا جو حضرات اپنے نسخہ کو صحیح رکھنا چاہیں وہ ان غلطیوں کی خود اصلاح فرما سکتے ہیں۔ چونکہ یہ کلیات مختلف دیوانوں سے نقل کیا گیا ہے اس لیے پانچ سات غزلیں ایسی ہیں جو کاتبوں کی سہو نظری سے مکرر ہوگئی ہیں۔ کاپیاں صحت کے لیے جزاً جزاً وصول ہوتی تھیں اور خود غزلوں کے الفاظ اور تعداد و اشعار بھی بدلے ہوئے تھے اس لیے اس غلطی کی اصلاح مشکل تھی۔ امیر حسن کے جتنے دیوانوں سے اس کلیات کی ترتیب میں مدد لی گئی ان میں سے مفصلۂ ذیل دیوان قابل ذکر ہیں

(۱) خود عالیجناب سر مہاراجہ بہادر کے کتب خانہ کا نسخہ جو خوش خط

چھوٹی تقطیع پر لکھا ہوا ہے۔ صفحات (۲۲۴) کاغذ کشمیری جدول کے سوائے کوئی اور نقش و نگار نہیں ہے۔ کاتب نے اپنا نام درویش حسن لکھا ہے۔ مگر نہ سال کتابت ہے اور نہ کاتب کا کوئی اور پتا ہے۔ ممکن ہے کہ یہ خود مصنف کے ہاتھ کا لکھا ہوا ابتدائی نسخہ ہو۔ اس کا آغاز

روزہا شد کجا شدی یارا　　　آرزوئے تو میکشد مارا

اور خاتمہ

اے حسن مردانہ بر سختیِ عشق　　　دل بنہ کیں صاعقہ سخت اوفتاد

پر ہوا ہے۔

(۲) کتب خانۂ آصفیہ کا نسخہ نمبری (۱۲۱۴۹)۔ یہ نسخہ نہایت درجہ مطلا اور مذہب اور خوشخط ہے۔ تعداد صفحات (۴۵۵) کاغذ کشمیری۔ پہلے صفحہ پر نہایت عمدہ کام ہے۔ کاتب کا نام سلطان محمد ہے لیکن نہ سال کتابت درج ہے اور نہ یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ کن کن کتب خانوں میں رہا ہے۔ جو مہریں اس پر تھیں وہ ظالموں نے مٹادی ہیں مگر اس کی ظاہری شکل و صورت پکار رہی ہے کہ وہ کسی شاہی کتب خانہ کا نسخہ ہے۔ اس میں کتابت کی بہت غلطیاں ہیں۔

(۳) یہ نسخہ بھی کتب خانۂ آصفیہ کا نمبری ۳۹۰ ہے۔ اس کا کاتب منعم الدین الاوحدی، سال کتابت سنہ ۹۰۹ ہجری، خط معمولی تقطیع چھوٹی ہے اس کی مہریں بھی مٹادی گئی ہیں۔ نمبر ۲ اور ۳ کا آغاز

اے حاکم جہان و جہاں داور حکیم
محدث ہمہ بدایع و تو مبدع قدیم

ہے اور خاتمہ

لطف خدا کہ بر ہمہ واجب سلام تست

پر ہوتا ہے۔

(۴) عالیجناب نواب سالار جنگ بہادر کے کتب خانہ میں امیر حسن کے کئی دیوان ہیں مگر جو نسخہ نمبری (۵۹۹۶) ہمیں عنایت ہوا تھا اس کا حلیہ خود دیوان کے سرورق پر اس طرح درج ہے۔

دیوان حسن خاص ہمایون اشرف اقدس بخط شکستہ ...... جلد کاغذی بابت عرض جمع کتاب خانہ عامرہ شدہ بتاریخ ۴ رمضان ۱۰۶۲ھ ہجری حجم (۱۹) جز، قیمت ایک ہن۔

ایک مہر کی عبارت — سلطان محمد شاہ غازی

دوسری مہر کی عبارت — ہوشدار خاں فدوی بادشاہ غازی محمد فرخ سیر ۱۱۲۵ھ

ان کے علاوہ ایک عبارت بھی اوپر نیچے لکھی ہوئی ہے جو اگر درست کر کے پڑھی جائے تو یوں ہو سکتی ہے۔

ارادت خاں بہادر المخاطب بہ اقتدار خاں

اللہ

مالک بہ معنی

مالک بصورت

بن (۹) ارادت خاں بہادر المخاطب بہ اقتدار خاں

اعنی

ہدایت ہو

اس نسخے کی ابتدا ذیل کے مصرع سے شروع ہوتی ہے۔

اے رقم راندہ بر سپید و سیاہ

اس میں صرف غزلیات اور رباعیات ہیں۔ یہ ان تمام نسخوں میں جو ہمارے زیر نظر رہے صحیح ترین نسخہ تھا۔ اس کا آخری حصہ ناقص ہے۔

(۵) یہ نسخہ بھی عالیجناب سالار جنگ بہادر کے کتب خانہ کا ہے بہت خوشخط اور مصوّر ہے۔ کاتب کا نام پیر حسین الکاتب الشیرازی اور سال کتابت ۹۴۳ھ ہے۔ اس کے آخر میں مثنویات ہیں جن میں سے چند مثنویاں اس کلیات میں لی گئی ہیں۔ چونکہ اس نسخہ کے متعلق صرف کتب خانہ میں معائنہ کی اجازت تھی اس لیے مزید تفصیل نہیں دیجا سکی۔

دیباچہ کے صفحہ (۶۳) کے ملاحظہ سے معلوم ہوگا کہ وہاں ہم نے یہ لکھا ہے کہ معلوم نہیں کہ امیر حسن کو کس طرح سلطان علاء الدین کے دربار میں پہنچنے اور اس کی مداحی کا موقع ملا۔ ان کی ایک مثنوی سے جو دیباچہ کے طبع ہوجانیکے بعد ہاتھ لگی اس معاملہ پر روشنی پڑتی ہے'

سلطان علاء الدین کے امرا اور سپہ سالاروں میں ملک نصرت جلیسری بڑے پایہ کا شخص تھا سلطان علاء الدین نے ۶۹۸ھ یعنی اپنے جلوس کے تیسرے سال ایک لشکر الغ خاں اپنے بھائی اور ملک نصرت کی سرکردگی میں گجرات کی فتح کے لیے

روانہ کیا۔ اس مہم میں بڑی کامیابی ہوئی اور بے شمار مال غنیمت ملا جیسے یہ دونوں سردار لیکر دہلی کی طرف روانہ ہوئے۔ قلعہ جالور کے قریب پہنچے تو "خمس غنایم" کی طلب میں اہل لشکر پر اس قدر سختی کی کہ نو مسلم مغل جو لشکر میں بہ تعداد کثیر تھے بگڑ کر باغی ہو گئے اور یہ ارادہ کیا کہ سرداران فوج کو مار کر ان مطالبات سے نجات پائیں۔ اس منصوبہ کی پیش رفت میں باغیوں کی ایک جماعت ملک اعزالدین پر جو ملک نصرت کا بھائی اور غالباً "خمس غنایم" کی تحصیل پر مامور تھا حملہ آور ہوئی اور اسے مار کر الغ خاں کے خیمہ کی طرف چلی مگر اس کی حیات باقی تھی وہ بچکر نکل گیا یہی ملک اعزالدین ہے جو امیر حسن کے حال پر بیحد مہربان تھا۔ اور اسی کی بدولت انہیں دربار علائی کے شعرا میں داخل ہونے کا موقع ملا جیسا کہ وہ خود فرماتے ہیں۔

ذکر تلطف ملک اعزالدین

کسے کو نعمتے را شکر گوید — مزید روزگار خویش جوید
مرا ہم منعمے چوں نعمتے داد — ببایدکرد شکر نعمتش یاد
یکے کز برج گردونش سزد قصر — سر جملہ ملوک سرور عصر
ستودہ سیرت و فرخندہ آئیں — کریم الخلق، الحق، عزوالدیں
محمد اسم و رسمش جملہ محمود — وجودش خاص بہر جود موجود
چراغ دودۂ اعظم تغانخاں — ملک نوانچہ کش بزمش فلک خواں

. . . .

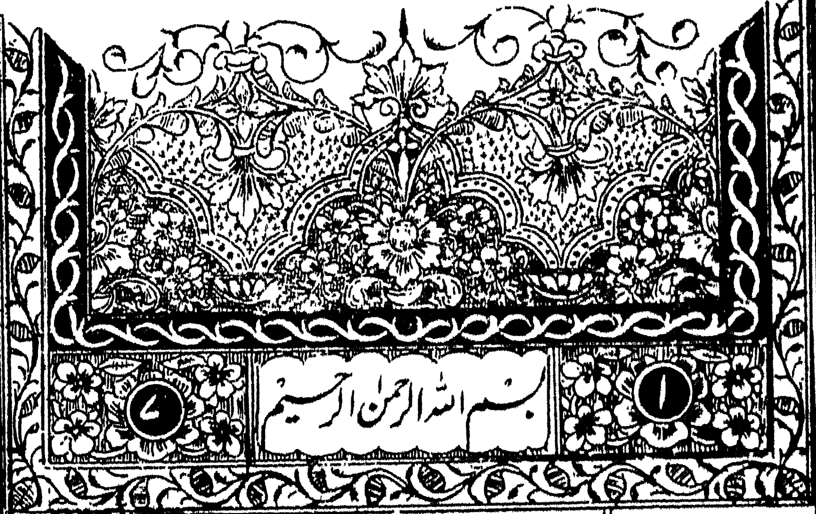
ازاں چنداں ملوک نزل فرمائے — ہمیں یک ذات او ماند ست برجائے

بزرگا، مکرما، عالی نژادا | سرت در سروری پاینده بادا
کرم فرمودن خود، خود بیندیش | خصوصاً درحق بیچارۂ خویش
مرا زاں ژرف دریائے خطرناک | تو آوردی بروں چوں گوہر پاک
پس اندر مسند دولت راہ دادی | محل دست بوس شاہ دادی
ز سلطاں گنجم آوردی و تشریف | عطائے خود در انجا کردہ تضعیف
سزنختم تو بگرفتی ز خفتن | من ایں راکے توانم شکر گفتن

اس سے صاف ظاہر ہے کہ امیر حسن دربار علائی میں ملک اعزالدین کی دستگیری سے پہنچے تھے۔ اور اسی سے آپ کے فوجی تعلقات کی مزید تصدیق بھی ہوتی ہے کیونکہ خود ملک اعزالدین کا تعلق فوج شاہی سے تھا۔

اخیر میں ہم اپنے ان دوستوں کے شکرگزار ہیں جنھوں نے براہ علم دوستی ہمارا اس کام میں تھوڑا بہت ہاتھ بٹایا ہے۔ بعض احباب کی رائے تھی کہ اس دیباچہ اور ضمیمہ کا ترجمہ فارسی اور انگریزی میں کرکے شریک کلیات کردینا چاہیئے تاکہ اہلِ ایران اور یورپ کے مستشرقین بھی اس سے فائدہ اٹھا سکیں، لیکن اس وقت نہ اتنی فرصت ہے اور نہ اس کا موقع۔ ان سخت خانگی پریشانیوں میں جنھوں نے دل ودماغ کو معطل کردیا تھا یہ جوکچھ ہوگیا وہی غنیمت ہے فقط

مسعود علی



ردیف الف

یارب بکش خط کرم بر سیآت ما مضیٰ ‌ ‌ پرہیزہا کردم ولے جاء القضا ضاق الفضا

گر دارادت بیختی بر فرق جانم ریختی ‌ ‌ جانم بنقس آمیختی نفسم نزیں قضا

گر روضہ سازی در رہم جاں در رضای تو دہم ‌ ‌ ہرگز برابر کے نہم صد روضہ را با یک رضا

شاخے کہ فعلم بر زند جز فضلت آنرا نشکند ‌ ‌ از فضلت این واجب کند وز رحمت این اقتضا

در ماندم از بار گراں لب خشک چوں دامن تراں ‌ ‌ ز ابر کرم سیلے براں بر کردہائے ما مضیٰ

ہمچو حسینم خستہ تن از جور مشتے شور فن ‌ ‌ چشم رضا نہ بر حسن حق علی مرتضیٰ

۲

یارب زفرط نیکوئی قولم نگہدار از دوئی
خود بہترین حافظ توئی فاللہ خیر حافظا

۵

اے بر فراز سرو بر آوردہ ماہ را ‌ ‌ بر ماہ کج نہادہ بشوخی کلاہ را

دل می بری ز ما بگواہی قد خویش	اے دوست راست کردہ چہ آری گواہ را
گویند آفتاب پرستند یک گروہ	ما بندہ ایم آں دو رخ ہمچو ماہ را
اے روئے تو تمام چو مہ در ہمہ صفت	اطراف مہ رقم زدہ خطِ سیاہ را

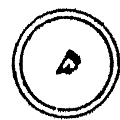
٣	بندہ حسن ز خط خوشت نسخہ کند ہر گہ کہ عرضداشت کند بادشاہ را	٩

ساقی بیار مے کہ چو زر گشت کار ہا	گل ریخت گنج زر بہمہ مرغزار ہا
آمد بہار نو بدہ آں بادۂ کہن	کز یک نسیم او شگفد نو بہار ہا
خوباں اگر بدستِ رقیباں گرو نہ اند	گرد چمن ز بہر چہ بندند خار ہا
وقتِ ہوا خوش است ہوا از مزاج صاف	بنشاندہ اند از ہمہ جانب غبار ہا
شد اتفاق جشن کند گوئیا کہ گل	از زر و سیم ساختہ اند ایں نثار ہا
باغنچہ داشت ہر سر و کارے کہ داشت گل	بکشا سرِ قرابہ کہ بکشاد کار ہا
سلطاں علائے دنیی و دیں آنکہ روزگار	شاہے چو او نیافتہ در روزگار ہا
نامش محمد است محمد صفت بہ بیں	دیں راز داں دولت او شد مدار ہا

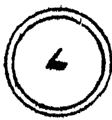
٤	چوں شرح بذل او ست بروں از حساب ہا سالِ بقاش باد فزوں از شمار ہا	٧

اے باز تازہ داشتہ نازِ قدیم را	درہم فگندہ صد دلِ نا مستقیم را
ہر روز کردہ در ہمہ آفاق گل فشاں	یک صبح رہ ندادہ ازیں سو نسیم را

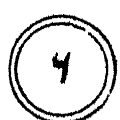
گر تو برون خرامی با این چنین جمال | از سیر مهر و ماه که پرسد حکیم را
از سرّ ردّ روئے و موئے تو امروز روزگار | تفسیر کرد آیتِ اُمید و بیم را
من هم ز قد و زلف و دهانِ تو این زمان | در سینه نقش کردم الف لام میم را
در خاک چند غلطد دُرّ سرشک من | آخر بمرحمت نظرے این یتیم را



ہاں اے حسن ز محنتِ عشقش جدا مشو
دولت شمار صحبتِ یارِ قدیم را



اے دردہا فزوده دلِ دوستدار را | یاری نباشد این که نپرسند یار را
من منتظر که روئے مبارک بہ بینمت | آئینه پیش داشته عکس کار را
دلہائے ما خراب شد از چشم مست تو | والیٔ ظلم پیشه فتاد این دیار را
ترکان غمزهٔ تو بیغما در آمدند | روزی شکسته توبهٔ پرهیزگار را
حدِ چو من سگے نبود این عنایتے | داغے بنه که کار بیاید شکار را
دارم دلِ پر آتش ز آشوب روزگار | خود را بسوزم اکنوں یا روزگار را

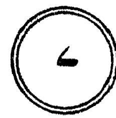


مسکیں حسن ز وصل تو ماندست بے نصیب
با غم قرار داده دلِ بیقرار را

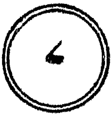


اے رُوئے تو ماه محفلِ ما | جز عشقِ تو نیست در دلِ ما
عاشق ترا بجان خریدیم | اینست ز عمر حاصلِ ما
از خلد و نعیم بے نیازیم | تا کوئے تو گشت منزلِ ما

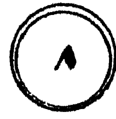
از روئے تو شرم نیست مرا | کاید همه شب مقابلِ ما


۷

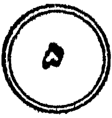
بیچاره حسن ترا نهان گفت
پیداست که کیست قاتلِ ما


۷

به پیش صورتِ خوب تو ماه را چه بقا | بجنب خاک درت مال و جاه را چه بقا
شکست کوکبهٔ مه زیک بر آمدنت | چو آفتاب بروں تاخت ماه را چه بقا
توئی خلاصه وبس روز و شب طفیل تو اند | تو دیر باش سفید و سیاه را چه بقا
دو چشم من دو گواهند عشق را تو بگو | بیک عنایتِ قاضی گواه را چه بقا
تو آمدی گل و لاله بریختند از شرم | بهشت آمده مشتِ گیاه را چه بقا
اگر بروئے تو جامے خورم گنه گیری | به پیش آیت رحمت گناه را چه بقا


۸

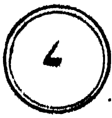
بسوخت از تف عشقت همه وجود حسن
چو آتش آمد بیچاره کاه را چه بقا


۵

باز آکه آرزوئے تو بسیار شد مرا | دل در شمائلِ تو گرفتار شد مرا
بے تو نظر گماشته ام هر چهار سوئے | بازم دو چشم در رهِ تو چار شد مرا
جاں دادن از فراق تو آسان نبود لیک | ایں زیستن بهجر تو دشوار شد مرا
چنداں بتیغ غمزهٔ تو عشق یاختم | تا آخرم دروں دل افگار شد مرا


۹

یارا کسے بچاره گری یاریم نکرد
بارے حسن بناله گری یار شد مرا


۷

ترک من بین دامے از شب ساختہ مہتاب را | بر سر شکر نگہبان کردہ مشکِ ناب را
از دہانِ او کہ دور ست از لب و دندان من | پستہ می خواہم بدندان میگزد عناب را
عین محراب ست ابرویش مسلمانان شدچہ | گر مسلمانی بمستی بوسہ زد محراب را
صبحدم آمد خیال غمزہ اش خونم بریخت | آرے آخر شب ہمین شیوہ بود قصاب را
یار گر حاضر نشد چندین رفتے سیل خون | لاجرم بے آشنا عاجز شدم غرقاب را
من بدو راہ از کجا یابم کہ نبود نسبتے | با پریرویانِ گلبو دیوِ گلخن تاب را

(١٠)

عالمے را غرقہ می بینم بدریائے طلب
تو کجا یابی حسن آں گوہر نایاب را

(٧)

چندیں چہ ناز آموختی آں غمزۂ غماز را | دل بردی جاں سوختی حدیست آخر ناز را
ہر چند ہندوئے توام چوں دزدم از لعلت شکر | در ہر کمیں بنشاندۂ ترکانِ تیرانداز را
ہرگز نہ پرسد از کسے کعبہ نشیناں را نشاں | مستے کہ او قبلہ کند چوں ابروے طناز را
غالب نیاید عقل من بر عشق مہرویاں بلی | حد کبوترے بود کو صید گیرد باز را
سبحہ چہ در دستم دہی خرقہ چہ در پشتم نہی | بازاہداں نسبت مکن ایں پیر شاہد باز را
سازیکہ بود اے مدعی کردی ازیں مجلس بروں | یا تو بہم آتش زنم ایں مجلس بے ساز را

(١١)

ہاں اے حسن تا زندۂ دل نہ بزندانِ غمش
چارہ نباشد از قفس مرغانِ خوش آواز را

(٧)

جاناں زنقد جانِ من پیوند جاں بادا ترا | بر جانِ ما دلخستگاں فرماں رواں بادا ترا

چوں شاہ تختِ چار بیں پیشت نہد سر بر زمیں
من از ہواخواہی تو چیزے کہ جستم یافتم
داد جوانی دادۂ بر رغم ایں چرخ کہن
ساقی دل و جانم توئی اں جام جاں بخش تو کو
یک پاس با ما مے بخور اے بندہ پاس تو من

اے خسروِ خوبان علم بر آسماں بادا ترا
تو آنچہ میخواہی ز حق یا رب ہماں بادا ترا
ما را مئے کہنہ بدہ دولت جواں بادا ترا
رحمے بکن بر جانِ من رحمت بجاں بادا ترا
تو پاس داری ایں نفس حق پاسباں بادا ترا

(۱۲)

ہاں اے حسن از یاد شہ جانِ حریفاں تازہ کن
مہرے بنہ بر جانِ ما شہ مہرباں بادا ترا

(٦)

کجاست آں شہِ ترکاں گرفتہ ترک وفا
دروں چو شانہ بکینم ہمہ بود دندان
چناں ز غیرت روبش قفا خورند بتاں
دلِ مرا اگر آوارہ شد ز خانۂ صبر
کشادِ چشم و لبش در ولایت خوبی

زدہ ز نرگس شوخے ہزار تیر جفا
بروں چو آئینہ با من ہمہ طریق صفا
کہ تنگراں نشناسند روئے شاں ز قفا
درِ خدائے ببندست حسبہٗ وکفیٰ
بغمزہ دار سیاست ببوسہ دار شفا

(۱۳)

حسن تو از ظرافتی زیادہ گوئے مباش
بلے فضول نبود ست صرفہ ظرفا

(۷)

دی سوئے سروِ لالہ رخ پیغام دادم باد را
تا پیش او افتد مگر اینک ز چشم در فشاں
مجنوں لباس عقل و دیں در عشق لیلی چاک زد

بنوشتہ خطِ بندگی آں سوسن آزاد را
دُرہا ذخیرہ میکنم از بہرِ پیش افتاد را
پند پدر مانع نشد رسوائے مادرزاد را

میخواستم کز دست دل امروز فریادے کنم
دی بعد فرض بامداد از دور دیدم روئے او
ہرکس رہے دارد ولے چہ سود کز خوان ازل

گریہ گرہ شد در گلو رہ بستہ شد فریاد را
من در غزل خواندن شدم رخنہ فساد او را درا
بوسہ بخسروی رسد تیشہ زدن فرہاد را

(۱۴)

گر عمر انیست اے حسن در پائے خوباں صرف کن
چندیں چہ کہگل میزنی دیوار بے بنیاد را

(۵)

من نہ دانم تا چہ سازم حیلہ تا بینم ترا
گرچہ من بسیار می خواہم کہ رویت بنگرم
در دلم در دست چوں داماں دردش توئی
من نخواہم شد جدا از کوئے تو تا زندہ ام

جان برلب آمدم آخر بیا بینم ترا
با چنیں بختے کہ من دارم کجا بینم ترا
روئے در مالش نما بہر خدا بینم ترا
یا کشندم بر سر کوئے تو یا بینم ترا

(۱۵)

ترک خوباں مے نگیری ہمچو سعدی اے حسن
عاقبت روزے فتادہ در بلا بینم ترا

(۵)

اے نوشدہ بنام خوشت عشق نامہا
چوں وصف حسن تو بجا بے نیامدن
تعویذہا نوشتہ ہر دم بخون من
رسوا ہمی روند ز کوئے تو زاہداں

ہر سال گل ز رشک تو بدرید جامہا
از شرم سر در آب نہادند خامہا
من ہر طرف ز دست تو فریاد نامہا
بر سر سبوئے بادہ بجائے عمامہا

(۱۶)

گہ گاہ از تو کام دلے یافتے حسن
خود کامی تو برد از و جملہ کامہا

(۷)

روز ہا شد کجا شدی یارا | آرزوئے تو می کشد مارا
روئے تو دیدہ را تماشائیست | باز کے بینم آں تماشا را
زاں چو دریا کنم کنار کہ تو | دوست داری کنار دریا را
دل بفردا چہ می نہی امروز | ہیچو دی رفتہ گیر فردا را
صنع صانع نگر کہ بر چہ صفت | زیب داد آں جمال زیبا را
خط خوب تو مسطر از خط عشق | عقل کے داند ایں معما را

۱۷ ہیچ یارے نکرد کار حسن ۷
یار ایں کارہا توئی یارا

از صبا بوئے تو می آید مرا | صبر در سینہ نمی باید مرا
گرچہ باغ آسایشِ ہر خاطر است | خاطر آنجا مے نیا ساید مرا
تا بدیدم گلستان روئے تو | گل بدیدہ خار می آید مرا
گل چہ خواہم کرد چوں روئے تو نیست | بے تو روئے گل نمی باید مرا
گر دلم خوں گشت چوں غنچہ چہ شد | یکدمت صد شادی افزاید مرا
الغرض تو لب چو گل بکشا از انک | ایں غرض از غنچہ بکشاید مرا

۱۸ تا ہوا خواہِ توام ہمچوں حسن ۷
گل صفت صد برگ می زاید مرا

چہرہ نگار کرد گل چہرۂ یار من کجا | باد بہار بوئے شد بوئے بہارِ من کجا

لوحِ زمیں بھر زباں از قلم قضا کنوں تا ختنِ صبا رسید از صفِ صبح دمبدم خود چمن از چہار پر از پے زر چو غنچہ را لشکر نو بہار را ساختہ برگ یک بیک یار بباغ داشتم خوش دلیے بو اجبی	جملہ نگار نقش شد نقش نگارِ من کجا مست رکاب یاسمین چست سوارِ من کجا دوش کلید سیم زد گنجِ حصارِ من کجا گل ہمہ عرض مید ہد عارضِ یارِ من کجا دفتر باغ نو شد ست واجب یارِ من کجا

۱۹	دہر اگر بوقتِ گل گل رُخے از حسن ستد اے فلکِ بنفشہ وش لالہ عذارِ من کجا	۷

دو روز شد کہ شدم زاں مہِ یگانہ جُدا منم بنالہ زار از جُدائیِ در دوست قبول کردمے از جاں جُدا شدی از تن ز تیرِ غمزۂ او کشتہ گشتہ بیں شہرے زمانہ قصدِ بخوں میکند ستارہ بجاں چہ طالعست مرا کیں چنیں کشندم زار	ہمہ نشاط شد از من بدیں بہانہ جُدا چو زار نالہ مرغے ز آشیانہ جُدا روا نداشتمے سر ز آستانہ جُدا کہ ہست آں سرِ پیکانش را نشانہ جُدا غمِ جُدائیِ آں دلبرِ یگانہ جُدا غمش جدا و ستارہ جُدا زمانہ جُدا

۲۰	یکے رعایتِ حالِ حسن کنید کہ ماند زیار دور ز دل بیخبر ز خانہ جُدا	۶

نوبت زدند نوبتِ عیش است ساقیا آخر رسید نوبتِ شب مے بدہ ببیں	عشقے بروئے خویش کن و زود تر بیا تا نوبتِ کدام حریفست ساقیا

گر دورِ آفتاب بشد ز آفتاب مے — در تیرہ شب بدورِ قدح در فگن ضیا
بے دورِ مے زمن نکشاید دقیقۂ — گر بر سرم سپہر بگرداند آسیا
خونِ قرابہ ریختہ شد ریختہ شود — خونِ کسے کہ خرقہ لبا زد ز بوریا

٢١ — ٧

خرم نگشت جز کہ بگو گرد سرخ مے
طبع حسن کہ زر سخن راست کیمیا

قدر یاران خود آخر نشناسی یارا — شب قدر است سلامی نفرستی مارا
لیلۃ القدر شود تیرہ شب از بے قدری — بسلامی کہ تو یاری کنی امشب یارا
دوش ہر چند کہ بر دل ز مژہ آب زدم — کم نشد آتش شوق تو دل شیدا را
چند شب چشم من از گریہ درت آب کند — نہ عجب باشد اگر آب برد دریا را
تافتہ می شود از فر کلاہت خورشید — اے کہ از رشک کرمی شکنی جوزا را
مکن امروز حساب غمم آسان و مکن — وعدہ فردا کہ قیامت قسمم فردا را

٢٢ — ٧

حسن انگشت چو بر لب بروت لب گزی
یعنی انگشت درازی مکن این حلوا را

نیست امروز ہیچ ہوش مرا — پُر ترک دادہ اند دوش مرا
عقل مغلوب شد ہم از یک دور — دور دیگر نماند ہوش مرا
خواجہ پندم چہ می دہی کہ گہے — آں طرف ہا نبود گوش مرا
جامۂ من بجام مے گرویست — تو بدیل کرم بپوش مرا

سُرمۂ دیدۂ خرد گشتہ ست — گردِ دکّان می فروشِ مرا
شب چو دیوانہ کرد نوش لبے — ہر دم از بانگ نوش نوشِ مرا

۲۳ — چہ دہم شرح جان خویش کہ کرد
گفتہ ہائے حسن خموش مرا — ۷

باز نو کردم ز سر عہد مے و میخانہ را — ساقیا لختے بدہ آں آفت فرزانہ را
باز در زنجیر زلفِ شاہداں آویختم — چوں کنم بس می نیابم ایں دلِ دیوانہ را
یار بہ داند ز سرگردانیٔ عشاقِ خویش — شمع بہ روشن کند جانبازیِ پروانہ را
جاں چو جائے عشق او شد عقل را گفتم برو — در حریم قدس محرم چوں کنم بیگانہ را
ماہِ من از چیست کاندر کلبہ ام نائی شبے — یا مگر از گنج روزی نیست ایں ویرانہ را
در دلم صد گونہ غوغا یست گر مہماں شوی — از حضورت کعبہ میسازم من ایں بتخانہ را

۲۴ — دل چو رفت از تو نصیحت باکہ گوئی اے حسن
مرغ چوں جست از قفس دیگر چہ ریزی دانہ را — ۱۱

اے غمزۂ خونریزت تاراج بر جانہا — کفرِ سرِ زلفِ تو غارت گرِ ایمانہا
بر شحنۂ عشقِ تو ہر روز ہمی بینم — در کشتنِ مسکیناں از خط تو فرمانہا
اے نرگسِ نو رستہ ایں نوع روا داری — من خستۂ ہر خارے تو خفتہ بہ بستانہا
اے خضر چہ می نازی زاں جوئے کہ دادستند — آں گم شدگاں را جو تشنہ بہ بیابانہا
تا روئے نہاں کردی مُہرے بدہاں دیدم — عاشق بتو خوش باشد بلبل بگلستانہا
بسیار ہمی گویند از حور و قصور آوخ — اے آنکہ تو آں داری بے تو چہ کنم آنہا

اے خانۂ چشمِ من از ظلمتِ تو روشن	یک مہ چو تو نا وردہ افلاک بدورانہا
اے نقش بدیعِ تو آرایش ہر ایواں	در نقش تو حیرانم چوں نقشِ بدیوانہا
ہر گہ کہ چو تو سر وے از جیب برارد سر	چوں دامنِ گل بینی ہر سوئے گریبانہا
ماناکہ منجم را معلوم شد از اشکم	کامسال در احکامش بینم ہمہ بارانہا

(۲۵) بر نظمِ حسن دیدم شہرے شدہ دیوانہ
زیراکہ نمی یابند ایں طرز بدیوانہا (۷)

باز مستِ عشق خود کردی من دیوانہ را	کاتشی اندر زدی ہم رخت را ہم خانہ را
ترک دل گفتم چو میدانم کہ ترکِ عشقِ تو	ہرگز آباداں نخواہد داشت ایں ویرانہ را
صبر من بیگانہ شد از من چو برگشتی بلے	آشنا ہرگہ کہ برگردد چہ غم بیگانہ را
کلبۂ ام باتو بہ از کاشانۂ ہشتم بہشت	کیں چنیں نقشِ بہشتی نیست آں کاشانہ را
شانہ گہ گہ با سرِ زلفت در آویزی کند	آرے آنجا ہا کرا باشد دو سر خر شانہ را
گفتیم دل را نصیحت کن نصیحتہا سخت	سنگ بر شیشہ نیارم زد من آں دیوانہ را

(۲۶) گر حسن افسانہ شد او عشق چشمت ہم خوشست
دوست میدارند خواب آلودگاں افسانہ را (۷)

اینک آمد باز آں شوخ بلا انگیز ما	چشم او غارت گر ہنگامۂ پرہیز ما
باز تا تازہ کند ریشے کہ در دل داشتم	از لب شیریں نمک انگیخت شور انگیز ما
زاں لب میگونش بر ما کاش افتد جرعۂ	تا فروشوید ہمہ زہد نفاق آمیز ما

خارِ ہجرانش چو جانہا خستہ کرد اے بادِ صبح
خیز نو نو مژدہ دہ زاں غنچۂ نوخیز ما

ہر زماں خیمہ زند بر چار سوئے عاشقاں
صفِ مژگاں راست کردہ از پے خونریز ما

نیست یارم لشکری خیمہ چہ نسبت با یدش
کان طناب عنبریں کاکلیست دست آویز ما

۲۷ — ۷

دوش میگفت اے حسنؔ ہائیم و تیغ غمزہ تیز
چوں توانی برد جاں از پیش تیغ تیز ما

عزمِ سفر شد آں صنمِ نورسیدہ را
در خوں کشید ایں دلِ محنت کشیدہ را

اول کرا وداع کنم زیں دو دوستاں
صبر گریز پائے کہ عقلِ رمیدہ را

دل از برم رواں شد و آبم ز دیدہ نیز
دل را بایستانم یا آب دیدہ را

اے باغباں ز دردِ دلِ بلبلاں بترس
مگسل ز شاخ تازہ گُلِ نورسیدہ را

پرسی ز حالِ نرگس کاخر چہ اوفتاد
آں طفل چشم تر شدہ دامن دریدہ را

سری کہ دارم از کرمِ آفریدگار
محرم ہمے ندارم یک آفریدہ را

۲۸ — ۷

رسمِ حسنؔ ہمیشہ چو کم گفتن آمدست
زیں بیشتر مجال نداد ایں قصیدہ را

اے غرۂ چوں ماہِ نو رونق فزودہ عید را
لعل تو بخشادہ در ہم فتح و ہم تائید را

گر ماہِ تو در پردہ شد تو پردہ از رخ برفگن
تا از ہلالِ ابروت شبہت نماند عید را

گفتی کہ مہ شد روئے من دعوی بوجہ کردہ
با آں ہمہ از مشک تر خطے بکش تاکید را

طوق ہوائے دیگراں افگندہ از گردن بروں
تحقیق عشقت یافتہ کے خوش کند تقلید را

واللہ بملک دلبری یک بت شریک تو نشد — در اعتقاد عارفاں حجت تو ئی توحید را
ہر خطبۂ را ای خطیب ایجاز و جب دیدہ — امروز در رویش بہ بیں اطناب دہ تحمید را

۲۹

آنکو بہمت سر کشد دست از دو عالم بر کشد
گر دوست میجوئی حسن پا پیش نہ تجرید را

۷

اے روئے خوبت آیتے حکم امید و بیم را — حکمے کہ میخواہی براں استادہ ام تسلیم را
اختر شناس ار بنگرد نور دو رخسارت گہے — پیش مہ و خورشید تو پارہ کند تقویم را
خطت مثال حسن شد با آنکہ خوش میخوانیش — از خال مشکیں یک دو جا نقطہ بنہ تفہیم را
در کام تو تنگ شکر در جام من خون جگر — چہ تواں کہ پیش از ما و تو حکمے شدہ این تقسیم را
تو خواستی کز طوق غم داغے نہی بر ما ولے — داغ تو بر ما بلغ شد چوں آتش ابراہیم را
تا حاء حسنت دیدہ ام با میم ملح تو قریں — ہر دم مکرر میکنم در ورد خود حامیم را

۳۰

امید میدار حسن کاندر رہ تو جاں دہد
ہم از طریق دوستی رغم امید و بیم را

۷

باز دل سوئے سفری بینم آں دلدار را — نیست از یاری کہ تنہا می گزارد یار را
من کہ روئے یار خود خواہم باغیارم چہ کار — سلسبیل آتش نماید تشنۂ دیدار را
مردم چشم مرا از گریہ آفت ہا رسید — آرے آفت ہا رسد اصحاب دریا بار را
بر دل زارم منہ اے سارباں بار فراق — بار کش ہے بیں براں اندازہ می نہ بار را
اینک آں سالار خوباں درمیان کارواں — کیست کو ناقہ بگیرد کارواں سالار را

من بکارش خستہ دل او بیخبر از کارِ من | محرمے باید کہ تدبیرے کند ایں کار را

(۳۱) بخت مقبل کو کہ در پیش حسن باز آورد
آں بتِ دیر آشتی آں ماہِ زود آزار را (۷)

نو بہار آمد علم نو کرد عشق یار را | باد نوروزی دگر رہ آب زد ایں کار را
نیکواں خندہ زناں چوں گل بگلزار آمدند | وقت شد اینک تماشائے گل و گلزار را
دیدہ بر جامۂ گل بارہا داغ شراب | باز بنگر آں پریشاں بستن دستار را
آخر ایں جمعیت امروز از پے مے خورد نیست | روز جمعہ کار بندائے خواجہ استغفار را
جاں ہمے بادست چندیں گہ غلط پنداشتم | جرعۂ کو تا بشویم تختۂ پندار را
ساقیا جامے بدہ تا دامِ ہستی بر درم | چند زیر خرقہ پنہاں دارم ایں زنار را

(۳۲) گر حسن بیروں دہد سر رشتۂ از سرے
محتسب صد بار در پا او فتد خمّار را (۷)

نظر کن دو چشمِ پُر آبِ مرا | بمن بخش جانِ خرابِ مرا
دو چشمِ تو قصدِ دلم میکند | بمستانِ خود دہ کبابِ مرا
تُرا ہر دو نرگس فسوں گر فتاد | ندانم کہ بستست خوابِ مرا
حدیثے بگو تا مدارے بود | بداں جان تو خاک و آبِ مرا
ز تو شربتِ وصل کردم سؤال | شکر مُہر کردی جوابِ مرا
بدشنام مقبول خود محو کن | دعا ہائے نا مستجابِ مرا

۳۳ | حسن گفت خاکِ سگانت منم / بہر کس مبخش ایں خطاب مرا | ۷

اے چشم و چراغ دل آخر نظرے بر ما / وے آب حیاتِ جاں آخر گزرے بر ما

گر نیم شبے ناگہ طالع نہ شوی چوں مہ / جز باد کہ می آرد از تو خبرے بر ما

جز صبح کہ می راند از ما نفسے با تو / بگزر چو نسیم گل وقت سحرے بر ما

حلوائے مُرادِ ما بر ذوق نمی آید / بفرست ز لعل خود اندک شکرے بر ما

راہِ دلِ ما دیدی بربستہ بخار غم / از بانچۂ رحمت بکشائے درے بر ما

گر باغ تو آرائی ور راغ تو فرمائی / حاکم نتواند شد جز تو دگرے بر ما

۳۴ | خوش گفت حسن با تو اندر شبِ تنہائی / کاے چشم و چراغ دل آخر نظرے بر ما | ۷

دل شد و دنیا شد و دیں ساقیا / گر ہمہ رفتند تو بارے بیا

جام تو بر دست چو من مفلسے / حقۂ غیب ست پُر از کیمیا

تا چو قرابہ نہ شوی پاک دل / خرقہ نکو نایدت از بوریا

ہر چہ دہی باز ازانت دہند / کردہ ام ایں تجربت از آسیا

ایں دل گمرہ شدہ نشنید پند / دیدۂ اعمی چہ کند توتیا

باز کجا ایستد ایں آب چشم / تا ندمد از گل گورم گیا

اے حسن ایں زہد چہ آوردۂ

زهد درون رخنه و بیرون ریا

باز عشق دوست نو کرد اندهِ دیرینه را
چشم من طوفاں برافشاند و فرو نشاند هیچ
تا خطیب عشق او بر منبر جاں خطبه کرد
آنکه می بینی که او از آئینه آراسته رو

باز داغ نو نهاد اندوهِ عشقش سینه را
از دلِ نامهربانِ او غبارِ کینه را
راه گم کردم عزیزاں مسجدِ آدینه را
ایں سعادت بیں که زیور می دهد آئینه را

٣٦ — از ازل جان حسن مست الست آمد بلے
یار دیرینه شناسد صحبتِ دیرینه را — ٧

اے خطِ خوش از مشک تر آمیخته مه
افگنده دلِ ما همه در چاهِ زنخداں
پیراهنِ یک شهر ز دستِ تو قبا شد
هر چند که زلفِ تو سیاهیست جهانگیر
دیدم شب دوشینه من و هر که نظر داشت
مه وقت گرفتن رخ تو دید و همی گفت

بر دفترِ طاعت رقمے رانده گنه را
وانگاه بپوشیده بسبزه سرِ چه را
یکبار چنیں کرد منه اے شوخ کله را
هر روز پریشاں نتواں کرد سپه را
داغِ دگر از رشک تو پیدا شده مه را
عرضه چه کنم پیش تو ایں روئے سیه را

٣٧ — نگرفت حسن در تف عشق تو قرارے
چه جائے قرارست در آتش کده که را — ٧

اے ماهِ خوباں یکشبے بر خویش مهماں کن مرا
از آفتابِ روئے خود چوں صبح خنداں کن مرا

در کنج فرقت روز و شب داؤد ساں نالیده‌ام ‌‌ ‌ بر تخت وصلت اے پری یکشب سلیماں کن مرا

گه ناز و گاہے عشوہ دہ بکشائے زلف پر گرہ ‌‌ ‌ لب بر لب من نہ بتا جاں کندن آساں کن مرا

افگند زلف کافرت اشکالها در دین من ‌‌ ‌ یکبار بنما روئے خود از سر مسلماں کن مرا

از زاہد خشک خویشتن مستم بر آں اول قدم ‌‌ ‌ زاں مے که چشمت مست شد ام و غلطاں کن مرا

دارم دل آتش کدہ آخر خلیل من توئی ‌‌ ‌ بر من فرود آیک دمے آتش گلستاں کن مرا

(۳۸)
مسکیں حسن میگوید کاے وقت عشاق تو خوش
گر من از ایشاں نیستم بارے از ایشاں کن مرا
(۷)

آں سرو جو با سبزہ در آمیخت سمن را ‌‌ ‌ از جلوہ بر انداخت عروسان چمن را

در توبه چه جہدم کنی اے زاہد مغرور ‌‌ ‌ بارے تو ببیں یک نظر آں توبه شکن را

ما ایں وطن از بہر بتاں ساخته بودیم ‌‌ ‌ ایشاں چو نسازند بسوزیم وطن را

جاناں چو بستاں شوی از عارض خوش خط ‌‌ ‌ چوں دفتر گل بشکنی اوراق سمن را

موزہ بکن از پائے که پا تا به خاصت ‌‌ ‌ یک وصله بدست آرم پیوند کفن را

اے مدعیاں در سر آں گیسوے دلبند ‌‌ ‌ دل چونکه نه بستید به بندید دہن را

(۳۹)
فردا ہمه تشریف کرامت رسد از دوست
بے خانه و جا بے سر و پاے چو حسن را
(۷)

اے در دولت ہمه شکرہا ‌‌ ‌ روئے تو نظارۂ نظر ہا

از ساغر عشق دررہ تو ‌‌ ‌ غلطیده به نیم جرعه سرہا

رفتم بہ پناہ دین و تقوے
درد دلِ من ہمہ شنیدند
بارے ز سگان نوشتن پرس
گفتی سرے نہ چو دل نہادی

تیرِ تو گذشت از سپر ہا
تو بے خبری ازین خبر ہا
کاں بانگ چہ بود در سحر ہا
این نیز نہیم بر دگر ہا

۴۰

از بے خطراں نیاید ایں کار
کارِ حسن است ایں خطر ہا

۶

بر درد ما وقوف نباشد طبیب را
ہر دم ز حد گذشت بجاں او فتاد کار
جانا زکات حُسن چہ می داریم دریغ
زاں خط سحر پیشہ یک افسون شہر بند
گر جمعۂ بمسجد آدینہ در روی
دل کز درت بماند نمی بایدت بہشت

آہ از حبیب دست بگیر د حبیب را
خیز اے غلام و معذرتے کن طبیب را
یا خود نصیب نیست من بی نصب را
بفرست تا ببندم چشم رقیب را
در ہر حدیث صد غلط افتد خطیب را
شہر کساں قرار نباشد غریب را

۴۱

بے تو حسن ہیچ وطن دل نمی دہد
بے گل جہاں خراب بود عندلیب را

۷

اے کمر بستہ بے وفائی را
تا چہ غایت جفا کشیم آخر
و مرے بایست جُدا روزے

بر طرف کردہ آشنائی را
غایتے ہست بے وفائی را
تا صفتہا کنم جُدائی را

عقل بگریخت از محلت عشق — شہر زندانست روستائی را
زاہدے کاں دو لعل میگوں دید — معذرت گفت پارسائی را
دل چراند ہمت کہ پروانہ — جاں فدا کرد روشنائی را

۴۲	اے حسن نیم جاں کہ ہست بدہ چہ تواں کرد بے نوائی را	۵

مبتلا گشتم من بیچارہ تا دیدم ترا — اے بلا انگیز تا گہ از کجا دیدم ترا
خوب دیدم بے خطا ناوک زدی بر سینہ ام — شکر می گویم کہ بارے بے خطا دیدم ترا
نازنیناں گرچہ میگردی ملول از دید نیم — یکزماں بنشیں کہ بعد از دیرہا دیدم ترا
ہر زماں گوئی کرا دیدی کہ دیوانہ شدی — سرو قد اراست می گویم ترا دیدم ترا

۴۳	خسرو[۱] خوباں توئی خواہد حسن بوسے ز تو بر گدائی آمدم چوں بادشہ دیدم ترا	۵

ردیف (ب)

اے دل اہل دولت ایشاں بند ایشاں را طلب — چیست ایں جمعیت آں جمع پریشاں را طلب
گر ہمی خواہی درونِ ہمت را مرہمے — آں جگر پالودگانِ سینہ ریشاں را طلب
عشق خویش قسمت می دانی تو ہم خویشی بکن — عقل و حس بیگانۂ صرف اند خویشاں را طلب
یک خدنگ از کیش خوباں خوشتر از صد جان تو — دینِ تقلیدی رہا کن خوب کیشاں را طلب

[۱] ایک قلمی نسخہ میں مقطع اس طرح ہے۔ ترک خوباں رہ نمی ہیچو سعدی اے حسن پس عاقبت روزے فتادہ در بلا دیدم ترا۔

۴۴

باز توم مقبلاں ہیں در لباس مدبراں
اے حسن گر طالب اقبالی ایشاں را طلب

۷

باز آ کہ بے تو یار نمی خواندم شکیب
گر از بتانِ حور صفائے پری صفت
در نازکی چو نارون قامتت بود
از پردہ چوں کمانچہ ابرو کشی بروں
اے دل اگر تو عاقبت اندیشی از غمش
گر حرفے از کتاب محبت گرفتہ

تو دست در عنانی و من پائے در رکیب
یک آدمی شکیب کند می کنم شکیب
سرو سہی کہ بار نیاورده نار و سیب
مانند زاہداں ہمہ چوں چنگ سر نشیب
بر تو غرامتست و براندیشات تبیب
خط کش بہر دو عالم بر حکم ایں کتیب

۴۵

بر طاعتِ حسن نشوم من فریفتہ
او داند و ریا من و خوبانِ دل فریب

۷

اینک اینک در رسید آں آفتاب
روئے او آفاق را شمس الضحےٰ
چشم میگویش یکے نظارہ کن
تیر غمزہ در کمیں گاہِ فریب
گوہرے جستیم از درج لبش
راست کامروز اندر آمد ہمچو سرو

بے دلاں را در جگر افتاد تاب
کوئی او عشاق را حسن المآب
جاں از دستِ جہاں از روئے خراب
نیم کش کرده ز چشمِ نیم خواب
بر عقیق ناب زد لولوئے ناب
خوں کشاد از جوئے چشم جائے آب

گم شدہ اندر پرتوِ رویش حسن

۴۶ — **چوں ستارہ در شعاعِ آفتاب** — **۹**

ماہِ من دورے بگرداں از شراب
مست کن کز دستِ غم گشتم خراب

یک سرِ ناخن غمِ عالم نشد
یک سرِ انگشتے فزوں تر دہ شراب

خاکیاں را نیست از مے سبزیئے
گوئی اندر ریگ می ریزند آب

نہ خطا شد چوں تو نزدیک منے
ذکرِ غیرے دور باشد از صواب

چشم گریانم کشادہ شد بتو
در شمارِ من نبود ایں فتحِ باب

جانبِ من چوں گذر کردی بلے
در خرابہ ہا ہم افتد ماہتاب

مجلس خاصست مائیم و توئی
رہ نیابد امشب اندر چشم خواب

لب بما می دہ دل از ما می ستاں
ہمچنیں از تو نمک وز ما کباب

۴۷ — **روزے از حکمت حسن گردن تافت**
تو ہم از وے امشبے سر بر متاب — **۷**

چہ کرد با من و با روزگارِ من یارب
چہار روز فراق مہ چہاردہ شب

ہمے چگونہ ہمے کاشکار خواہم گفت
ہمیست صبح تعالی اللہ آفتاب لقب

ہزار عاقل و دانا دریں طریق بخست
مرا ہم از دل گم رہ ز دست شد چہ عجب

کنوں من و می و معشوق و ذوق و عشق و سماع
تو دانی و غم دین و رعایتِ مذہب

کہ گفتہ بد کہ مرا صبر و صفوتست و صلاح
قدح بیار ز من واں درونہا مطلب

مے شبانہ بروئے چو صبحِ جاناں خور
کہ وقتِ صبح اثر می کند شرابِ عنب

(۴۸) حسن حریف نداری تو اندریں معنی / یکے عنانِ ارادت بکش بدست ادب (۹)

ترک من بنشیں مکن پا در رکاب / اے زپائے تو بدردِ سر رکاب

دست در جعدت زنم یا در کلاہ / بوسہ بر پایت زنم یا بر رکاب

پائے گرد آرا ز رکاب دمے بخواہ / بار کابی گو کہ گرد آور رکاب

بر رکابت روئے می مالم ببیں / بخت می فرمایدت از زر رکاب

چشم گریاں دارمت زیرِ قدم / تا مرصع گردد از گوہر رکاب

بعد ازیں مائیم و دست اندر عناں / کز تو جانِ ماست پا اندر رکاب

ہر زماں لیسد رکابت را حسن / نیست زنیساں تیغ تیز ہر رکاب

عاقبت عذرے عناں گیرش نشد / تا رواں کردے ازیں چاکر رکاب

(۴۹) دستہائے او بریدہ کو گرفت / در یکے بازو و در دیگر رکاب (۶)

ردیف (ت)

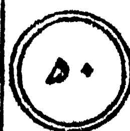
دیدہ را گر با تو کار افتاد دل غمناک چیست
مرغ عاشق می شود پیراہن گل چاک چیست

ابلقِ حسن ار بزیرِ زین یوسف بود و بس
عالمے گرد سمندت دست بر فتراک چیست

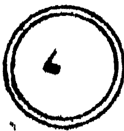
ہمچنیں گویند کاتش رہ ندارد در بہشت
اے بہشت عاشقاں ایں روئے آتشناک چیست

گر ز رشکِ روئے تو مہ را نشد پارہ جگر
آں نشانیہائے خوں بر دامنِ افلاک چیست

مہرۂ تریاک را بسیار عزت می نہند
تو ازاں لب مہر بخشا مہرۂ تریاک چیست



گر حسن قدر غمت نشاخت اورا عفو کن
پیش عفو کامل تو جرم مشتِ خاک چیست



روئے خود را ماہ میخوانی کہ میگوید کہ نیست
موئے خود را مشک میدانی کہ میگوید کہ نیست

چوں رُخِ خود را بہشتِ عاشقاں کردی لقب
برسمن سنبل چہ می شانی کہ می گوید کہ نیست

ظلمت ظلمت زلف تو چہ مشکل اندراں
روئے تو نورِ مسلمانی کہ می گوید کہ نیست

گر ترا من نرم دل خوانم کہ می گوید کہ ہست
ور مرا تو سخت جاں خوانی کہ میگوید کہ نیست

جانم از خاک در تو آب حیواں یافتست
آنکہ ہست اسکندر ثانی کہ می گوید کہ نیست

شہ علاء الدین کہ می بینم زجاں بخشیٔ او
بر ہمہ کس منت جانی کہ میگوید کہ نیست

۵۱	شاہِ صد بندہ چو خاقاں حق ہمیداند کہ ہست بندہ پیشش صد چو خاقانی کہ میگوید کہ نیست	۷

کارے کہ بود با تو مرا پیشتر زرفت	سر رفت در ہوائے تو ام در د سر زرفت
دل خواست تا ببام وصال تو بر رود	پالش بگل فرو شد یک پایہ بر زرفت
عاشق کہ جانِ رفتہ بکوئے تو باز یافت	جاں داد ہم بکوئے تو جائے دگر زرفت
شب راخیال آمدہ در پیش چشم من	خانہ زموج خوں بگلل دیدہ و در زرفت
آمد مژہ بسینہ فرو رفت و ہم چناں	آں آتشے کہ دیدہ بدی از جگر زرفت
با آنکہ خونِ دل زمژہ رفت سالہا	آں مردم دو دیدہ ہنوز از نظر زرفت

۵۲	عمرت ہمہ بکار بتاں رفت اے حسن تا عمر تست کارت ازیں خوبتر زرفت	۷

یا ربو دن بنفس کار من است	ہر کہ فاسق ترست یار من است
ہر چہ نقش گناہ می بینی	آں زنفسِ گناہگار من است
ہر چہ بر من ز روزگار آمد	آں زشومیٔ روزگار من است
دل کہ با معصیت قرار گرفت	اثر زہد کم عیار من است
گرچہ کارم فساد شد ہمہ روز	عذر یک شب صلاح کار من است

در کنار من آب دیدهٔ من	موج دریائے بے کنار من است

۵۳	برخورد از امید خویش حسن گر بگوئی امیدوار من است	۵

اے کہ رخت نور مسلمانیست	لعل لبت مهر سلیمانیست
زلف ترا راز درون موبمو	گفتم و در بند پریشانیست
شهرے ازاں زلف کہ ظلمت دراوست	کفر گرفت ایں چہ مسلمانیست
بار گرانست فراقِ تو آه	هرچہ گراں تر بمن ارزانیست

۵۴	خشم گرفتے ز حسن عاقبت عاقبت خشم پشیمانیست	۹

اے کہ در عالم بخوبی مر ترا مانند نیست	اہل انساں را نظیر و شبہ تو فرزند نیست
سرو گل چوں قامت و روئیت ندیدم در چمن	ہمچو لعل شکر افشانت نبات و قند نیست
دیگرے را چوں گزینم بر تو اے آرام جاں	زانکہ در ملک جہاں جز با توام پیوند نیست
از سرود شادمانی و طرب بے بہرہ ماند	آں دلے کش ماہ روئے مثل تو دلبند نیست
ہستم از بند دو زلفین سلاسل دار تو	ہیچ مجنونے بدیں آئیں اسیر بند نیست
یک نفس گفتم کہ ایں شوریدہ را تسکیں کنم	اے دریغا کیں دل مسکیں می خرسند نیست
شاہ خوبانی نگارینا ترا زیبد ازانکہ	ہیچکس را در جہاں ایں فر و ایں اورند نیست
ہر کرا شد دولت وصلت میسر یک زماں	ہمچو او اندر جہاں مسعود و دولتمند نیست

۵۵

آہ بیچارہ حسن بگذشت از چرخ نہم
ہیچ آگاہی ز مشتاقاں کہ می نالد نیست

۹

دل نہادیم بہر حکم کہ در تقدیر ست
خانۂ عافیت امروز مسلم نشود
عمر آں نیست کہ چل سال بغم خوردن رفت
دم ہ سازیست کہ زیر و زبرش آہنگ است
کجی مطلق از اجزائے کماں چوں نبرد
اے بتذکیر نشستہ کہنہت یاد آور
ظالماں را نشود پند بزرگاں مانع
سر نخوت چہ بر آوردۂ اے سرو بلند

ترک تدبیر پسند ست ہمیں تدبیر ست
بام او خار گرفتست درش زنجیر ست
عمر آں شش مہ طفلیست کہ اندر شیر ست
ہر چہ ایں سوئے بم است آں سوئے دیگر زیر ست
اثر راستئ ضرب کہ اندر تیر ست
کہ بہاں یاد گناہ تو ترا تکبیر ست
گور کن را شب آدینہ چہ دامنگیر ست
پنجۂ مرگ بخوں پنجہ بید انجیر ست

۵۶

ایں جوانی ہمہ در حشو سر آوردہ حسن
وقت تقبیل حواشی بساط پیر ست

۷

آنکہ او بر در عشاق سرے بنہاد ست
دوست داغے کہ نہاد ست نمی دانی چیست
غمزہ چوں ناوک و ابرو چو کماں زلف کمند
دوش قمری بہ قفس قصہ در دم میخواند
دل بدوران غمش ہیچ نبے شاد نخفت
بازدستے بہ قمار غم او خواہم برد

عشق ہر جا کہ درے ہست برو بکشاد ست
مہر مہر است کہ بر سینۂ ما بنہاد ست
ہمہ اسباب بلا بر دل ما آماد ست
حال افتادہ ندانند مگر آں کافتاد ست
ایں سیاہ روز ندانم کہ چہ طالع زاد ست
خرقہ در باختہ ام داو پسیں سجاد ست

۵۷	دل مسکیں حسن آتش دیگست بلے ایں ہمہ جوش درونست کہ بیروں دادست	۶

وہ چہ روزست ایں کہ برمن جوریار ازحد گذشت
ناچشیدہ جرعۂ زاں لب خمار ازحد گذشت

پیش ازیں ہرروز می نالیدمے از روزگار
جور او ہمچوں جفائے روزگار ازحد گذشت

درد چنداں شد کہ دل را احتمالِ آں نماند
بارکش لابد فرو ماند چو بار از حد گذشت

ماہ رویا روزہا ہجران تو مارا بکشت
ماہِ نو بنمائے زابرو کانتظار ازحد گذشت

چوں حساب رقعۂ شطرنج غمہائے ترا
ہیچ پایانے ندیدم ویں شمار از حد گذشت

۵۸	چیست جانا بردلِ خاکی من چندیں غبار آخر اے ابرکرم رحمے غبار ازحد گذشت	۷

دل بہ یکبارگی ازبار جفایت ریش است
طبع بدخوئے توہم برسرے خوے خویش است

شب ہجراں بتراز روزِ قیامت گیرند
بہتریں روز مرا آں بتریں شب پیش است

ایں چہ کیش است کہ چوں تیر فرستی بر من
ہیچ ماندہ نشوی تا یکے اندر کیش است

دمبدم درد ہمے خیزد ازیں دل آرے
ہوس نوش لباں بر رگ جاں چوں نیش است

دوستاں حال دل ریش چہ پرسید از من
اینک آں خوں دو دیدہ اثر آں ریش است

گر بیابید گلیمے بشراب آلودہ
بمن آرید کہ آں خرقۂ ایں درویش است

۵۹

اے حسن خلعت دردے کہ تراہست بدوش
کم مپندار کہ از ملک دو عالم بیش است

۱۱

تا یک گرہ ز بند قبائے تو واشدہ است
چندیں ہزار پیرہن از غم قبا شدہ است

تا لعل شکرینت بجاں بخشی آمدست
بر چشمۂ حیات بسے ماجرا شدہ است

امروز خود غبار قدوم مبارکت
در چشم روشنان فلک توتیا شدہ است

مقصود ہا ز طوبی خطت بر آمدست
امید ہا ز کعبہ رویت روا شدہ است

شیشہ درونِ سینہ گرفتست بادہ را
آرے میان شیشہ و بادہ صفا شدہ است

یاراں بنائے عشرت کردند استوار
ہر رخنہ کہ ہست بہ بنیاد ما شدہ است

تا در دیار عشق غریب اوفتادہ ایم
گریہ است و بس ہمیں کہ بما آشنا شدہ است

نز دوست شکوہ است مرا نے ز دشمناں
روز بد منست کہ بر من بلا شدہ است

گوئی کہ روزِ بد را ہم روزِ بد رسید حال خرابئ دلِ پرخوں چہ پرسیم		ورنہ چرا بصحبت من مبتلا شدہ است یک روز خود بیا و بہ بیں تا چہا شدہ است

۶۰	جاناں ترا گہے غم حال حسن نبود جم را چہ غم کہ مورچۂ زیر پا شدہ است	۷

ساقی قدحے کہ شب بکا ہست
دور تو و رائے دور ما ہست

عقلم بامید جرعۂ خاص
اندر قدم تو خاک راہست

اے عقل بگرد عشق کم گرد
درویش نہ مرد بادشاہست

جاناں ز در خودم چہ رانی
جانِ ہمہ را ہماں پناہست

اے ترک عناں بقتلِ[1] دادہ
از تو بتوام گریز گاہست

زلفِ تو شفیع محشرم باد
ہر چند کہ نامہ ام سیاہست

۶۱	تو قبلہ وقت شو حسن را ورنہ ہمہ طاعتش گناہست	۶۰

جائے کہ توئی اے مہ من جانِ من آنجاست
بیچارہ دل پرغم و ویران من آنجاست

من بلبلم امّا ز گلستانِ رخت دُور
شاید کہ بنالم چو گلستان من آنجاست

تو عزم سفر کردہ و ناکردہ ز من یاد

[1] ربودہ از عقل

کاں غمزدۂ بیکس حیران من آنجاست

گویند خراب سروساماں شدۂ تو
من چوں نشوم چوں سروساماں من آنجاست

من قصۂ بخون جگر خویش نوشتم
آنجا ببرائے بادکہ سلطان من آنجاست

از سعے طبیباں نرود درد دلِ من
گو رنج مبینید کہ درمانِ من آنجاست

(۶۲) از یاد تو زندہ است حسنؔ ورنہ بمردے
میگفت کہ بیجان شدم و جان من آنجاست (۷)

ساقی دم صبح مشکبارست
غائب نشوی کہ باتو کارست

با بوئے می و ہوائے رویت
مارا ہمہ وقت نوبہارست

چشمت سوئے ما نمیشود باز
جاناں مگر از منت غبارست

از مستے چشم تو خرابم
آں ترک ہنوز در خمارست

ہر چند کہ بیقرارم از تو
آں غم کہ زتست برقرارست

از غصۂ روزگار جاں رفت
اے جان من ایں چہ روزگارست

(۶۳) اے چارہ گر امیدہا تو
بیچارہ حسنؔ امیدوارست (۸)

آہ کامشب سارباں را اتفاق محملست
ہر دم مغم ز حال درد مندان غافلست

راہ چوں خواہیم دیدن ایں زماں سویش ہنوز
آفتاب اندر حجاب کوہ و مہ در محملست

ہر دو کامے کرد چشمم چشمۂ خونے رواں
حال رفتن چوں بود ایں خود نخستیں منزلست

داغہا داریم بر روئے دل از دست غمش
زنگیاں را داغ بر رو نیست ما را بر دلست

روئے او دیدن مرادے را تواند بود وجہ
عقدۂ زلفش کشادن مشکل اندر مشکلست

آں خط خونریز بر رخسار خویش گوئیا
محضر عالم بنزد بادشاہ عادلست

دوستاں گویند کاخر دست و پائے ہم بزن
چوں کنم چوں دست زیر سنگ و پایم در گلست



خیز چوں پروانہ و آتش زن اندر رخت خویش
اے حسن ایں سنت دیوانگان عاقلست



ساقیا مے دہ کہ مست آں یار من باز آمدست
زہد چوں ورزم کہ آں توبہ شکن باز آمدست

بادۂ گلگوں بدہ تا سوئے گل گشتے کنیم
یار من چوں گل بگلگشت چمن باز آمدست

راحت دل بود یا جاں بود الحق ہر چہ بود
اینک آں راحت بجاں و جان بتن باز آمدست

سجدہ ام واجب شد و جاں بازیم پروانہ وار
قبلۂ عشاق و ماہ انجمن باز آمدست

پر حذر باشید از خم کمند و زخم تیر

سرو جعد انداز و ماہ غمزہ زن باز آمدست

اے کہ در وصف غلامانش ہمی بینی مرا
نیک بختم من کہ بخت نیک من باز آمدست

۶۵	دوست بازے بود از دست حسن جستہ کنوں صید کم ناید چو در دستِ حسن باز آمدست	۵

روئے گل بیں صفت روئے کسے با او ہست
بعد ازیں دست من و زلف بنفشہ چکنم
نظر از نرگس تو می نتوانم بر داشت
دوش چشم ہمہ کس بر مہ نو حیراں بود

دیدہ روشن کن از و بوئے کسے با او ہست
شکلے از حلقۂ گیسوئے کسے با او ہست
سحرے از غمزۂ جادوئے کسے با او ہست
چاشنئی خمِ ابروئے کسے با او ہست

۶۶	خوش فتاد دست حسن با گل و لعلت آرے رنگے از اشک تو و بوئے کسے با او ہست	۷

آں دیدہ کہ بر حال منش ہیچ نظر نیست
از شربت وصلت ہمہ سیراب شدستند
رنجاند و از رنج دلم ہیچ نترسد
بیچارہ دلم شمع صفت در غمِ ہجراں
چندیں چہ ہمیخواب کند نرگس مستت
یک بوسہ زدم بر قدمش جاں ستد از من

بے دیدن او چشم مرا نورِ بصر نیست
من کشتۂ آں چشم کہ بر حالش نظر نیست
داند کہ دعا ہائے مرا ہیچ اثر نیست
شب نیست کہ از روز دگر سوختہ تر نیست
آرے ز خرابی حریفانش خبر نیست
گفتا دگرے زن چکنم جانِ دگر نیست

۶۷

دربازِ حسن در رہ اویک دل و صد جاں
یارے تو بریں باش اگر ہست و گر نیست

۷

فسون و فتنہ کہ چشم تو دلربا آموخت
نہ از برائے خود از بہر جانِ ما آموخت

بریخت خال تو خونہائے خلق در عجبم
زہندوئے تو کہ ایں ترکی از کجا آموخت

سبق تو بردہ از ہر ہمہ خطا کاراں
زہے معلم تو کت ہمہ خطا آموخت

ہمیشہ غرق بخوں بود مردم چشمم
شبے خیال ترا دید و آشنا آموخت

کسے کہ لطف زبانش بمردہ جاں میداد
برفت و معجزہ خود لب ترا آموخت

دلم ز زلف تو و اللیل خواست یاد گرفت
نظر بروئے تو افگند و الضحیٰ آموخت

۶۸

حسن دو چشم ترا مست تا نمی خواہد
قبول طاعتِ خود راہمیں دعا آموخت

[illegible]

مارا بجز تو در ہمہ آفاق یار نیست
مشفق ترا ز غم تو دگر غمگسار نیست

دامن چو گل ز سرشک چو لالہ مژہ چو ابر
مارا ہوائے عشق کم از نوبہار نیست

روزے بدیدہ چینیم خاکِ رہِ ترا
شب نگذرد کہ بر دلم ایں خار خار نیست

گفتم ز شاخ وصل تو بارے بما رسید
آوازے از در تو برآمد کہ بار نیست

گفتی برو بکوئے دگر کس قرار گیر
در عہد نامۂ من و تو ایں قرار نیست

تا آسماں برآورم ایوانِ آرزو
لیکن بنائے عمر چنیں استوار نیست

۶۹

ناز تو بیش باشد یا نالۂ حسن
ایں ہر دو را کہ نام گرفتم شمار نیست

۷

مرا در کوئے عشقت خانۂ ہست	ز دُرد درد تو پیمانۂ ہست
روان شو این طرف اے گنج خوبی	نگویم کلبۂ ویرانۂ ہست
اگر یارانِ تو نظارہ خواہند	بگو در کوئے ما دیوانۂ ہست
میانِ عقل و عشق اصلاح نتوان	ز ما و باغبان افسانۂ ہست
نگرد هم گرد شمع وصل لیکن	ز دیوانِ غمت پروانۂ ہست
منم فرد او کنج خلوت خاص	عوام خلق را کاشانۂ ہست

۷۰

حسن جائے تو اندر چشم خود کرد
ہم اینجا باش خالی خانۂ ہست

۷

اے میانِ مفلساں گنجی نہجیان تو کیست	آن ماۓ تو ہمہ آتا بگو آن تو کیست
گر گلی ما را بشارت دہ کہ گلزارت کجاست	ور بہشتی ہم بشارت دہ کہ رضوان تو کیست
ہم تو با شیرینی لب شور بخشی یا نمک	اے جہانے بر در خود خواندہ ہمخوان تو کیست
چشم از عشق دو چشم کافرت خونست آہ	تا گرفتار دو زلف نا مسلمان تو کیست
خلق گوے گفت و گو اندر میاں افگندہ اند	چون تو چوگان میکشیدی مرد میدان تو کیست
اے دل از سینہ کباب آوردی از دیدہ گلاب	تو نمی گوئی و میدانم کہ مہمانِ تو کیست

۷۱

اے حسن تا چند خواہی داشت درد دل نہاں
ہر کرا جا نیست میداند کہ جانانِ تو کیست

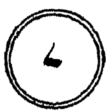
۷

اے بند عشق ہیچ ولے را کشاد نیست	شاداں مباد ہر کہ بدین مژدہ شاد نیست

ازدار و گیر عشق بتاں اشک من نگر | چوں لشکر گریختہ کش ایستاد نیست
نے بانگ مرغ میشنوم نے صدائے کوس | با ایں شب مراد مرا بامداد نیست
بے زر مراد چوں طلسم من کہ روزگار | یک روز بر مراد من نامراد نیست
گفتم شبم بمستی یک بوسہ گفتۂ | گفتا کہ ہر چہ گفتہ ام امروز یاد نیست
اے نیکواں چہ شد کہ نداد ید داد من | یا اندراں جہاں کہ شمائید داد نیست



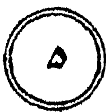
روا ز بلائے عشق چہ می تابی اے حسن
من یاری از کہ جویم چوں اعتقاد نیست



از تو مرا بوئے وشمائے بس است | در ز رخ رنگینت خیالے بس است
گر شب من خواہے چوں روز عید | از خم ابروت ہلالے بس است
خط چہ کشی از پے خوں ریز من | بر لب چوں نوش تو خالے بس است
دست بفتراک تو نتواں زدن | صدق تعلق بدوالے بس است
دستۂ ریحاں چہ کنم از بہشت | از سر کوئے تو سفالے بس است
خندہ زناں ہر نفسے اندر آئے | جلوۂ گل از پئے سالے بس است



از خود و از غیر منال اے حسن
فضل خداوند تعالے بس است



بیا ساقی ہنوز آہستگی چیست | کہ اینک گل بخندید ابر بگریست
مرا دہ ساغرے تر آنچناں دہ | کہ نشناسم کہ دہ چند ست یا بیست

بزرگان مست را بیچاره گفتند
ولے ہشیار از و بیچارہ تر زانک

نکو گفتند از و بیچاره تر کیست
نمیدانند که ایں بیچارگی چیست

۴۷

حسن گر سروری خواہی دریں راہ
بزیر پائے مستاں بایدت زیست

۷

تبسم کاسلام حیراں کردۂ اوست
اگر بیدل کنند مارا چہ نالیم
نہ من تنہا شدم حیراں رویش
سر گیسو بحجت می برد زانک
دلم گم شد دریں مجلس کجا رفت
من اندر کیش آں ترکم کہ ہر بار

بنائے زہد ویراں کردۂ اوست
ہزاراں شخص بیجاں کردۂ اوست
ہمہ آفاق حیراں کردۂ اوست
ہمہ عالم پریشاں کردۂ اوست
لبت گیرم کہ پنہاں کردۂ اوست
دل صد پارہ قرباں کردۂ اوست

۷۵

اگر تو کافرش خوانی ہمی خواں
حسن بارے مسلماں کردۂ اوست

۷

ہر کجا مرکب ترا گذر ست
جائے جملہ روندگاں کعبہ ست
دی کہ ایں جانبت گذر افتاد
عالمے بر در بہشت روند
ما کجا نور طلعت تو کجا

خاک آں رہ مرا چو تاج سر ست
کعبہ رہ روانت خاک در ست
روشنم شد کہ عمر در گذر ست
من چہ دانم بہشت پیش در ست
شب پرہ را آفتاب بیخبر ست

هم کریماں قبول فرمایند ‌‌ تحفهٔ اہلِ فقرِ ما حضرست

(۷۶) حسن اینجا چه می فشانے جاں
کہ نثارِ عظیم مختصرست (۷)

یا رب ایں ترک جفا پیشہ ما از چه گل ست ‌‌ کہ زحسن قبلۂ خوباں خطا و چگل ہست
آں نہالِ دلِ ما خود بصفت نا بدر است ‌‌ کانچہ بینی ز سرش تا بقدم جملہ دل است
کسے از راستیٔ خویش نبود ست خجل ‌‌ سرو پیش قدش از راستیٔ خود خجل ست
آنکہ اندر سرش از آتش خود بادے ہست ‌‌ چہ خبر دارد ازیں لطف در آب و گل ست
خونِ دل می چکد از دیدهٔ من در گریہ ‌‌ بارگِ دیدہ ہمہ تارگِ دل متصل ست
دل گرفتارِ بلائیست کہ پایانش نیست ‌‌ ویں نداند مگر آنکس کہ گرفتار دل ست

(۷۷) حاش للہ کہ حسن دم زند از جور بتاں
ہر چہ آں قوم کنند از طرف ما بحل ست (۵)

خوبے کہ گنج نیکوئی آماده یافتست ‌‌ از خط و لب نہ مرد و بیجا ده یافتست
خوبی و چابکیش خدا داده شبہہ نیست ‌‌ وانکس کہ یافتست خدا داده یافتست
ایں نعمت جمال کہ او دارد اے دریغ ‌‌ شکرے بر آنکہ نعمت آماده یافتست
افتاده مانده بود دلم بر درش بسوخت ‌‌ او قدرِ دل چه داند افتاده یافتست

(۷۸) خون حسن ہمیخورد از ناز و نوش باد
خونے کہ خوشگوار تر از باده یافتست (۷)

باغ بهشت وصف جمالِ محمدست — ختم رسل صفات کمالِ محمدست
نون والقلم هدیهٔ از لوح خلق او — طٰهٰ اشارتے ز جمالِ محمدست
کرسی که هفت تخت فلک پایهٔ قدر اوست — یک پایهٔ ز جاه و جلالِ محمدست
آغاز عید شادی و اتمام صوم غم — موقوف ابروئے چو هلالِ محمدست
زاں شد فلک ز نخوتهٔ خاک اینچنیں بلند — کیں حرف خم گرفته چو دالِ محمدست
هست ایں نعم نوالهٔ از خوان او یکے — جمله نوالها ز نوالِ محمدست

(۷۹) آزاد شد دل حسن از بند هر غمے
کو بنده محمد و آلِ محمدست (۵)

روئے خوبت بینم امشب آں شب است — با تو خوش بنشینم امشب آں شب است
روزها زهر فراقم داد دهر — از شکر گل چینم امشب آں شب است
صوفیانه بر درت از هر دو کون — خلوتے بگزینم امشب آں شب است
دست لطفت خارم از بستر برفت — گل بود بالینم امشب آں شب است
طلعتِ تو ماه من خواهد شدن — خنده ات پروینم امشب آں شب است
اے خیال ابروت معراج من — قاب قوسین بینم امشب آں شب است

(۸۰) با حسن گفتی شبے جاں بخشمت
جان من مے بینم امشب آں شب است (۶)

تُرک من ترک خوئے بد نگرفت — هیچ خوئے ز روئے خود نگرفت

ہم بداں بدرے کہ رفتہ ماند
یک بہ آموزی خرد نگرفت

آفتاب رخش ممالک حسن
خود گرفت از کسے مدد نگرفت

کیست کو شہر بند عشق نگشت
خانہ در منزل لحد نگرفت

دی در آمد بعادت زدوگیر
کس نبود دست کش زد نگرفت

٨١ — حسن از خانماں پردل بر داشت
درد دل برگرفت بد نگرفت — ٧

ترک من دی کمندی انداخت
بند بندم بہ بندی انداخت

ہر کجا دردناک تر زخمے
بردل دردمندی انداخت

در شکار آمدہ ز غمزہ و زلف
تیری زد کمندی انداخت

کس چہ داند کزاں دو دریکدم
چندی بست چندی انداخت

او ہمی رفت و مہ بر آتش مہر
از ستارہ سپندی انداخت

جزع و لعلش[1] بدامن عشاق
زہری ریخت قندی انداخت

٨٢ — مرحسن را ز ناز بے حد خویش
جاں بحد گزندی انداخت — ٧

ترک دلبندم کہ دل در دام اوست
دل چہ باشد جاں فدائے نام اوست

دامنم از اشک پر عناب کرد
جادوئے ہاے کہ در بادام اوست

تالب خونیش دیدم لعل فام
گوئیا ایں دیدہ غرق[2] وام اوست

[1] مہرۂ سلیمانی کہ سپید و سیاہ باشد وگاہے از لفظ جزع چشم مراد دارند باعتبار سپیدی و سیاہی۔ مؤلف [2] لعل فام اوست۔

دیدی آں منقارِ خوں آلود کبک راحت جاں گفتمش دشنام داد داد پیغامے کہ می کش سے شبے	ایں ہمہ خوں خوردنش درکام اوست راحتے گر ہست در دشنام اوست مایۂ دولت ہمیں پیغام اوست

۸۳

تا حسن را است معنی کردہ اند
ہفت دریا جرعۂ از جام اوست

۷

ترک من ملکِ ملاحت ملک تست عقل من تا خطِ شیرینِ تو دید حلقۂ در گوش کردی بہر حسن وہ چہ خوش مے آئی و خوش میروی دل از اں چاہِ زنخداں بر کشم گر رضایت در مسلماں کشتن است	خطۂ خوبی بنام تو درست تختۂ نا خفظی خود پاک شست حسن خود از حلقہ در گوشان تست خون خلقے را کمر بربستہ چست گر نگیرد زلف تو ایں کار سست کافر ست آں کو رضائے تو نجست

۹۴

دانہ شد اشک حسن ہم بر نداد
اے بسا دانہ کہ کشتند و نہ رست

۹

زہے دلبر کہ دلہا از تو شاد ست دلم را گر فلک در دو غم افزود دل یک شہر شد روزیت خوش باش مکن ظلم اے صنم چوں زود سیراں	مرا رویت ورائے ہر مراد ست بروے شادی افزائے تو شاد ست ہنوز از روزِ تا ایں خود بامداد ست گرت آں صحبت دیرینہ یاد ست

خطا گفتم جفا و ظلم کن ظلم	کہ ظلمِ تو مبارک تر ز داد ست
بس از دیری چو پیشم آمدستی	بدہ بادہ کہ بے آں عمر باد ست
کلید شادی و قفل غمم اینک	برو کا یام در بندِ کشاد ست
قرابہ در سلام آورد ساقی	دمے بنشیں چہ جائے خیر باد ست

۸۵	حسن را جہد کن کز غم رہد باز کہ غم را روز و شب با او جہاد ست	۹

غرۂ روئے تو ماہے دیگر ست	نقش تو از کارگاہے دیگر ست
خط مکش بر روئے کال حسن خویش	کیں نہ آں ماہست ماہے دیگر ست
مہ چو جوزا از کمر بنداں تست	رو کہ آں سر را کلاہے دیگر ست
چند نوعے در عقوبت داریم	یا بجز عشقت گناہے دیگر ست
گرچہ خود نزکان غمزت کیں کش اند	زلفِ مشکیں کاں سپاہے دیگر ست
جور کمتر کن کہ از بیداد عشق	ہر مظالم داد خواہے دیگر ست
از تو جستم ہم بتو جستم پناہ	زینہاری را پناہے دیگر ست
عقل می ورزیدم اینجا عشق گفت	توشہ دیگر کن کہ راہے دیگر ست

۸۶	شیر دل خواندن حسن را لطف بود نے سگ خود خواں کہ جاہے دیگر ست	۷

گوہر جانم نثار لعل تست	مُہر جسم در زینہار لعل تست

پیش لعل تو کہ باشد لعل کاں
کاں یکے جزیہ گذار لعل تست

تا شکر شد چاشنی گیر لبت
چشمۂ خضر آب دار لعل تست

اشک خونیں را بدیدہ جا کنم
چوں کنم کاں یادگار لعل تست

جوہر جاں ہیچ جا پیدا نشد
راست گویم شرمسار لعل تست

کیست کار دانچہ رفت از عمر باز
ایں ہمہ امروز کار لعل تست

۸۷ — ۶

حقہ چشم حسن یاقوت بار
جملہ یاقوتش نثار لعل تست

باز در خود گم شدم تدبیر چیست
آیت عشق ترا تفسیر چیست

عشق تو از ما چو بے مقدار بود
ما و کنج صبر تا تقدیر چیست

دشمناں ہر سوئے در کار آمدند
دوستاں ایں کار را تدبیر چیست

اے صنم روزت نزارم می کند
گر نہ زارم نالۂ چوں زیر چیست

وصل و عدہ کردی و عمرے گذشت
عمر را تعجیل ہیں تاخیر چیست

۸۸ — ۵

گر رضا ندہی کہ بوسم پائے تو
اے حسن خاک درت تقصیر چیست

شب فراق مرا بے رخ تو روشن نیست
چراغ جان مرا جز وصال روغن نیست

دریں شبے کہ ہمہ آتش ست در ہمہ جا
چہ آتش ست کہ از فرقت تو در من نیست

برات را شب قسمت نہند قسمت من
چہ بخت تیرہ چہ دانم چہ بود روشن نیست

ز گنج شادی ہر قوم قسمتے بردند	منم کہ قسمت من تاکنوں معین نیست

(۸۹) دراز ماندہ شب عید وصل عیشے کن
کہ بے تو ایں شب را قدر نیم سوزن نیست (۸)

گیسوے تو بند ہا کشادہ آرے شب عید را عسس نیست

ایں بیت را در خواب گفتہ بودم چوں روز شد در خاطر گشت کہ ایں بیت در وصف گیسوے مشکبار مصطفےٰ درست می آید شش بیت دیگر نظم کردم۔

اے خواجہ بدولتم ہوس نیست	ایں دولت بندگیت بس نیست
بے یاد تو مرغ را نوا نے	بے نام تو صبح را نفس نیست
من شمع غمم تو صبح شادی	جز پیش تو مردنم ہوس نیست
آں پایہ ترا کہ عرش سائیست	چوں بوسہ دہم کہ دست من نیست
حلوائے یسین انبیائی	ایں طرفہ ترا کہ پیش پس نیست
گیسوے تو بند ہا کشادہ	آرے شب عید را عسس نیست

(۹۰) بر بیکسی حسن بخشائے
آں ظالم نفس گرچہ کس نیست (۷)

تا خط جاں فزائے تو گرد لب آمدست	جانے دگر بنقد دریں قالب آمدست
روئے کشادہ داری و خطے کشیدہ نیز	گوئی کہ آفتابے در عقرب آمدست
نے نے لب تو کاہش جانہا فزود از انک	جان من از خطت چو خطت بر لب آمدست

روبیت جہان حسن وخلعت نسب توخود بگو	روز یکہ خوش رود کہ جہان را شب آمدست
تا چشم من ز روئے چو خورشید شد تہی	روئے من از سرشک پر از کوکب آمدست
در دل ز تاب عشق تو یارب چہ آتش ست	کز وے زبانہا ہمہ در یارب آمدست

۹۱	تا غبغب تو دید حسن در ضمیر او اندیشہ محو صفت غبغب آمدست	۶

عالمے از لب او در شور ست	عقلم از ستر صبوری عور ست
عقلم از عشق تو بر مے ناید	پشہ با پیل کجا در زور ست
چاہ شیریں زنخدانش نگر	کہ از و جملہ جہاں در شور ست
ہمہ دل چین سر زلف تو برد	نام غارت چہ سبب بر غور ست
خیمہ بر طرف چمن خواہم زد	خانہ بے صحبت خوباں گور ست

۹۲	در حضور سخن بندہ حسن دست جمشید و حدیث مور ست	۷

یار کہ صد یاری از و خاستست	تازہ نہالیست کہ نو خاستست
روئے خوش و بوئے خوش و خوئے خوش	ہمچو گل اندر ہمہ تو[1] خاستست
خود نتواں یافت چناں آب و گل	گرچہ صبا در تک و پو خاستست
جوئے بہشتست دہانش ببیں	تا چہ نبات از لب جو خاستست
گشت خطش فتنہ براں رخ ببیں	فتنہ ہمہ از رخ او خاستست

[1] بضم اول و ثانی مجہول بمعنی تہ باشد۔ مولف فے تحفتہ

راست قدش بر صفت سرو خاست		چشم بدش دور نکو خاستست

۹۳	نادرہ حسن آمد و نادر ترانک ہمچو حسن نادرہ گو خاستست	۷

دوش ما بودیم تا صبح از حضور یار مست
گوش از گفتار مست و دیدہ از دیدار مست
فکر مجلس ذکر ساقی دوست ساغر عشق مے
فہم مست و وہم مست ادراک مست اسرار مست
جرعۂ مے زاں نصیب کائنات آمد چہ شد
وحش مست و طیر مست و مور مست و مار مست
از نمے آں جرعہ رست از صد سینہ صد نہال
بیخ مست و شاخ مست و برگ مست و بار مست
شیر گیر ایں قدح بود ست منصور آنکہ شد
مرد مست و بند مست و رشتہ مست و دار مست
خواست مطرب کایں سخن در چنگ گوید چوں کند
قول مست و صوت مست و زمزمہ مست و تار مست

۹۴	خاک آں جرعہ شو اے بندہ حسن کز بوئے او طفل مست و پیر مست و بندہ مست احرار مست	۵

انصاف میدہم کہ چو روئے تو روئے نیست
گُل در مزاج لطف چو تو نرم خوئے نیست
غنچہ بصد نقاب ہمی پوشد از تو روئے
داند کہ با تو روئے نمودنش روئے نیست
میگفت لالہ ہست مرا رنگی از رخت
او را مجال رنگ چہ باشد کہ بوئے نیست
صبح ارچہ ساخت از شب و از روز دفترے
ہم نسخہ اش مقابل آں روئے و موئے نیست

۹۵	خاکی دلم غبار دلت ہیچ در نیافت سنگ آزمودن الحق کار سُبوئے نیست	۷

تا خطت ریختن خون مسلماں آموخت
شاد باش آں لب شیریں چہ خط خوش دارد
مقری تو لب خونیں تو مے دید آخر
گفتیم دل بجُدائی نہ و صبرے در پیش
سحر ہائی کہ بدشواری ازاں آموزند
غمزۂ تست کہ خشمت شکارے زدنش

چشم خونریز تو گوئی کہ دو چنداں آموخت
زلف تو گرچہ خط آموخت پریشاں آموخت
کافرے را چہ غرض بود کہ قرآں آموخت
ہرگز ایں پیشہ در ایّام تو نتواں آموخت
آں ہمہ غمزۂ جادوئے تو آساں آموخت
آں شکاری زدن از تیر الخاں آموخت

۹۶	حسن امروز نوائے دگر آموخت مگر دوش تو نالہ از مرغ سحر خواں آموخت	۷

بنمائے روئے خود کہ بیک رو نمود نت	قوت گرفت قاعدۂ دل ربود نت
ماہِ نوی تو بر فلکِ نیکوئی کہ بدر	کاہش گرفت روز بروز از فزود نت
ہستیم نیست شد ز تو چوں مہ بآفتاب	بہ زانکہ روسیہ زیم از دو ربود نت
گویند پشت ایں طرف ست آفتاب را	از شرم روئے می نتواند نمود نت
بر قہرِ من ہنوز بدنداں گزی لبت	چوں سوختیم باز نمک چیست سود نت
بہرِ دلم کنی ہمہ زخم زبان عجب	جز بر سرم نباشد تیغ آزمود نت

۹۷

افسانہ شد حسن ز تو یاری ندید او
گر رغبتے بود بفسانہ شنود نت

۷

باغ را آں صورتِ زیبا کجاست	سرو را آں قامتِ رعنا کجاست
سرو را گرچہ ز نوخیزان باغ	پایہ بالاتر شود بالا کجاست
روئے او ماہست ماہِ عید نے	جنت الفردوس را ہمتا کجاست
ماہ را حقہ پر از لولو کہ دید	عید را لبستو[1] پر از حلوا کجاست
شورش دریا و جوشش بر حقست	آنچناں دُر در ہمہ دریا کجاست
دوش دل در پائے زلفش جاں فشاند	ایں محل دل رابود ما را کجاست

۹۸

کیمیائے وصل او ہمچوں حسن
جستجوئے میکنم اما کجاست

۷

ماہ چنیں رو کہ تو داری نداشت	مشک ختن بو کہ تو داری نداشت

[1] لبستو۔ مرتبان سفالین کوچک را گویند۔ مؤلف

غنچہ بصد پردہ بپوشید روے
زانکہ چناں روکہ تو داری نداشت

ماہِ تو اندر ہمہ روئے فلک
ایں خم ابروکہ تو داری نداشت

ختنے گو کہ بچندیں جمال
چشم چو آہوکہ تو داری نداشت

کعبہ کہ سرہا ہمہ درطوق اوست
حلقۂ گیسوکہ تو داری نداشت

گیسوئے او حلقۂ از آہن است
سلسلہ از موکہ تو داری نداشت

۹۹ — ۷

ہیچ کسے شد حسن از خوئے تو
کوچ کس ایں خوکہ تو داری نداشت

بندہ را تدبیر جز تسلیم نیست
سرّ تو اندازۂ تفہیم نیست

رہ اگر بر تیغ یا بر آتش است
ہرکرا ہمرہ تو باشی بیم نیست

اخترم روشن شد از خاکِ درت
ایں سعادت درہمہ تقویم نیست

نورِ رویت را تجلی خواند عقل
نیرِ اعظم بدیں تعظیم نیست

در چراغِ اشکِ خوں از روئے زرد
وجہ زرپید اکنم گر سیم نیست

چوں کنم سلطانِ عشق ار حکم کرد
حکمِ سلطاں را بہ از تسلیم نیست

۱۰۰ — ۹

نکتۂ عشق از تو آموزد حسن
گرچہ درسِ عشق را تعلیم نیست

لعلت از کانست یا خود از نبات
خط تو خضرست یا آبِ حیات

گرچہ پیشِ لعلِ تو لافے زنند
سنگ درکاں گیر و چوب اندر نبات

سر گفت استادہ ام در بندگیت / راستی بر قولِ خود دارد ثبات

اے رخ تو بر بساطِ آسماں / شاہِ انجم شد بچارم خانہ مات

طرہ از رویت نمی گردد جدا / کافراں را نیست از آتش نجات

مشتبہ کردست قبلہ چند بار / طاق ابروے توام عند الصلات

از دہانت نیم دشنامے ببخش / واجب آمد گنج خوبی را زکات

عارضت ہر سال یکشب در جہاں / دادہ وجہ روشنائی را برات

۱۰۱

گر تو وعدہ میکنی بر من وفا
چوں حسن جاں بخشمت بعد از وفات

۱۱

ساقیا آں جام جاں پرور کجاست / گز درون و از برون اکسیر صفاست

راحت از بادہ طلب نے از سماں / وعدہائے آسماں پا در ہواست

چرخ را در اصل چوں خلقت کج است / دور کج را فعلِ کج آید نہ راست

گردشِ ایں آسیا نظارہ کن / جور بر دانہ فروشش از آسیاست

جرعہ کز دست تو افتد بر زمیں / خاک را دہ ہفت آسماں را خوں بہاست

آں رکوعِ قلبلہ باذکرِ قُل / زاں ہجو وے بہ کہ تسبیحش ریاست

بوریا پوشاں شما افسونِ خویش / ہر چہ میخوانید بر بابوریاست

مدتے باشد کہ ما ہم صحبتیم / گر بصحبت ہا اثر باشد کجاست

زہد تاں فسق از دلِ ما کم نکرد / فسق ما محکم تر از زہد شماست

زانچہ گفتی وہمی گوئی ہمسوز / توبہ کن توبہ پذیرندہ خداست

۱۱۲	اے حسن تکیہ بریں خذلاں مکن از خطا حجت ہمی سازی خطاست	۹

منم یارب سرِ زلفِ تو در دست
بہ بندِ زلف تو جاں بود در ہم
فلک در کارِ من یک عقدہ نارد
دلم ز ابروئے تو وا ماندہ چوں شد
چو سر در کردی اندر کلبۂ ما
تو چوں طالع شدی جاں تازہ تر شد
چہ خوش وقتست وقتِ صبحگاہاں
ز ما روشن شود کیفیت صبح

سرم چوں زلف زیرِ پائے تو پست
تو زلف افشاندی از ویں عقدہا رست
ولی پیدا ز ابروئے تو پیوست
بگو شیشہ ز طاق افتاد و بشکست
کنوں در بر ہمہ عالم تواں بست
چو صبح آید نشاط از سر کند مست
گل اندر پیش و گلگوں بادہ در دست
میانِ صبح وا کیفیتے ہست

۱۰۳	حسن دولت ز اہلِ صبح میجو بدیں نوع از شبِ محنت تواں رست	۷

باز ایں یکے نہال تو از بوستان کیست
یارب منجمے برساں تا بپرسمش
دل خوں شد از کرشمۂ ابروئے دلبراں
دانم کہ ہست کشتۂ چشمش چو من ہزار
شہرے بخوں دیدۂ خود غرق شد تمام
اے بادِ پیک سوسن تازہ توی اگر

واں گل کہ سبزہ مسکن از گلستاں کیست
کاں آفتاب شب رو ماہ آسماں کیست
واں تیر ناشناختہ ام از کماں کیست
آں چشمۂ حیات ندانم کہ جاں کیست
آں ترک نیم مست خورے آلودہ آں کیست
ورنہ چنیں پیام لطیف از زباں کیست

۱۰۴	نظم حسن چو دید فلک باز ماند و گفت رخت غریب می نگرم از دکان کیست	۷

مرا از زلف تو موئے بند است
فضولی می کنم بوئے بند ست

زرا حتہا کہ ہست اندر دو زلفت
دو عالم را سر موئے بند ست

چہ لشکر میکشی بر قلب عشاق
صف مغلوب را بوئے بند ست

زغمزہ جنگ تر کانہ چہ آری
ہم از خال تو ہندوئے بند ست

من ار روئے سلامت را نہ بینم
سلامے از نکو روئے بند ست

حسن گر طالب حبل المتینی
زخوباں تار گیسوئے بند ست

۱۰۵	وگر محراب خواہی بہر طاعت از یشاں طاق ابروئے بند ست	۷

اندر غم تو ام سر و ساماں چہ حاجت ست
چوں درد م از تو باشد درماں چہ حاجت ست

جانا فدائے دوستی تست جان من
عاشق بدست زندہ بود جاں چہ حاجت ست

عشاق روئے تو بتماشا نمے روند
مرغ بہشت را بگلستاں چہ حاجت ست

یک چشم زد لب تو دہد عمر جاوداں
چندیں حدیث چشمۂ حیواں چہ حاجت ست

ہر کہ بتو رسید رسیدش ہمہ مراد
کشت رسیدہ رانم باراں چہ حاجت ست

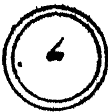
خیز اے رقیب بر در خوباں چہ شستۂ
دربانے آسماں را درباں چہ حاجت ست

۱۰۶	حاجت نگہ حسن در راحت رسان تست امید کز درت برسد آں چہ حاجت ست	۷

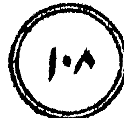
ساقی بیار باده که جانم به بند تست | مست تو بیدلے که بجاں مستمند تست
امروز ما و سایهٔ بید و سماع و مے | همسایه را بگو که نه هنگام پند تست
عاشق ز دیده گریهٔ خونیں کشاد باز | اے شوخ ایں بلا ز لب نوش خند تست
اے نقش خوب از تو شکایت نمی کنم | بر ما هر آنچه میرود از نقش بند تست
کردم نثار اشک و خجل مانده ام هنوز | کاں لعل ها نه در خور نعل سمند تست
چندیں برائے حکم سیاست شتاب چیست | آهسته ترکه گردن و پا در کمند تست



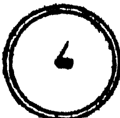
گفتی حسن بلند سخن شد روا بود
کاں عندلیب عاشق سرو بلند تست



آں نقش کارگاه لطافت ز کار کیست | واں سرو جویبار جوانی بهار کیست
ما را کنار اوست مراد از همه جهاں | تا امشب آں مراد جهاں در کنار کیست
دید اشک من عناں نکشید و نگفت هم | کیں لعل تر و لؤلؤ تازه نثار کیست
مست آمدست تاختن آورده بر دلم | واں ترک شیرگیر کسے شهسوار کیست
جانا بوقت کشتنم از پرسشے نرفت | بارے یکے بپرس که ایں کشته یار کیست
گفتی کدام سنگدل از عهد تو نگشت | اے سست عهد هم تو بگوئی که کار کیست



زنهار بر حسن مکنی جور اے فلک
بر تو مقرر است که در زینهار کیست



چوں جمال تو هیچ بستاں نیست | چوں تو گل در همه گلستاں نیست

مه که او نور می دهد چندین	در حضور رخ تو چندان نیست
آن چه زلفت و ظلم کردن او	ما همه میکشیم و پایان نیست
تو بیا گر دلم رود گو رو	رنج من از دست از جان نیست
خط کشیدی و من شدم عاشق	راستی عشق و مشک پنهان نیست
دوش دیوانهٔ چه خوش می گفت	هر کرا عشق نیست ایمان نیست

۱۰۹	ای حسن این چه می نویسی باز قلم آهسته دار فرمان نیست	۹

ای ز جام لبت جهانی مست	رفتم از دست گر نگیری دست
دلکی داشتم چو شیشه صاف	زلف میگونت زور کرد و شکست
چشمت از ظلم زلف آگه نیست	خال شب را خبر ندارد مست
خال تو بر رخ جهان افروز	هندوی آمد آفتاب پرست
با تو این خال و زلف گفتن نیست	روی انصاف چند باید خست
تو از آن عالمی که بر در تست	سر سجده هزار عالم پست
گر نه بینند ور به بینندت	گفت و گوی تو تا قیامت هست
غنچه گیرم که رخ فرو پوشد	دهن بلبلان که خواهد بست

۱۱۰	از حسن گر کس است خواهد خلق او نخواهد مگر ترا پیوست	۹

هر که در عشق پا نیفشرد ست	سر خود در حساب نشمرد ست

هر که عشقش نسوخت ناپخته است — موم کاتش نیافت افسردست
بی نسیم شمائلِ خوبان — گلستانِ حیات پژمردست
دل که صبرش ز دست بیرون شد — دست فریاد بر فلک بردست
نوحه گر را که باز خواهد داشت — خاصه اکنون که مادرش مردست
ترک من بین کمند ناز گشاد — ان چه دامِ فریب گستردست
دوش گفتم که چندم آزاری — هم برین یک سخن بیازردست
بنده را حد این عتاب نبود — با بزرگان [illegible] نقد خردست

(۱۱۱) عاقبت سر فدا کند حسنش — زانکه مردانه پا بیفشردست (۷)

آن شوخ دبستان که گلستانِ دل ماست — اطراف گل از سبزهٔ سیراب بیاراست
آن ترکِ خط آورده کماهیست گرفته — روزے که کمر بندد و خورشید بجوزاست
خطے که بگردِ قمر خویش کشیدست — در فهم عطارد نرسد کان چه معماست
گر دیدهٔ ما را ز سرِ ما بدر آرد — والله که هنوزش بسر دیدهٔ ما جاست
دیوانهٔ او شد دل ما زو گنهے نیست — این آتش دیوانه هم از خانهٔ ما خاست
ے بگذرد آب مژهٔ ما ز سر ما — نیکو مثلست آنکه هم از ماست که بر ماست

(۱۱۲) بسیار غزلهائے دل آساست حسن را — آرے سخن سوختگان جمله دل آساست (۹)

دل در هوس تو دردمندست — گر مرحمتے کنی بسندست

صد رہ بجہد دلم ز دستت — آں زلف دراز پائے بندست
از زلف تو سر چگونہ تابد — آں صید کہ عاشق کمندست
از شادیٔ گرد گشتنِ تو — آں رقص نگر کہ در سپندست
کشتی بکرشمہائے ابروت — اے ترک کمانت بس بلندست
با بندہ سخن چہ تلخ رانی — زاں لعل کہ خواجہ تاش قندست
از ہیچ تو دل پسند یارے — آں یا سخ سروِ ناپسندست
سردیٔ تو ام زیاں ندارد — سرمائے بہار سودمندست

۱۱۳
درماندہ حسن چو پند نشنید
ایں یک سخنش ہزار پندست
۶

آں شوخ براں وعدہ کہ می داد نماندست — واندر دل بیداد گرش داد نماندست
اے باد بگویش کہ نہ نامہ نہ نسیمے — گر پیک نداری چہ شود باد نماندست
صد بار بگفتی کہ ز یادم نروی تو — بدبختیٔ من کاں سخنت یاد نماندست
در بر دل من تاختن آرد تو بگویش — یک خانہ دراں ناحیہ آباد نماندست
بشکست خزان غم تو باغ وجودم — آں سرو کہ دیدہ بدی آزاد نماندست

۱۱۴
چوں عمر سرآمد حسن از عشق عناں تافت
کہگل چہ کند خانہ کہ بنیاد نماندست
۷

نگارِ من کہ جفا را وفا گرفت و گذاشت — رہ تجبر و رسم رضا گرفت و گذاشت

گرفت گیسوئے خود بس گذاشت تا بر من
ہزار دل چو دلم دوخت چشم او آں دم
بنا توئی کہ دوری دلت بیکبارہ
رعونتے کہ مرا در سراست ہم با تو
مرا بزور گرفتی برحمت بگذار

چنیں ہکا برہ دزدے چرا گرفت و گذاشت
کہ تیر غمزۂ خود سوئے ما گرفت و گذاشت
درون سینہ طریق صفا گرفت و گذاشت
بخواہم آید ویک روز پا گرفت و گذاشت
کہ پادشاہ بسے صید را گرفت و گذاشت

۱۱۵

دل ضعیف حسن راکہ زلف تو بگرفت
گرفت و بست بزنجیر یا گرفت و گذاشت

۷

دوستاں در سرم امروز ہوائے دگرست
روشنائی دگر یافتم اندر دم صبح
اے تنک دل کہ تو از دادن جاں میترسی
از من و تو سخن اہل حقیقت ناید
من خود آتش کدۂ محنتم و دلبر را
خط مشکینش دل خون شدہ را درہم کرد

گل امید مرا بوئے وفائے دگرست
در نگہ خواستگاں صدق و صفائے دگرست
مردان اندر نظر دوست بقائے دگرست
مرغ آں باغچہ را بانگ و نوائے دگرست
دمبدم در حق ایں خستہ بلائے دگرست
زلف درہم شدہ اش باز بلائے دگرست

۱۱۶

چند بیچی حسن از عقدۂ زلف خوباں
کیں سررشتہ کہ جنبید زجائے دگرست

۷

بازم از چشمۂ ایں چشم کہ باراں بارست
در جدائی تو شرمندۂ ہمسایہ شدم

بار عشق تو گراں تر شد و باراں بارست
کہ ز نالیدن زارم ہمہ شب بیدارست

باز شوق تو زد اندر من خاکی آتش
با رضای تو توان راه ریاضت رفتن
کشتی از طرف رحمت خود کن روزی
هر که در کوی تو شد عاشقش خواهد بود

گرچه آبش نزنی آتش من گلزار است
ورنه هر تار ازین خرقهٔ من زنار است
طلب همچو توی از چو منی دشوار است
هر که در خلد رود عاشقش دیدار است



اندک اندک صفت حسن تو برخواند حسن
اندکی گر به پذیری تو همان بسیار است



ای ماه بیا که روز عید است
عیدی که حضور تو نباشد
قربانت شوم که بر در تو
بر خاک رهت کنم تبسم

غوغای فراقیان بعید است
دور از همه حاضران عید است
قربانی را هزار عید است
هر جا که قدم نهی صعید است



گفتی که حسن مؤدب آمد
او خادم شیخ بوسعید است



دل که درو چاشنی سوز نیست
حال صلاحیت صبرم مپرس
غمزهٔ خوبان صفت جان می درد
ترکش آن ترک جگر خواره را
ای دل نا پخته بعشقش بسوز

محرم اسرار دل افروز نیست
آنچه که دی داشتم امروز نیست
عقل درین معرکه پیروز نیست
نیست خدنگی که جگر دوز نیست
خام بود هر که درو سوز نیست

ابجد عشقش تو چه دانی که چیست	عشق چو قرآن صبی آموز نیست

۱۱۹	دم مزن از صبح وصال اے حسن چونکه شبست را اثرِ روز نیست	۷

دل بداغِ یارِ من بهتر چو با من یار نیست
خوش دلے دارم که دروے جز غمِ دلدار نیست

بر درش با آنکه نبود بار یارے بگذرم
کاشکے این یار خود گوید که بگذر بار نیست

گر زند هر جانبے چون آفتابم تیغ تیز
گو بزن از جانبِ من ذرهٔ آزار نیست

بس خوشست این مجلس ار یارم در آید خوشترست
آنکه شیرین جوئے شد با جوئے شیرین کار نیست

تشنهٔ دیدار یارم چند گوئی از بهشت
من نه باشم در بهشتے کاندرو دیدار نیست

وصل میگوئی قدم از کوئے هستی باز کش
کیمیا در حضرتِ غیبست در بازار نیست

۱۴۰	آنچه من دارم درون سینه از سرّ حسن چون برون اندازمش کاندازهٔ گفتار نیست	۷

تا دل بکمند تو گرفتار بماندست	نقش تو درین دیدهٔ خونبار بماندست

عقلے کہ بہ نیک و بد من داشت تصرف
یاراں بگلستان وصال تو رسیدند
ایں خرقہ کہ یکروز بریں سوختہ دیدی
پنداشتہ بودم کہ زہرت اثرے ہست
گر مخلص جانیست کہ تیرش بدل نشست

در نوبت خوبی تو یکبار بماندست
دامان من آویختۂ خار بماندست
سالیست کہ در خانۂ خمار بماندست
آثار نماند از من و پندار بماندست
ہم ذوق نظر ہست کہ سوفار بماندست

۱۲۱

بر گفت حسن رو تو ازیں بیش کہ گویند
گوینده رواں گشتہ و گفتار بماندست

۷

لعل لب تو مرد جان ماست
اے کہ کشیدی مژہ چوں دور باش
جعد ہمی پیچی و جاں می بری
با ہمہ آمیزش و باماست ناز
خوے تو گیرم کہ ہمہ آتش است
گر نہ نمائیم رخ ہیچ عید

کفر سر زلف تو ایمان ماست
دیدہ بدل گفت کہ سلطان ماست
ایں ہمہ پیچاک تو برجان ماست
ایں نہ زخوی تو ز حرمان ماست
روئے تو آخر نہ گلستان ماست
ایں قدرے گوے کہ قربان ماست

۱۲۳

ہر چہ کہ ہست آن حسن آن تست
وہ تو نگوئی کہ حسن آن ماست

۷

یعلم اللہ کہ مرا دوش از غمت خواب آمدست
خواب چوں آید کہ چشم غرق خوناب آمدست

خواب را ظالم ہمے گویند افسانہ است ایں
چشم خواب آلود تو ظالم تراز خواب آمدست

ہیچ کس را از نکورویاں نہ بینی دل سپید
گوئیا کو گرد سرخ است ایں کہ نایاب آمدست

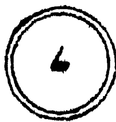
دل بابروئے تو پیوست آں ہم از دیوانگیست
دور کن از خوں وضو کردہ بمحراب آمدست

خوشتر از خط دبیراں شد سواد زلف تو
خوش تواں خواند ارچہ در غایات اطناب آمدست

پیش تو خواہم شوم کاں زلف را تابے دہم
زاں شل ترسم کہ در حق رسن تاب آمدست


۱۲۳

بر در عشقت کشاید بار معنیہا حسن
گرچہ مصراعیست آں نیز اندریں باب آمدست


۷

ترا بکام دلم ہیچ دلنوازی نیست
چہ چارہ سازم کت رسم چارہ سازی نیست

دلم بہ بردی ونہ نواختی ہزار افسوس
چنانکہ دلبریت ہست دلنوازی نیست

ہوائے زلف توام داشتست سرگرداں
وگرنہ راہ امیدم بدیں درازی نیست

مرا چہ قبلہ توئی در نماز گر از ما
جز ایں سخن شنوی آں سخن نمازی نیست

طریق سہل مپندار عشق بازی را
حقیقتست غم عاشقی مجازی نیست

مگر بتو نرسیدست کاں بزرگ چہ گفت
میان ما و شما عشق ہست بازی نیست

۱۲۴	حسن چو وصفِ عشق آمدی زسر برخیز کہ بے سریست دریں راہ سرفرازی نیست	۷

ماہ من چوں طرہ از رخ برگرفت	عاشق شوریدہ کار از سر گرفت
مطرب عشقش نوائے ساز کرد	پردہ از روئے سلامت برگرفت
آتشے در دل نہاں می داشتم	عاقبت دیدم کہ ناگہ در گرفت
عقل گر پا بر سرِ عالم نہاد	عشق خوباں پا بہ بالا برگرفت
غوطہ زد ہر کس کہ اندر بحر عشق	ایں یکے غرقہ شداں گو سر گرفت
بت پرستی را ہدایت روئے داد	بت رہا کرد و دربت گر گرفت

۱۲۵	در حسن ہم ایں صفت بینم کہ او دل بداد و دامن دلبر گرفت	۵

جانم فدات اے پری آدمی سرشت	سلطان ہفت چرخ بتو عہد نوشت
رخ چوں دربہشت بروخط چہ میکسی	اے ظلم پیشہ خار منہ بر درِ بہشت
گل را صفت کنم مہ و خورشید را کرا	اے آنکہ خوب خوب بہ پیش تو زشت زشت
تخم امید کشتم و تو ابر رحمتے	مگذر بکشت زار کہ زارست حال کشت

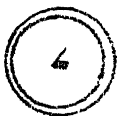
۱۲۶	بخت آں بود کہ بر دلِ سنگیت بگذرد یادِ حسن شبے کہ نہد سر بہ نیم خشت	۹

گرچہ روے خوش تو گلزار ست	خار خار غمت جگر خوار ست

یوسف من بہائی خویش بگوئے ۔ کہ ہمہ عالمت خریدارست
بوالعجب مذہبیست مذہب عشق ۔ ہر کہ توبہ کند گنہگارست
نفسے میزنم بدشواری ۔ گلہ کردن ہم از تو دشوارست
دل ببردی و برشکستی نیز ۔ کار ما دل شکستگان زارست
ما خطائے نکردہ ایم و لے ۔ خوئے بد را بہانہ بسیارست
مست بازار حسن تو ہر روز ۔ تیز تر ایں چہ روز بازارست
تا کہ شد حلقۂ زلف میگونت ۔ کعبۂ ما دکان خمارست



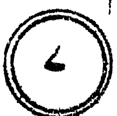
نالہا میکند حسن چہ کند
بلبلے در قفس گرفتارست



سروے کہ سایۂ کرم از من دریغ داشت ۔ صبح سعادتست دم از من دریغ داشت
یارب ہمیشہ بر سر من پائیدار باد ۔ آں ابر رحمتے کہ نم از من دریغ داشت
بکشاد تیر غمزہ و لیکن نزد مرا ۔ آں تیر غمزہ را بدم از من دریغ داشت
گشتم ز فرق تا بقدم حلقہ چوں رکاب ۔ آں شہسوار من قدم از من دریغ داشت
گفتم سگ خودم خواں چوں داغ مینہے ۔ داغم نہاد و آں کرم از من دریغ داشت
من صد نوائے زار کشیدم ز دل چو نے ۔ او یک نوازش قلم از من دریغ داشت



فالے ہمے زدم من از روئے چوں حسن
فال حسن نگر کہ ہم از من دریغ داشت



دلم ببردی و سامان کار پیدا نیست ۔ کدام دل کہ ز دست غم تو شیدا نیست

مگر تو حل کنی این مشکلات نامۂ خود
دلم بیاد تو فارغ شد از غم کونین
رسید لشکر درد و گرفت کشور جاں
تمام عمر مرا صرف شد بخواہشی
مرا ز جائے تو ہر جا نشاں ہمی پرسند

وگر نہ روح قدس مرد ایں تماشا نیست
درآں دیار کہ فرمان تست غوغا نیست
ہنوز گرد شہنشاہ عشق پیدا نیست
درستے ہمچو طلسم کاں ہیچ و پیدا نیست
کجاست جائے تو آنجا کہ جائے را جا نیست

۱۲۹

حسن بیچ دل عاشقانت میجوید
مثل گنج نہفت است آشکارا نیست

۴

باز گرد کوئے یار بے وفا خواہیم گشت
او بلا سوزست و ما گرد بلا خواہیم گشت
یار اگر چوگاں زند تا حال ما ابتر کند
ما چو گوئے وقف میدان رضا خواہیم گشت
چند مدح مصلحاں گوئیم و قدح مفسداں
تو چہ پنداری کز ینہا پارسا خواہیم گشت
از نوائے عشق گر بانگے بما خواہد رسید
تا قیامت ما براں بانگ نوا خواہیم گشت
دوش عہدے شد کہ اندر رقص ما گردیم بیش
مطربا یک صوت خوش برگو کہ تا خواہیم گشت
روز محشر گر بساط خاک طے خواہند کرد

ذرہ وار از مہر خوباں در ہوا خواہیم گشت

۱۳۰	ہر چہ از معشوق تشریف جفا خواہیم یافت چوں حسن از دیدہ مشغول دعا خواہیم گشت	۹

آن گل کہ بوئے خویشتن از من دریغ داشت
بادے ز عرصۂ چمن از من دریغ داشت

یعقوب وار نرگس چشم سفید کرد
وانگہ نسیم پیرہن از من دریغ داشت

محض خیال باشد امید وصال یار
چوں او خیال خویشتن از من دریغ داشت

دیدار جستنش سخن بے محل بود
او در ہمہ محل سخن از من دریغ داشت

اندر نظارۂ ذقن و زلف عنبریں
در چہ فرو شدم رسن از من دریغ داشت

من خود بطوع و رغبت خود میشوم اسیر
آن ترک را کہ تاختن از من دریغ داشت

بکشاد تیر غمزہ و لیکن نزد بمن
آں بود آرزوے من از من دریغ داشت

گفتم بزیر دامن در خود دم بپوش
زیں درد مردم و کفن از من دریغ داشت

۱۳۱	من عشق تا بہا سش فرستادم اے عجب ویک قصیدۂ حسن از من دریغ داشت	۷

بیا ساقی کہ گل مہمان باغست
میم دہ کز ہمہ شغلم فراغست

نشانِ توبہ از من کمتر کجوے
کہ امروزم ہوائے جوئے[۱] باغست

اگرچہ شستہ ام دل از بتاں پاک
ولیک از زخم شاں صد جائے باغست[۲]

اگرچہ خستہ ام از بادہ چوں باد
ہنوزاں بادہا اندر دماغست

۱ گشت ۲ داغست

۱ اہلِ خرقہ ۲ اہلِ خراباست چہ بینی اندرونم پرِ طاؤس	حدیث من حدیث کبکؔ و زاغست بروئم سر بسر پرِ کلاغست

۱۳۲	حسن دل را ز تف دردی سوز کہ آں شبہائے عاشق را چراغست	۷

چند با ما دل گراں کردن اگر از سنگ نیست
چند ازیں زخم زباں گر اتفاق جنگ نیست
نالۂ ما دیعنم تو بگذرد از اوج چرخ
چرخ را با ہفت پردہ حدایں آہنگ نیست
عقل ما سر می نہد بر پائے عشقت چوں کند
مور مسکیں را ز تعظیم سلیماں ننگ نیست
کعبۂ وصل ار چہ ہست از ما بصد فرسنگ دور
گر تو ہمرہ میشوی واللہ کہ یک فرسنگ نیست
خیز تا با سبزہ و گل ذوق گیریم از سماع
غلغلے از نائے بلبل بس بود ار چنگ نیست
جز سیہ کاری نکردی تا سیاہت بود موئے
چوں سپیدت شد کنوں بعد از سپیدی ننگ نیست

۱۳۳	چند بینی اے حسن در گل رخان سبز خط چوں نکو تر بینی آں آئینہ ہا بے زنگ نیست	۹

مے دوشینہ درین کار کردست — خرد رخت فضولی بار کردست
بیا ساقی مے گلگوں پدید آر — کہ گل را صبحدم ہشیار کردست
چہ منت می نہد بر من مؤذن — مرا مرغ سحر بیدار کردست
در آمد اینک آں مست شبانہ — کہ با ما عربدہ بسیار کردست
اگر چہ دوشش از می توبہ می کرد — و لے یک دو قدح در کار کردست
خصومت با دل آوگار من داشت — ندانم از کجا افکار کردست
چہ خونہا ریزد آں لب خاصہ اکنوں — خط خونریزہ با خود یار کردست
دلا چندیں چہ نالی آخر از وے — کہ ایں شوخی نہ اول بار کردست

۱۳۴	حسن منکر نیارد شد ز عشقت کہ پیش عالمے اقرار کردست	۷

اے دوست ترا بر سر قتلم گذرے نیست — از حال دل بیخبرانت خبرے نیست
گفتی بگلستاں رو و در لالہ و گل بیں — چیزے کہ مرا با تو بود با دگرے نیست
اے من سگ کوے تو مزن سنگ جفایم — زاں رو کہ مرا جز در تو ہیچ درے نیست
زاں می کہ لبت خورد نصیب من مسکیں — کمتر مکن از جرعہ اگر بیشترے نیست
پرہیز میسر نشد از زخم کہ زد عشق — حیلت چکنم تیر اجل را سپرے نیست
اے خواجہ عاقل تو دل خویش نگہ دار — بر دل شدگاں عیب گرفتن ہنرے نیست

۱۳۵	سر در سر سوداے بتاں کرد حسن باز اے خاک براں سر کہ برو درد سرے نیست	۷

۱۳۶ — ۹

خط تو تا برات حسن بنوشت — گل نو پردہ بر عارض فروہشت
ز تو در غنچہ پنہاں شد گل آرے — ز روے خوب رو پنہاں کند زشت
ز روے روشنت آتش جدا ماند — از انست ایں سیہ روئی در انگشت
نیاید صبحدم از عاشقاں صبر — نیاید ہیچ وقت از بولیاں کشت
غریبے گفت مضمونِ دل خویش — یکے آں حرف تضمیں کرد بنوشت
شبم از دولت او خوش گذشتست — زغم بستر بدہ زاندوہ بالشت

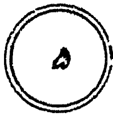
حسن خاک درت از دیدہ تر کرد
مگر زاں گل نہی در گور او خشت

۱۳۷ — ۷

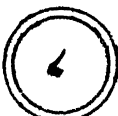
غمت امروز غمگسار منست — عشق تو عیش روزگار منست
اگر ندارم ز محرماں روزی — شب تاریک راز دار منست
ہر نفس پیرہن دریدن صبح — اثرِ نالہاے زار منست
تا بخاکش نہ افگنی زنہار — دلِ پُرخوں کہ یادگار منست
چرخ در خونِ من کمر می بست — چشم شوخ تو گفت کار منست
گر اسیرم کنی وگر بخشی — اختیار تو اختیار منست
گر تو یک روز در میاں آئی — ہمہ مقصود در کنار منست
ہمہ عالم اگر خزاں گیرد — رُوے خوبے تو نوبہار منست

گر حسن را نمی کنی یاری
وقت آخر بگو کہ یار منست

اے ترک تند رفتہ زمانیکرماں بابست	برآب چشم ما نظرے کن ازاں بایست
رفتی و مے نہ ایستد آبِ رواں ز چشم	آخر یکے نظارہ آبِ رواں بایست
اے بر ہلاک کردہ عناں ور کاب گرم	یک شہر دست میزندت بر عناں بایست
خواہی کہ مہ بکاہد بر بام خود برآ	ور رنج سرو خواہی در بوستاں بایست
پروانہ وار در قدمت اوفتادہ ام	تو شمع عاشقانی و در کار شاں بایست
اے آنکہ آمدی بسر کشتہ ہائے خویش	اگر ہست اتفاق دعا یکزماں بایست


درکارِ دلبراں حسن از دیدہ دل بنہ
ور نیز کارے افتد باجاں بجاں بایست


زفتنہ در دلِ سنگیں تو چہاست کہ نیست
بمہر کردی دعوئے خدا گواست کہ نیست
جمال داری و ناز و کرشمہ چہ تواں گفت
زنیکوئی ہمہ ہست و ہمیں وفاست کہ نیست
درِ تو کعبۂ مقصود دادخواہانست
برائے آں ہمہ بازو برائے ماست کہ نیست
ہمہ غمست و ہمہ درد حاصل عشاق
ازیں متاع دریں قافلہ چہاست کہ نیست


کنوں کہ جائے گرفتی دروں جان حسن
ببین کہ داغ غم تو کدام جاست کہ نیست


عہ برائے پرہمہ باراست و بارماست کہ نیست

از روئے خوب خوے مخالف غریب نیست ... نرمی ز طبع سلسله مویاں قریب نیست
جاں می دہم در آنده جاناں وشاکرم ... کاں کز حبیب در گله باشد حبیب نیست
اوصاف عشق و معرفت از مدعی مپرس ... محجوب راز ہیچ چراغے نصیب نیست
بلبل بباغ شد چه غم از بانگ باغباں ... اگر یار یار باشد ہم رقیب نیست
چندیں چه می کنند ز نالیدنم عجب ... گر کوه از فراق بنالد عجیب نیست
اصلاح طالع من و درمان درد من ... اندازه منجم و حد طبیب نیست

۱۴۰ آواره شد دلِ حسن اندر ہوائے دوست
آوارگی ز حال غریباں غریب نیست ۷

کو دیده کز فراق رخ تو پر آب نیست ... کو دل که در کشاکش عشقت خراب نیست
روزم تو بر فروز و شبم را تو نور بخش ... ایں کار نیست کار مه و آفتاب نیست
اے محتسب تو خیمه بخمار خانه زن ... بگذر ز ما که مستی ما از شراب نیست
آں میزباں که کاسه مہیا ہمے کند ... گو ہیچ لقمه[٥] خوش مزه تر از کباب نیست
گفتی ترا چه سوز و چه شورست در سماع ... ایں زاں سوالهاست که آنرا جواب نیست
بے حلقهٔ کمند سر زلف نیکواں ... گر کعبه میرویم دعا مستجاب نیست

۱۴۱ ہر دُر که در خزانهٔ دل داری اے حسن
آنرا بسلک کلک کشیدن صواب نیست ۷

دلبر ما یگانه افتاد ست ... شورے اندر زمانه افتاد ست

٥ گو ہیچ کاسه خوش مزه تر از رباب نیست ۱۲

قصۂ ما کہ مے برد در پیش
انیکہ بر آستانہ افتادست

اے سلامت گزیں سپر کردار
تیر ما بر نشانہ افتادست

مؤذن اندر صلائے حی علے
صوفی اما شبانہ افتادست

یار آوارگی ھمی خواھد
رفتن رحج بہانہ افتادست

چند گوئی زخانۂ کعبہ
کار با خصم خانہ افتادست

۱۴۲

یکے از بندگان اوست حسن
کہ زخوباں یگانہ افتادست

۷

دل غمت را زکرجہائے الٰہی دانست
خاک پائے تو بیارا افسر شاہی دانست

مبتلائے کہ بدو داغ بلائے تو رسید
آں بلا مملکت نامتناہی دانست

جزرُخ و زلف ترا در دل خود نقش نہ بست
ہر کہ حرفے زسپیدی و سیاہی دانست

جان من بندگیٔ روے ترا کرد اقرار
خطِ خوب نوبراں دید و گواہی دانست

اے رخت آفت شہر آمد و آشوب سپاہ
قصۂ ماو تو شہری و سپاہی دانست

بس نماندست کہ صحبت زمیاں برخیزد
قدر من بندہ بداں ورنہ بخواہی دانست

۱۴۳

بحسن انچہ رسید از بد و از نیک ایام
نے زتو نے زخود از حکم الٰہی دانست

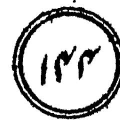
۸

با سر زلف تو مارا سر سودائے ہست
وصل ہر چند محالست تمنائے ہست

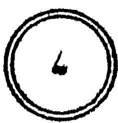
دیدہ گراز رخ خوب تو ندید آسائش
سینہ را از غم دیرینہ دل آسائے ہست

نگذاری کہ بسرت گردم و پایت بوسم
لب تو خواستم از غمزہ زدی نیش آرے
خلق گویند دلت راز کجا صبر آمد
اے کہ نظارہ دیوانہ نکردی ہرگز

آخر ایں کار مرا ہیچ سر و پائے ہست
ہر کجا فرض کنی خارے و خرمائے ہست
اے دل از صبر نشانم دہ اگر جائے ہست
قدمے رنجہ کن ایں سوے کہ رسوائے ہست



دم بدم تیرہ مکن روز حسن را امروز
آخر اندیشہ کن امروز کہ فردائے ہست

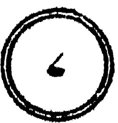


اے کشیدہ چو یکے سرو سہی بالا راست
قدِ خوبانِ جہاں راست ترا از قدِ تو نیست
زاغ را گرچہ نہد کبک کہ رفتن کژ
تا ز ابروے کژ خویش کماں ساختہٗ
اے کمر بستہ چو جوزا و مژہ کردہ چو تیر
فکر خال سیہ ات می پزم اے جاں چہ کنم

راست بر شکل نئی لیک نئی با ما راست
آرے ایں خلعت غیبت بداں بالا راست
نتواند کہ نہد پیش تو ہرگز پا راست
من ہدف کردہ ام اندر دل خود صد جا راست
گوئی آں تیر عطارد شد و آں جوزا راست
چو بہ بازار نمی آیدم ایں سودا راست



بر حسن ہیچ گہے نرم ندیدم دل تو
وہ دل سخت تو دل نیست کہ سنگِ خارا ست



شب گذشتہ مرا از غمت چناں بگذشت
حدیث درد چہ گویم کہ شرح ممکن نیست
بر آستین جفا بر ممال بیش کہ کارد

کہ موج اشک من از اوج آسماں بگذشت
در طبیب چہ پویم کہ کار از آں بگذشت
با ستخواں برسید و ز استخواں بگذشت

حکایتِ دلِ بیمارِ من چه می پرسی
تو دیر ماں بسلامت که آں فلاں بگذشت

نه زیر پائے تو مردم نه بر سر کویت
دریغ عمرِ عزیزم که رائگاں بگذشت

بحدِ منت نرسیدیم و عمر آخر شد
زکعبه دور فتادیم و کارواں بگذشت

(۱۴۶)
حسن ز حرف بلا خواست تا که در گزرد
ولیکن از خطِ تقدیر کے تواں بگذشت
(۹)

چه رویست آنکه گوئی نو بهار ست
غلط کردم بهشت روزگار ست

بنقد امروز با او در بهشتم
مرا با نسیۂ فردا چه کار ست

اگر هر دو جهاں از پا در آیند
چه غم چوں پایۂ عشق استوار ست

خرد معزول و عشق اندر تصرّف
عسس بیروں و دزد اندر حصار ست

همه عمر از لبِ میگوں معشوق
مرا مستی و حاسد را خمار ست

اگر قصدے کند زلف چو مارش
شکایت چوں کنم او یار غار ست

بوسم نامۂ خود روز محشر
که از خطِ سیاهش یادگار ست

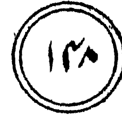
گرم چوگاں زند بر سر بزں گو
نه ایں گو از برائے آں سوار ست

(۱۴۷)
حسن از چشمِ شوخش گوشۂ گیر
هنوز آں ترکِ مست اندر شکار ست
(۷)

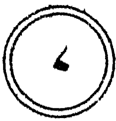
اے چوں مه نو آیتے از نور سعادت
چوں حسرت من حسنِ تو هر روز زیادت

گل برگ بریزد چو تو آئی بتماشا
بیمار نمیرد چو تو آئی بعیادت

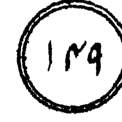
گر میل کند نرگس مست تو بستاں — ما و لب میگون تو نه زهد و زهادت
ایں عقل من و عشق تو دانی بچه ماند — روباه که با شیر زند لاف جلادت
از زخم تو نالیدن و مرهم طلبیدن — نقصان ادب باشد و سستی ارادت
روزے که تو در کشتن من دست برآری — من سوے تو انگشت برآرم بشهادت



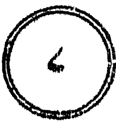
اے اختر مقبل نظرے بر حسن انداز
ویں جمله نحوست بدلش کن بسعادت



درد عشاق را دوا دگرست — داغ معشوق راحت جگرست
دل فدا کردم آں کماں کش را — زخم تیرش سعادت سپرست
یار یاری کند اگر خواهد — قصهٔ ما هنوز بر اگرست
در قیامت که حشر خلق بود — هر که عاشق نبود او حشرست
ما ببوئے نگار زنده شدیم — حشر ما خود قیامت دگرست
ساقیا صاف اگر نماند چه شد — دُرد پیش آر ایں چه دردسرست



دعوئ زهد کرده بود حسن
سخن مدعی چه معتبرست

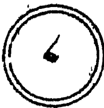


سر زلف تو تا به پیچیدست — کار ایں مبتلا به پیچیدست
آں نه زلف ست روزگار منست — که ز سر تا بپا به پیچیدست
دل بگیسوت چوں رسن بازے — بکمند بلا به پیچیدست

طرۂ گردِ رُخ تو پنداری | گرد گنج اژدہا بہ پیچیدست
ترک من عشق سخت بازوے تو | گردنِ صبرِ ما بہ پیچیدست
بازکن فرش نازکایں درویش | زہد چوں بوریا بہ پیچیدست



خواست جعد ترا حسن بدعا
گربے در دعا بہ پیچیدست



دل کہ باز آوردہ بودم ہم بدلبر[1] باز گشت
مرغ جانم ہم بداں سرو سمن بر باز گشت
گل بدعواے رخش دامن کشاں آمد بباغ
از خجالت ہمچناں با دامنِ تر باز گشت
گفت مشاطہ روم رویش بہ بیارایم چو ماہ
آفتابے دید بر بامے ہم از در باز گشت
دوش سلطانِ خیالش در دیارِ ما رسید
قلبِ ما بشکست منصور و مظفر باز گشت
اے طبیبِ من کجا رفتی یکے گرد دلم
باز گشتے کن کہ آں بیمار[2] از سر باز گشت
از لب میگونش یک جرعہ بمشتاقاں رسید
زاہد صد سالہ از سبحہ بساغر باز گشت

بیخبر آمد حسن یک شب بکوئے یار خویش

[1] ہم بداں در باز گشت [2] بیچارہ

۱۵۱	آستانش بوسه داد و بیخبر تر باز گشت	۷

غم و اندیشۂ ما بے تو کم نیست
گرت اندیشۂ ما ہست غم نیست

دل پر خون و جان خستہ داریم
بدار الملک عشق این جنس کم نیست

خرد با عشق خوباں بر نیاید
بلے درویش مرد محتشم نیست

ترا دیدم دل از جاں برگرفتم
کہ عشق و عافیت ہر دو بہم نیست

دلا صبر از ستم برکار می دار
رہ عشاق بے خار ستم نیست

اگر سر چوں قلم بر خط لیلی
نہد صد بار بر مجنوں قلم نیست

۱۵۲	حسن گنج سلامت گیر و بنشیں ترا اندازۂ ایں رہ قدم نیست	۵

ہمہ کہ با دل من یار بود از آں برگشت
دل شکستہ نگشت ار چہ دلستاں برگشت

جہان حسن بداں بے وفا تعالی اللہ
چراو نگشت تو گوی ہمہ جہاں برگشت

بوجہ طعنہ نگفتم جفا مکن چو فلک
ہمیں قدر کہ فلک گفتمش رواں برگشت

ز بخت خود گلۂ با زمانہ مے کردم
زمانہ نیز بہ بخت من ایں زماں برگشت

۱۵۳	حسن مگر دکنوں گرد دوستیٔ کسے کہ دوست ہر چہ ترا وعدہ کرد ازاں برگشت	۱۱

عالم عشقت جہانے دیگرست
آستانت آسمانے دیگرست

عقل را از دفتر عشقت چہ علم — آں ورقہا را نشانے دیگرست
دوزخ اندر راہ مشتاقانِ تو — ہر شرارے بوستانے دیگرست
عالمے پرسد زخاموشئ من — بے زباناں را زبانے دیگرست
ہرگزم در باطن من جا نبود — خلق ظاہر را گمانے دیگرست
عشق ابروے تو خونِ من بریخت — وہ کہ آں تیر از کمانے دیگرست
یا بلاہائے تو عادت کرد نیست — عافیت اندر جہانے دیگرست
درد و راحت در جہاں بسیار بود — درد تو راحت رسانے دیگرست
جاں بدیں یک بیت دادست آں بزرگ — آرے آں گوہر زکانے دیگرست
"کشتگان خنجر تسلیم را — ہر زماں از غیب جانے دیگرست"

۱۵۴

اے حسن سودات زحمت میدہد
وہ کہ آں رخت از دکانے دیگرست

۷

نز تیغ بلا ترسم و نز تیر ملامت — باید کہ ازیں ہر دو تو باشی بسلامت
اندیشہ مکن کز دل ما کشف شود راز — قارورۂ ما نشکند از سنگِ ملامت
در دیدن رویت اگرم منع کند خلق — بر دیدہ نہم منت و بر خلق غرامت
تو بہ مطلب از من مسکیں کہ در آفاق — ہرگز گنۂ عشق نیاورد ندامت
در گور برم از سرِ گیسوئے تو تارے — تا بر سرِ من سایہ کند روز قیامت
میگفت صلات خوشے امروز مؤذن — چوں قامت او دید زباں ماند زقامت

ایں طرفہ طریقت کہ دیدیم حسن را

۱۵۵	می برکف وبت درنظر ولاف کرامت	۵

مداں کاسودہ دل بے تو کسے ہست	اگر بے نان و ماں خواہی بسے ہست
الا اے ساربان محمل مراں تند	نگہ کن کز ضعیفاں وا بسے ہست
منالم گرچہ زارم می کشد یار	ہماں قاتل مرا یاری رسے ہست
اگرچہ دردلم رہ کردی اے یار	چنیں یکسر میا اینجا کسے ہست

۱۵۶	بیا دریاب اے ساقی حسن را کہ درجام مراد او خسے ہست	۷

نیست روزے کاں لب خونخوار او خونریز نیست
فتنۂ عشقش کم از غوغائے رستاخیز نیست
نیست پایم را گریز از پیش چشم مست او
با سر گیسوش ہم ساماں دست آویز نیست
نسبت بالائے قامتش مکن با ہیچ سرو
سرو را بالا خوش است امّا بلا انگیز نیست
عشق بازاں دیگرند و عیش سازاں دیگرند
انچہ در فرہاد می بینیم در پرویز نیست
چند گوئی از ہوائے نیکواں پرہیز کن
ہرچہ بیماریٔ عشق است اندراں پرہیز نیست

ے عشقہ

از خدا امیدمی دارم کہ فردا روزِ حشر
دست من[1] ندہند مکتوبے کہ عشق آمیز نیست

157
تیغ جلادی چہ آری از پئے قتلِ حسنؔ
ہیچ تیغے چوں سرِ مژگاں خوباں تیز نیست
۷

دلبرے دارم کہ غمخوارِ منست
دل بہ او دادن ہمیں کارِ منست
من بدل بردن چرا رنجم ازو
گرچہ دل بردست دلدارِ منست
گلرخا! بے تو نخواہم باغ و گل
داغ و دردت باغ و گلزارِ منست
چند زیر پیرہن گردی نہاں
ایں ہم از بختِ نگونسارِ منست
لعل خونیں ترا ازاں دوستم
کاں شفائے چشمِ خونبارِ منست
گر سگِ کوئے خودم خوانی شبے
باشد آں شب روزِ بازارِ منست

158
گیسویت را یاد دادم از حسنؔ
گفت می دانم گرفتارِ منست
۷

اگرچہ پائے من از دست تو بزیرِ گل است
ہنوز دست بدامانِ عہد متصل است
خلاف کردی و بدکردی و خطا کردی
بیا کہ ہر چہ تو کردی ازیں طرف بحل است
مرا کہ قبلۂ جانم توئی چہ کار آید

[1] نامۂ ندہد بدست من۔

بتے کہ در ختن و لعبتے کہ در چگل است

دلِ مرا بتو کارے فتاد چہ تواں کرد

شنیدۂ مثلِ مرد ماں کہ کارِ دل است

دریں جہاں و دراں یا محبت تو خوشم

ہوائے عشق بہر جا کہ ہست معتدل است

اگر تو بر گل گورم گذر کنی روزے

ببوئے خوں بشناسی کہ ایں کدام گل است

(۱۵۹) حسن اگرچہ نکرد ست در وفا تقصیر
بدیں گناہ کہ بے تو ہمے زید خجل است (۷)

دل بفتراک یکے بستم و چندیں سال است
رُخ چو بغداد بیاراستہ و زلف چو شام
من اگر والۂ آں حُسن دلاویز شوم
من کیم در ہمہ عالم کہ نہم پائے طلب
نالۂ زار کہ کردے دلم آں نیز گذشت
ترک خونریز مرا کشت طبیباں چکنند

کو عناں تافتہ ویں سوختہ در دنبال است
اینت ساقی زرخ و زلف مبارک فال است
عجبے نیست کہ یک فتنۂ رویش خال است
اندراں کو ئی کہ سرہائے سراں پامال است
وہ کہ بیمار من امروز بسے بد حال است
گر کسے زندہ کنند کار ہماں قتال است

(۱۶۰) در غمش جاں بلب آمد چہ تواں کرد حسن
من بریں حال و زاں سوئے ہنوز اہمال است (۷)

مشکے کہ کشید او ہمہ ملک ختن نیست
ہر گاہ کہ خندد گلِ دلہا بکشاید
می گفت نگنجد سخن اندر دہن من
بندد دل دیوانۂ ما در رسن زلف
اے خواجہ منجم چہ شد آخر خبرے دہ
برداشت زمن دست غمش پردۂ عصمت

سروے کہ رواں کرد در اطراف چمن نیست
آں غنچۂ از باغ بہشتست دہن نیست
در تنگیٔ آں تنگ شکر جائے سخن نیست
آں کیست کہ دیوانۂ آں بند رسن نیست
زاں اختر مسعود کہ در طالع من نیست
دانست کہ ایں مُردہ سزاوار کفن نیست

(۱۶۱) پیغام فرستاد کہ رو توبہ کن از عشق
گو بر دگرے حکم کن ایں کار حسن نیست (۶)

دولتِ ما گل نکرد محنت خار از کجاست
یار زمن رُخ بتافت گفت نیاز زمن ست
ترک من آخر بدار غمزہ خونریز را
لب طلبیدم زتو زلف برافشاندیم
گفتہ بدی با توام ہست غبارے عجب

راحت مے ناپدید رنج خمار از کجاست
وہ اگر آزار نیست نالۂ زار از کجاست
گر تو نہ تیغ زن سینہ فگار از کجاست
مہرہ بکف نامدہ آفت مار از کجاست
آب حیاتی بلطف در تو غبار از کجاست

(۱۶۲) چشم حسن گر نہ بخت بر سر کوئے تو خوں
برد، دیوار تو نقش و نگار از کجاست (۷)

ندانم چوں شود اے دوست حال دوستدارانت
مگر دولت کند یاری کہ یاد آید زیارانت

ازاں میگوں لبت روزے نشد یک جرعہ ام روزی
توخونم نوش کردی نوشش بادا و گوارا نت
جفا جوئی اگر بینی بجمع خرقہ پوشانم
دعا گویم اگر بینم میاں بادہ خوارا نت
توچوں غمزہ زناں پیدا شوی بیچارہ عقل و دیں
کہ حدِ ایں سپرہا نیست دفع تیر بارا نت
کسے بودے کہ بر سر لشکرِ خسرو خبر بردے
کہ اندر شہر شورے خواست از شیریں سوارا نت
توائے شاہِ بتاں گیسو بدستم دہ مگر باشم
بدیں درگہ یکے از جملۂ زنجیر دارا نت

۱۶۳	حسن را در غمت یکدم نمی باشد قرار آرے بریں رفتست پیوستہ قرار از بیقرارا نت	۷

اے شوخ ترا در لبِ شیریں چہ شرابست
مستست بیا دِ لب میگون توشہرے
نندیشم اگر راہ بریں دیدہ کنی لیک
گفتی ز بتاں سوختۂ کیست کہ داند
اے شیخ میا پہلوئے من در صف طاعت
اے دوست گلے چند بدیں سوختگاں بخش

کز رہوشش ایں دل صدپارہ کبابست
شہرے کہ چنیں مست نیا بیش خرابست
اندیشہ ہمینست کہ ایں رہ ہمہ آبست
دانیم ونگوئیم[1] کہ ایں را چہ جوابست
بگذر کہ مصلائے مرا داغ شرابست
زیں باغ بہشتی کہ ترا زیر نقابست

۱۶۴	واللہ کہ حسن بے تو نخواہد گل و گلبن بے روے نکو دار جناں دار عذابست	۷

[1] نہ دانیم

لب شیرینت را شکر غلامست	اگر شیریں توئی شکر کدامست
اگر ساقی تو خواہی بود مارا	کہ می گوید کہ می خوردن حرامست
مہ نو بر فلک بینند خلقے	من آن مہ را کہ بر بالائے بامست
شب ہفتم کہ مہ نیمہ نماید	اگر تو روئے بنمائی تمامست
برت چوں سیم و زلفت چوں عود	طمع بر ہر چہ خواہم بست خامست
اگر جہاں بخواہی صوفیاں را	ازاں حلوا خبر دہ تا چہ نامست

۱۶۵	عزیزانؒ از حسن صحبت مجوئید شما رحلت کنید او را نقامست	۵

کو دلے کز دست تو صد پارہ نیست	یا بشمشیر غمت آوارہ نیست
سر عشقت از دلِ عشاق پرس	عقل را زحمت مدہ ایں کارہ نیست
خوار گشتم در غمت طرفہ ترانکہ	اندریں غم جز غمم غمخوارہ نیست
آفتاب از کوہ جلوہ می کند	با سر پایانِ ایں نظارہ نیست

۱۶۶	با حسن گوئی کہ بے من صبر کن صبر بے تو حدّ ایں بیچارہ نیست	۷

مرا در عشق پارسائی نساخت	فسوں خوانی و خود نمائی نساخت
خرد منکر از عشق و عشق از خرد	دو بیگانہ را آشنائی نساخت
بمیگوں لبش خرقہ در باختم	قدح نوش را پارسائی نساخت

مہ خرد منکر عشق و من از خرد

دل و دین و جان پیش کش کردمش	توانگر بدیں بے نوائی نساخت
چہ آرام اے دوستاں از طبیب	کہ آزردہ را مومیائی نساخت
شکایت ز خورشید تو جبہ نیست	اگر بوم را روشنائی نساخت

۱۶۷	بتر سید از قتل خوباں حسن گدا طبع را پادشائی نساخت	۷

گر پردہ برکشائی ازاں روئے چوں بہشت
روشن شود براہل نظر حال خوب و زشت
تقدیر حق وجود تو چوں خواست آفرید
صد جان و دل نہفتہ دراں آب و گل سرشت
تا قامتِ تو شاخ گلت دید باغباں
در باغ شد ز بیخ برافگند ہرچہ کشت
واللہ اگر تو فردا ہمرہ نباشیم
گر سر بری مرا ننہم پائے در بہشت
رضواں اگر بہ بیند خشتت درت کند
جملہ نگار خانۂ فردوس خشت خشت
کاغذ ز گریہ تر شد و خامہ ز آہ سوخت
شرح فراق خویش بتو چوں تواں نوشت

چندیں حسن برشتۂ جاں دل چہ بستۂ

لہ صدق نیست   ٢ہ برم

۱۶۸	سہلست گرگسست چہ شد مرہمش نرشت	۷

چشمے کہ در نظارہ آں سرو قامتست
در ہر گلے کہ بیند بروے غرامتست

بر روئے آب میروم از موج اشک خویش
صوفی کہ عشق باز و صاحب کرامتست

شب در خیال دوست نباشد برابرم
آں شب مرا برابر روز قیامتست

من در نماز وقت خوش از یاد قامتش
مقری ہنوز منتظر وقت قامتست

ہرگو نہ بر معاملۂ عشق کار کرد
روز حساب حاصل کارش ندامتست

دوش از خرابئ دل تنگم خبر رسید
دل گو خراب شو چو دلستاں سلامتست

۱۶۹	باریست از ملامتیاں بر دل حسن کارے بجاں فتادہ چہ جائے ملامتست	۷

از خطش سایہ بر سمن بد نیست
سبزہ ہمسائۂ چمن بد نیست

آں بنفشہ کہ خط خطاب ویست
رستہ پیرامن سمن بد نیست

خال بر عارضش نگہ کردم
شحنۂ زنگ برختن بد نیست

دیدم آں زلف و لب زنخدان را
ترسم ارچہ ولے رسن بد نیست

ہر بدی کاید از نکو رویاں
یعلم اللہ کہ نزد من بد نیست

من بیاد بتاں نکو سخنم
چوں بگوئی کہ ایں سخن بد نیست

۱۷۰	گر کس ایں نکتہ را خلاف کند اتفاق تو اے حسن بد نیست	۷

جز من کہ دید اینکہ بلائے فراق چیست
ہر دل کہ چوں چراغ نمی سوزد از فراق
خواہم زحق برآمد آں زشک آفتاب
در کلبام بس است ہماں صورتِ لطیف
باآفتابِ وصل چو حاصل نشد قراں
گر فرصتے دہی بتواں یافت کام خویش

آسودہ را خبر چہ از آنکہ اشتیاق چیست
او را چہ روشنست کہ سوز فراق چیست
کیں ہفت شمع باز دریں ہفت طاق چیست
چندیں ہزار نقش دریں نہ رواق چیست
سیارۂ دلم را ایں احتراق چیست
ہاں اے غم فراق بگو اتفاق چیست

۱۷۱

خلقے عراق نعمت وصل اند اے حسن
جز من کہ داند اینکہ بلائے فراق چیست

۶

از تفِ عشق شعلہ دروں آمدن گرفت
کردم بسے براں لبِ شیریں چشم سرخ
کشتی ما بشرط سلامت کجا رسد
ہرگز نیامدے بدل من خیال مرگ
روزے برائے طیبت تشبیہ قد خویش

دود از درون سینہ بروں آمدن گرفت
اینک زنوک ہر مژہ خوں آمدن گرفت
موج از چہار سوئے دروں آمدن گرفت
از دولتِ غم تو کنوں آمدن گرفت
گفتم الف نویسم توں آمدن گرفت

۱۷۲

شب کامدی شنیدن شعر حسن ز دور
گفتم پری مگر بہ فسوں آمدن گرفت

۶

گر ترا خشمے است در سر سر کشم پیش سنانت
ور بجاں خوش میکنی دل جاں دہم بر آستانت

حال مسکیناں نپرسی زاہ مظلوماں بترس
وہ چہ حیلہ سازم اے جاں بادل نامہربانت
گر بزلفت دست بازم[1] سر بہ پیچد کمند
ور ز لعلت بوسہ خواہم تنگ می آید دہانت
یک نسیم سنبل تو ہر دو عالم زندہ کرد
باش تا گلہائے دیگر بشگفد از گلستانت
اے بوئے تو شگفتہ نو بہار آفرینش
من ندیدم چوں تو باغے آفریں بر باغبانت

۱۶۳	گرچہ از ناز و رعونت چوں حسن بر دست ہجر رائیگانم می فروشی ہم خریدارم بجانت	۷

سروے چو قد تو در چمن نیست
مشکے چو خط تو در ختن نیست
ہر پیرہنے کہ می درد گل
بوئے تو بہیچ پیرہن نیست
یر چوں تو کسے دگر گزیدن
کارِ دگر یست کارِ من نیست
دایم سخن از لب تو گویم
شیریں تر ازیں سخن سخن نیست
از عربدہائے من چہ رنجی
دیوانہ بدست خویشتن نیست
جاں پیش خیال تو فشاندیم
مارا سرِ بے توزیستن نیست

۱۶۴	گفتی کہ چرا جدائی از من ایں از فلکست از حسن نیست	۷

[1] یا زم

اے دلم را تا قیامت با تو پیمانے درست
نیست از دستِ غمت در ہیچ تن جانے درست

گرز در بیروں خرامے ایں چنیں دامن کشاں
خلق مسکیں را کجا ماند گریبانے درست

گر کسے پرسد چہا دارید از ملک جہاں
یک دلِ صد پارۂ داریم و پیمانے درست

تا شکستی زلف کافر کیشِ ظالم پیشہ را
آں شکستہ با کسے نگذاشت ایمانے درست

نار اگر با خندہ شیرینت لافے مے زند
در دہانِ او نہ مانم نیز دندانے درست

ترک من تا تیر غمزہ راست کرد از ہر طرف
میکشم پیوستہ من از سینہ پیکانے درست

۱۷۵	گر بر غبتؒ بشنوی یک روز بیتے از حسن تحفہ آرد پیشِ تو ہر روز دیوانے درست	۷

ساقی شب ما شب دراز ست
رویت نگریم و سجدہ آریم
شہنامہ چہ خواست کرد محمود
با وصل تو ام نساخت کارے

می دہ کہ در امید باز ست
در مذہب ما ہمیں نماز ست
او عاشق قصۂ ایاز ست
ایں کار بدست کار ساز ست

ﮨ۱ اے صنم گر بشنوی

رو ئے کہ ترا است جائے نازست شمع روشن شب درازست		از ناز نمی کنی بمن روئے از زلف و رخ تو عشرتم را
۷	تا شیوۂ تست سربسر ناز تدبیر حسن ہمہ نیازست	۱۷۶

اشکم ز تیغ غمزۂ خوباں رواں ترست
صبرم ز گنج وصل عزیزاں نہاں ترست
سیل سرشک بارِ نمی ایستد دمے
ہر روز ایں گلیم کہ دارم گراں ترست
جانا دل مرا بجہاں نیست خانۂ
ویں عقل خانہ سوختہ بے خانماں ترست
گرد از مہ و ستارہ برآور کہ دمبدم
از طالعے کہ داشتۂ کامراں ترست
گہ گہ سلام خشک ز تو می رسید یار
امسال آں مزاج کہ دیدم چناں ترست
از چشم تو بزلف تو جستم پناہ لیک
ہندوئے تو ز ترک تو نامہرباں ترست

۴	اندر ہوائے عشق تو حال حسن نگر او پیر می شود سخن او جواں ترست	۱۷۷

اے ترک بادہ نوش خرد جرعہ چین تست	دینم ہمے بری مگر این شیوہ دین تست
ہر گل مراز باغ رخت ہست صد بہا	اول ہمان بنفشہ کہ بر یاسمین تست
این دل کہ ما بساعد سیمینت بستہ ایم	تو ہیچنین شمار کہ در آستین تست

۱۷۸

اے شاہ نیکو ان دل ماکے رسد بما
جملہ خزینہا چو بہ سر نگین تست

۷

ردیف ج

اگر بدیدن آثار رحمتی محتاج	خطے چو مشک ترش بین بگرد صفحۂ عاج
کنون کہ ختم شدش بر بتان نبوت حسن	ز زلف تیرہ برانگیخت لیلۃ المعراج
بیا کہ بے تو خرابیم چون تن بے سر	تو بر تن ہمہ سر باش و بر سر ہمہ تاج
بجست و جوے تمنا کنم غلو نکنم	چو واقفی تو بحاجت چہ حاجتست لجاج
سپہ کشیدن نوفل بدان ہمی ارزد	کہ عشق باختن قیس را کند تاراج
ستادہ ایم برین در نظر برحمت تو	چو قصہ دادہ بسلطان جماعت محتاج

۱۷۹

سلامت از دل و دین حسن چہ میجوئی
نہ دِیہ ماند نہ دہقان چہ واجبست خراج

۷

اے کہ پیوستہ بود ابروئے تو با ما کج	وعدہ ہائے تو چو زلف تو ز سر تا پا کج
الف قد تو از قد الف راست تر است	ابرویت راست چو نونست و بر و طغرا کج

اے قدِ خوب تو چوں دینِ مسلماناں راست	طرۂ کافرِ تو ہمچو خطِ ترسا کج
دل چو برگشت ز من ہم من ازو برگشتم	تیغِ کج را نتواں کرد نیام الا کج
بنشیں میر منی حکم کریمانہ بکن	کعبتینی کہ نشست است بجنب ما کج
بے نیازی خدا کار ہمہ راست کند	ورنہ از کوشش فرعون رود دریا کج

۱۸۰ در رہِ عشق چو رُخ راست روانند ہمہ
اے حسن تا تو چو فرزیں نروی آنجا کج ۷

ردیف د

آں قوم کہ مے حرام گیرند	بر یادِ لبِ تو جام گیرند
گر سوختہ نیست در دی آشام	بے آتشِ عشق خام گیرند
عشاقِ تو مقبل اند و مردود	تا زیں دو مرا کدام گیرند
گر سرو دریں زمیں نروید	بالائے ترا تمام گیرند
صیاد مرا یکے بیاموز	دولت بکدام دام گیرند
رخش از درِ دل بروں میفگن	حاجت خواہاں لگام گیرند

۱۸۱ وصفے ز حسن اگر پذیری
اورا ملک الکلام گیرند ۶

رخت را در صفت مہ می تواں کرد	صفاتش را یکے دہ می تواں کرد

چہا در منزل وصل آے امشب — حدیث ناز در رہ می تواں کرد
نظیر تو توئی ویں نکتہ امروز — زآئینہ موجہ می تواں کرد
مرا از روئے تو روئے گلہ نیست — سپاس الحمد للہ می تواں کرد
دعائے در رخ تو می تواں گفت — نیازے در سحرگہ می تواں کرد

۱۸۲ — حسن را یرمعانی شاہ کردند — زاقبال ملک شہ می تواں کرد — ۷

آں کبک شکر خندہ رفتار دگر دارد — سروش بخرامیدن ہنجار دگر دارد
ہم سبزہ کشد بر گل ہم مشک کشد بر مہ — خوباں ہمہ درکار ند او کار دگر دارد
جان و دل من دارند مہر تو چو جان در تن — کافر بود ار جز تو دلدار دگر دارد
درویش کہ می ورزد مہر رخ گل رنگش — در خانہ بہر کنجے دینار دگر دارد
مسکیں دلم از زلفش ایماں نبرد دانم — گو در خم ہر موئے زنار دگر دارد
ہر ذرہ کہ در عالم گشتست خریدارش — آں یوسف عہد ما بازار دگر دارد

۱۸۳ — گفتِ ہمہ بشنیدی حرفے ز حسن بشنو — کاں بلبل باغِ تو گلزار دگر دارد — ۷

سرمست بیں کہ لبہا خوشتر ز نوش دارد — قصدے کہ دارد اول بر عقل و ہوش دارد
از عشق چشم مستش گشتم خراب مطلق — ایں بادۂ محبت یا رب چہ جوش دارد
تا خط اوست بر رخ مایم و آہ و نالہ — تا ہست سبزہ و گل بلبل خروش دارد

ہم جنس خود چو طوطی در آئینہ یہ بیند	نتواند آنکہ خود را یکدم خموش دارد
روئے چو شاہ انجم پوشد بزلف شبگوں	ہم شہرِ تو ناں زد با آنکہ توش دارد
دل بر تو گفت فردا ازارش کشم بگوش	باشد برائے کشتن امشب بکوش دارد

(۱۸۴) کم گو حسن ازیں پس اسرار خوبرویاں
ایں درچہ میکشائی دیوار گوش دارد (۹)

سخن وراں کہ حدیث سمن براں خوانند	حدیث تو چو در افتد ورق بگردانند
اگر شمایل موزونت را کنند صفت	ہزار سال یکے از ہزار نتوانند
بتان چین و ہمہ چیز شاں نگہ کردم	تو دیرماں کہ بچیزے بتو نمی مانند
بروزگار تو صورتگران ہفت اقلیم	قلم شکستہ و در صورتِ تو حیرانند
بمکتبے کہ دروں میروی ہمہ طفلاں	بغیر سورۂ یوسف دگر نمی خوانند
اگر ملائکہ گفتند در بشر سخنے	رُخ تو دیدہ ازاں گفتہا پشیمانند
شراب حسن تو در جام وصف کے گنجد	کساں کہ جامے ازاں خوردہ اند میدانند
من از جہاں بہ یکے شادم اے مسلماناں	جماعتے کہ دو گویند نامسلمانند

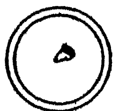
(۲۸۵) حسن گلے ز گلستان سعدی آورد دست
کہ اہل معنی گل چین ایں گلستانند (۶)

الوداع اے دل کہ دلبر میرود	روح بخش و روح پرور میرود
ماہ ساں منزل بمنزل رہ گرفت	خور صفت کشور بکشور میرود

در پیش وهم سبک رو رفته بود[1] — او ز وهم من سبک تر میرود
گرچه زر گویم سخن هم سود نیست — چون سخن امروز در زر میرود
دل شد و صبر ست پا اندر رکاب — رو که سلطان رفت لشکر میرود



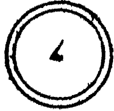
در حسن بنگر که از حسن وفا
دل نه و دنبال دل بر میرود



الغیاث[2] ای دل که دل بر میرسد — ماه اندک سال من در میرسد
بخت میخواندم ز روی دوستیش — بخت بین ناخوانده بر سر میرسد
خود که می گوید که گل رفت او رسید — گر نکو رفت او نکوتر میرسد
هست ساغر کلهٔ بازار عشق — کله رنگین کن که ساغر میرسد



ای حسن بی وقت توبه میکنی
توبه بشکن وقت گل در میرسد



ماه من کز مهر دل را دل نوازی میکند
خال او هندوست اما ترک تازی میکند
غمزهٔ خونریز او بازیچهٔ چشم دلست
ترک وانگه مست و دیگر تیغ بازی میکند
در کمرگاهش چه گه گه می برد گیسوش دست
تا چه دستست آن که آنجا[3] ها درازی میکند

۱ بسته ام ۲ زر بیار ۳ این که هر روزے

میکنم جاں پیشکش در بندگیٔ او تمام
گر بہ نیمے بوسہ ام بندہ نوازی میکند

تُرک من غازیست اما بس مسلماں کش فتاد
آنچہ کافراں نشاید کرد غازی میکند

یک نسیم طرہ اش تازہ ترست از صد بہار
چوں صبا ہر سال بر گل برگ سازی میکند

۱۸۸	گر حسن در پاش می افتد زمانے چوں زمیں آسماں سیرت ہمہ جا سرفرازی میکند	۴

دوش آں ماہ بہنگام سحر خاستہ بود
ماہ من عید بتانست مبارک عیدے
مہ چو در چاردہ شب از رخ او تافتہ شد

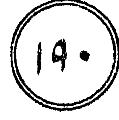
سحر از روئے چو خورشید خود آراستہ بود
عید بیں کز جہت روزہ سحر خواستہ بود
در شب پانزدہ دیدم قدرے کاستہ بود

۱۸۹	جز دم شکر دگر دم نزند بندہ حسن کہ چنیں شب از نیساں سحرے خواستہ بود	۵

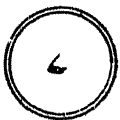
امروز صبح ماچہ مبارک دمیدہ بود
آں سرو بود یا گل یا باغ نو بہار
خالش بزیر چشم چو ہندو رہ ہمہ
لبہائے او نشانہ خو ہائے تازہ داشت

کاں شوخ را بدل شدگاں دل کشیدہ بود
یا قطرۂ ز ابر بہاری چکیدہ بود
مپندر کہ در حمایت تُرکاں خزیدہ بود
زلفیں را چہ گوئی سرہا بریدہ بود

ناگہ طلوع کرد چو صبح از حجاب شب — بختم خود این سعادت در خواب دیدہ بود
من خواستہ زخواب و ہم بر سر آمدہ — تو گشت این مثل کہ مہ اینجا رسیدہ بود



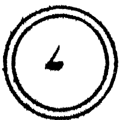
القصہ در شمائل خوبش حسن بدید
ہر قصہ کز لطافت خوباں شنیدہ بود



مستے کہ می بیاد لب یار درکشد — رخت وجود از تنِ آلودہ برکشد
فسقے کہ توبہ باشد پایان کار او — بہتر ز طاعتے کہ بہ پندار درکشد
من خاک آں کسم کہ نہد سر بخط جام — بر جرم ساقیاں قلم عفو درکشد
جور جہاں بکش قدح عشق کش ازانک — عشقت ازیں جہاں بجہانے دگر کشد
سیکن بہ تیغ عشق مرا سینہ شاخ شاخ — آں شاخ گل بود کہ سر اندر سپر کشد
اے شہسوار حسن درآتا کہ چشم من — بہرِ نثار نعل تو لعل و گہر کشد

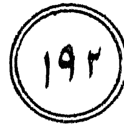


کو نعل رخش تو کہ حسن ہر دمش چو داغ
در آتش دل افگند و بر جگر کشد

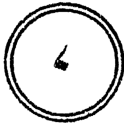


دلم قبلہ ہمیں روئے تو دارد — اگر بگزاریش زو در کہ آرد
روا امیدواری آہ سوزناکم — چرا از آسماں آتش نبارد
رسولت را بجاں گردن نہادم — اگر پیغام با خنجر گذارد
گر از حالم کسے پرسد بگوئی — دلے دادست و جانے می سپارد
مرا اندازۂ عشق بتاں نیست — سگے پیشانئ شیراں چہ خارد

زہے بخت ار توانم ہر دو پیشت | کہ بے تو زندگی لطفے ندارد



مگر طالع شود یک شب چو ماہے
حسن ہر شب ستارہ می شمارد

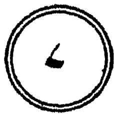


خراماں در رسید آں سرو آزاد
نشاندہ خال بر روئے دلاویز
ندانم یا پری بود ست یا حور
بچیں تا نسخۂ بردند زاں روئے
سر اندر کلبہ ام در کرد یا رب
بہ بستر بودہ ام در خواب نوشیں

ز سرو آویختہ زلفے چو شمشاد
نشانے از حبش دادہ بغداد
بدیں خوبی نباشد آدمی زاد
ز شاگرداں خجل ماندست استاد
کہ دادش از فرامش گشتہا یاد
کہ شور آں لب شیریں در افتاد



حسن دست از لب شیریں بکش ہاں
مزن بر پائے خود تیشہ چو فرہاد



عید یارینہ روز ما خوش بود
شب آں روز را چہ شرح دہم
چرخ نرد مراد ما می باخت
شیشۂ صاف و اندراوئے ناب
زارہا دل بزخمہ خوش کردہ
دوستاں را برائے یک دیگر

بادہ در دست و یار درکش بود
دور ازیں روزہا شبے خوش بود
نقش پرویں دراں میان شش بود
آب گوئی غلاف آتش بود
جز کمانچہ کہ درکشاکش بود
مژہ جاروب و دیدہ مفرش بود

۱۹۴ — ۸

سگِ آں آستانِ حسن بود ست
گرچہ سگ بود آدمی وشش بود

گر سرو من از خانہ یکبار بروں آید — گل در ہمہ بستاں ہا بے خار بروں آید
از غمزۂ او تیرے بنشست مرا در دل — آں تیر کہ پیکانش دشوار بروں آید
ہستم سگِ کوئے او اما چہ سگم آں سگ — کو ہم قدمِ شیراں از غار بروں آید
در خلے لقبے کافتد ذکرِ لبِ شیرینش — از حجرۂ ہر صوفی خمار بروں آید
گر شوق سرِ زلفش از اہلِ صفا جوئی — اندر تہِ ہر خرقہ زنار بروں آید
جانے ست دریں سینہ مشغول بیارِ خود — روزے کہ بخوانندش با یار بروں آید
ہر راہ روے گو شد در راہ انا الحق گم — سر رشتۂ تدبیرش از دار بروں آید

۱۹۵ — ۷

کو دوست کہ بر وارد از پیش حسن ہستی
باشد کہ ازیں زنداں یکبار بروں آید

روئے چوں صبحِ تو بر نور قمر می خندد — لبِ شیریں تو بر تنگ شکر می خندد
یار گاہے کہ تبسم کند آں دانی چیست — درج یاقوت کہ بر لعل و گہر می خندد
لبِ لعلِ تو بداں لطف و طراوت گوئی — برگ لالہ است کہ بر غنچۂ تر می خندد
روئے خنداں تو دیدست مگر گل در خواب — کہ چناں تازہ و خوش وقت سحر می خندد
جائے خند است کہ در پیش تو مینخندد تا — تو شکر خندی و او خوں جگر می خندد
سر افلاک بنظارہ دندانت بگشت — کیں چہ پیوست کہ بر شمس قمر می خندد

۱۹۶ | ۹

دی زمانے کہ تو در روئے حسن خندیدی
خلق گفتند کہ از شادی زر می خندد

منم از یار جدا ماندہ و دل دادہ بباد
وقت آنست کہ آہے کنم و فریادے
گفتی آن یار ہمہ عمر گہے یاد تو کرد
دل شیریں نخورد نیم جوئے غصہ اگر
نامرادی جہاں بر دلِ خود خوش کردم
چشم او عین بلا گشت و مرا ناوک درد
حق بدستم بود اردم نزنم در غم او
داد چوں خواہم ازاں شاہ کہ دوراں عشق

ایں چہ روزست کہ دشمن چنین روز مباد
وہ کہ نہ طاقت آہست و نہ زور فریاد
من نہ پندارم و واللہ کہ نمی آید یاد
جان شیریں دہد اندر غم شیریں فرہاد
اگر او را ز من دل شدہ انیست مراد
ہم ازاں چشم رسیدست کہ چشمش مرساد
غم او ہمدم جانست بروں نتواں داد
پست کردست چو دیوار دلم را در داد

۱۹۷ | ۵

حسن ار خون دل از دیدہ فتادت سہلست
دل بتقدیر خدا نہ چہ تواں کرد فتاد

یاد تو جمعیت جان پریشاں بس بود
چشم ہر ناظر بمنظورے منور کردہ اند
سنبلہ بر مہ چہ میسائی و سنبل بر سمن
گفتیم چوں زلف من ہر سوے میلے افتدت

درد تو دارو ے جمعے سینہ ریشاں بس بود
تو تیائے گرگ گرد راہ ہیشاں بس بود
زیور خوباں ہمیں خوبی ایشاں بس بود
گر عتابے میکنی ایں یک پریشاں بس بود

تا حسن معشوق خویشت خواند از خویشاں برید

۱۹۸	عشق خویشاوند شد پیوند خویشاں بس بود	۵

دوش جاناں تا سحر با جان من دمساز بود
هر قدر ما را نیاز اندر سر او ناز بود

کردم آہنگ درش تا خاک راہ او شوم
آں سپہ بر اہل و آں آہنگ ہم بر ساز بود

شاہ را دیدم دعا کردم اجابت یافتم
پاسباناں خفتہ و درہائے رحمت باز بود

لعل میگونش مرا زد طعنہا چوں سنگ سخت
اے عفا اللہ می نخوردہ این چنیں سنگ انداز بود

۱۹۹	درخم معنی حسن را شیرۂ نو ریخت عشق شیرہ از خمخانہ مستے کہ در شیراز بود	۷

دوش دستم بسر گیسوئے آں ماہ رسید
ہر چہ دل خواستہ بود دست بدلخواہ رسید

سالہا دل شب گیسوئے ترا جست و نیافت
ایں شب تیرہ ام آخر بسحر گاہ رسید

چشم تاریک من از طلعت او شد روشن
دیدہ از پرتو آں روئے بیک ماہ رسید

مور مسکیں ہوسے داشت کہ در کعبہ رسد
دست در پائے کبوتر زد و ناگاہ رسید

یک سحر آہ زدم از سر نومیدی خود
ایں ہمہ دولت امیدم ازاں آہ رسید

خواستم کو برسد منت غیرے نبود
آنچہ می خواستم المنۃ للہ رسید

۲۰۰	حسن امروز سر اندر قدم یار آورد اے خوش آں بیدق مقبل کہ بدیں شاہ رسید	۷

با قصہ نوشتیم بسلطاں کہ رساند
جاں ساختہ کردیم بجاناں کہ رساند

مرغان غریبیم اسیر قفس ہجر
ما را ز قفس باز بہ بستان کہ رساند

حال من مسکیں بدل آرام کہ گوید
درد دل موراں بہ سلیماں کہ رساند

بوئے سر آں زلف دریں کلبہ کہ آرد
پیراہن یوسف سوئے کنعاں کہ رساند

گیرم چو سکندر رہمہ جائے رسدم دست
پایم بسر چشمۂ حیواں کہ رساند

گفتی کہ مرا حال دل خویش بگوئی
من خود کنم آغاز بپایاں کہ رساند



جاں می طلبد یار و حسن منتظر آنک
ایں مژدۂ جاں بخش بجاناں کہ رساند



مرا ہوائے گل از روئے یار یاد دہد
نسیم صبح ز بوئے نگار یاد دہد

ہنم ز روئے برانداخت پردہ نیست کسے
کہ بلبلاں را از نوبہار یاد دہد

بیک نظارہ ازو قانعم کرا زہرہ
کہ ذکر بوسہ کند یا کنار یاد دہد

براوج منظرش آں فاختہ نکو بنشست
مگر بنالد و زیں دوستدار یاد دہد

سگِ درش شدہ ام سالہا چہ باشد گر
شبے در آید و آں روزگار یاد دہد

کجاست مطرب پارینہ تا حریفاں را
سرود گوید و ایام پار یاد دہد



حسن بگو غزل خوش بود کہ خوش خوانے
بدیں بہانہ ترا پیش یار یاد دہد



ہر دل کہ در حمایت آں دلربا رود
کارش ہمہ موافق کام و ہوا رود

دلہائے عاشقاں ہمہ ہمراہ دلبر ست
خوش لشکرے کہ در پئے بادشا رود

خوش وقت آنکہ صبحدمے یار در برش
خواہم کہ دست بوسم و در پایش اوفتم
اے مردم دو دیدہ یکے گرد ما برآئے
داری تو زخم تیغ رواں ما سرشک خوں
باران رحمتی تو و ما در دعائے تو
قاصد تو بازگرد کہ امکاں ندارد آنک

خنداں چو گل در آید و خوش چوں صبا رود
ترسم کہ جاں میانۂ ایں دست و پا رود
باشد کہ گرد راہ تو در چشم ما رود
روزے میان ما و توایں ماجرا رود
رحمت براں زباں کہ براو ایں دعا رود
پیغام ما بداں حرم کبریا رود

۲۰۳

گفتی حسن چہ بر در من جائے ساختست
اوجز در تو جائے ندارد کجا رود

۷

کرا گویم کہ شبہائے فراق دوست باز آمد
تنم چوں شمع ہر شب تا سحر کہ در گداز آمد
سر زلفش کہ دور افتاد باز از دست امیدم
دگر بارم یکے اندیشۂ دور و دراز آمد
قبول خاطر عاشق بود ہر چہ از نگار آید
پذیرائے دل محمود شد ہر چہ از آیاز آمد
بجز دلدار نپسندم دگر اینست تدبیرم
بحمد للہ کہ تدبیر پسندیدہ دراز آمد
اجازت داد دوشم تا میان او ببر گیرم
طمع بسیار می کردم ولے با ہیچ باز آمد

جمال او تجلی کرد بر صحن چمن گوئی
که سبزه در سجود افتاد سرو اندر نماز آمد

۲۰۴ حسن دریوزه وصل بتاں را از در دلہا
نیازے میکند از نو نہالان نو بناز آمد ۶

کسے که دل بچو تو شوخ خود مراد دہد
چو تو نہال بہر خانۂ که بنشانند
بنه زخاک در خویش بر سرم کلہے
چو جام وصل کشی سوئے من اشارت کن
تو آں سخناں نۂ کز بیکسانت آید یاد

مراد خویش چوں امید من بباد دہد
بجائے میوہ بلاہائے خانہ زاد دہد
که آں کلہ خبر از تاج کیقباد دہد
که جرعۂ بغریبان نامراد دہد
مرا کسے نه که بر خاطر تو یاد دہد

۲۰۵ بہیچ وقت نگردید گلبن تیں حسن
چنانکه چہرۂ امید را کشاد دہد ۷

باز فصل گل رسید آں گلرخ ما کے رسد
سرو ہم بالا کشید آں سرو بالا کے رسد
ہرکس از شاخ امید خویش برہا خورد و من
انتظار میوۂ خود میکشم تا کے رسد
آرزو دارم که حلوائے خورم از لعل او
او شکر را تنگ بربستت حلوا کے رسد

من کنار از موج اشک خود چو دریا کرده ام
یارب آں دُرّ گرانمایہ بدریا کے رسد

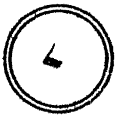
گفتی اے قاصد کہ آں مہ در فلاں منزل رسید
جائے او جان منست ایں گو کہ انیجا کے رسد

آں یکے میگفت فردا خواہد آمد وقت صبح
خواب از چشم برفت امشب کہ فردا کے رسد



۲۰۶

باز میگوید حسن ایں بیت از دوریٔ اُو
باز فصل گل رسید آں گلرخ ما کے رسد



۷

دوشینہ چہ شب بود کہ دلدار در آمد
گوئی کہ مسیح از در بیمار در آمد

تاریک شبے داشتم و تلخ حیاتے
ناگاہ یکے شمع شکر بار در آمد

بس عاشق بیدل بیک پرتو آنرو
جانش بسرا پردۂ انوار در آمد

بس عابد زاہد کہ بیک جنبش آں زلف
از خرقہ بروں رفت و بہ زنار در آمد

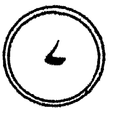
پارآنکہ بُد استاد دلستان طریقت
امسال بشاگردی استاد در آمد

یک خانہ گرفتم بسر کوئے سلامت
غوغائے غمش از در و دیوار در آمد



۲۰۷

یک چند بروں شد حسن از مجلس مستاں
دید آں لب میگوں و دگر بار در آمد



۷

ترک من گر پردہ برگیرد جہاں غارت شود
ور بخند درخت دین و نقد جاں غارت شود

ماہ ہر شب بارخ زیباش باز د نرد لاف
چوں سحر شد مہر ہاش از آسماں غارت شود

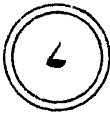
سلہ قطرہ

دل بجست از عہد من عیش ہمہ آوارہ شد
عقل را ضبطے نماند از دل بروں افتاد راز
بر درِ ہر خانہ دی در شہر کردند ایں ندا
یار ترسا شد ولے ترسم کہ مشتے بے نمک

ہر کہ نقدِ قلب زد لابد دکاں غارت شود
شحنہ چوں مغلوب شد دِہ در زماں غارت شود
ہر کہ عاشق گردد او را خان و ماں غارت شود
شورے انگیزند و حلوا درمیاں غارت شود



غوریانہ غارتے کن لشکر مصریش را
بارگی باید حسن تا سیستاں غارت شود

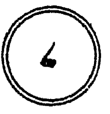


ہر کہ ز اصحاب سخن نبود سخن داں کے شود
ایں کہ ابر از آسماں بارد اگر بارد گلاب
خوف "من احببت" در اسرار منزل خواندہ اند
در رہِ حق عارفاں راہست خلوت خانہ
اہل دل را اند دُر افشانی ز درج معرفت
از سخن دزدی نیارد شد کسے صاحب سخن

آنکہ از گردے گریزد مرد میداں کے شود
آنچہ خارستاں بود ہرگز گلستاں کے شود
تا خدا ندہد ہدیٰ کافر مسلماں کے شود
آنکہ محرومست از آں رہ محرم جاں کے شود
آنکہ دُرجِ دزد باشد او دُر افشاں کے شود
دیو اگر انگشتری دزد سلیماں کے شود



از فضول حاسداں فضل حسن مخفی نماند
آفتاب اندر پرِ خفاش پنہاں کے شود



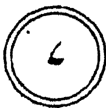
آں سرو قدانے کہ چو گل خندہ زنانند
در وعدۂ وصل ارچہ ہمہ تلخ مزاجند
کشتہ شدگان لبِ خونخوارۂ محبوب

بس سنگدلانند اگر سیم تنانند
در دادن دشنام چہ شیریں سخنانند
تا روزِ قیامت ہمہ رنگیں کفنانند

چندیں چہ زخانہ طلبی دل شدگاں را
کاں توہم خرابی طلب بے وطنا نند
از چاہِ زنخدانِ بتاں دم گذرائے دل
مفریب بداں موئے کہ مشکین رسنا نند
درجعد شکن بر شکن افتادہ چہ پیچی
ہشدار کہ آں طائفہ توبہ شکنا نند


۲۱۰

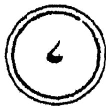
منکر حسن آں ذوق شکر خندۂ خوباں
کز غمزہ خونیں ہمہ شمشیر زنا نند


۷

دلم خوں کرد دلدارم چنیں دلداری دارد
بصد غم میکند خوارم چنیں غمخواری دارد
دریں اندوہ کز عمرم مرا جان دادن آسان است
طریق صبر می ورزم ولے دشواری دارد
رقیباں چارۂ کارم ہمیسازند ہموارہ
ولے بختِ من بیچارہ ناہمواری دارد
سگ کویت اگر خصمی نمود اہلِ خصومت را
بما ہمرہ کنش یارا کہ باما یاری دارد
ندید ایں چشم من یکروز روئے عیش لیکن شب
زشادی خیالت عزم شب بیداری دارد
دلم بر بستر عشقت بیاد وصل و داغ غم
گہے زندہ است و گہ مردہ چنیں بیماری دارد


۲۱۱

حسن را حال درہم شد طبیباں ترک مرہم گو
علاج تو چہ کار آید کہ زخم کاری دارد


۷

دردے کہ در او دوا نگنجد
جز در دل مبتلا نگنجد
وصلت بدعا چگونہ خواہم
چوں نام تو در دعا نگنجد
مستانہ زنیم سر بپایت
در طاعتِ ما ریا نگنجد
عشق آمد و عقل رخت بربست
یک شہر دو بادشا نگنجد

جاں چیست چو ما یگانہ گشتیم ‏ ‏ ‏ بیگانہ میاں ما نگنجد
با تو غمِ اہل بیت نتواں ‏ ‏ ‏ یک قافیہ در دو جا نگنجد

٢١٢ ‏ ‏ ‏ ٦

جائے تو ورائے وہم و فہمست
آنجا حسنؔ علا نگنجد

انوار تو در نظر نگنجد ‏ ‏ ‏ آثار تو در خبر نگنجد
عشق تو چو حور اے پری رُخ ‏ ‏ ‏ در حوصلۂ بشر نگنجد
راہِ تو رہِ مجرّداں است ‏ ‏ ‏ با مُرغ تو بال و پر نگنجد
گفتی ز در دگر سخن گوئے ‏ ‏ ‏ آنجا سخن دگر نگنجد
خاک در تو چہ چشم داریم ‏ ‏ ‏ آں سرمہ درین بصر نگنجد

٢١٣ ‏ ‏ ‏ ٧

من بندہ حسنؔ چگونہ گویم
حرفے کہ بگفت در نگنجد

اوصاف تو در زباں نگنجد ‏ ‏ ‏ اسرار تو در بیاں نگنجد
سودائے لب تو چوں تواں پخت ‏ ‏ ‏ کاں لقمہ دریں دہاں نگنجد
گر نسبت گل کنم برویت ‏ ‏ ‏ گُل در ہمہ بوستاں نگنجد
ور وصف رخت کنم بخورشید ‏ ‏ ‏ خورشید در آسماں نگنجد
جاں پیش کشم چوں تو در آئی ‏ ‏ ‏ در خلوتِ یار جاں نگنجد
عشقِ تو درونِ جانِ درویش ‏ ‏ ‏ ملکیست کہ در جہاں نگنجد

۲۱۴

با من تو یکے شوی حسن گفت
نا اہل دریں میان نگنجد

۶

باز امروز بہ میخانہ گذر خواہم کرد
وجہ عیش و طرب از روے بتاں خواہم ساخت
سبب رقص گواہی من ار نشنوند
ملک معنی ز دل زندہ دلاں خواہم جست
از سر زلف بتاں بند قبا خواہم ساخت

شنعت و شورش دوشینہ ز سر خواہم کرد
خرقۂ ہستی ازیں نقش بدر خواہم کرد
من ازیں ذوق یکے رقص دگر خواہم کرد
علم از عالم ایں طائفہ بر خواہم کرد
وز خم گیسوے شاں بند کمر خواہم کرد

۲۱۵

نیکواں ہر چہ کنند اے حسن اندر حق تو
بد مکن دل کہ ترا نیز خبر خواہم کرد

۱۰

حکایت شب ہجراں یار نتواں کرد
بداں کہ یار ز ما دوری اختیار کند
سپاس دارم اگر در غمش ہلاک شوم
دوائے درد دل از کس نمیتوانم خواست
کنار کرد بیکبار تو اہم از دیدہ
نخست زر زدم از دیدہ پس شدم عاشق
اگر چناں کہ چنیں دل ز خلق خواہی برد
بوصل مید ہدم وعدہ غمزہ ات لیکن

شکایت ستم روزگار نتواں کرد
بجائے او دگرے اختیار نتواں کرد
برائے غم گلۂ زاں نگار نتواں کرد
چرا کہ راز نہاں آشکار نتواں کرد
کہ در میانۂ دریا قرار نتواں کرد
کہ مایہ تا نبود ہیچ کار نتواں کرد
بکرد کوئے تو دیگر گذار نتواں کرد
بقول مردم مست اعتبار نتواں کرد

مگر ترا بکنار آدرم شبے ورنہ	ببوسہ از دہنت اختصار نتواں کرد

۲۱۶	ز آب دیدہ حسن راکنار جیحوں شد سزائے او بہ ازیں در کنار نتواں کرد	۵

زچشمت چشم آں دارم کہ از چشم نیں دازد	بچشمانت کہ چشمانم بچشمان تو می نازد
زکات چشم چشمے کن بسوئے چشم از رحمت	کہ چشم را بجز چشمت دگر چشمے نمی سازد
رواں گردید بے چشمت ز چشم چشمہائے خوں	اگر چشم تو چشم راز چشم خود نیندازد
زچشمت چشم برگیرم چو چشمت گوشہ گیرم	کہ با چشم تو چشم من تو گوئی چشم می بازد

۲۱۷	حسن تا دید چشمت را بچشمت ہر زماں چشمے بچشمک مینزند چشمے اگر چشم تو بنوازد	۷

ماہ من از مشرق جمال برآمد	اخترم از خانہ و بال برآمد
عشق تواں باخت برابروئے معشوق	عید تواں کرد چوں ہلال برآمد
خوئے چو ستارہ ز رخ بروں زدہ گوئی	کوکبۂ ماہ باکمال برآمد
صبحدمے فال نیک جستم از افلاک	طالع شاہ خجستہ فال برآمد
خسرو عادل علائے دنیا و دیں	قرعہ دولت ہزار سال برآمد
بخت چو زد سکہ عمر و مملکتش را	ہر دو طرف نقش لایزال برآمد

۱۱۸	ورد حسن شد مزید فضل و جلالش آں ہمہ از فضل ذوالجلال برآمد	۷

روئے گل از ہوا نمے دارد	پشت شاخ از صبا خمے دارد
مرغ ہر بامداد نالۂ زار	از چہ دارد مگر غمے دارد
باغ بنگر دروں و بیروں خوش	ہیچوں من وقت خرمے دارد
گرچہ امروز فاختہ بربام	صدق و ہیچ دمادمے دارد
ساقیا خیز و مے بدہ کہ حسنؔ	سر ایں گفت و گومے دارد
دلش آسودہ از غم عالم	تا چہ آسودہ عالمے دارد

۲۱۹

کعبۂ دیں علائے دنیا انک
ہر کفے ہیچو زمزمے دارد

۷

باز گل روئے خویشتن بکشاد	بلبل مست را سخن بکشاد
دل مرغاں بسبزہ آرامید	چشم نرگس بیاسمن بکشاد
صبحدم مے وزید بادے خوش	گل گریبان پیرہن بکشاد
بت من چوں بباغ شد گوئی	درے از خلد بر چمن بکشاد
باز خندہ زناں چو رفت بشہر	گریہ از چشم مرد و زن بکشاد
رازِ عشقت نمی کشادم من	چکنم آب چشم من بکشاد

۲۲۰

حقہ در کہ بستہ بود لبش
ہمہ از دیدۂ حسنؔ بکشاد

۶

دل من جز ترا نمی خواہد	بے بقایت بقا نمی خواہد

حاجئی کو طواف کو یتو برد ❊ حج خود را روا نمی خواهد
آنکه بیمار نشتر عشق است ❊ رنج خود را شفا نمی خواهد
ما دعا میکنیم لیکن بخت ❊ حاجت ما روا نمی خواهد
من همی خواهم و تو میخواهی ❊ چکنم چون خدا نمی خواهد

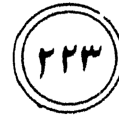
(۲۲۱) حسن از جان دهد ترا بپذیر ❊ می به بخشد بها نمی خواهد (۷)

باز گل از باغ رفت باد صبا میرود ❊ آب دو چشم روانست آب چرا میرود
خیل چمن میرود آمدنش از چه بود ❊ بر من ازین رفتنش وه که چها میرود
رفتن او چون که دید واں قد بالائے او ❊ سرو بتماشا دگفت این چه بلا میرود
اے گل دلها دمے عیش من از روئے خویش ❊ تازه چو گل کن که عمر همچون صبا میرود
ناله شد از حد بروں درد نرفت از درون ❊ تا تو نباشی طبیب درد کجا میرود
دوست رسید و فزود حسرت ما آنچه بود ❊ آمدنش چون گلست آمد و وا میرود

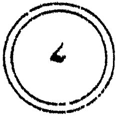
(۲۲۲) هر چه ز تو میرود بر حسن آن شاکر است ❊ حمل وفا میکند گرچه جفا میرود (۷)

درد ما را همه او دوا داند ❊ کوست درمان هر که درماند
دل دیوانگان بگیسوئے اوست ❊ کیست کان سلسله بجنباند
تحفهٔ ما فرو نمی خواند ❊ آنکه در مکتبش فرستاند

لشکر عشق او بلائے خداست | ایں بلا را کہ باز گرداند
گر بدریا در افگند مارا | سوز ما شور او فروشاند
عقل ما مرد عشق او نشدنی | گربہ با شیر پنجہ نتواند



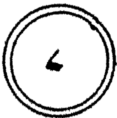
حسن از پیش چشم او بگریز
ترک مستست و تیغ میراند



دلا بے وصل جاناں چوں تواں بود | گر او جانست بے جاں چوں تواں بود
مرا گویند صابر باش بے دوست | چو بے او بود نتواں چوں تواں بود
حدیث عشق ما صحرا گرفتست | بکنج خانہ پنہاں چوں تواں بود
چو گل در جلوہ شد بلبل ہمی گفت | کہ اکنوں بے گلستاں چوں تواں بود
اگر نبود نمکدان لب تو | بخوان خلد مہماں چوں تواں بود
چو آید پاک شاں زلف چو زنار | دراں خانہ مسلماں چوں تواں بود



حسن معشوق آں دارد ز خوباں
بگو آں خود کہ بے آں چوں تواں بود



گر خط شبگونت گرد ماہ برآید | از دل تفتہ ہزار آہ برآید
شحنہ شہر ار کند تفحص خوباں | ہر طرف آواز دادخواہ برآید
دوش چو طالع شدی بشمع بکشتم | شمع چہ حاجت بود چو ماہ برآید
ور برہے بگذری بسایہ قدت | طوبے دیگر میان راہ برآید

مصلحتم را نظر بمرحمت نست	کار رعیت بلطف شاہ برآید
گر بچکد بر زمیں ز برگ گلت خوے	صد سمن از بیخ ہر گیاہ برآید

۲۲۵	سوئے زنخدانت بر کلالہ مشکیں تا دلِ مسکیں حسنؔ ز چاہ برآید	۷

بوئے راحت در ہمہ عالم نماند	آدمیت در بنی آدم نماند
چند پرسے از نکو نامے از انک	نیک نامے در ہمہ عالم نماند
ماندہ ام با یک دل صد جاے ریش	چوں کنم کاندر جہاں مرہم نماند
مردم از غم چوں رہم انصاف رفت	بیژن از چہ کے رہد رستم نماند
یک نفس در کار بود آں ہم گسست	نیم جانے ماندہ بود آں ہم نماند
با کہ خواہم دم زوں از محرماں	محرمیت را چو یک ہمدم نماند

۲۲۶	حال محرم بشنو از بندہ حسنؔ در ہمہ عالم چو یک محرم نماند	۷

چنیں کاں تازہ گلنار آفریدند	نمودے از رُخِ یار آفریدند
چو باغ حسن او گلہا بروں زد	زیک گل ہشت گلزار آفریدند
شبے تارے ز زلف یار سر زد	ہماں شب مشک تاتار آفریدند
مگر وصف لب او خواست گفتن	کہ طوطی را شکر خوار آفریدند
ز بویش چشم تیرہ روشنی یافت	مگر یوسف دگر بار آفریدند

توای زاہد عزیز و پارسا باش	حسن را خوارے خوار آفریدند

۲۲۷ — نزیبد عاشقاں را پارسائی
کہ ایشاں را گنہ گار آفریدند — **۵**

مرا یکروز دیدارت بہ از صد روز عید افتد	مبادا گز تو بر گردم ہمہ عیدم وعید افتد
دعائے گفتن و داد ے شنیدم آرزو دارم	کرم کن پیش ازاں کیں کار در گفت و شنید افتد
تو گر از ناز تیغ خود نیالائی بخون من	میان کشتہا افتم مگر نامم شہید افتد
مبارک روئے تو یا آں جمال بیش ز اندازہ	بداں نوروز می ماند کہ اندر روز عید افتد

۲۲۸ — حسن از تو نظرہا چشم میدارد اگر چہ تو
نظر کمتر کنی بر کس چو افتد بر مزید افتد — **۶**

دل در غم رخت کہ ہمہ درد می شود	درمان درد من چہ تواں کرد می شود
گہ گاہ نرگست نظرے می کند بمن	شک نیست آنکہ مست جوانمرد می شود
از رشک رنگ چہرہ تست آنکہ آفتاب	ہر روز سرخ می شود و زرد می شود
دعوی حسن طلعت تو می کند ہمے	ہم خود ز شرم دعوی خود سرد می شود
اے آفتاب مشرق میداں بگرد گوئے	چندیں مگرد گوئے تو پر گرد می شود
عشقت بسوئے شہر و دہ آوردہ میبرم	شہرے چو من فدائے رہ آورد می شود

۲۲۹ — در عشق روز خواب و خورم آگہے نبود
بندہ حسن ز ہر دو جہاں فرد می شود — **۶**

چشم مستت قصد ہشیاری کند | دم بدم در پردہ خونخواری کند

در مسلمانی روا باشد کہ او | بیگناہے مردم آزاری کند

کافر زلفت سرش ببریدہ باد | روز ما را چوں شب تاری کند

با کمند زلف ترک چشم تو | ہر شبے تا روز عیاری کند

از خطا باشد کہ یا خاک درت | خود فروشی مشک تاتاری کند

از فراقت جاوداں رستم اگر | دلبرا وصل تو آرم یاری کند

۲۳۰

در فراقت خوں ہمی گرید حسن
وائے اگر او گریہ و زاری کند

۵

باز جانم را غمے سخت افتاد | خون دل چوں بادہ یک تخت اوفتاد

چہرۂ امیدم از نطع مراد | ہمچو رخ برگوشۂ تخت اوفتاد

چوں شود حالم دریں سیلاب غم | ہم شتر غلطید و ہم رخت اوفتاد

صبر گم دل غائب و دلدار دور | بخت ما بنگر چہ بدبخت اوفتاد

۲۳۱

اے حسن مردانہ بر سختی عشق
دل بنہ کیں واقعہ سخت اوفتاد

۶

م تو گرچہ میکشد عاشق و نازی کند | عاشق خستہ ہمچناں عرض نیازی کند

عاشقاں توئی ہر کہ سجود بندگی | جز برخ تو می کند سہو نمازی کند

ظر محققاں راہ زن مخالفست | خواجہ کہ از رہ ہوا عزم حجازی کند

مرغ دل شکستگاں یار گرفت و صید کرد
باز خوش آمدش گر صید کہ باز می کند
بر لحد سکتگیں بگزر و حال او ببیں
خاک شد ست ہمچناں یاد آیاز می کند

۲۳۱
دی حسن شکستہ را بندۂ خویش باز خواند
لطف نگر کہ آں شہ بندہ نواز می کند
۶

دیر شد یار من بہ من نرسید
بلکہ بوئے ازاں چمن نرسید
یوسف من ز من جدا افتاد
دیدہ خوں گشت و پیرہن نرسید
ہر کہ تا مد ز خویشتن بیروں
او بمقصود خویشتن نرسید
دوش قربان عشق می گشتم
چکنم ترک تیغ زن نرسید
بہ تمنائے گیسوئے و ذقنش
در چہ افتادم و رسن نرسید

۱۳۲
عالمے مست شد ز جام لبش
جرعۂ حصۂ حسن نرسید
۶

گرت روم بہ فدا عمر دوستاں تو باد
ہزار جان گرامی فدائے جاں تو باد
بہوئے وصل تو کے پروریم جاں در تن
کہ آفریں خدا بر تن و رواں تو باد
از آستان تو دارم مراد ہر دو جہاں
کہ حادثات جہاں دور ز آستاں تو باد
مرا سریست بلاکش و گر قبول افتد
فدائے پائے سگ کوی پاسباں تو باد
ہزاں سرے کہ دراں سر ہوائے عشق نبود
چو راہ خاک فتادہ بر آستاں تو باد

بمرحمت نظرے کن تو بر حسن اے دوست

۲۳۳	کہ درغمِ توچناں شد کہ دشمناں تو باد	۷

فلک یا کس دل یکتا ندارد | زصد دیدہ یکے بینا ندارد
درخت دہر سرتا پاے خار است | تو گل میجوئی او اصلا ندارد
جہاں از مرد میہا مردمان را | نویدے میدہد امّا ندارد
دریں کوارکسے سرکہ فروشد | مرنج ازوے کہ او حلوا ندارد
کسے کز ہفت بام چرخ بگذشت | بباغ ہشت در ماوا ندارد
کسے کا ینجا مربع می نشیند | دراں ایواں ہماں خود جا ندارد

۲۳۴	حسن آخر چرا اندیشی امروز ازاں فردا کہ پس فردا ندارد	۵

زہر کہ رائحۂ روح بخش جود آید | برآستان درش شیر در سجود آید
ازاں تراز عدم در وجود آورد نشد | کہ از تو مردمے وجود در وجود آید
کسے کہ قاف قناعت وطن چو عنقا کرد | کجا دگر بدو عالم سرش فرود آید
گلیم فقر من از اطلس زمانہ بہ است | کجا برم قصبے را کہ بوئے دود آید

۲۳۵	حسن زنیک و بد روزگار شکوہ مکن خوشست ہرچہ کہ از واجب الوجود آید	۱۰

باغ خوبی تو از سر تازہ شد | خطِ تو چوں سبزۂ تر تازہ شد

سایۂ قدِ تو بر بستاں فتاد | رونقِ سرو و صنوبر تازہ شد
روئے تست آں گل چو از خوئے گشتہ تر | یا بہشت از آبِ کوثر تازہ شد
زلفِ جاں ار بر بہ بستی گردِ سر | زندگانیٔ من از سر تازہ شد
گل ز رشکِ روئے او پژمردہ بود | در عرق چوں دید از سر تازہ شد
بوئے گیسویت بعطاراں رسید | روزگارِ مشک و عنبر تازہ شد
در چمن میرفتی دی خندہ زناں | از دہانش غنچۂ تر تازہ شد
خط دیگر تازہ کردی گرد لب | جانِ خلقے بار دیگر تازہ شد
یک سخن از لعلِ او ہر کو شنید | در دلِ او میلِ شکر تازہ شد

۲۳۶
مر حسن را در دل ایں عشق آتش است
ریش چندیں سالہ بنگر تازہ شد
۷

من باز بادہ خوردم رسمِ گذشتہ نو شد | تسبیح بیچ کردم سجادہ ہم گرو شد
زاہد کہ گفت از مے یکقطرہ ہم ننوشم | چوں دوست گشت مے کش سجادہ اش گرو شد
صوفی بخلوت اندر میزد نہفتہ رقصے | چوں شمع گشت پیدا پروانہ گرم رو شد
صندوقِ سینہ دررہ بستم ولیک ناگہ | دردِ کہن بروں زد عشقِ قدیم نو شد
بازار زاہدی را خمار گشت شحنہ | ہر جرعہ بصد جاں تقویٰ بہ نیم جو شد
بردیم گوئے معنی بیروں ز ہفت میداں | ایں رخشِ ہمت ما یارب چہ دور دو شد

۲۳۷
بخشا حسن ازیں پس درجِ سخن بہ ہر جا
شہرے شدہ سخن چیں واں بت سخن شنو شد
۵

سورۂ فاتحہ روئے ترا ہر کہ بدید — "قل ھو اللہ احد" خواند و باخلاص دمید

"انبت اللہ نباتاً حسناً" گفت و گذشت — خضر آنگہ کہ بگردِ شکرت سبزہ بدید

"زادك اللہ جمالاً" تو آں گفت کہ نیست — بجمالِ طرب افزائے تو امکانِ مزید

خستگانِ غمِ عشقِ تو فقیر اند و غنی — تشنگانِ لبِ لعلِ تو شقی اند و سعید



اے خوش آں ساعتِ میمون کہ بگوید حسن
کہ فلاں عاشقِ بیچارہ بمقصود رسید



غمت را جائے جز در جاں نباشد — من از جاں فارغم گر آں نباشد

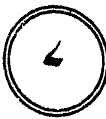
غمت ہر گہ کہ می آید بیا گو — در درویش را درباں نباشد

غریبے دوش می نالید و میگفت — شب عشاق را پایاں نباشد

طبیبے را حدیثِ عشق گفتم — بگفتا ایں درد را درماں نباشد



حسن وصلِ تو میسر بود محالست
گدا ہم کاسۂ سلطاں نباشد



تا سرو مرا سبزہ بگلزار بر آمد — بس نعرہ و فریاد ز گلزار بر آمد

موجے کہ زدایں دیدہ زنا دیدن رویش — در بستہ بدم آب ز دیوار بر آمد

گل کاشتہ بودم کہ مگر خوش گذرد روز — بخت من بدروز ہمہ خار بر آمد

در مسجد و میخانہ چو گفتند حدیثش — فریاد ز سجاد و زنار بر آمد

کس نیست کہ مژدہ بردم سوئے حریفاں — کاں مست انا الحق بسرِ دار بر آمد

آں ماہ کہ در اوج عرب بود طلوعش	ناگہ شبے از زاویۂ غار بر آمد

۲۴۰ ہاں اے حسن اندر رہِ عشق تو فرو شد
چوں نام تو امروز دریں کار بر آمد ۷

خورشید بروئے توچہ ماند	فردوس بکوئے توچہ ماند
خورشید بکام زرد رویست	آں روئے بروئے تو چہ ماند
مہ ہم بخسوف ہست بدرنگ	آں بدبہ نکوئے تو چہ ماند
شب گرچہ کہ ہست سربسر تار	آں تار بموئے تو چہ ماند
روئے تو بہ از ہزار خورشید	خورشید بروئے تو چہ ماند
بوئے گل اگرچہ دوست دارم	آں بوے ببوئے تو چہ ماند

۲۴۱ اے گم شدہ یوسف حسنؑ تو
آں دوست بجوئے توچہ ماند ۷

دوش از دم من باد صبا را کہ خبر کرد	وز نالۂ من مرغ ہوا را کہ خبر کرد
سرگشتگی حال مرا تا نفس صبح	شب محرم سر بود صبا را کہ خبر کرد
من بودم و کنجے و حریفے و سرودے	غم را کہ نشاں داد بلا را کہ خبر کرد
یک صوت حزیں شب ہمہ شب مونس ما بود	ایں نعرہ زناں حیّ علی را کہ خبر کرد
عقل آمد و گفتہ زغم دوست مشو خوش	زیں وقت خوش آں دشمن ما را کہ خبر کرد
گفتم کہ نیندیشم از اندوہ خود امشب	اندیشۂ اندوہ فزا را کہ خبر کرد

در آتش و در آب فگندند حسن را

ؑ در جمیع نسخ بہمیں طور است

۲۴۲	اے سینه واے دیده شمارا که خبر کرد	۵

سر زلفش اگر گشاده شود	کارها سربسر گشاده شود
زلفش از مشک از خونست	خون بخون جگر گشاده شود
روے من دید خنده کرد آرے	همه تنگی بزر گشاده شود
دل تنگم ز خنده اش بگشاد	دل به لعل و گهر گشاده شود

۲۴۳	در دولت گرفته باش حسن تو چه دانی مگر گشاده شود	۵

الانتظار اے دل که دلبر میرسد	ماه اندک سال من در میرسد
بخت من مے خواند روئے دوستیش	بخت بین ناخوانده بر سر میرسد
خود چه میگویم بنام ایزد چو گل	گر نکو رفت او نکوتر میرسد
چیست ساغر کله بازار عیش	کله رنگین کن که ساغر میرسد

۲۴۴	اے حسن بے وقت توبه میکنی توبه بشکن وقت گل در میرسد	۵

درد او دود از دل من میکشد	مرغ جاں را از نشیمن میکشد
گفته چندیں دم از شوقم مکش	چوں کنم جاناں دل من میکشد
بنده کو بیت ما من خود ساخته	رخت ایماں را بما من میکشد

هر که خورشید رخت دید اے صنم | رُو بسجده چوں برہمن میکشد

۲۴۵	چوں حسن را از تو امیدے نماند پائے نومیدی بدامن میکشد	۵

گر ز لفت بندے از ہم بگسلد | بند بند عاشق از ہم بگسلد
زلف دلبند تو یارب مگسلاد | زانکه صد دل زیر ہر خم بگسلد
عقلہا بگسست از عشقت بلے | ہر چه نا محکم ز محکم بگسلد
گر نه پیوندیٔ تو با من ہفتۂ | ہفت پیوند من از ہم بگسلد

۲۴۶	مر حسن را بر در خود جائے ده تا بیکبار از دو عالم بگسلد	۷

یار در انجمن نمی گنجد | نام او در دہن نمی گنجد
تا بخون من آستیں برزد | بنده در پیرہن نمی گنجد
ہر کرا عشق او بمیراند | او خود اندر کفن نمی گنجد
تا رخش را بگل صفت کردم | گل میان چمن نمی گنجد
دہنش را بغنچه کردم وصف | غنچه در خویشتن نمی گنجد
بلکه ہیچست آں دہن زیراک | ہیچ در فہم من نمی گنجد

۲۴۷	حسن او بے حدست اوصافش در ضمیر حسن نمی گنجد	۷

هر که در شهر ره بلا خسپد — به که از چون توئے جدا خسپد

خال تو بر زنخ چه تکیه زند — طفل نزدیک چه چرا خسپد

سرو پیشت قدم نیارد زد — گوئیا کش ز باد پا خسپد

دل ز گیسوئے تو بر انگیزم — چند در سایهٔ بلا خسپد

عافیت را چگونه دارد چشم — آنکه در کام اژدها خسپد

گیرم از بند زلف تو بجهم — چشم بدست تو کجا خسپد

۲۴۸

جز بخوابت حسن نه بیند لیک
کے گذارد غم تو تا خسپد

(۷)

باز فصل بهار می آید — همه اسباب کار می آید

بوستان باز مشک می بندد — که صبا مشکبار می آید

مرغ بانگ جرس کند آرے — کاروان بهار می آید

پائے گل از پیادگی در ماند — سرو بارے سوار می آید

شاخ گلبرگ کرد ریختنی — شادی آنکه یار می آید

یار با دورباش ناز خوشست — که چو شاهان بیار می آید

۲۴۹

حسن از یاد دوست خوش کن عمر
عمر بے او چه کار می آید

(۷)

خوبی تو ترا وفا نباشد — در تیره دلت صفا نباشد

سلطان بتاں عہدی امروز — در عہد بتاں وفا نباشد
چشمت جگرم بدوخت آرے — ترک از ترکی جدا نباشد
طعنے زدہ گلہ چہ آرم — گر تیر زنی خطا نباشد
کامے چو سنے روانہ کردی — ایں از چو توئی روا نباشد
عقلم شد و عشق ماند آرے — بیگانہ چو آشنا نباشد

۲۵۰	تا کس شمری ہمہ کساں را باشد کہ حسن علا نباشد	۷

روے کہ تراست مہ ندارد — نقصاں بتو ہیچ رہ ندارد
ایں کوکبۂ کہ ہم تو داری — خورشید نداشت مہ ندارد
فتنہ کہ از او خرد زند چشم — جز چشم تو خوابگہ ندارد
جاں در ولۂ تو ماند جانا — واللہ کہ جز ایں ولہ ندارد
زلفت کہ ہزار دل نگہداشت — ہرگز یک جاں نگہ ندارد
دل چارہ گر محبت تست — بیچارہ جز ایں گنہ ندارد

۲۵۱	درماند حسن پناہ او شو کو جز درِ تو پنہ ندارد	۷

عالم چو توئے دگر ندارد — سروے ز تو تازہ تر ندارد
خوباں تو کش و بتاں تو می بند — کیں حکم کسے دگر ندارد

دریاے ملاحت رویت   خورشید بران گذر ندارد
چشم تو خراب کرد دو چشم   یا مست بُد و خبر ندارد
عاشق که در فتاد بیرون   بیرون ز درِ تو در ندارد
تا کے گوئی که رخت بردار   بیهوده مگو که بر ندارد

۲۵۳

درمان دل حسن به فرمائے
تا درد تو در جگر ندارد

۶

دل به بند زلف تو در میرود   آتشے در بار عنبر میرود
تا تو چون ماهے ز چشم رفتهٔ   هر شبم از دیده اختر میرود
دل همه زلف تو عنبر بوئے یافت   هم بدان بوئے صنم در میرود
پائے سیمین فرو شد لاجرم   پا به پایه عشق تو بر میرود
حسن پارینه دو چندان کردهٔ   کار تو امسال بهتر میرود

۲۵۳

از نم چشم و تف سینه حسن
هر نفس در آب و آذر میرود

۷

الوداع اے دل که دلبر میرود   روح بخش و روح پرور میرود
ماه سان منزل بمنزل مے کشد   خور صفت کشور بکشور میرود
در پیش و هم سبک رو بسته ام   او ز وهم من سبکتر میرود
گفتیم باب سخن بکشا برو   نے سخن در باب دیگر میرود

گرچو زر گویم سخن ہم سود نیست
دل شد و صبر ست پا اندر رکاب

چوں سخن امروز در زر میرود
رو کہ سلطاں رفت لشکر میرود

۲۵۴

در حسن بینید کز حسن وفا
دل نہ دود دنبال دلبر میرود

۶

فصل نوروز ست و نوبر میرسد
مرغ بے تاب است مال میوہ را
بید من لرزانست ہر ساعت چو بادُ
پاے بندست ایں نے اندر روئے گل
ابر از قوس قزح دارد کماں

غنچۂ نوخیز من در میرسد
زانکہ از ہر شاخ بن بر میرسد
در صف گلزار صفدر میرسد
ابر خود بر آب دیگر میرسد
لاجرم تیرش قوی تر میرسد

۲۵۵

تا کہ مُلک غنچہ شد مِلک بہار
در خزانش بے عدد زر میرسد

۷

وقت آں آمد کہ گل بیروں شود
باد بر خیزد بروئے سبزہ تند
کوہ از لالہ علم برپائے کرد
ابر چوں نوفل گزشت از عہد باغ
شاخ میداند کہ گل خواہد شدن
بادہ دہ زاں پیش کر دوری ابر

گونۂ گلزار دیگرگوں شود
سبزہ از راہِ چمن بیروں شود
ہم کنوں دہلیز گل بیروں شود
باغباں نشگفت گر مجنوں شود
خویشتن کج می نہد تا چوں شود
غنچہ را ناگہ درونہ خوں شود

۲۵۶	گر حسن را برکشی چوں ابرِ باز کار او گرداں تراز گردوں شود	۵

هر کرا از یادِ تو مستی بود
هر کہ با تو راست شد از خود برست
اشکِ من دریا ہمی غلطد بلے
چشمِ تو بر حالِ من تر شد چہ شد

نقل او ترکِ ہمہ ہستی بود
راستت ایں راستی رستی بود
آب را ہمت سوئے پستی بود
گریۂ مستاں ہم از مستی بود

۲۵۷	گر حسن افلاس ہمی ورزد مرنج مایۂ عاشق تہی دستی بود	۷

یار از صبرم جدائی میدہد
زلف بر رخ راست گوئی دیو را
قد چوں نے شکرش را آسماں
شوقش از زر رخ و سیم سرشک
مردمِ چشمِ جہاں بین مرا
خط کشیدہ عاقبت بر حالِ من

کار خوبے را روائی میدہد
با فرشتہ آشنائی میدہد
رونق شیریں قبائی میدہد
مفلساں را پادشائی میدہد
خط سبزش روشنائی میدہد
دعویٰ آرد دل گواہی میدہد

۲۵۸	تا بد و پیوست بیچارہ حسن از دل و دینش جدائی میدہد	۶

پیشتر آئے ماہ من پیشِ کہ ماہ دے رسد
دور مدار مے زمن راحت من زمے رسد
زاں مے لالہ گوں کزو گُل شگفد بہر زماں
فصلِ بہار تازہ کن پیشِ کہ ماہ دے رسد
خوں مرا چو خوے مریز اے گل نورسیدہ ہاں
خون قرابہ خوردمے تا زگل تو خوے رسد
غرۂ رویت اے صنم گرچہ بجشن نشر شد
غرّہ مشو کہ ہم کنوں فرش زماں بطے رسد
خیز و زروئے یک دلی خوش دلئ بہار ساں
خود زسپہر دہ دلے ناخوشئ زپے رسد

۲۵۹	چشم جشن سفید شد در رہِ انتظار تو بو کہ زچوں تو یوسفے بوئے وفا بوے رسد	۸

اے رخت رشکِ مہ زیبائے عید
روئے تو عید و لبت حلوائے اوست
روئے تو شمع شب افروز برات
از لب تو خلق را آشوب شہر
وصل تو عید ست و فردا وعدہ اش

در ہلالِ تست جانا جائے عید
چاشنی شرطست از حلوائے عید
شمع تو صبح جہاں آرائے عید
وز جمالت شہر را غوغائے عید
من چو طفلاں شاد بر فردائے عید

شیر خرما خواہی اندر عید ہست عید بالائے ہمہ شادی بود		اشک من شیر و لبت خرمائے عید شادیٔ دیدار تو بالائے عید

۲۶۰	امشب از طالع حسنؔ را ساز نیست تا طلوع روز شادی زائے عید	۵

دل پیش کش ناکردہ جاں در پیش جاناں کے رسد
مرغ سلامت رو چو من پیش سلیماں کے رسد
او بے من و من بے کسم از بے کسانِ مفلسم
آنجا رسم نے کے رسم مفلس بسلطاں کے رسد
سینہ جگر را تاب زد بر چشم راہِ خواب زد
جاں خانہ چشمِ آب زد کاں یار مہماں کے رسد
خورشید گوئے آمدہ مہ تیر چوگانی شدہ
ابر آب در میداں زدہ تا او بمیداں کے رسد

۲۶۱	ہاں اے حسنؔ رو دل بدہ وزننگ و نام دل برہ بر نامِ خوباں دل بنہ نامہ از ایشاں کے رسد	۷

مرا ز غائب من یک خبر کہ می آرد چو مہ نشانہ شد اندر سفر مسلماناں حدیث یوسف و یعقوب مختصر کردم		دو دیدہ در قدمِ اوست ہر کہ می آرد نشانۂ ازمہ من در سفر کہ می آرد ز غایبے بہ رفیقے خبر کہ می آرد

شب سیاه بپوشید راه بر قاصد
بجز صبا که درو بوے آشنائی نیست
کبوترے ز دل آرام میرسد اینک

پیام صبح بمرغ سحر که می آرد
نسیم یار بیاران دگر که می آرد
ولیک نامه ندانم بیر که می آرد

۲۶۲

حسن که بے خبرست از فراق می گوید
مرا ز غائبِ من یک خبر که می آرد

۷

غمت به قصد من ناتواں چه می آید
کشید خواہم ہر سر کشی که خواہی کرد
گہے که بر دل من میکشد کماں حشمت
مگر که در قدمت خواہد اوفتاد اشکم
ہزار نافۂ مشک است گرد گرد میانت
سبک شدم ہمہ از عشق روئے بر گوئی

ہم از تو شکر تواں گفت انچه می آید
زمیں نترسد کز آسماں چه می آید
بداں که بر دلِ من آں زماں چه می آید
وگرنه از سرو دیده رواں چه می آید
بگو نصیبۂ من زاں میاں چه می آید
که بر تو ہر سخنِ من گراں چه می آید

۲۶۳

قبول کن سخنانِ حسن که مقبول است
نه آنچناں که تو خواہی چناں چه می آید

۷

نسیم از سرِ زلفِ تو تا نمی جنبد
بخندی از دمِ سردم دریں شگفته نیست
ہزار وعدۂ گرداد زلف پیچانت
باشنائیت افتاده ام دریں غرقاب

رگِ حیات در اعضائے ما نمی جنبد
که گل نمی شگفد تا صبا نمی جنبد
ہنوز سلسله اش از وفا نمی جنبد
تو دست ده که مرا دست و پا نمی جنبد

ع‍ه دلے چو سنگ تو داری ولیک حیرانم۔

چکنم چند نصیحت کنی دل ما را | مکن کز آب تو ایں آسیا نمی جنبد
سوار کرد کلہم را نظارہ کن کہ چہ فرس | ہمہ دواند و بند قبا نمی جنبد

۲۶۴

زہے حسن کہ اگر تیغ بر سرش رانند
چو کوہ وقت تحمل زجا نمی جنبد

۷

ہرگز خبرے یابم کاں گم شدہ باز آمد | از اندیش غم رفت آں رفتہ فراز آمد
در معرکہ ہر دم امید کہ گوید کس | آں غازی قلب اشکن بر مرکب ناز آمد
بنواخت مرا روزے چوں نامے چرا نالم | در بندگی آں لب کو بندہ نواز آمد
اے مہ سفر اوّل در موسم گل رفتی | باز آئے کنوں آخر آں قافلہ باز آمد
یک نامہ فرستادم شوق دو رخت در وے | مضمونش ہمہ عجز است عنوانش نیاز آمد
در آرزوئے زلفت خطے دو سہ افزوں شد | تا عیب نفرمائی گر نامہ دراز آمد

۲۶۵

خورشید رخش تا شد از چشم حسن غائب
زاں سوز چو شمع اشکم ہر شب بگداز آمد

۶

حال من یار نکو روئے نکو می داند | دل ازو تا چہ بلا دید ہم او می داند
تو مپندار کہ دلبر ز دلت آگہ نیست | ہر کہ چوگاں بزند حالت گو می داند
اہل دل صورت معشوق بہ رنگے بینند | پیر پیراہن فرزند بہ بو می داند
مصلحت نیست کہ پندم دہی اے خواجہ حکیم | ہر کسے مصلحت خویش نکو می داند
قیمت آب حیات از دہنش آزما پرس | تشنہ بادیہ قدر لب جو می داند

۲۶۶	دردِ دل پیش دل آرام چه گوئی چندیں اے حسن خواہ بگو خواہ مگو می داند	۷

عشاق بے دلت راستی بجاں نباشد
با تو بجاں چه حاجت گر درمیاں نباشد

چه از ارم رسیدی یا از ریاض رضواں
بوئے که از تو آمد در گلستاں نباشد

طوبے ست قامتِ تو کوثر لب تو نے نے
کوثر سخن نگوید طوبے رواں نباشد

گفتم لبے بمن دہ دنداں نمود آرے
حلوائے خوب رویاں بے استخواں نباشد

دادی امانت عشق از جاں قبول کردم
بارے که از تو آید ہرگز گراں نباشد

گفتی ز من جدا شو یا سر بنه بریں در
اے من سر تو گردم ایں باشد آں نباشد

۲۶۷	در عشق تو حسن را اندیشه نیست از جاں پروانه را در آتش پروائے جاں نباشد	۷

اے شدہ باز از برما ہم برما باز گرد
گرچه در خوں یافتندی ہم بدیں پا باز گرد

عزم رہ کردی و دلہائے عزیزاں ہمرہت
میر خوباں ہمچناں با قلب یکجا باز گرد

تا رواں گشتی رواں گشت از دو چشم چشمه ہا
گر به پرسش نائی از بہر تماشا باز گرد

میروی سرکش چو ابر از چشم چوں دریائے من
اے ز قطرہ پاک تر آخر بدریا باز گرد

چند چوں مه از ہمه دیوانگاں پنہاں روی
ہمچو خورشید درخشاں آشکارا باز گرد

رفتی و از طنز گفتی کاے ازانِ دیگراں
من از انہا نیستم واللہ از انہا باز گرد

گرچه نفرستی سلامے مر حسن را ہیچ وقت

۲۶۸ — ہم سلامت در پناہ شاہِ والا باز گرد — ۷

اے سحر آں نفس سحر نمائے تو چہ شد — صبح از راہ غلط کرد صفائے تو چہ شد

شب بریں کوکبہ کامد ہمہ آفاق گرفت — آنچناں خنجر آفاق کشائے تو چہ شد

پردہ عیش مرا دست سحر گہ بنواخت — آخر اے مرغ سحر خیز نوائے تو چہ شد

اگر آواز دہل پست شد از کوفتگی — اے خروس ایں ہمہ آواز چو نائے تو چہ شد

دست چرخ ار بشکستند کہ سیارہ بخفت — آفتابے تو چرا پائے و پائے تو چہ شد

سنم از تیرہ شب خویش علی اللہ زناں — اے مؤذن تو کجا حی علائے تو چہ شد

۲۶۹ — گیرم امشب ہمہ درہائے فلک بربستند / حسن آں جنبش مفتاح دعائے تو چہ شد — ۷

دوش یکو بیت گذرے اوفتاد — بے خطراں را خطرے اوفتاد

باز ہوائے تو ام از جائے برد — ناگہم آنجا گذرے اوفتاد

راہ قیامت سفر کوئے تست — وہ کہ قیامت سفرے اوفتاد

چشم تو ترکانہ در آمد بصید — دل نہ کہ جاں را ضررے اوفتاد

گرچہ کماں سوئے دلم داشتہ است — تیر ازاں سوے ترے اوفتاد

مست بدو خواب کناں لاجرم — زخم دگر بر دگرے اوفتاد

۲۷۰ — چشم مے زد حسن از چشم زخم / ہم زقضا ایں قدرے افتاد — ۶

ـه پ : فتح اول و یائے مجہول دیوار پستی و بلند و سدے کہ پیش چیزے بکشند۔ برہان

چشمم که سوئے عاشق گذربت می نیفتد	بفتادگی یاراں نظریت می نیفتد
منم اندرانتظارت کہ رہے بتو بیابم	چہ فتاد تا ازیں سوگذریت می نیفتد
زغمم که حد ندارد مہ من تراچہ روشن	چو دریں حدود ہرگز سفریت می نیفتد
قد تو چو نخل خرما زتو دست خلق کوتہ	چکنم بریت چندیں چو بریت می نیفتد
زغم تو ہفت عضوم پر از آتشست بنگر	کہ زہفت دوزخ من شرریت می نیفتد

(۲۷۱) حسن است مرغ دامت مکنش بہجر بسمل
کہ نکوتریت ازوے دگریت می نیفتد (۷)

بازاز خط تو حجت خوبی تمام شد	بازآں بلاکہ خاصۂ ما بود عام شد
تخمے کہ برامید تو کشتیم خاک خورد	دیگے کہ در ہوائے تو پختیم خام شد
عقلم کہ زیں بر ابلق ایام می نہاد	آخر بتازیانہ عشق تو رام شد
اے خواجہ در محلت تقوی قرار گیر	در کوئے عاشقی نتواں نیک نام شد
انکو نگفت مذہب عشق ترا حلال	خونش حلال و عمر عزیزش حرام شد
شاہے بتخت غزنی[عـه] وصد شاہ بندہ داشت	عشقش چناں گرفت و غلام غلام شد

(۲۷۲) در عاشقی بمیر حسن تا شوی تمام
نشنیدۂ ہر آنکہ بمیرد تمام شد (۷)

خطے کز روئے یارِ من برآمد	امیدِ روزگارِ من برآمد
زابر دیدہ چنداں ریختم آب	کہ سبزہ از بہارِ من برآمد

عـه محمود غزنوی کہ ہزاراں غلام داشت

نگارم نقش ایوانِ بہشت است ‌ ‌ دگر نقش از نگارِ من برآمد
مرا با خط خویش بود کارے ‌ ‌ بحمد اللہ کہ کارِ من برآمد
اگر خارے بپائے وقت من رفت ‌ ‌ زدست دوست خارِ من برآمد
ہزار امید بودست از درِ او ‌ ‌ بہمت ہر ہزارِ من برآمد

(٢٧٣)
حسن گوید کہ مقصودِ دو عالم
بیک دیدار یارِ من برآمد
(٧)

ہم یار بدست آمد ہم کار فراہم شد ‌ ‌ المنۃ للہ کہ ایں ہم شد و آں ہم شد
سلطان جمالش را از خط و رخ رنگیں ‌ ‌ ہم زنگ بچنگ آمد ہم روم مسلم شد
بکشاد لب شیریں شہرے بنشاط آمد ‌ ‌ بنمود رخ زیبا خلقے خوش و خرم شد
یکچند مہ از رویش میزد بہوس لافے ‌ ‌ چوں چند شبے بگذشت آں لاف وے کم شد
اے شانہ سر موئے مفگن ز سر زلفش ‌ ‌ کز زخم زبان تو بسیار فراہم شد
احسنت زہے طالع زلف و رخ خویش را ‌ ‌ کیں قاتل دلہا گشت واں قبلۂ عالم شد

(٢٧٤)
بہر دل و دیں رفتے مے بود حسن غمگیں
دل داد و بدلبندان زاں ہر ہمہ بےغم شد
(٥)

بخدمت چو تو یارے سلام ما کہ رساند ‌ ‌ سلام مرغ بگلزار جز صبا کہ رساند
زدست گیرئ زلفت پیام وصل بیایم ‌ ‌ ولیکن آں سر رشتہ بدست ما کہ رساند
اگر بمن برساند زمانہ آں رخ خوبت ‌ ‌ موجہت سزا را بنا سزا کہ رساند

؎ اگر خارے بپایم رفت بارے۔

تراز غیب رسیدست پادشاہی خوباں	حدیث بندہ مقبل بہ پادشا کہ رساند

۲۷۵	حدیث مفلسیٔ من کہ نیست حد و قیاسش بجملہ شہر رسیدست شاہ را کہ رساند	۵

ساقی مے گلگوں بدہ بوئے بہارم میرسد
یک دو قدح بر کار کن خاصہ کہ یارم میرسد
اے ابر روئے گل بشو وے گل دلِ بلبل بجو
بلبل تو صوتے نو بگو کاں نو بہارم میرسد
من سوئے قدِ او شوم با قدِ او چوگاں شوم
چوں کوئے سر غلطاں شوم کاں شہسوارم میرسد
زیں پیش غم را دمبدم ہر جانِ من بودے ستم
اکنوں ازاں غمہا چہ غم چوں غمگسارم میرسد

۲۷۶	گفتی حسن چونی تو ہاں گفتا خوشم با آں دہاں کانچہ از در شاہ جہاں امیدوارم میرسد	۹

خوباں شبِ دوشینہ کمیں ساختہ بودند	ما را بکمند ہوس انداختہ بودند
نقد دل ما پاک ببردند اگرچہ	از ابروے خود بازی کژ باختہ بودند
طالع شدہ بر تخت گہ حسن چو شاہاں	چتر سیہ از طرہ برافراختہ بودند
گہ عارض شاں غارت جاں کرد گہے زلف	بر روم و حبش ہر دو بہم تاختہ بودند

عشاق ہم از روز ازل عشق گزیدند — آں کار براں طائفہ پرداختہ بودند

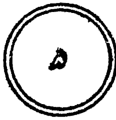
تا آخر شب فاختہ میگفت کہ کُو کُو — یاراں ہمہ شب ہمدم آں فاختہ بودند

بشناخت پدر یوسف خود را بہ نسیمے — اخواں بنظر دیدہ و نشناختہ بودند

اے محتسب ایں چنگ چہ می سوزی و بربط — آخر نہ کہ با سوختہ ہا ساختہ بودند



تا صبح حسن دم نزد از ناز بتاں دوش — از غمزہ ہمہ تیغ بلا آختہ بودند

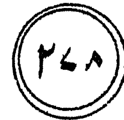


برفتی و کہ می گوید کہ رفتہ باز مے آید — مرا بارے بہ گوش دل ہمیں آوازے آید

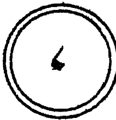
بیا اے چشم من جایت کہ روزم در غمت شب شد — شب آخر ہر کہ می باشد بخانہ باز مے آید

مرا از عشق تو مے خیزد ایں گریہ کہ مے بینی — کہ شاند جوش طوفاں را کہ در آغاز مے آید

سحر گاہاں گل اندر باغ مے خندید ہمی گفتم — ازیں جانب نسیم دلبرِ دمسازے آید



شب اندر خواب وہم بر حکم عادت دیدمش گویا — خراماں چشم خواب آلود مستِ ناز مے آید



گفتم مگر کہ کار بساماں شود نشد — یار از جفائے خویش پشیماں شود نشد

گفتم مگر زمانہ عنایت کند نکرد — بخت ستیزہ کار بفرماں شود نشد

از بہرِ دوست آب زدم خانۂ دو چشم — شبہا بریں خیال کہ مہماں شود نشد

گردے کہ خیزد از رہِ تو نور دیدہ ہاست — ایں دیدہ خاک گشت مگر آں شود نشد

کردم نگہ بہا گہر افشاں امیدم آنکہ — لعلش بخندۂ شکر افشاں شود نشد

ابرے بلند خاست پس از روزگارہا	خلقے در انتظار کہ باراں شود نشد

۲۷۹ — ۷

عمرے حسنؔ ملازم اصحاب درد بود
بسیار خواست تا کہ از ایشاں شود نشد

وعدۂ کرد نگارم بوفا ہم برسد	عشق گر درد رسانید دوا ہم برسد
گر بلائے رسد از فرقت او باکے نیست	از وصالش سبب دفع بلا ہم برسد
طوطیاں از شکرش کام و دہن خوش کردند	بلبلاں را ز گلش برگ و نوا ہم برسد
طرۂ یار چو گل نافۂ مشک ارزاں کرد	باش تا قافلۂ باد صبا ہم برسد
تحفۂ ہر دو جہاں بر در او می آرند	از من خستہ سلامی و دعا ہم برسد
ز آفتاب رخ او جملہ جہاں نور گرفت	نور او را کمئے نیست بما ہم برسد

۲۸۰ — ۵

بوئے زلف خوش او رحمت عامست حسنؔ
ہمہ کس را چو رسیدست ترا ہم برسد

صبا جنبید وقت آمد کہ بلبل از چمن پرسد	بنفشہ یاسمن تشبیہ سمن از یاسمن پرسد
بہارست و ہوائے خوش خوشا وقت کسیاں کاکنوں	یکے جوئے رواں جوید یکے راہ چمن پرسد
در آمد فصل نوروز و من اندر کار خود حیراں	نہ گل از من نوا خواہد نہ مرغ از من چمن پرسد
دریں دوراں بوقلموں عجب نقشے فتادست ایں	نہ من اسرار خود گویم نہ کس زاحوال من پرسد

۲۸۱ — ۷

نہ یارے آنچناں محرم کہ از وے یارئیے آید
نہ دلدارے چناں مشفق کہ از حال حسنؔ پرسد

زہے روئے تر و تازہ گلستاں اینچنیں باید
بخندہ می فشانی گل گل افشاں اینچنیں باید

خیالت میہماں آمد دلم پیش آمد و بردش
اگر دل بر دجاں بخشید مہماں اینچنیں باید

بیک جرعہ زجامِ لب دو عالم زندہ کن وانگہ
خضر را گوئے اینک آب حیواں اینچنیں باید

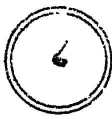
ببردی گوئی حسن از زلف چوں چوگاں بنام ایزد
زبہرِ شہسوارے چوں تو چوگاں اینچنیں باید

خطِ خوب تو فرمانیست بہر ضبط دلہا را
خرد کاں دید بہر نہاد فرماں اینچنیں باید

دل من عالمے خوش داشت عشق تو چو سلطاں تا
ہمہ عالم بدست آورد سلطاں اینچنیں باید


۲۸۲

حسن را روئے خوب تو سخن گو میکند الحق
برائے آنچناں بلبل گلستاں اینچنیں باید


۷

زہے سرو شکر گفتار گفتار اینچنیں باید
دلم بردی بیک رفتار رفتار اینچنیں باید

دل از بردی تو باکے نیست دلبر اینچنیں خواہم
ولے لختے نگہ میدار دلدار اینچنیں باید

مرا آزادی دارد غمِ تو از ہمہ غمہا
غمت دیرینہ غم خوارست غم خوار اینچنیں باید

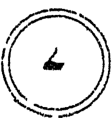
مجرد کردی از عیشم مرا عیش اینچنیں سازد
مبرا کردی از یاراں مرا یار اینچنیں باید

سمن ساقی و سوسن بوئے و لالہ روئے و نسرین بر
تعالی اللہ گرانصافست گلزار اینچنیں باید

ملائک دوش بر رخسار خوبت آیۃ الکرسی
ہمے خواندند و مے گفتند رخسار اینچنیں باید


۲۸۳

اگرچہ بادہ نایابست لیکن جملہ مشتاقاں
زگفتارِ حسن مستند گفتار اینچنیں باید


۷

اگر آرام جانِ ما شبے با ما بیار آمد
دل سودائی ما را ہمہ صفرا بیار آمد

مرا چشمیست چوں دریا و رخت دل موج اندر
برآید رخت من سالم اگر دریا بیار امد

قرار عاشق شوریده با معشوق بس باشد
غرامتہاست بر و امق کہ بے عذرا بیار امد

پری رویا بدست ناز یکرہ زلف در جنباں
مگر زاں سلسلہ لختے دل شیدا بیار امد

نیار امد دل اندر تن اگر تو بگذری از من
محالست ایں کہ مرغ اندر قفس تنہا بیار امد

بتانِ عہد غوغائے در افگندند در عالم
تو سلطاں و رُخ بنمائے تا غوغا بیار امد

۲۸۴

حسن راز اں لب شیریں مشرف کن بدشنامے
مگر ایں صوفیٔ طامع بداں حلوا بیار امد

۷

چہ رویست انکہ وصف او بوہم ما نمے گنجد
کمال حسن او در حد عقل ما نمے گنجد

موافق نیست شیدا را مہ نو لیک از ابروش
بجز عشق مہ نو در دل شیدا نمے گنجد

دلم بسیار میخواہد کہ در زلفینش جا سازد
دریں خوف و رجا موئے شدست اما نمے گنجد

بگفتم جان و دین و دل بخدمت آورم گفتا
چہ آری چوں کس از نامحرماں اینجا نمے گنجد

اسامیٔ سگانِ کوئے او دریک ورق دیدم
دریں دیباچۂ دولت حدیثِ ما نمے گنجد

ہمیشہ خیمۂ آہم بصحرائے فلک بودے

کنوں انبوہ شد لشکر درآں صحرائے گنجد

۲۸۵ — حسن را گفتی از ورلیلئے سرّ خود بدہ درّے
بدستت چوں دہم درّے کہ در دریائے گنجد — ۷

مرا بدیدن رویت ہمہ امید بر آید
بہ یار سروِ بلندت نہال جاں بہ بر آید

سوادِ چیں بگشایم ہمہ جنبش بکف آرم
گرم علاقۂ زلفت نشانہ ظفر آید

فغان خلق زشادی بہ آسماں رسد اے جاں
چو از وصول رکاب مبارکت خبر آید

چہ خوش بود کہ مسافر بود رسیدہ بمنزل
شکاریٔ چو تو ناگہ درون خیمہ در آید

ازاں لب چو نبات خودم نصیب کن یکبار
اگر نبات شداں لب دوبارہ خوبتر آید

کسے کہ روئے تو بیند پس از نظارۂ رویت
خسے بود اگر اورا دو کون در نظر آید

۲۸۶ — بوقت فال حسن را قد تو در نظر آمد
سزد کہ کار دو عالم بر آستینش بر آید — ۷

ہجوم عشق بدیں جان مبتلا چکند
بلاست ایں دل مسکیں دریں بلا چکند

قرارے نکند با من ایں دلم نفسے
دلے کہ عاشق دلدار شد مرا چکند

چناں خجستہ و آسودہ روزگار مرا
نگر کہ عشق چہ کرد و ہنوز تا چکند

وفا ہمے طلبیدم زیار عقلم گفت
زہے مکابرہ در بے وفا وفا چکند

گرانیٔ خرد از نزد عشق کردم دور
ندیم تلخ سخن پیش پادشا چکند

کفایت تو نکرد اندریں میاں کارے
کنوں صبور ہمے باش تا خدا چکند

۲۸۷	حسن دعاے تو گر مستجاب نیست مرنج زبان تو دگر و دل دگر دعا چه کند	۷

شبے که نیم مرادے بچنگ می آید — خیال غمزهٔ[1] خوبان بجنگ می آید

دگر ز هجر و وصلش همے شوم مائل — شکست کام بکام نهنگ می آید

اگرچه خندهٔ پر گوهر است شیرین را — ولے نصیبهٔ فرهاد سنگ می آید

مگر بچشمهٔ حیوان کنیم جامه سپید — که آب دیدهٔ ما سرخ رنگ می آید

قلم بصحبت[2] مادرکش اے بزرگی جو — اگر ز نام گدایانت ننگ می آید

بزرق چند دعاے بلند خواهی کرد — بدار کیں طرف آواز چنگ می آید

۲۸۸	حسن تو مایهٔ معرفت فراخ بکش اگرچه صاحب افکار تنگ می آید	۵

سنبل چو سر زلفت پر تاب نمی آید — سبزه چو خط سبزت سیراب نمی آید

بسیار طلب کردم اندر همه مسجدها — شیرین تر از ابرویت محراب نمی آید

این یک دو سه شب تا تو بر بام نمی آئی — از روزن درویشان مهتاب نمی آید

گفتی که بخواب اندر یک شب شومت مهمان — هرگز تو کجا آئی چون خواب نمی آید

۲۸۹	قصاب طلب کردم تا خون حسن ریزد از تنگ چنین خونی قصاب نمی آید	۷

---

۱ بلاے غمزہ خوباں

۲ قلم بہ نسبت مادرکش اے بزرگ بہین

مہ در صفتِ حسن ز تو بیش نباشد
سرو از قدِ تو یک قدمے پیش نباشد

چشم ہمہ پیوستہ بر ابروئے تو بینم
ناز مہ تو یک شبکے بیش نباشد

اے گنجِ نہاں خانۂ ہر کنج نشینے
آں کس کہ ترا دارد درویش نباشد

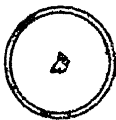
از زخمِ تو ریش است سراسر دلِ درویش
درویش نگیرند کہ دل ریش نباشد

ہر تیر ز کیش تو مرا راحتِ جانست
قرباں شود آنکس کہ بدیں کیش نباشد

گفتی کہ چرا می بُری از خویش و ز پیوند
آنرا کہ سر تست سر خویش نباشد



طعنہ چہ زنی حال پریشان حسن را
در عشق کسے عافیت اندیش نباشد



باز نوائے بلبلاں عشق تو یاد می دہد
ہر کہ بعشق نیست خوش عمر بباد می دہد

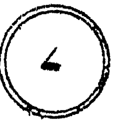
دی بدعائے من ترا پردہ ز رخ کشادہ شد
من کیم و دعائے من بخت کشاد می دہد

ہر چہ بغمزہ میکشی زندہ کنی ہمے بلب
چشم تو جور میکند لعل تو داد می دہد

باغ ہمے روم کہ تا یک نفسے بروئے گل
نالہ فرامشم شود فاختہ یاد می دہد



با ہمہ نامرادیت صبر خوش است اے حسن
زانکہ نہال صابری میوہ مراد می دہد



چوں رخ خوب تو آفتاب نباشد
چوں لب نوشین تو شراب نباشد

چوں بگلستاں روی تو روئے کشادہ
غنچہ کہ باشد کہ در نقاب نباشد

دیدۂ آنرا کہ دید شام دو زلفت
تا سحر رستخیز خواب نباشد

بیش تو ازپس نوائے عشرت و شادی	نالۂ مظلوم را جواب نباشد
لازم کوئے توایم روے چہ پوشی	ساکن فردوس را عذاب نباشد
یاد بتاں چوں کنیم مہر تو برلب	روزۂ آلودہ را ثواب نباشد

(۲۹۲) چوں حسنے رابشکل شعبدہ کشتن
گرچہ توانی و لے صواب نباشد (۵)

باز نسیم سوسنم بوئے تو یاد می دہد	جلوۂ سوری و سمن روئے تو یاد می دہد
طعن ضلالت قدیم ار نکنند بندہ را	پیرہن لطیف گل بوئے تو یاد می دہد
بر سر منبر ار کسے ذکر بہشت میکند	گم شدگانِ عشق را کوئے تو یاد می دہد
با شب تیرہ بس خوشم گرچہ دراز میکشد	زانکہ بہر صفت مرا موئے تو یاد می دہد

(۲۹۳) باز زسرہی کنی قصد حسن گرچہ تو
از سرآں گذشتۂ خوئے تو یاد می دہد (۷)

سرو من اگر طرہ ز شمشاد نہ بندد	گیتی کمر فتنہ و بیداد نہ بندد
فریاد کنم روزے ازاں لعل گہربار	گر دست اجل حقۂ فریاد نہ بندد
دی گفت سیاں بیش بخون تو نہ بندم	امروز چناں بست کہ جلاد نہ بندد
سوداش نظر بر دل انبوہ ندارد	چوں چغد کہ دل در دہ آباد نہ بندد
خوں از رگ ہر دیدہ چو دجلہ بکشاید	گر پردہ براں روئے چو بغداد نہ بندد
دانم کہ نہ بندد در لطفے کہ کشادست	خود در شکست ایں کہ چو بکشاد نہ بندد

۲۹۴	چشمش بحسن گفت کہ خواب تو کہ بشکست خوابش بجز آں جادوے استاد نہ بندد	۷

باز آں گل تر از چمن کیست کہ داند
ویں شمع دل از انجمن کیست کہ داند
خاتون سراپردۂ غنچہ است گل آرے
او گلرخ و غنچہ دہن کیست کہ داند
طوبیٰ ہمہ دانند کہ از باغ بہشت ست
آں سرو ظریف از چمن کیست کہ داند
خال سیہش عہد بسے طائفہ بشکست
آں غالیۂ تو بہ شکن کیست کہ داند
باد آمد و جاں تازہ شد و دیدہ بصر یافت
ایں بوئے خوش از پیرہن کیست کہ داند
طرز سخن بندہ نکو داند و از ناز
پرسد ز رقیب ایں سخن کیست کہ داند

۲۹۵	گفتم کہ نخواہی غزلے از حسن خود خندید و بگفت ایں حسن کیست کہ داند	۷

دل ببردی دگر چہ خواہد شد
را ضیم من بہر چہ خواہد شد
مردم چشم عالمی یک دم
جانب من نگر چہ خواہد شد
یک نظر سوئے ما گنہگار و ببیں
تا ازاں یک نظر چہ خواہد شد
خلقے از بادہ خواست شد تا بے
تا لبت ہست بر چہ خواہد شد
جگرم خوں شد از کرشمۂ تو
وہ کہ خون جگر چہ خواہد شد
دل بشد جاں گر بخیت دیں گم شد
شدنی شد دگر چہ خواہد شد

صبر سر گشتہ یار بر گشتہ

۲۹۶ | اے حسن زیں بتر چہ خواہد شد | ۷

دل را نسیم زلف تو بیہوشی آورد
جاں را شمائل تو بمدہوشی آورد

یاد تو اے نگار چو معجون حکمت است
کز ہرچہ خواندہ ایم فراموشی آورد

واللہ کہ من بتو بہ خوشم لیک چوں کنم
میگوں لبت مرا بقدح نوشی آورد

مہ را کمال حسن چہ باید کہ ناگہاں
افسانہ رخت بہ سیہ پوشی آورد

شوق تو شحنہ ایست کہ سلطان عقل را
موئے جبیں گرفتہ بچاؤشی آورد

گفتی چرا سخن نکنی چوں بمن رسی
حیرانی جمال تو خاموشی آورد

۲۹۷ | بیہوش شد دل حسن از بادۂ لبت | ۷
بادہ ہماں خوش است کہ بیہوشی آورد

بے ہوائے تو روح دم نزند
دل بروں درت قدم نزند

ہر دبیرے کہ خط خوب تو دید
تا ابد دست در قلم نزند

جز نگار ندۂ وصول کم
ہیچ نقاش ایں رقم نزند

سپر صبر من بست مرا
چشمت از ناوک ستم نزند

بر سر بام گر برآئی تو
ہیچ حاجی در حرم نزند

بوجود تو ہر کہ زندہ بود
خیمہ در منزل عدم نزند

۲۹۸ | حسن افسون خویش می دمد است | ۷
گر رضائے تو نیست دم نزند

مہر و مہ از تو فال مے گیرند
نسخہ زاں خط و خال مے گیرند

صفت حسن را سخن سازاں
ہر یک از تو مثال مے گیرند

در رہِ فتنہ و طریق فریب
جیم زلف تو دال مے گیرند

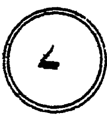
مفتیانِ شریعت عشقت
توبہ گردن ضلال مے گیرند

عصمت از حال عاشقاں مطلب
عشق و عصمت محال مے گیرند

شاخ و برگ محبت و محنت
ہر دو از یک نہال مے گیرند



حسن از آبروئے رفت چہ شد
خونِ صوفی حلال مے گیرند



گہے کاں روئے گلگوں را بنفشہ ہمنشیں باشد
خطر در ملک جاں افتد خلل در کارِ دیں باشد

سرِ من بر زمیں باشد ہمیشہ پیش مہرویاں
مگر آں روز معذورم کہ در زیرِ زمیں باشد

اگر در بند دلبندے بماند آرزو مندے
بگو جرم از کس گیریم یا از انگبیں باشد

بباغ خود طلب اے باغباں امروز سرو ما
اگر خواہی کہ در باغ تو سرو راستیں باشد

پری رویا شبے با بندہ بنشینی چہ میگویم
پری با دیو با سلطاں گدا کے ہمنشیں باشد

اگر پیراہنِ جاں را فتد صد چاک در دامن
ہنوز از شکر انعامِ علم بر آستیں باشد

۹	حسن از جاں چہ اندیشی اگر دلخواہ جاں خواہد بخوبی جاں برافشاں عشقِ خوباں اینچنیں باشد	۳۰۰

چو مہرویاں بمعنی آفتاب اند — چرا بر ذرہ مسکیں نتابند
نسیمِ عشقِ شاں آفاق بگرفت — اگرچہ خود چو غنچہ در نقاب اند
ہمہ تن روح صرف اند از لطافت — اگر از کارگاہ خاک و آب اند
بیابند از پس عمر ار بیابند — ہمہ چوں عمر در رفتن شتاب اند
بیا خوش لے بہشتِ ایں جہانی — کہ بے تو عاشقاں اندر عذاب اند
برآمد از افق گلدستۂ صبح — ہنوز آں نرگساں در عین خواب اند
یکے زاں لعلِ نوشیں مہر بخشائے — کہ اہلِ شہرِ مستانِ خراب اند
ندانم حالِ رنداں چیست زاں مے — کہ بارے صوفیاں مست و خراب اند

۷	تو خوش گفتی حسن بر تو چہ واجب اگر بے راحتاں[1] راحت نیابند	۳۰۱

شخصِ تو از لطافتِ غیبی سرشتہ اند — سروے چو تو بعرصۂ عالم نکشتہ اند
عنابہائے تو گہ دشنام گاہ بوس — شیریں و ہم ترش ہمہ در ہم بکشتہ اند
خطِ تو بر لبِ تو فسونیست پر شکر — تا ذکر شہد "فیہ شفاء" نوشتہ اند

سلہ مے لقتادہ لذت شناسند

زلفیں گرد عارض خوبت بر آمده	گوئی کہ ہر دو دیو رقیب فرشتہ اند
خورشید آں صباح حقیقت تو بودہٗ	چل صبح کاندرو گل آدم سرشتہ اند
تا قصۂ من و تو در آفاق نشر شد	یاراں حدیث لیلی و مجنوں بہشتہ اند

۳۰۲	دُر سخن بصرفہ ترے صرفؔ کن حسنؔ کیں رشتہ از قوافی باریک رشتہ اند	۵

شب گذشتہ دل من سوے نماز کشید	چو عشق دست بر آورد پائے ناز کشید
صبا ز زلف بتاں یاد داد اے ساقی	بیا کہ توبۂ دوشین ما و راز کشید
نزد مبارز غم جز کہ بر دل محمود	ہراں خدنگ کہ از ترکش ایاز کشید
بہ نیم بوسہ کرم کردہٗ بمن لیکن	سخن بوعدہ شد و وعدہ ہم دراز کشید

۳۰۳	سزد کہ قبلہ ز رویت کند حسنؔ کامروز زقامت تو دلش جانب نماز کشید	۷

دلم تسلیم دلبر شد بہر حکمے کہ او خواہد	نیندیشد ز نام بد بہاں روئے نکو خواہد
سر آں ترک چوگاں باز خود گردم کہ پیوستہ	قدم را چوں سر چوگان زلف خود دو تو خواہد
چو در منظر شود پیدا مہ از وے روشنی گیرد	چو در بستاں زند خیمہ گل از وے رنگ و بو خواہد
اگر آں روے گلگوں و لب میگوں شود حاصل	چہ بے حاصل کسے کو ہشت باغ و چار جو خواہد
کنم ایں جان افسردہ فدائے غمزۂ شوخش	و لے ہر لحظہ چشم جاں ستانش جان نو خواہد
مرا تا جاں بود در تن بقائے جان او خواہم	کہ او خواہد ہلاک من من آخر خواہم کہ او خواہد

لہ خرچ

۳۰۴	مرا گفتی غزلہائے حسن پیشش بگو وقتے برم گو از ہمہ عالم گرا وایں گفتگو خواہد	۷

اگر از روے گلرنگت صبا پردہ براندازد
بہ پیش روے خندانت نشاید شمع برکردن
اسیرم بند زلفت راہر تارے کہ آویزی
کساں درطعن و طنزاو مارا با تو پیوندے
شنیدم ہرچہ سوزد آں بسازد بوالعجب کارے
نگارا رحم کن آخر کہ سلطاں بندۂ خود را

صبوری رخت بربند و خرد خانہ بپردازد
تو در خندہ شکر ریزی و او از شرم بگدازد
شکارم ترک مستت راہر تیرے کہ اندازد
عجب درگفت و گوئی خویش و مجنوں عشق می بازد
دلم چندیں ہمے سوزد چرا با ماتمے سازد
اگر عمرے بیازارد ہمش یک روز بنوازد

۳۰۵	حسن ہر چند مفلس شد زیادت گنجہا دارد درا دبارش چہ می بینی باقبال تو می نازد	۷

خطے کز مشک بر مرجاں نوشتند
مرا خود ورد جاں شد چند حرفے
کراما الکاتبیں ایں حرف دیدند
چہ خوش عیدیست ابروش از شب قدر
ازاں خط کشتہ گشتم اے دریغا
مگر آں ترک من وجہے نمودانک

محبت نامۂ برجاں نوشتند
کہ برگرد لب جاناں نوشتند
حساب خود بہشتند آں نوشتند
ہلالے بر سر تاباں نوشتند
مگر بر خون من فرماں نوشتند
براتِ کفر بر ایماں نوشتند

بتاں را در ازل بود ست عرضی

۳۰۶	حسن را بندهٔ ایشاں نوشتند	۷

جگر پر درد و دل پر خوں تواں بود
ولے جان تو بے جاں چوں تواں بود

بما گر بگذری صبح صبا وار
چو لالہ بادلے پُر خوں تواں بود

اگر چوں جرعہ خوں خود تواں ریخت
حریف آں لب میگوں تواں بود

بمار زلفت ار دستے تواں یافت
بدیں اقبال افریدوں تواں بود

مرا گفتی چرا دیوانہ گشتی
چو تو لیلیٰ شدی مجنوں تواں بود

بطاعتہا نی بودم ملازم
چو رویت قبلہ شد اکنوں تواں بود

۳۰۷	حسن با نیستی نیکو تواں ساخت گر از ہستئ خود بیروں تواں بود	۷

آناں کہ ز تو در گلہ باشند بدانند
قدر تو ندانند مبادا کہ بدانند

گر جان و خرد در قدمت خاک نسازند
اے خاک براں قوم کہ بس بیخردانند

عشاق تو با انکہ بخنجر دو کنی شاں
ہم با تو یکے اند چنیں متحدانند

بیداد تو در دفتر عشاق نوشتند
انصاف دہ اے جاں کہ چہ خوش معتقدانند

قبلہ نگرفتند مگر روئے تو آرے
ہر طائفہ در مذہب خود مجتہدانند

گر با تو بر آیند مہ و مہر چہ باکست
تو صاحب حسنی ہمہ صاحب حسدانند

۳۰۸	گر بندہ حسن عشق بورز د عجبے نیست بلبل نفساں شیفتۂ سرو قدانند	۹

خوئے کہ از روے جہاں افروز جاناں میچکد
کوکبِ سیّارہ از خورشید رخشاں میچکد

جان شہرے تازہ شد از جرعہ جام لبش
جرعہ نتواں گفت آں چیزے کہ از جاں میچکد

سبزۂ تر بیں بگرد چشمۂ نوشین او
گوئیا خضرست کز وے آبِ حیواں میچکد

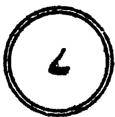
دی بیک شست جفا خوں از رگ جانم کشاد
سوئے تیر شں بیں ہنوزاں خوں ز پیکاں میچکد

خوں چکانست آں لب خونخوار جاناں چوں کنم
انچہ ایشاں را ز لب مارا ز مژگاں میچکد

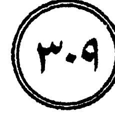
ساقیا از لعل تریک قطرہ در جانم چکاں
خاصہ کیں دم کز زمرّد دُرّ و مرجاں میچکد

روئے میپوشند مرغاں زیر ہر برگے ز ابر
منھزم گفتے مگر چیزے پریشاں میچکد

ماہ من مست آمدست ایں طرفہ کز مستئ خود
منکرست و مستیش از چشم فتاں میچکد



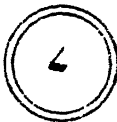
دید چوں اشک حسنؔ برخاست گفتم برمخیز
گفت خواہم رفت رہ دورست باراں میچکد



یاری دهدم آن بت عیار که داند | یا دل دهدم ترک جگرخوار که داند
سرمایهٔ دین و خرد از غارت خوبان | هر بار نگه داشتم این بار که داند
اسرار خطش در شب زلفش نتوان خواند | اسرار معما بشب تار که داند
پارینه خراج مژه ام خون جگر بود | امسال چه فاضل شود از یار که داند
حال تن بیمار طبیبان زمانه | دانند درون دل بیمار که داند
افتاد بدان غمزهٔ خونین[ع] سر و کارم | تا باز کجا میکشد این کار که داند



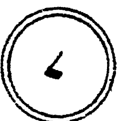
با آنکه دلش نرم نگشتست همه عمر
این نظم حسن در نظرش دار که داند



ترک دل آشوب من تند و روان میرود | چون دلم از جا برفت آه که جان میرود
ما چو درخت خزان خشک فرو مانده ایم | او چو گل نو بهار خنده زنان میرود
سرو سهی گفته اند او به ازان خاستست | کبک دری دیده ام او به ازان میرود
آب حیات منست وه که نمی ایستد | عمر عزیز منست وه چه روان میرود
تا که دو چشمش نشد بر من مسکین چنان | هر نفس از چشم من چشمه روان میرود
هر سحری بر لبم وقت نیازی که هست | پیشتر از وردها نام فلان میرود



مر حسن خسته را ضبط میسر نشد
هرچه درون دست آن بزبان میرود



ای چون تو نداشته جهان یاد | روزی نه کنی ز دوستان یاد

[ع] چو به غمزه ترکان

گر در دل خود نکردی ام ذکر | بارے بسخن از سر زباں یاد
کشتی بحر شہہائے ابروم | اے ترک کہ دادت از کماں یاد
بر روئے زمیں چو روئے خوبت | یک ماہ ندارد آسماں یاد
آنرا کہ ز حسن تو خبر شد | نہ از خود خبرست نہ از جہاں یاد
مرغے کہ تو در قفس بداری | ہرگز نکند ز بوستاں یاد

۳۱۲ بربست حسن میاں بخدمت
باشد کہ کنی دریں میاں یاد ۱۱

بیک کرشمہ بر آوردی از جگرہا دود | نگر کہ حال من خستہ چہ خواہد بود
دل ارچہ سوختہ شد با محبت تو خوشست | چو مجمرے کہ معطر بود بصحبت عود
خرابئ دل خود با تو کے توانم گفت | مرا فسانہ دراز و تو مست خواب آلود
مرا ز عشق نہ آسودگی بود نہ قرار | غمت قرار بدیں داد و دل بدیں آسود
بہ پیش قاضی دل ماجرائے خود گفتم | مراد عشق بتانرا ملازمت فرمود
ربودہ کہ ترا دید شد شہنشہ عشق | رسید و گوئے سلامت ز حال ما بربود
درانکہ قبلۂ محمود شد بتے چو ایاز | کجا شد ایں صفت بت شکستن محمود
تو تا دوال کمر بند خویش بستی سخت | نداشت ہیچ مرا ز ہدست قاعدہ سود
شبے ز گوشۂ بامے چو ماہ طالع شو | مگر ستارۂ ما مدبراں کنی مسعود
بوقت مردنم از حال پرسیم گویم | کہ خوش ہمے روم از بخت خویش ناخشنود

ہزار ہمچو حسن گر نہند سر بعدم

(۳۱۳) چہ غم بود چو بودیک وجود تو موجودؔ (۱۱)

مناز اے بتِ چیں کہ چیں ہم نماند — قرار جہاں ایں چنیں ہم نماند
بزہر غم ار عاشقے کشتہ گردد — شکر خندہ نازنیں ہم نماند
تہی دست ویرانہ خسپ ار بمیرد — جہاندار اورنگ نشیں ہم نماند
نہ جم ماند اینجا نہ نقش نگینش — چہ نقش نگیں بل نگیں ہم نماند
نماند بچیں ہیچ بتخانہ آخر — چہ بتخانہ چیں کہ چیں ہم نماند
خود از ہر بنا عاقبت چوں بہ بینی — زماں گردد آخر زمیں ہم نماند
بچرخ بریں میکنی تکیہ دایم — ندانی کہ چرخ بریں ہم نماند
چہ مونس ہمی گیری از ہر قرینے — کہ مونس نپاید قریں ہم نماند
اگر بگذرد مرد کج گوئی کم داں — سخن دان باریک بیں ہم نماند
سخن را اگرچند سحر آفرینند — سرانجام سحر آفریں ہم نماند

(۳۱۴) ہمیں نالۂ ماند بیکس حسنؔ را
بترسم ازاں روز کیں ہم نماند (۷)

اشعار بسے گویند اسرار خدا بخشد — تاریک نشیناں را انوار خدا بخشد
لغزیدہ بسے بینی در راہ سخن آرے — بس بو العجبست ایں رہ ہنجار خدا بخشد
اے زاغ چہ می پوئی پے درپے ہر کبکے — تو خود ہوسے کردی رفتار خدا بخشد
فعل تو دگر باشد فضلِ ازلی دیگر — تو طالبِ جنت شو دیدار خدا بخشد

ـلہ ناموجود   ـعلہ ہوا باشد

نو خاستگاں گرچہ چوں سوسن تنِ ہر یک	دارند زباں لیکن گفتار خدا بخشد
گر اندکے از نعمت دریافتۂ اے دل	خوش باش ہاں اندک بسیار خدا بخشد

۳۱۵	یاراں چو حسنؔ ہر بار از شاخ ضمیر خود ایں یار ہمے خواہند ایں بار خدا بخشد	۷

گذشتگان جہاں حال خویش چوں گویند	کہ زیر ضربت چوگان مرگ چوں گویند
یکے بپرس ز نو رفتگان ما اے باد	ازاں نو آمدگاں کز چمن ہمی رویند
فراق دیدہ گل چہرگاں نمی دانم	کہ از کہ یاد کنند ایں زماں کہ گل بویند
خبر شدست فلانے برفت آگہ باش	کہ روزے ایں خبر تو بدیگراں گویند
غم جنازۂ خود اے عجب چرا نخورند	کساں کہ در پے تابوت مردگاں مویند
چو روشنست کہ آں رفتگاں کجا رفتند	ہنوز ایں دگراں ہم کجا ہمی پویند

۳۱۶	حسنؔ بکوے عدم گم شد ند یارانت بگو نشان چناں گم شدہ کجا جویند	۷

باز مرا عشق تو در ہم نہاد	داغ بلا بر دل پر غم نہاد
باد بگیسوئے تو آسیب زد	درد ہمے بر دل در ہم نہاد
زلف تو لاحول چگویم چو دیو	وسوسۂ در ہمہ عالم نہاد
نوش لباں موم بجانم دہند	لعل لبت شہد بجانم نہاد
گرچہ دلم از غم تو خستہ شد	ہم غم جاں بخش تو مرہم نہاد

سه بار سه بود

آں کہ بحکمت دو جہاں آفرید | عالم عشق تو بہفت درم نہاد

۳۱۷	گفتہ بدی بر در من پا منہ بندہ حسن پا یک و سر ہم نہاد	۷

سبزہ سر بر کرد و مرغان ہم بگل پیوستہ اند | مطربان چوں فارغ و مستان چرا آہستہ اند
باغبانا بلبلاں را از گل و گلزار و شاخ | زود بگسل زانکہ بعد از دیر پا پیوستہ اند
جان من از سختی احوال درویشان مرنج | چوں نبت خود را شد ایشاں تا قیامت خستہ اند
من سلاح زہد چوں پوشم کہ ترکان غمت | ہم باوّل حملہ صف توبہ را بشکستہ اند
ایمن آبادیست مارا عشقت از ہر فتنے | ماہیان بحر ہیں کز شست طفلاں جستہ اند
ہر زماں میگوئیم بر دیگراں دل بستہ | یعلم اللہ من نہ بستم دیگراں بستہ اند

۳۱۸	اے حسن از خود بروں رو ہیچ خود از پائے بوس ما دریں رشتہ گرفتاریم و ایشاں رستہ اند	۵

پری رخان کہ بچین و چگل ہمی باشند | ز صورتے کہ تو داری خجل ہمی باشند
چو راندہ ماندم از روئے تو بدانستم | کہ بعضے آدمیاں تنگ دل ہمی باشند
چرا رسد بورقہائے غنچہ آفت باد | از انکہ یک بدگر متصل ہمی باشند
تو گرچہ از دل کس بار بر نگیری لیک | امیدوار بران مستقل ہمی باشند

۳۱۹	حسن بمجلس خوباں در آ تماشا کن فرشتگاں کہ ز آب و ز گل ہمی باشند	۷

لہ گفتہ حسن [illegible]

پیش کہ گویم ایں کہ مرا یاری کشد	دل دادہ را کرشمۂ دلداری کشد
یکچند داشت خال خوش اسال خط کشید	یکبارہ کشتہ بود دگر باری کشد
گوید منم طبیب اسیران درد خویش	اینست آں طبیب کہ بیماری کشد
گفتم کہ کے رسد بغمت حد کارِ من	گفت ایں چہ حدتست بریں کاری کشد
شیریں لباں کشند و نوازند لیکن او	اندک ہمی نوازد و بسیاری کشد
عشاق را بروزِ جزا زار میکند	چوں زار میکند پس ازاں زاری کشد

۳۲۰	مسکین منِ شکستہ بساں حسن بگو پیش کہ گویم ایں کہ مرا یاری کشد	۵

کمال حسن تو در عقل کس نمی گنجد	دُر وصال بہ درج ہوس نمی گنجد
بنفس خویش رسیدن نمی تواں بر تو	چہ جائے نفس کہ انجا نفس نمی گنجد
تو کیستی کہ دم از وصل او زنی اے دل	کہ اندراں قدح خاص خس نمی گنجد
رسید مژدہ قتل از تو مرغ جان مرا	بجان تو کہ کنوں در قفس نمی گنجد

۳۲۱	چہ لطف بود کہ شب ہر زماں ہمی گفتی میان ما و حسن ہیچ کس نمی گنجد	۷

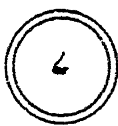
باز ایں دلم بکوے دل آرام میرود	از دام جستہ باز سوئے دام میرود
گویند ہر کسے کہ بیارام چوں کنم	آرام ہمرکاب دل[1] آرام میرود
بے او اگر درخت گل اندر بر آورم	ہر گل مرا چو خار در اندام میرود

[1] دل قلب است - از برہان

ایام در نیامده با ما بدوستی — وان دوست هم بسیرت ایام میرود
سروے زرشک دارد براه نردبان — زان نردبان دل است که بر بام میرود
شهریست در ولایت خوبان که اندرو — هر پارسا که آید بدنام میرود



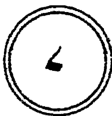
پخته نگشتهٔ ز تف عشق اے حسن
تدبیرهاے تو همه زان خام میرود



بیا که عید در عیش بر جهان بگشاد — جهان بعید خوش است دلم بروے تو شاد
چو آن دو طره بر اطراف آن دو رخ پیچد — دو عید باد و شب قدر کس ندارد یاد
گہے که بر در من بگذری همه عالم — مرا ز عید گذشته کنند مبارک باد
مرا بتو چه گذر اینک روستائی را — مقررست که با عید نسبتے افتاد
ز عید وصل تو دل را مرادے ار نرسد — بروزگار خوش است نامرادیئے مرساد
شبے که در نظر آمد هلال ابروے تو — چو طبل عید ز شب تا سحر کنم فریاد



حسن اگرچه توئی عید وقت او امروز
هنوز روزهٔ هجرانت یک شبے بگشاد



چون نسیمے بباغ ور بجهد — ورق گل ز یک دگر بجهد
دیدن روے گل دلیل کند — چشم نرگس که در سحر بجهد
باغ از سبزه باز نو خط شد — شاخ را وقت شد که بر بجهد
غنچه از خوف خار در خطرست — آیت فتح زین خطر بجهد

	هر زماں خونم از جگر بجهد کیست کز شست آں نظر بجهد	در دل از یاد تیر غمزهٔ دوست نظرش ناوک جگر دوز ست
۷	بر درش سر نهاد بنده حسن بو که[1] در عشق سر بسر بجهد	۳۲۴

باز آں نگار پرده در در پرده پنهاں از چه شد

اول وفائے می نمود آخر پشیماں از چه شد

دی کرد شهرے را خراب امروز می بند د نقاب

اوّل چناں کافر بد و آخر مسلماں از چه شد

حیران آں رخساره ام از وے[2] نه لفظے بس عجب

گر نیست حسنش چوں[3] خلیل آتش گلستاں از چه شد

از خام کاریهائے دل خنده همی آید مرا

دل گرئی نا دیده زو ناپخته بریاں از چه شد

آخر بپرسید از دلم آں شحنهٔ خونریز را

شهرے که پار آباد بود امسال ویراں از چه شد

جاں کشته شد بے روئے او ایں خود خلاف مذهبست

اشتر دلی جاں نگر بے عید قرباں از چه شد

۵	سن باتو گفتم اے حسن اوصاف حسن بے حدش گر نیست آں دلبر پری از خلق پنهاں از چه شد	۳۲۵

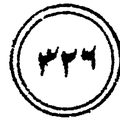
[1] یعنی در [2] آں بے وسلطفے [3] له معجزه

بازم ایں ساعت ازاں شکلِ نکو یاد آمد
گل بخندید و مرا خندہ او یاد آمد

سبزہ بر روئے چمن راحت دلہا افزود
در دمم ان خط و ان روئے نکو یاد آمد

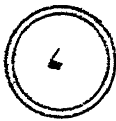
تا خیال قد او نشست دریں دیدۂ من
خلق را سرو روان و لب جو یاد آمد

چشم از نامۂ جاں پرورِ او روشن شد
قصہ یوسف و پیراہن و بو یاد آمد



۳۲۶

بر دل دوست حسن بود فرامش گشتہ
ایں غزل خواندہ شد آں نادرہ گو یاد آمد



۷

سرّیست دریں سینہ کہ پیدا نتواں کرد
دل طالب چیزے کہ تمنا نتواں کرد

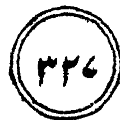
طرفہ سرو کاریست کہ بر وعدۂ معشوق
صابر نتواں بود و تقاضا نتواں کرد

شہد لب او مایۂ ما مدّعیاں نیست
زنبور صفت بیہدہ غوغا نتواں کرد

غیرت بہمیں دست بلعلش نتواں برد
روزہ بدہاں میل بحلوا نتواں کرد

حاصل نہ شدہ نعمتِ دیدار دل آرام
دل برگل و گلزار شکیبا نتواں کرد

ہر روز دریں صاعقہ پنہاں نتواں سوخت
یک حرف ازیں واقعہ پیدا نتواں کرد



۳۲۷

چہ چارہ حسن کز جہت وصل فرافش
سودا نتواں پختن و صفرا نتواں کرد



۷

دلم ز دست شد و دلستاں نمی پرسد
بحکم رسم قدیم ایں زماں نمی پرسد

چناں بہم شدہ دیدم طریق عہدش از انک
چنانکہ شرط بود آنچناں نمی پرسد

ہمہ بخانۂ اصحاب دولت است رہش
زرہ فتادۂ بے خانماں نمی پرسد

ط روئے

بصدر شستهٔ قدح خوردهٔ شیر گیر شده
ازیں کمینه سگِ آستاں نمی پرسد

سوال کردم دل را که نالهٔ تو ز چیست
بناله گفت چه پرسی فلاں نمی پرسد

کدام دردم ازیں پیشتر که پرسیدن
همی تواند وزیں ناتواں نمی پرسد



حسن نشانه شد اندر بلا و آں بے رحم
برا [illegible] نشانۀ [illegible]



نه پندارم که با من [illegible] بر من [illegible] فرود آید
زہے حیف از چناں گل در چنیں گلخن فرود آید

شب و روزش همی خوانم که هست او آیت رحمت
فتوح آسمانی داں اگر بر من فرود آید

گر او دستی فرود آرد بفرقِ کشتگانِ [illegible]
هماں دم جانِ بالا آمده در تن فرود آید

سراسر دامنم پُر قطرهائے اشک شد آرے
چو ابر دیده خیزد قطره در دامن فرود آید

اگر بندم در خانه برائے دفع آفتها
بلائے عشق پنداری که از روزن فرود آید

سرم بر گردنم بارست آں ترکِ سرافگن کو
مگر از لطف او ایں بارم از گردن فرود آید

حسن هرگز نمی پیچد سر از شمشیر او والله

۳۲۹ — اگر از مهر مه رویان سر سوزن فرود آید — **۶**

کیست کز نغمهٔ نی زمزمهٔ درگیرد	تا مگر بار غمم از سینهٔ ما برگیرد
هر سبک روح که در جانش اثر کرد سماع	جانش از عالم تن عالم دیگر گیرد
این سماعیست که ذوقش پسر آدم داشت	گرچه اندر سرشش افتد کم افسر گیرد
چون نواها بگه صبح زند بلبل مست	فاخته هم قدری صوت گران تر گیرد
نالهٔ مرغ سحر زار چنانست که گر	شمع را سمع بود سوختن از سر گیرد
مدعی گر نشد از ذوق بر آتش چه کند	هیزمم او همه تر بود کجا در گیرد

۳۳۰ — پای هر زنده دلی را که بجنبد در رقص / حسن از دیده روان در دُرّ[۱] و گوهر گیرد — **۷**

ای چو گل خاسته بد بجمالت مرساد	قرة العین منی عین کمالت مرساد
دیدها چون برکاب تو بمالم گویم	دست بیداد زمانه بدوالت مرساد
سال و مه باد ترا روز سعادت روزی	هیچ روزی بخلاف مه و سالت مرساد
خوبرویانِ[۲] جهان را شرف از تست ای ماه	یارب از دور فلک هیچ وبالت مرساد
ای چو خورشید بر آورده سر از مشرق حسن	شب ما روز تو کردی که زوالت مرساد
یک نظر سوی تو عیدست همه عالم را	هیچ غشی و غباری بهلالت مرساد

۳۳۱ — گرچه از روی نکویت حسن آفتها دید / آفت دیده بدبین بجمالت مرساد — **۷**

۱ و در گهر تر   ۲ چون جهان را شرف از دیدن تست ای ماه

خستگانے کہ بعشق چو تو ترکے گروند ... تیر تو خوردہ بکیش دگرے چوں گروند
تو یکے آیتے از مصحف حسن آمدہ ... جائے سجدہ ست بہر بار کہ نامت شنوند
عجبم آید ازاں راہ رواں کز غفلت ... صاحب خانہ ہا گردہ سوئے خانہ روند
تا بزنجیر سر زلف بہ بستی دل من ... عاقلاں جملہ بر آنند کہ دیوانہ شوند
بر سر بام شو و گوشۂ ابرو بنما ... روزہ داران عجمت منتظر ماہ نواند
رفتن باد صبا آمدن گل چکنم ... من ترا دانم ازینجا بسے آیند وروند

۳۳۲

کے رود مستی عشق از سر عشاق بروں
کہ حسن وار بمیخانۂ عشقت گروند

۱۱

بیار ز جام لبت جرعۂ بخشی زود ... بشوے ایں دلم از توبہ گنہ آلود
سپید کن دلم از نورے کہ نتواں یافت ... ولے سیہ ترازیں زیر آسمان کبود
ہزار دوزخ سوزاں فرو شد اندر من ... وزیں فرو شدہ یک روز بر نیامد دود
طبیب علم ندارد ز درد ضربت عشق ... چہ سود مند بود شربتے کہ او فرمود
عجب معاملۂ پیشم آمدست امروز ... کہ زاہداں گلہ مندند شاہداں خوشنود
ولیک دولت محمود بود عشق ایاز ... وگرنہ عاقبت او کجا شدے محمود
غلام نرگس مستانہ تو ام کہ مرا ... خلاص داد ز پرہیزگاریئے کہ نبود
بردل خرام زدر تا منجماں بینند ... کہ بر چہ وجہ رود سیر اختر مسعود
ندیدہ بود فلاں صورت تو در آدم ... وگرنہ از سر و دیدہ در آمدے بسجود
نداشتم سر جولاں گریئ ایں میداں ... ولیک مستئ عشقم عناں ز دست ربود

۲۲۳	حسن نصیحتے از دل ہمی کنیم ترا ولے دل تو نصیحت پذیر نیست چہ سود	۷

برمے شکنی از من درویش چہ باشد	دل می نہی با من دل ریش چہ باشد
ہر شب بدعا طلبم روئے چو ماہت	جہد من بد روز ازیں بیش چہ باشد
جان و دل خود پیش کشم گر تو بیائی	پیداست کہ اندازۂ درویش چہ باشد
تو ماہ نوی شیفتۂ تو من مسکیں	پنہاں شدن از شیفتۂ خویش چہ باشد
گفتی سگے خود خوانمت اتا نہم داغ	ایں داغ کہن بر من ازیں بیش چہ باشد
من زاں توام گر بکشی خیز و بکش زود	صید بکمند آمدہ فردیش چہ باشد

۲۲۴	اکنوں کہ حسن داد باندیشۂ تو دل بدگو کہ بود طعن بد اندیش چہ باشد	۷

صبا امروز گوئی کز دیار یار می آید	کہ بوئے مشکبارش خوشتر از ہر بار می آید
گل نورستہ است ایں با نسیم یار می خندد	شب قدر است یارم یا سلام یار می آید
بنی آدم ہمہ دیوانہ شکلند ایں زماں از چہ	مگر آں آدمی خلقے پری رخسار می آید
زلیخا وار مینم شہرے از خانہ بروں رفتہ	مگر آں یوسف آفاق در بازار می آید
شبے در خواب جوئے خضر سوے خود رواں دیدم	ہم اندر خواب با خود گفتم آں دلدار می آید
چو شاہاں خوش خراماں بر بساط حسن مے رفتے	ولیک امروز نے خوردہ ست فرزیں وار می آید

۲۲۵	حسن ہرچند خیر السنت در وصف لب لعلش ولے دُرہا ہمی ریزد چو در گفتار می آید	۷

ؔ منی ؔ شب قدر است ایں یا خود سلام

نگارِ من جوانی می فروشد | زبانش کامرانی می فروشد
سر افگنده نشینم چوں بنفشہ | چو سروِ من جوانی می فروشد
حریف عشق رازاں لعل میگوں | شراب ارغوانی می فروشد
کمر بندش بجوزا داد تخفہ | مگر از بے میانی می فروشد
گر زاں خط ہمی دزدد صبا مشک | کہ ہر صبحے نہانی می فروشد
خط او گرچہ گرد آورد سودا | لب آب زندگانی می فروشد

۳۳۶

چہ حیفست ایں کہ پیش آں شکر لب
حسنؔ شیریں زبانی می فروشد

۷

بتاں کز زلفِ مشکیں دام کردند | جہانے زیرِ ہر مو رام کردند
بتقوی نام نیکو بردہ بودم | نکو رویاں مرا بدنام کردند
بہشتی گشت صحن خانہ امروز | مگر ایشاں گذر بر بام کردند
من از اخلاص میخواندم دعائے | وزاں سوختم بر دشنام کردند
غم نوشیں لباں زاں تشنگاں پرس | کہ دریا ہائے خوں آشام کردند
ملائک دیگے اندر طعن ایشاں | بر آوردند لیکن خام کردند

۳۳۷

حسنؔ را جامۂ جاں چاک زاں شد
کہ دُرد دردش اندر جام کردند

۵

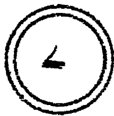
در دل ہر کہ غمِ یار دل افروز بود | لشکر ہمت او بر ہمہ فیروز بود

نکند در مہ و خورشید ہمہ عمر نگہ
ہر کہ بیند گل و رخسارۂ یارم یک روز
ماہِ عید آمد و من روزۂ ہجراں دارم

نظر ہر کہ بر آں شمع دل افروز بود
روزگارش ہمہ چوں موسم نوروز بود
مہ من گر برسد عید من آں روز بود



حسن از سوز دل خود سخنے بیروں داد
ویں نداند مگر آں کس کہ در و سوز بود

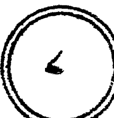


شب [illegible] و رخسار [illegible] ببینید
[illegible] کہ دانست از برم رفت
بنزدیک من آں ماہ دو ہفتہ است
[illegible] خبر [illegible] بہشتم
[illegible] در ہمہ عالم عزیز است
ہمہ عالم خریداری کنندش

شب [illegible] خیالی خوابش ببینید
یکے در تنگی شلوارش ببینید
شما از دور رخسارش ببینید
بہشت از زیب دیدارش ببینید
ہمہ عالم خریدارش ببینید
خدا را روز بازارش ببینید



حسن دیں در سر زلف بتاں کرد
بزیر خرقہ زنارش ببینید



گلش با ہمنشیں مشک تر شد
چو او صاحبِ لب او حی تو شتند
سلام خشک برائے قاصد ایں یار
بدل گفتم کزاں دلبر خبر گوئے

شد و در خوف جاں اندر خطر شد
قلم در دست کاتب نے شکر شد
کہ از باران اشکم نامہ تر شد
دل آنجا رفت و او ہم بے خبر شد

شبانگہ محتسب دنبالِ ما کرد سرِ ما در سرِ کار نہاں رفت	چو درما دید از ما مست تر شد حسابِ ما و ایشاں سربسر شد

۳۴۰

دگر کردند خوباں شیوۂ حسن
حسن را ہم سخن طرزِ دگر شد

۵

بتم سلطانِ خوباں شد گدایاں را کہ می پرسد
چو او بیگانگی کرد آشنایاں را کہ می پرسد
دلِ صاحب دلاں خوں شد زناز او چو ایشاں را
سزا اینست چوں مانا سزایاں را کہ می پرسد
بدو گفتم کہ خود را می نمایم چوں سگے پیشت
جوابم داد و گفتا خود نمایاں را کہ می پرسد
دلا ایں پارسائیہائے بے حاجت بیکسو نہ
بعہد چشم مستش پارسایاں را کہ می پرسد

۳۴۱

حسن جاں ریزہ ریزہ کردی اندر زیر پائے او
تو خود کردی ولیکن زیر پایاں را کہ می پرسد

۷

حدیث عاشقی پنہاں نماند نشان اشک من در چہرہ پیداست اگر زہرہ بہ بیند روئے آں ماہ	قرار کار ہا یکساں نماند نکو گویند خوں پنہاں نماند جمالِ او دراں میزاں نماند

مرزان آدمی حیرانی آید	که رویش بیند و حیران نماند
دلا بر جان همی لرزند خلقی	تو با جانان بسازار جان نماند
حیاتِ جاودان انگه توان یافت	که جائے جان بجز جانان نماند

۳۴۲	حسن سر بر کشد از اوج مقصود اگر پابستهٔ هجران نماند	۷

غمِ جاناں اگر دامن نگیرد	فلک دُنبال جانِ من نگیرد
چه گرد غم که ریزد بر سرم چرخ	اگر آهِ من رہِ روزن نگیرد
نخواهم با نخستن سر در رهِ دوست	اگر بازم زِسر دشمن نگیرد
اگر پروانه نارد از خطِ تو	بنفشه عرصهٔ سوسن نگیرد
چو عاشق در کمندِ زلفش افتاد	چه منت ها که بر گردن نگیرد
بچشم پا نهد پس بگذرد زود	که تا خون منش دامن نگیرد

۳۴۳	حسن راخته باید بود لابد چو ترکے ترک ناوک زن نگیرد	۶

تا رخت از مطلع مراد بر آمد	رخت گل و لاله را کساد بر آمد
خط سیه گرد روے خوب تو گوئی	شب بتماشائے بامداد بر آمد
از قد و زلف و دهن و چشم خوش تو	نقش الف و لام و میم و صاد بر آمد
عشق تو دل را سلام کرد ہما دم	از دل و جاں ہر دو خیریاد بر آمد

سهل بود نامرادیی که رسیدست | چون تو رسیدی همه مراد برآمد

(٣٤٤) حرف صلاح از دل حسن مطلب زانک
نام وی از دفتر فساد برآمد (٧)

شب مرا تا بروز خواب نبود | جز غم دیده نصیب باب نبود
هردم از چشم خود بر آتش دل | خون همی ریختم چو آب نبود
خونی از دیده نوش می کردم | در صراحی جز این شراب نبود
ماه من از می جوانی مست | هیچ میلش بدین خراب نبود
گرچه تا صبح نالها کردم | یک سوال مرا جواب نبود
تلخ کردم جهانیان را خواب | زان دعاها که مستجاب نبود

(٣٤٥) ای حسن یار گر خطائی کرد
هم شکایت از و صواب نبود (٧)

بار دگر تیر عشق بر هدف جان رسید | بار دگر شعلهٔ در دل بریان رسید
دیده بدی چشم من ریخته باران خون | بر در دیوار تو نقش نگاران رسید
گفته ای میر بار حاجت شهری بشاه | حال غریبان بگو نوبت ایشان رسید
بانگ مزن ای رقیب دم مزن ای پرده دار | منتظر رحمتیم قصه [illegible] رسید
هر که بزلفت رسد سر کشد اندر سرت | گرچه کمند بلاست کاش که بتوان رسید
گفت بخواهم رسید بر تو پس از عمرها | او نرسید ای دریغ عمر بپایان رسید

۷	دوست رضا مید بد از سر جاں خواستن عذر میار اے حسن خیز کہ فرماں رسید	۳۴۶

دوشش از غم تو دلم چناں بود | کز وے ہمہ شہر در فغاں بود
گہ خون دو دیدہ بر زمیں ریخت | گہ دست دعا بر آسماں بود
با آب مژہ صبور بودم | [illegible] گماں بود
از اوّل شب کہ نالہ کردم | تا آخر شب نفس ہماں بود
آں لحظہ کہ در سرم[۱] سخن رفت | ہم نام تو بر سر زباں بود
ہر چند کہ با تو ایں بلا ہاست | با ایں ہمہ بے تو کے تواں بود

۵	ہر بار کہ عشق آتشش افروخت بیچارہ حسن دراں میاں بود	۳۴۷

از چشم پر خمار تو مستی نمیرود | خوبیت ازاں مزاج کہ ہستی نمیرود
دودِ دلم بر اوج فلک خیمہ زد بلے | ایں عشق آتشیست بہ پستی نمیرود
عقل از کمند زلف تو سر در جہاں نہاد | دل را کہ پا بسلسلہ بستی نمیرود
تا جرعۂ ازاں لب میگوں چشیدہ ام | از من ہوائے بادہ پرستی نمیرود

۷	گفتی حسن چرا نکنی توبہ از شراب واللہ کہ توبہ کردم و مستی نمیرود	۳۴۸

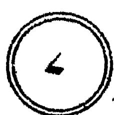
امسال رونق[۲] گلِ تر آنچناں نبود | بے سرو تو بدیہہ بلبل رواں نبود

۱ عشق ۲ امسال بے تو رونق گل

گلزار بود مجلس قول مغنیاں — برقولِ صوفیاں همه خود بود آں نبود
ایں کاروان گل پس سالے رسید لیک — ماہیے که در دست دریں کارواں نبود
دانسته ام که از تو به بینم شبِ فراق — آں روز رستخیز مرا در گماں نبود
لعلِ بتاں جواہر غیبم نثار کرد — ورنه مرا چنیں صدف درفشاں نبود
مرغ ارچه عشق نامه خود خواند بامداد — دستانش را طراوت ایں داستاں نبود



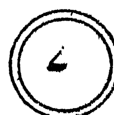
ایں طرز شیوۀ حسن ست ورنه پیش ازیں
چندیں شکر بعرصۀ ہندوستاں نبود



دوستاں در دم قوی شد مرہمے حاصل کنید — دیده در خوں غرق شد کوشِ علاج دل کنید
از ملامتہائے تاں ہر روز دیوانه ترم — اے عجب دیوانه را خواہید تا عاقل کنید
اے رفیقاں از که می پرسید تا منزل کجاست — ہر کجا معشوق عاشق را ہماں منزل کنید
گر بمیرم در فراق آں مہ محمل نشیں — گاه مردن روئے ایں مسکیں سوئے محمل کنید
ہر خسے کش زیر پا شد گرد می آرم بچشم — تا چو میرم ہم بداں گورِ مرا کہگل کنید
پندگویاں ہرچه گویندم همه بے حاصل است — بارے آں چشمے که من می بینمش حاصل کنید



یار چوں ایں سو خرامد از پئے قتلِ حسن
جان ایں مقتول خاکِ راه آں قاتل کنید



گر نسیمے از سر زلف تو سر درہم رسد — سر بسر دلہائے درہم گشته را مرہم رسد
زاں دہاں تنگ ملکِ من شود ملکِ مراد — گر سلیماں وار دستِ من بداں خاتم رسد

از پری زادست او یا از ملائک یا ز حور | بارے از نسل بنی آدم چوں او کے کم رسد
زخم زیر چشم او یارب چه شیریں آمدست | زاں همی ترسم که دیگر چشم زخمے هم رسد
چشم مست او بیک غمزه جگر با دل بدوخت | تیر ترکاں کز سر مستی رسد محکم رسد
از غم غافل مباشید ارچه اندک گفته ام | آتش اندک خیزد اما در همه عالم رسد

۳۵۱

عالمے شاد و حسن را جائے شادی غم رسید
او چه غم دارد حسن را گرچه صد چوں غم رسد

۷

این مژده که می گوید وین نامه که می آرد | اے دل ز صبا می پرس کز گل چه خبر دارد
یمنیست دریں قاصد از پیش که می آید | فتحیست دریں نامه تا خود بکه می آرد
شمع نظرست آں خور تا بر که همی تابد | ابر کرمست آں مه تا بر که همی بارد
طعنه زندم هر کس کو را چه سپردی دل | گر جاں طلبد جاناں آں کیست که نسپارد
گفتی چه رود چندیں خوں از جگر ریشت | خاریست درون دل کاں ریش همی خارد
بے دوست اگر عاشق فردا به بهشت آید | نعمتکدهٔ رضواں آتشکده پندارد

۳۵۲

ماندست حسن والله بر قاعدهٔ عشقش
ور بگذرد از عالم آں قاعده بگذارد

۷

شب را چو صبح عید عزیزے بما رسید | کز پائے بوس او سر ما بر سما رسید
گفتی رسید موسم حج ایں سخن بدار | ما حج چرا رویم چو کعبه بما رسید
بوده ست[۲] همچو دیده نرگس دو چشم من | حیرانم ایں بهار کرم از کجا رسید

۱؎ زاهد ۲؎ کرد است

از خار غصه نهالم چو گل شگفته شد	شد درد دل نگفته همچو بهار رسید
دل در طرب در آمد و دوران غم گذشت	ابر کرم بر آمد و کشت رجا رسید
شمعی ز لطف در دل تاریک بنده تافت	شاهی ز غیب بر سر وقت گدا رسید

۳۵۳ — ۹

نامش بگفتی ای حسن اینجا زهی ادب
این نیک نامیست که از حق ترا رسید

آن که حسنت چون گلستان آفرید	در لبت صد ناز خندان آفرید
ناف چین در چین زلفینت نهاد	وز رخت خورشید تابان آفرید
از رخ گلرنگ تو آب حیات	وز رخ گلبوی تو جان آفرید
ماه را در تیمیت عرضه داد	باز بر ماهت گلستان آفرید
آفرین بر صنع آن صانع که او	صورت زیبا بدینسان آفرید
ماه در دوران چو تو شاهی نزاد	تا خدا بینا و خوبان آفرید
تا همی بخشی خلائق را حیات	در لبانت آب حیوان آفرید
در لب شیرین تو چندین شکر	از برای دردمندان آفرید

۳۵۴ — ۵

چون حسن را داد قدرت در سخن
زین نکوتر شعر نتوان آفرید

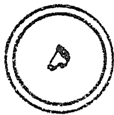
دل را که خون گرفته نگه داشتن چه سود	تخمی که زو برے نرسد کاشتن چه سود
جانا چو سیل عشق تو دلها خراب کرد	ما را بنای عشق بر افراشتن چه سود

۱ در بعض نسخ این شعر هم بنظر رسیده ۔ سلطان علاء دولت و دین آنکه در جهان ٭ شاهی چو او نیامده تا پادشا رسید ۔
۲ دل خون گرفته راز نگه ۔

دل بر تو رفت گرچه نگه داشتم بسے — چیزے که رفتنیست نگه داشتن چه سود
خون دلم بچاه زنخ ریختی سخت — اکنون بمشک و عنبرش انباشتن چه سود



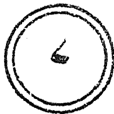
از نالهٔ حسن چه بدانکاری اے صنم
خود زخم کردهٔ تو بدانکاشتن چه سود



دل خون شدان خلاصهٔ جانرا خبر کنید — زین آب دیده سرو روانرا خبر کنید
صبر از برم بجست چو آهو بصید گاه — آن شهسوار سخت کمانرا خبر کنید
تنگ آمدست جان من از جور عشق او — آن تنگ چشم و تنگ دهانرا خبر کنید
جانست یار و این سر من خاک پاے او — چون سر زپا در آمد جانرا خبر کنید



جمله جهان بزهٔ حسن طعنه می زدند
این هم نماند جمله جهان را خبر کنید



سرگشته دلم راه بمقصود ندارد — آن صبر که یکچند در و بود ندارد
باغ از خط خوبت لب شیرینت خجل ماند — گو هیچ بنفشه شکر آلود ندارد
عاشق که شبے سیر ندیدت چه توان کرد — بد روز ابد طالع مسعود ندارد
بر شست ایاز اختر مسعود دهد بوس — کان تاج بجز سینهٔ محمود ندارد
کس را خبرے نیست ز سوز جگر من — آرے چکنم آتش من دود ندارد
یک روز نخوردی غم بیچاره بیندیش — زان روز که افسوس کنی سود ندارد

گفتی که حسن می ندهد دل بتان بیش

۳۵۷	معذور ہمی دار کہ موجود ندارد	۷

تا سایۂ زلفینت یارِ مہ تاباں شد
گوئی کہ مگر کفرے ہمسایۂ ایماں شد
تنگ آمدہ بود ایں دل زیں دین نفاق آلود
از زلف تو زناّرے بربست مسلماں شد
تا بر دو رخ چوں گل از مشک زدی خالے
آں حسن کہ دی بود امروز دو چنداں شد
خود بیں شدہ بد نرگس چوں تو بچمن رفتی
ہر چشم کہ بود اورا در روئے تو حیراں شد
جانا دہن تنگت اندر نظرم آمد
طراری او دیدی دل بستہ پنہاں شد
گفتی کہ چرا از دل چیزیت نشد حاصل
تو دیدہ کجا کاں دہ دیر ستکہ ویراں شد

۳۵۸	ہاں اے حسن از عالم تلخی چہ کشی چندیں کز گفتۂ شیرینت ترخ شکر ارزاں شد	۷

باز در جامم زلعت عشق تابے اوفتاد
ذرہ را دوستی با آفتابے اوفتاد
آفتاب آسا شبا تے خواہش در اوج حسن
گرچہ با ہاش اتفاق انقلابے اوفتاد
گو بنش دل سوئے ماہی وار گوید سنگ ست
ایں چنیں معشوقۂ حاضر جوابے اوفتاد
چوں شود حالِ دل مسکین من در دست عشق
صعوۂ بیچارہ در چنگ عقابے اوفتاد
عقل من افراسیابے بود آمادر دو دست
رستمے گوئی کہ بر افراسیابے اوفتاد
چشمش از سوے دلم دیداں نبود از مردمی
مست می غلطید ناگہ بر خرابے اوفتاد

۳۵۹	مر حسن را دل بزلفِ یار در پیچید باز گردن دیوانۂ اندر طنابے اوفتاد	۷

آں سراز عہد بروں بردہ اگر باز آید — خوشی و خرمیِ رفتہ دگر باز آید
گرچہ شد در طلب وصل عزیزش ہمہ عمر — او بہ از عمر عزیزست اگر باز آید
بامداداں کہ فلک سورہ والفجر نوشت — والضحیٰ خواندمش از دور مگر باز آید
مہ و سیارہ برانگیخت زہر سو لشکر — باش تا لشکری ما ز سفر باز آید
گل کہ از رشک رخش جامہ دراں رفت امسال — ہست تر دامنے ارسال دگر باز آید
او عزیزیست کزو مصری و کنعانی را — عمر تازہ شود و نورِ بصر باز آید

٣٦٠	حسن گم شدہ را ذوق لبش یاد دہید مگر آں طوطی مسکیں بشکر باز آید	٩

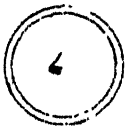
امشب از یاقوت جاناں قوت جاں خواہم کشید — گوہر جاں پیش لعل دلستاں خواہم کشید
بر طریق پیش کش حال دل صد پارہ را — ہمچو دیدہ دامن اندر خوں کشاں خواہم کشید
من چہ دارم جز متاع عجز یا نقد نیاز — آنچہ دارم پیش یار مہرباں خواہم کشید
میزباناں پیش مہماں سیم و زر ہا می کشند — من سر خود زیر پائے مہماں خواہم کشید
خانۂ چشم مرا تا کے زنی اے دیدہ آب — کیں مسافر را بمنزل گاہ جاں خواہم کشید
از مژہ نوک قلم کردہ سیاہی از دو چشم — با وجود عشق او خط بر جہاں خواہم کشید
مرغ روزش یاد داد و شمع رازم فاش کرد — وہ ندانم چند جور ایں و آں خواہم کشید
مرغ را گرد سرش آزاد خواہم کرد لیک — شمع را بارے بدست خود زباں خواہم کشید

٣٦١	گرہ اگر در رہ خود گرد خواہد چوں حسن از زمیں ناگاہ سر بر آسماں خواہم کشید	٦

تا کشیدی سبزه بر گل گریباں پاره کرد — خار عشقت تا بداماں جامهٔ جاں پاره کرد
حلقهٔ زلفش که در پائے دلم زنجیر شد — آنچناں زنجیر را نتواں بسوہاں پاره کرد
جامهٔ نیلوفری پوشیدی و رفتی بباغ — یاسمیں پیراہن خود تا بداماں پاره کرد
سیب سیمینِ زنخدانت که از جاں خوشتر است — گر بدستم اوفتد خواہم بدنداں پاره کرد
طاعناں سنگ ملامت بر زلیخا می زدند — حسن یوسف تیغ بستد دست ایشاں پاره کرد


۳۶۲

رشتهٔ صبر حسن را بر کف دستش نهید
تا بدوزد خرقهٔ کز جور خوباں پاره کرد


۷

تا دو چشم تو مست و فتانند — ہمه عشاق در تو حیرانند
مے لبت خورد و مست چشم تو شد — گیسوانت چرا پریشانند
گر بجائے سر اندر آرے تو — جاں بگرد سر تو گردانند
بے دلاں را رعایتے کن ازانک — از شمے بے تو اند بے جانند
تو ہم اینجا و ماز تو غافل — مکیاں قدر کعبه کے دانند
عارفاں نگذرند از درِ تو — بلبلاں پائے بند بستانند


۳۶۳

اے حسن صوت بلبلاں چه خوش است
گوئیا گفته تو می خوانند


۹

ساقیا مے ده که ابرے خاست از خاور سفید
سرورا سر سبز شد صد برگ را چادر سفید

ابر چوں چشمِ زلیخا بہرِ یوسف اشکبار
ژالہا چوں دیدۂ یعقوب پیغمبر سفید

گر نہ حشر است ایں نگہ کن در بنفشہ و سمن
چیست دست ایں کبود و روئے آں دیگر سفید

بید لرزاں از شمال اینک چو اصحاب الشمال
یاسمیں مانند اصحاب الیمیں دفتر سفید

بادہ در جامِ بلوریں دہ مرا گر میدہی
نغز می آید شراب لعل را ساغر سفید

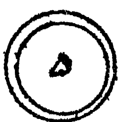
راحت از افسردگاں کم جو کہ کم یابد کسے
نامہ بر امی[1] سیہ جامہ بر آہنگر سفید

مُحْمَلِ آزادگاں می جستم از ابنائے دہر
کاغذے در دست من دادند سرتا سر سفید

عنکبوت غار را گفتم کہ ایں پردہ چہ بود
گفت مہماں عزیز آمد کہ کردم در سفید



اے حسن اغیار را ہرگز نہ بینی طبع راست
راستست ایں زاغ را ہرگز نروید پر سفید



اے کہ ہرگز از تو دلجوئی نبود
من ہمہ سالہ ہوا خواہ توام

دل ز من بردی چناں گوئی نبود
زاں طرف ہرگز رضا جوئی نبود

[1] منزل

این بد بہاے تو تا کے یا مگر
دوش گرچہ داد دشنام بسے

نیکو از ا رسم نیکوئی نبود
کارمن غیر از دعا گوئی نبود

۳۶۵

ہیہدہ می رنجد از جورت حسن
کیں طریق خاص او گوئی نبود

۵

تنم چوں شاخ گل ہر باری آمد نمی آید
صبائے کز در دلدار جنبدے نمی جنبد
نشاطِ مے ز میخوارہ ہمی دیدم نمی بینم
عتاب دوست کاندک مایۂ دل امید ہد را تسکین

نہال عیش کاندر باری آمد نمی آید
نسیمے کز دیار یاری آمد نمی آید
سلام گل کہ از گلزاری آمد نمی آید
اگرچہ پیش ازیں بسیاری آمد نمی آید

۳۶۶

حسن را ہیچ کارے نیست با یارانِ کم ہمت
کہ آں یارے کہ او را کاری آمد نمی آید

۵

یارہ از مارفت و یادے ہم نکرد
چشم او در جادوئی شاگرد کیست
لشکرِ مژگانِ[1] او تعلیم شکست
صبر من بنگر کہ چوں رفت از برم

زلف دلبندش کشادے ہم نکرد
کانچہ او کرد اوستادے ہم نکرد
اشک خونیں ایستادے ہم نکرد
وقت رفتن خیر بادے ہم نکرد

۳۶۷

نامہ از وے چوں طمع داری حسن
کنت بعمرے خویش یادے ہم نکرد

۵

[1] لشکر مژگانش صف جاں درید

تا نظر باز گرفتی ز گرفتارے چند
دل ما خستۂ چشم تو شد و تو ہمہ عمر
چند ازیں غمزہ زناں بر سر کوآمدنت
صفت نعمت دیدار ترا نشنیدند

جز جگر ہیچ نخورند جگر خوارے چند
نشدی رنجہ بپرسیدنِ بیمارے چند
تو مرا کشتہ شدہ گیر و جو من یارے چند
طرفہ مرغاں کہ فتادند بگلزارے چند

(۳۶۸)
گر حسن را نظرے بر غلط افتاد بہ بخش
چشم بر عفو تو دارند گنہگارے چند
(۵)

یارے کہ طریق ناز دارد
آں شوخ برائے کشتن ما
در زلف بتاں مپیچ اے دل
جاناں دلِ من بجانب تست

گر دل ببرد کہ باز دارد
صد شیوۂ جاں گداز دارد
کیں رشتۂ سر دراز دارد
کنجشک ہوائے باز دارد

بشنو کہ بوصف تو حسن باز
خوش گفتہ دلنواز دارد

(۳۶۹)
ردیف (ر)
(۷)

خدائے حسن بر کمال قمر
یافت تقویم عمر من ترتیب[1]
شمس را گر زوال شد گو شو

خانہ روشن شد از جمال قمر
چوں میسر شد اتصال قمر
ایمنم بارے از زوال قمر

[1] تزیینت

چشم نرگس بخواب جوید نور	چہ خبر خفتہ را ز حال قمر
چوں کندوز وبال نندیشد	ہست معہود خود وبال قمر
سالہا بودہ ام بیاد رخش	شب تاریک در خیال قمر

۳۷۰ — از قمر نور یافت کار حسن / خہ خہ اے حسن بر کمال قمر — ۵

نوروز رسید یاد می دار	گل پردہ درید یاد می دار
گفتی بتو وقت گل رسم باز	آں وقت رسید یاد می دار
من با تو رسیدہ ام دمے دوش	چوں صبح دمید یاد می دار
من می گفتم تو می شنیدی	آں گفت وشنید یاد می دار

۳۷۱ — قربان کردی دل حسن را / اے غیرت عید یاد می دار — ۷

بخت بیں کامروز وقت صبح یار	چشم روشن کرد مارا صبح وار
کام حاصل شد بیک صحبت وجے	دوست طالع شد باندک انتظار
خط سبز او فتوح آسماں	خال شبرنگش فریب روزگار
آں چہ مجلس بود یارب چوں بہشت	کوثر اندر دست طوبے در کنار
من بدستے ساغرے داشتم	دست دیگر گیسوے مشکین یار
ہیچ کس دنبالۂ مستاں نکرد	محتسب را سرگراں بود از خمار

۳۷۲

زرزخیره ماند وسیم از هر کسے
از حسن اوصاف خوباں یادگار

۵

ماهِ من دیدی چه دیدم از فراق یکدگر
اشتیاق ما بیکدیگر دو چنداں شد کنوں
کے بود ما بر وصال یکدگر یابیم دست
تیغ و خونِ من بریز و من برآنم متفق

اجتماع غصه بعد از افتراق یکدگر
ویں دو چشم ما چهار از اشتیاق یکدگر
داستانی باز خوانی از فراق یکدگر
خوب باشد کار ما با اتفاق یکدگر

۳۷۳

اے صنم خوش خوش غم خود خوردهٔ ہمچوں حسن
خوش نداد دست ایں دو معنی بر مذاق یکدگر

۷

دی تازه رُخے دیدم چوں گل بہار اندر
چوں آب ہمی آمد من در گدش بودم
گفتم که شبے اے مه بشمر عدد انجم
چشمت چو یکے صید کشتست خوشم آرے
آں رُوئے جہاں افروز از دور ہمی دیدم
جاناچو بباغ آئی پیدا شود ت آخر

لاله مے آلوده نرگس بخمار اندر
تشنه بجمال او دریا بکنار اندر
گفتا که ستاره است ایں ناید بشمار اندر
خوش وقت[۱] که خوں ریزد کافر بشکار اندر
در گرد شکارستاں چوں مه بغبار اندر
کز شرم لبت غنچه پنہاست بخار اندر

۳۷۴

گر خواست حسن بوئے زاں روئے چو گل نشگفت
بس بیہده گویا شد بلبل بہار اندر

۷

صُبح طالع شد و در آمد یار
ساغرے پرکُن اے غلام بیار

[۱] خوں وقت خوشی ریز

خط ساغر کجا کہ بگرفت
زیں سپید و سیہ چہ سود مرا
نیست ہمچوں قرابہ مجموعہ
بشکن ایں شیشہائے کاغذ پوش
بہ ازیں دارو ئے خموشی نیست

دل من از کتابت اشعار
در قدح زیر لعل گوہر بار
قلم و کاغذ از میاں بردار
بوریا پوشش شیشہ پیش آر
دفع رنج سے کہ دیدم از گفتار

(۳۷۵) گر حسن را دریں حدیثے ہست
یادہ دہ ال حدیث یاد انکار (۵)

نے فلک با من موافق طبع می آید نہ یار
بر زمانہ دل نہم با یار سازم چارہ چیست
من چہ دانستم کہ زلف یار پابندم شود
یار رفت و شد جوانی در پیش یکبارگی

نے دل من با من مسکیں ہمی آید نہ یار
نے زمانہ بر من بیچارہ بخشاید نہ یار
ویں گرہ یکبارگی نہ بخت بکشاید نہ یار
اے دریغا نے جوانی بازمی آید نہ یار

(۳۷۶) صبر فرمایند یاراں ہم صلاحیت و لے
نے حسن ایں پندہا را کار فرماید نہ یار (۷)

مکن بر عاشقان زار خود زور
بروں افلاس داریم و درون ضعف
بتشریف شفا امید دارد
اگر میریم بر یاد تو میریم

سلیماں را چہ فخر از کشتن مور
نہ زر ما را دریں تدبیر نہ زور
جہانے از لباس عافیت عور
پشیمانی نشاید برد در گور

فغاں از طرۂ ہندو رت مارا	کہ چشم ترک دارد غارت غور
چہ پرسی حد عشق از مفتی عقل	چہ داند نور مہ را ھردم کور

۳۷۷	دل مسکیں حسن دریائے در دست محالست ایں کہ از دریا شود شور	۵

اے زبتان سرو قد تو خوش خرام تر	روے تمام ہمچو مہ بلکہ ز مہ تمام تر
نوش مباد اگر خورم بے لب شکرینت مے	مے ہمہ جا حرام شد بے لب تو حرام تر
دوش کہ وعدہ کردۂ ایں بر ہمچو سیم خود	وعدہ چو خوے بینمت خوے ز وعدہ خام تر
تا تو رواں چو چشمۂ از نظرم برفتۂ	چشم منست ہر سحر تا بنماز شام تر

۳۷۸	اے بخطے کہ می کشی ملک تو گشتہ ملک دل من چو حسن غلام تو بلکہ از و غلام تر	۷

نیست چو روے تو گلستاں دگر	روے دگر باشد و بستاں دگر
باز چہ سخت است دل کافرت	سخت دگر باشد و سنداں دگر
از تف عشقت جگرم پختہ شد	پختہ دگر باشد و بریاں دگر
غمزۂ خونخوار تو خونم بریخت	غمزہ دگر باشد و پیکاں دگر
عشق تو بر عرصۂ دل شحنہ شد	شحنہ دگر باشد و سلطاں دگر
گفتی اگر عاشق ماے بمیر	عشق دگر باشد و فرماں دگر

	چشم حسن بیں و دراو موج خون	

۳۷۹	موج دگر باشد و طوفان دگر	۵

اے ز شوخاں جہاں عیارہ تر
چشم شوخت از جہاں خوں خوارہ تر

غنچہ وار از دست خوباں می درم
دامنے از جیب گل صد پارہ تر

مردم چشم زگریہ غرق آب
مردمانرا چشم زیں نظارہ تر

حال صبر و دل چہ می پرسی چہ شد
صبرم از دل دل ز صبر آوارہ تر

۳۸۰	گفتمش چو نست بیچارہ حسن زانچہ دیدی ہست زاں بیچارہ تر	۵

اے ز عقیق نیکویاں لعل لبت خوشاب تر
نے جگرم کباب شد دل ز جگر کباب تر

رست بشکل نرگسم روز و شب از نم ہوا
چشم پر آب داشتہ وقت سحر پر آب تر

اے چو گل تری ترا حقہ لعل پر ز دُر
چند چو لالہ داریم چہرہ بخون ناب تر

چند بطنز گوئیم تا نہی بخانہ دل
خانۂ من نہ دیدۂ از دل من خراب تر

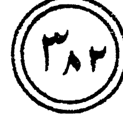
۳۸۱	بر سر گنج وصل تو دست حسن کجا رسد اے ز وجود کیمیا وصل تو دیر یاب تر	۷

اے بیش درج لُولُو تو سر مسار دُر
بر لعل تو کنم ز دو دیدہ نثار دُر

زانکہ کہ ہفت بحر فلک آفریدہ شد
چو تو نزاد از صدف روزگار دُر

تو سیاے آسماں ندہد چوں تو یک گہر
ہر شب اگر چہ موج زند صد ہزار دُر

گر نہ مفرح دل دیوانۂ منست	در تنگ شکریں چہ کند ایں شکار دُر
در گریہ ام بگوشۂ چشمے نگاہ کُن	گر حاجت افتد زپے گوشوار دُر
در در اشک من نظرے کن کہ در جہاں	ہرگز نہ دیدہ اند چنیں آبدار دُر



۳۸۲

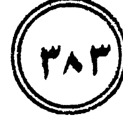
در خدمت تو نشر کنم ہر دم ...

دارم ز نظمہائے حسن بے شمار دُر



۵

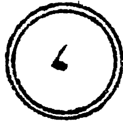
دیدہ بر روے تو حیراں شد و دل بر تو اسیر	جائے تدبیر نماندست چہ سازم تدبیر
بوسۂ خواستم انگشت گرفتی بدہاں	برمن ایں کار بیک بار چنیں تنگ مگیر
خطِ خوب تو بمکتوب سلاطیں ماند	کہ بہ انگشتریش مہر کند دست دبیر
زلف خود با ہمہ دلہائے پریشاں بنگر	چند دیوانہ مسلسل شدہ در یک زنجیر
دیر بازست مراستی عشق اندر سر	جاہا خوردہ ام از دست تو در جامہ شیر
صید گر تیر تو بر سینہ خورد عاشق وار	جاں بر افشاند و در سینہ نگہ دارد تیر



۳۸۳

بر حسن طعنہ مزن کو نتواند برداشت

نظر از روئے کسے کش نتواں یافت نظیر



۷

یاد خوش بوے ہمی آید و گروے چو عبیر	مگر آں ترک مرا خواست ہوائے نخچیر
دل بادادہ ام او قصد بجانم کردست	انچہ خود کردہ ام آں را نتوانم تدبیر
اے بسا صید کہ بفگند بیک گوشۂ چشم	سوئے من تا بجنا گوش چہ می آرد تیر
من گیاہ ہوس روے چو آہو چکنم	شیر را پنجہ میسر نشود با تقدیر

لہ ادر ... چہ جائے تدبیر ...

اے کہ گفتی دل تنگ تو بتو بخشیدم — بنشیں با طائفۂ تنگ دلاں تنگ مگیر

ہیر خوباں دل بخشیدہ ز من باز مخواہ — زانکہ بخشیدہ دگر می نرود خانۂ میر

۳۸۴

پیر شد بندہ حسن گرچہ ز عالم برود
نرود عشق چو تو سرو رواں از دل پیر

۷

گفتم مرا دستے بدہ نامد ز جاناں ایں قدر — خیزم بسو ہم پائے او ہم نیست سیاماں ایں قدر

گویند جاں را تحفہ بر جاناں اگر پیش آیدت — ہیہات تحفہ چوں برم در پیش جاناں ایں قدر

گر یاد ہیں دیدہ نہد عالم بدست غم دہد — صد ملک را منت بود بر دیدۂ جاں ایں قدر

روحی کہ یابد روح من از بوئے نسیم کوئے او — واللہ کہ نتواں یافتن از ہشت بستاں ایں قدر

آں چہ رخ برشد آہ من کے بود صرصر اینچنیں — اشکم گذشت از بحر ہم کے بود طوفاں ایں قدر

دریکا قہ نتنا از خشم جاں میدہد ہر دشمنے — وہ گر مسلمانی کند آں نا مسلماں ایں قدر

۳۸۵

وقتے یکے از طالباں کرد ایں ردیف از من طلب
من نظم کردم چوں حسن بر حکم فرماں ایں قدر

۷

تا دیدہ ام رخسار او از برگ گل سیراب تر — بے خواب ہمچوں نرگسم چشمے ازو بے خواب تر

دارد دلے گردندۂ زلفست اندر وعدہا — یکبارگی قلاب شد چشمش ازو قلاب تر

گرچہ فلک در قصد من ہر روز قصابی کند — آں غمزۂ خونریز بیں صد بار ازو قصاب تر

ناگاہ ماہ چاردہ دیداں رخ تاباں او — زاں پس چنیں می پرسی چہ شد شد ہر شبے بیتاب تر

رنگ ترا نازنیں داں ہر دو قدر تشنیں — چوں سبزۂ سیراب بیں از سبزہ ہم سیراب تر

لہ خواں

اینک رواں شد سر و من رنگے چو رنگ سبزہ خوش	مارا چو گل بگذاشتہ دامن بجنبن تابہ

۳۸۶ — از بہر وصل او حسن وجہ زرے داری ولے / شد وصل او چوں کیمیا از کیمیا نایاب تر — ے

گر وجودم زغمت رفت خیالے کم گیر	پیش آں روئے چو خورشید ہلالے کم گیر
بارخ فرخ تو دل بجہاں نتواں بست	جاں بریحان تو تازہ ست سفالے کم گیر
دلم از دیدن سرو قد او باغ شدست	گر بہشتم نبود چند نہالے کم گیر
خواستم وصف میان تو کنم لیک آں شعر	ہمہ مصنوع قد است خیالے کم گیر
لب تو یافتہ ام چشمۂ حیواں چہ کنم	با چناں آتش تر آب زلالے کم گیر
رخصتے دہ کہ بدنداں بکنم خال لبت	آخر اے جاں مثلے ہست کہ خالے کم گیر

۳۸۷ — حسن ار کوفتہ ماندست زچوگانت چو گوے / تو توی حال بماں کوفتہ حالے کم گیر — ے

اے مرا حال از غمت از ہر چہ دانی زار تر	بے تو بودن از ہمہ دشوارہا دشوار تر
من خود از آزار چرخ وجور انجم سالہا	زار بودم گشتم از روز فراقت زار تر
ہر شبے زاری کنم در حسرت پیوند تو	تو شوی ہر روز از روز دگر بیزار تر
کے رساند از گلستان وصال تو گلے	بخت کز خار مغیلانست ناہموار تر
گیسوئے تو کرد کار من پریشاں طرفہ اینک	طرۂ داری از آں ظاہر پریشاں کار تر
ابر نیساں را ہمی بینم پریشاں خاستہ	در ہوائے لعل تو ہر بار گوہر بار تر

ے چو رنگ ارغواں

۳۸۸ — ۷

اے شدہ چشم حسن از عشق لعلت غرق خوں
چشم او خونبار تر یا لعل تو خونخوار تر

پیر شدیم و نشد شور جوانی ز سر
می نگرم از درون حاصل خود بیش و کم
موج زناں خون دل گرچه فروزد رُخم
شب همه شب باغباں کرده در باغ قفل
پیک بهوا از مصر گر نرسد گو مرس
گر متفرق شوند هر دو جهاں کے شود

عمر برفت و نرفت صورت یار از نظر
عزم صبوری کم است عشق بتاں بیشتر
شعله زناں میجهد آتش عشق از جگر
مرغ حریف گلست تا بطلوع سحر
باد بکنعاں رسید داد ز یوسف خبر
عاشق و معشوق را تفرقه از یکدگر

۳۸۹ — ۹

گرچه بدست جفا خصم کشیدست تیغ
پائے بروں نه حسن دوست ستاده به بر

بقید عشق صیدم کرد تقدیر
دل و دیں بندهٔ دلبر شد آرے
مگر با جاں رود مستیٔ عشقش
عجب دارم اگر عاشق نمی شد
زہے ترکے که از غمهائے ابرو
شنیدستی قصهٔ زنجیر و کعبه
هزار دوشینه ست آهنگ حال کرد

ره تدبیر گم کردم چه تدبیر
رعیت را بباید ساخت با میر
که دایه آں میم داد ست با شیر
ملک چوں صورتش میکرد تصویر
کماں پیدا کشد پنهاں زند تیر
رخش را کعبه دان و زلف زنجیر
بیا مطرب هماں آهنگ برگیر

ے کو

بگوشش مدعی کے جائے گیرد	ہراں رخنے کہ ہست اندر مزامیر

(۳۹۰) حسن را طعنہ در عشق جواناں
مزن کو اندریں خوناب شد پیر **(۷)**

مپرس کز غمِ فرقت چہ گونہ مخمور	ز دوست دور تواں شد ولے نہ چنداں دور
کجاست حضرت دہلی و خوب رویانش	یکے بہشت درون و برون او پر حور
چہ حیلہ چوں کہ رسد زخم عشق بزرگ جاں	چہ چارہ چوں فتد پائے پیل بر سر مور
اگرچہ غیبتے افتاد بر طریق مجاز	ولے بر اہل محبت محققست حضور
اگرچہ کردۂ از حد بروں خرابیہا	درونہ ایست مرا ہم بیاد تو معمور
ہزار بار ہمی مردم از فراق ولیک	مرا امید وصال تو داشتست صبور

(۳۹۱) میان ما و تو آمیزشیست سخت حسن
چو اختلاط موافق میان دیدہ و نور **(۷)**

اے رخ خوب تو از عارض گل زیبا تر	چشم رعنائے تو از نرگس تر رعنا تر
طوبی از غیرت بالائے تو پنہاں ماندست	خود بگو تا چہ صفت باشد ازیں بالا تر
خوب زیبا بتواں یافت ولے نتواں یافت	روئے ازیں خوبتر و قامت ازیں زیبا تر
طرفہ حالیست مرا روز و شب اندر غم تو	دل چو دوزخ شدہ سوزاں مژہ چوں دریا تر
شب بکوئے تو شدم نعرہ زناں دریاور	بلکہ ایں بار زہر بار دگر شیدا تر
حال دوشینۂ شوریدۂ ما می پرسی	دوش رسوا بدم امروز ازاں رسوا تر

۳۹۲	دلِ مسکین حسن از عشق تو ناپیدا شد صبر از آں غمزدۂ دل شدہ ناپیدا تر	۵

شکلے عجبے داری رفتار عجبتر
لعلت عجب از لعل تو گفتار عجبتر
صف عجبے می کشی از مورچہ گویم
بربستہ کمندے دگر از مار عجبتر
یاراں لب خوانخور عجب خیرہ کشے بود
امسال عجب بینمش از پار عجبتر
ایں خشم ز خوے خوش تو بس عجب افتاد
تلخیت ز یاقوت شکر بار عجبتر

۳۹۳	بے ہیچ گنہ کشتن ہمچوں حسنے را از چرخ عجب دارم و از یار عجبتر	۷

اے بہشتے مجلس ما را تو نور
حور از رشک تو دایم در قصور
اے پری روے بنی آدم فریب
نے فرشتہ ایں صفت دارد نہ حور
حور روح مطلق آمد چوں ملک
تو میان این و آں خیر الامور
در وجود من چومی باشی تو سر
در سرم چوں دیدہ در دیدہ چو نور
ہم بہ نیکے تو خواہم داشت چشم
گرچہ چوں چشم بداں ام از تو دور
آنچہ بر من میرود در غیبتت
گر خدا خواہد بگویم در حضور

۳۹۴	وصل تو جوید حسن ہذا محال کے رسد ملک سلیمانی بمور	۵

اے خال ہندو پیکرت از ترک غارت کنا کتر
نامد ز ہندوستاں گہے ترکے ز تو چالاکتر

در کشتن بیچارگاں بے باک می بینم لبت
واں چشم اندک شرم تو بسیار زاں بیباکتر

می گفت امشب بلبلم یارب کہ داند در جہاں
من از تو اندہ گیں ترم یا تو ز من غمناکتر

گفتی کہ از ہر چشمۂ آلودۂ داماں دل
واللہ کزیں تہمت منم از آب دریا پاکتر

۳۹۵	باشد کہ روزے یا شبے طوفے کنی سوئے حسن تا در رہت خاکے شود از خاک غبرا خاکتر	۵

خال تو و حال من ہر دو سیہ ہیچو قیر
ذہن من و روئے تو ہر دو چو ماہ منیر

قد من و ابرویت ہیچو کماں کژ بود
قد تو و قول من راست بود ہیچو تیر

فرق تو و جسم من ہر دو چو ماہ نوست
موئے تو و روز من ہر دو چو شب گشت تیر

قہر تو و صبر من تلخ چو زہر آمدست
وصل تو و کام من ہیچ چو امید پیر

۳۹۶	لطف تو عشق من ہیچو فرح جاں فزا حسن تو شعر حسن ہر دو رواں دلپذیر	۷

مشو از جائے کہ از تو نشدم جائے دگر
بندۂ روئے توام تا نہ کنی رائے دگر

هر که رویت نگرد کے نگرد سبزه و گل — اهل فردوس چه محتاج تمنائے دگر
نیست در سینه بجز درد تو اندوه کسے — نیست در شهر بجز عشق تو غوغائے دگر
گر تو یک پائے بدیں سینه نهی هم بامید — چشم داریم که بر دیده نهی پائے دگر
روز بازار سر گیسوئے تو تا باقیست — سود حاصل نتواں کرد بسودائے دگر
با تو صد سال اگر باشم و چیزے نشوم — به ازانم که به هر چیز شوم جائے دگر

۳۹۷ گر تو صد بار بخاک افگنی امید حسن — خاک بروے که کند جز تو تمنائے دگر ۷

مشوا ے چشم مردم راز تو نور — بگفت دشمناں از دوستاں دور
مرا گفتی که بے من چیست حالت — چه باشد بے طبیبے حال رنجور
مرا با تو قیامت عشقے افتاد — قیامت کے توانم کرد مستور
الا اے چشم جاں را روشنائی — بچشم خانه کن تو نُہ علی نور
بیا کز دور حسن خویش امروز — تو هستی و جهانے از تو مخمور
اگر پیدا شوی در قصر فردوس — بکنج باغها پنهاں شود حور

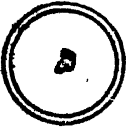
۳۹۸ نکردی هیچ وقتے از حسن یاد — سلیماں را کجا یاد آید از مور ۹

الا اے ساربان محمل فروگیر — که بگسست ایں دل دیوانه زنجیر
بگو آں ترک ترکش بند ما را — که بنواز ایں شکارے را بیک تیر

چو جاناں میرود جاں ہم برو گو	بگو بر ما چنیں رفتست تقدیر
باو بخشید خواہم زندگانی	اگر در مرگ خواہد بود تقصیر
لب او بوسہ دادم دوش در خواب	تواں دانست ونتواں کرد تعبیر
شکست آں میر خوباں عرصۂ دل	فراہم از کہ خواہد گشت از میر
مرا از شان آں آیت بگویند	برائے خود نیارم کرد تفسیر
بجز خوں خوردنم دیگر غذا نیست	تو گوئی دایہ خونم داد با شیر


۳۹۹

حسن دنبال آں سرو رواں رو
ولیکن در جوانے کے رسد پیر

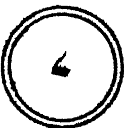

۵

ردیف (ز)

جانم ہر آں بلا کہ ز عشق آیدش فراز	از جاں قبول کرد و نکرد از تو احتراز
گفتی کہ سجدہ میکنی آں روئے را عجب	ہر سو کہ قبلہ یافتم آں سو کنم نماز
دل از درت گر یختہ ہر سو کہ میرود	زنجیریان زلف تواش آورند باز
دیرست تا بغارت دلہاست زلف تو	کس وزد راند داد چنیں رشتۂ دراز


۴۰۰

بارے بگویم ایں غم دل پیش نرگست
با آنکہ نزد مست نشاید کشاد راز

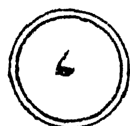

۲

از پے دیرے رسیدی دیر می آئی ہنوز	سر فدائے پائے تو چندیں چہ می پائی ہنوز

مدتے در انتظار مقدمت بود ست جاں / جان مسکیں بر لب آمد تو نمی آئی ہنوز
یوسف من گرچہ چشمم گشت بے رویت سفید / دارم از بوئے خوشت امید بینائی ہنوز
چندے بے زنجیر زلف خود پریشاں داریم / یا من دیوانہ را باقیست رسوائی ہنوز
نے ترا از جملہ عالم در دل من جاے بود / عالمے گشتی و در معنی ہمانجائی ہنوز
نغمۂ ہجر تو حلق عشقم را تلخ کرد / عیش این بیچارہ شیریں کن کہ حلوائی ہنوز



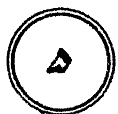
دل شدہ از دست و جاں پا در رکابست ای عجب
درچنیں حالت حسن را صبر فرمائی ہنوز



مئے دوشینہ در سرست ہنوز / مست خواہم شدن ہم اول روز
من چہ گویم جہان معنی را / ساقیم صورت جہاں افروز
اے کہ مغرور میروی زنہار / یار ہم مہربانست ہم کیں توز
نیست ایں راہ راہ رعنایاں / برو اے خواجہ بندگی آموز
جستجویش بگفتگو نشود / خار از پا بکش دہن بر دوز
بر سر آتشم نہد چو سپند / نیز فرماں ہمی رسد کہ مسوز



اے حسن ہنر خود بروں دادی
مئے دوشینہ در سرست ہنوز

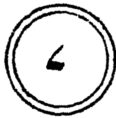


کجاست ہمچو تو اندر دو چشم فتاں ناز / ہزار حسن در و صد ہزار چنداں ناز
اگر ز ناز جفائے کند چہ شاید کرد / کشید نیست ز دیدہ جفا و از جاں ناز

رسید لاله ولیکن کجاست یا آں لطف — شگفت نرگس ولیکن کجاست با آں ناز
چه ظلمهاست دراں زلف کافرش یارب — مزید کرده براں چشم نامسلماں ناز



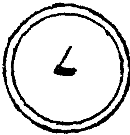
حسن ز ناز بتاں سر مپیچ کز عاشق
همه نیاز توقع بود ز جاناں ناز



گر من دل شده یکبار ترا یابم باز — عمر فانی شده را بوئے بقا یابم باز
دولت آں بود که یک روز گذشتے بر من — یارب آں دولت و آں روز کجا یابم باز
دیده روشن شودم بار دگر چوں یعقوب — گرچه تو یوسف غائب شده را یابم باز
طمعِ خلعت خاص تو ندارم اے کاش — از رقیبان تو تشریف جفا یابم باز
چوں شب تیره خود عیش مکدر دارم — صبح رویت بنما تا که صفا یابم باز
روز و شب قبلهٔ من بهر دعا رویش بود — هم دعائے بکنم کاں بدعا یابم باز



چوں حسن در غم تو دل بخدائے بندم
که آنچه گم کرده ام از فضل خدا یابم باز

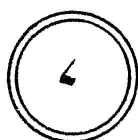


خه که گل همدم صباست هنوز — سبزه با آب آشناست هنوز
از دهان گل و لب بلبل — شاخ با برگ و بانواست هنوز
خار از گل قبائے رنگیں دوخت — غنچه در بنداں قباست هنور
غنچه از خشم خویش فارغ شد — مرغ را بیں که در دعاست هنوز
لعل ساغر طلب که در سحاب — اندک اندک نثار ماست هنوز

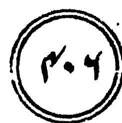
باغ را خانہ گیر گر بتواں	کاب را مہرہ درہواست ہنوز


۴۰۵

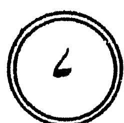
حسن از صورت خزاں بگذر
دور معنی بہار راست ہنوز


۷

امروز آسماں چو در دل کشاد باز	خورشید وش کشاد دلم بامداد باز
آیندۂ رسید رونده تر از صبا	کوری دشمناں خبر دوست داد باز
الحق صبا روئے کہ وش از مبارکی	ہر دل کہ تنگ بود چو غنچہ کشاد باز
یارم کہ بست[۱] با من روزے حساب عہد	عہدے گذشت و میکنداں روز یاد باز
بر خاستہ است باز خلافش ز مرد ماں	ایں اتفاق مرد میش چوں فتاد باز
الحمد للہ از غرضے بود در ضمیر	بکشاد قفل آں بکلید مراد باز


۴۰۶

در باغ خرمی شده بلبل صفت حسن
سودا بسان داغ بگوشہ نہاد باز


۷

دل ز جا رفت کہ دلدار نمی آید باز	غم فزوں گشت کہ غمخوار نمی آید باز
دل ز ہجرانش ہمی باز کند بند از بند	بر کہ بندیم کہ دلدار نمی آید باز
یعلم اللہ کہ مرا یار چو جاں بود عزیز	وہ کہ جاں میرود و یار نمی آید باز
چوں برفتے بہ منش باز گزار افتادے	چہ فتادست کہ ایں بار نمی آید باز
یار ہر چند سفر کرد چو گل باز آمد	چیست امسال کہ چوں پار نمی آید باز
پری از من بشد اکنوں من و دیوانگیٔ	صبر بیہودۂ من کار نمی آید باز

[۱] یک روز عہد بست فراموش کرده بود۔

۴۰۷	شب من تیره تر از روز حسن شد زیرا ماهِ من ہیچ بدیدار نمی آید باز	۷

در داکہ من از راحت جاں دور شدم باز
جاں رفت وکزاں جان و جہاں دور شدم باز
آں سروِ رواں گشت ہمی نالم از یرا
چوں بُلبل ازاں سروِرواں دور شدم باز
پیوستہ با بروش نظر داشتہ ام راست
وہ وہ کہ چو تیرے زکماں دور شدم باز
چوں شام و شفق یک بدگر آمدہ نزدیک
ہم صُبح صفت جامہ دراں دور شدم باز
با او چو دو لب یک نفسے داشتہ ام وصل
گوئی سبب زخم زباں دور شدم باز
پروانۂ آں شمع بدم دوش ہمہ شب
امروز چہ آمد کہ ازاں دور شدم باز.

۴۰۸	در روئے کسے باز نکردم بجہاں چشم تا چوں حسن از روئے فلاں دور شدم باز	۸

منم امروز عشق ترک طناز	کہ ترکیہاش گہ خشم است گہ ناز

ہزار از ما بیند از دبیک تیر	ہزارش ہمچنیں بادش بیک انداز
من از ہر رگ نوائے زخمۂ او	شنیدم محتسب گومی شکن ساز
بسا کس کو چو شمع از عشق آن لب	ہمی سوزد میسر نیستش گاز
مکن اے دل بزلف او تعلق	نشاید بود صرعی را رسن باز
چہ خواہی اے حکیم از من درین کار	تو کارِ خود بکام خود بپرداز
بہ پندارے کہ داری زہد سفروش	ترا گرما بہ خوش میدارد آواز

۴۰۹	حسن را گفتی از فردا میندیش تو از انجام ترسی او از آغاز	۶

اے پیوستہ بود ابروے تو با ما کژ

وعدۂ چشم تو چوں زلف تو سرتا پا کژ

الف قد تو از قد الف راستر ست

ابرویت راست چو دو زلف تو دو طغرا کژ

اے قدِ خوب تو چوں دین مسلماناں راست

طرۂ کافر تو ہمچو خطِ ترسا کژ

دل چو برگشت ز من من ہم ازو برگشتم

تیغ کژ را نتواں ساخت نیام الا کژ

بنشیں یار منی حکم گرانمایہ مکن

کعبتینِ کہ نشست است بخت ما کژ

۴۱۰	در رہِ عشق چو رُخ راست روانند ہمہ اے حسن تا تو چو فرزیں نروی زانجا کژ	۷

اے ملک منعم مفلس نواز
نامہ بنامِ تو تواں کرد باز
از تو پدیدار شدہ عرش و فرش
ہم تو ازاں و ہم ازیں بے نیاز
قطرۂ از ابرِ عنایت بریز
بو کہ نمازی شودم یک نماز
آنِ خودم کُن نفسے تا کنم
از خود و ہم از دو جہاں احتراز
رحمتِ خود رہبرِ ما کن کہ ہست
مرحلہ بس دُور رہے بس دراز
با کرمِ تو دلِ ما نشکند
زانکہ کریمی و شکستہ نواز

۴۱۱	بندہ حسن را کہ امیدش بہ تست کارِ تو سازی کہ توئی کارساز	۷

دل بقصدِ بیدلاں داری ہنوز
زاریم بیں چند آزاری ہنوز
کارِ ما برہم زدی و میزند
ترکِ چشمت تیغِ قہّاری ہنوز
کردی اشکِ عاشقاں شنگرف فام
ناکشیدہ خطِ زنگاری ہنوز
برطرف نہ مستیٔ دوشینہ را

جام دیگر کش کہ ہشیاری ہنوز
اے چو بادہ در کشیدی خونِ من
ہم ازاں مے در قدح داری ہنوز
شہرے از انعام عامت تازہ شد
از غریباں یاد می ناری ہنوز

۴۱۲	از وفا دردِ سرت گشتہ حسن تو نگشتہ از جفا کاری ہنوز	۷

بازِ پیکانِ غمزہ کردی تیز
یا برآویز جملہ عالم را
عشق تو برکشید دستِ ستم
تا چو لیلےٰ شدی تو ماہِ عرب
اے دل ار چشم می زنی زبلا
ترک شیریں سوار گو کہ کشم

ترک باشد نہ اینچنیں خونریز
یا یکے پردہ فرو آویز
ہر کرا پائے ہست گو بگریز
منِ مجنوں خوشم براہِ جہیز
دیدہ بردوز زیں بلا انگیز
سر چو فرہاد در سمِ شبدیز

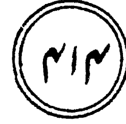
۴۱۳	حسن آمیختست با دردش زاں سخنہائے اوست درد آمیز	۷

چو گل را میسر شد اسباب ناز
جگر خوردنِ جانم از حد گزشت

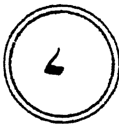
بیا ساقی اسباب شادی بساز
بیاراں جگر پرورِ دلنواز

بخلوت نشیناں خبر دہ کہ ہست
بے مہر بر نہ لبم را ازانک
امام محلہ گلہ می کند
نگویم غم سینہ با دلٔ بلے

درمیکدہ چوں در توبہ باز
حریفاں ملولند قصہ دراز
بت اندر دلم چوں گذارم نماز
نگویند با مست و دیوانہ راز


۴۱۴

نیازے کہ در عشق دارد حسن
کہ داند بجز حضرت بے نیاز


۷

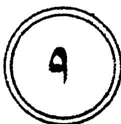
ردیف (س)

اے چہرۂ گلرنگ تو گلزار ہمہ کس
خط گرد عذار تو شبے گیر مقتر
کنجے طلبم با تو پری رو چہ کنم من
درویش ترا جوید نے جنت فردوس
ساقی خس ازاں جام بروں آر و بمن دہ
در خانۂ پنجاہ مرا عمر چناں رفت

مقصود دلم از گل و گلزار توئی بس
خوے کز رخ خوب تو چکد ماء مشمس
آں طاق سلیمانی و ایوان مقرنس
بیمار شفا خواہد نے بستر اطلس
تا کور کنم دیدۂ اندوہ بداں خس
چوں تیر کہ از شست جہد رو نکند پس


۴۱۵

از پائے در آمد حسن و دست کہ گیرد
جز فضل خداوند تعالیٰ و تقدس


۹

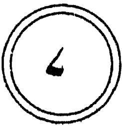
اے ہمہ شب یاد توام ہم نفس
نامدہ با یاد تو ام یاد کس

خواستمت کرد دریں سینہ جائے
جاں در تو یافت کم تن گرفت
گم شدہ من ماندہ ام از کارواں
تا بجفا دست بر آوردہ
یک نفسے ماندہ ز ما طرفہ اناک
از تو بغیرے چہ شکایت کنم
پیش تو ہر فصل کہ خوانم خطاست

رفتی و از سینہ نرفت ایں ہوس
مرغ ہوایت چہ کند ایں قفس
قافلہ سالار بجنباں جرس
پائے نمی آرے ازیں باز پس
با تو ازیں در نتواں زد نفس
اے تو ز فریاد بہ فریاد رس
اصل ہمہ نظم نظامست بس


۴۱۶

گفتیم از من بگذر اے حسن
چوں گذرد از شکرستاں مگس


۷

خواہم کہ بوسم پائے تو چندانکہ یابم دست رس
اے صبح دولت یکدمے یا دوستاں شو ہم نفس
باز آ و بنشیں[1] یکزماں تا بنگرد نظارگی
جمشید ہم خوان گدا سیمرغ مہمانِ مگس
از ما جو برگیری قدم گردد وجود ما عدم
ما ذرہ و تو آفتاب اے نو ہمہ ما ہیچ کس
اے خسرو خوباں بر اں عیشے بشیریں کہ من
رفتم چو فرہاد از جہاں دست تہی سر پر ہوس
از طرف گوئی گہ گہے عین بلا شد چشم من

[1] بنشیں بر ما یکزماں تا بنگرم نظارگی

اے من غلام طرف تو درویش را یک حرف بس
گہ صومعہ سازیم جا گہ مست را بوسیم پا
فریاد مارا ہم زما مارا زما فریاد رس

۳۱۷	فریاد بیچارہ حسن ہست از جدائی درت ست عنایت بر کشا بشکن بریں بلبل قفس	۶

مشولے خواجہ ازیں بیش گرفتار ہوس
کہ بقائے ندہد مہلت دہ روزہ بکس
فرصت امروز کہ داری نفسے دریابش
ورنہ خواہد شدن از دست نگہدار النفس
توشہ بردار کہ بر بادیہ خواہی رفتن
تشنہ مگذر کہ رواں میگذرد آب ارس
گر تو امروز بفریاد ضعیفے نرسی
نرسد روز پسیں نیز بفریاد تو کس
کارواں می گذرد یکیک و تو بر سر راہ
چوں شتربان شدہ خرسند بآواز جرس

۳۱۸	گوش کن پند حسن تا کہ زیانے نہ کنی انگبیں را بچشے تو مگر از کار مگس	۶

خوش آں شیشہ کز و میباز دش کاس
مے اندر وے چو یاقوت اندر الماس
بیا دورے بگرداں آسیا وار
کہ حیرانیم ما چوں دانہ در آس
فلک بنگر خدنگ فتنہ در شست
چہ بر خود می نہی بیہودہ پرخاس
مے اندر دہ کہ ما خود میہمانم
سہ نیمہ خشت و یک پرکالہ کرپاس
حریم قدسیاں شد مجلس ما
نہ دیو ایں جا گذر دارد نہ وسواس

۴۱۹	جہاں دیدی حسن بگذار و بگذر چہ داری خانہ صد رخنہ را پاس	۷

ردیف (ش)

کجائی آخر اے ماہ قصب پوش
مشو غرہ چنیں بر خوبیٔ خود
چو در گفتن نباید حد حسنت
گرم مدہوش از وصل تو ہش دار
چو بخریدی ہنر نادیدہ ما را
خطت برلب چو زنگی دایۂ بیں

مہ تو غرہ ات را حلقہ در گوش
خطت فتنہ است و انگہ بر بنا گوش
ازیں گفتن بباید بود خاموش
کہ ہوش اندر فراقت ماندہ مدہوش
کنوں نا کردہ جرمے باز مفروش
گرفتہ شیر خوارے را در آغوش

۴۲۰	حسن دل یادگارت داد و خود رفت مکن آں رفتہ را از دل فراموش	۸

بیا ساقی طریق ناز را باش
چو یک ذرہ دریں نہ شیشۂ چرخ
ہوا ہائے نوا را مرغ مجلس
اشارت کرد چشم نے سوئے چنگ
بیک می ساخت نے با چنگ حسنت

چو دور عشرتست آغاز را باش
صفائی نیست سنگ انداز را باش
چکاوک ساخت ایں پرواز را باش
کہ ایں پیر جواں آواز را باش
نواز شہائے آں دمساز را باش

بیا اے وعدہ کردہ لب بریں لب برآوری مرا از آب و گل من	چو شمع چند سوزی کاز را باشش زہے پردہ در آخر راز را باشش

۴۲۱	ندیدم گاہ یک گشتی حسن را سخن از صد برفت ایجاز را باشش	۷

کجاست آنکہ مرا سرمہ بود خاک درش	کہ ہیچ بر من خاکی نمی فتد نظرش
ضعیف و تار شد ستم چو ماہ سی روزہ	دریں سہ روز کہ دورم ز روے چوں قمرش
مگر ز غصۂ من شرح داد بود کسے	سہ روز شد کہ نمی یابم از کسے خبرش
گرش بجان و سرم قصد ہا بود واللہ	مرا نباشد سوگند جز بجان و سرش
چہ علم باشدش از زحمت سفر کہ نبود	مگر ز دیدۂ من تا دروں دل سفرش
مرا اگر سفرے اوفتاد یا خطرے	خدائے باد نگہ دار از ہمہ خطرش

۴۲۲	حسن کہ بود ز روئے بتاں دلش داغی کنوں ز آتش دل داغہاست بر جگرش	۷

اے دل از عشق جبیباں پا مکش	دست از آں معشوقۂ زیبا مکش
پائے در آمد قندِ کویش خوش است	اگرچہ او سر می کشد تو پا مکش
گفتمش سر می نہم بر خطِ تو	گفت سر در چنبر سودا مکش
خواستم زلفش کشیدن تا کمر	گفت ہے ہے پائے تا اینجا مکش
اے ملامت گو چہ رسوائیست ایں	داغِ دیگر بر دل رسوا مکش

مصلحت در گوشش مهجوراں مگو	توتیا در چشم نابینا مکش

۴۲۳	چشم گریان حسن ہیں دم مزن روز باراں رخت در صحرا مکش	۷

دل کز غمت محروم شد حالے جگر خوں کردمش
چشم از جمالت دور ماند از خانہ بیروں کردمش
اشکے کہ می آمد بروں چوں دُرّ دندانِ تو خوش
ہمچوں درونِ عاشقاں یکبارگی خوں کردمش
عشقت رسید و ملک و دل بگرفت شاہنشاہ شد
عقلم فضولی می نمود از شغل یکسوں کردمش
بختم کہ اختر داشتے از خاک تیرہ تیرہ تر
از خاک بوس درگہت طالع ہمایوں کردمش
شب لا بہا کردم بسے با گیسوے شبرنگ او
واں مار زخمے تازہ زد ہر بار کافسوں کردمش
گفتم طبیب عشق را ہاں جان بیمارم چہ شد
گفتا پش دیدہ بدی درد سرا فزوں کردمش

۴۲۴	دوش از دہان قایلے در گوشم آمد نام او من از غزلہائے حسن پر در مکنوں کردمش	۷

یوسفے کز خانہ غایب بود در می یابمش
اے ملامت گر نسیم دوست جانم تازہ کرد
کم مکن بخشِ اے فلک آں یک جگر گوشہ ز من
گیسویش از تار خود میداشت روزم تیرہ تر
چشمۂ خضرش دہن نطق اندرو جوئے بہشت
خار خار عشق او خواہم کہ از جاں برکنم

آنکہ بے او بے خبر بودم خبر می یابمش
گر ضلالت نامم نہی ایں اثر می یابمش
الحمد اللہ سن بصد خون جگر می یابمش
امشب آں گیسو شب قدرست در می یابمش
لاجرم ایں بار بر آب دگر می یابمش
صبح بوئے آید از گل تازہ تر می یابمش

۴۲۵

اے حسن بر چشم مست یار عاشق شد دلت
زود دریابش کہ در عین خطر می یابمش

۷

بہ از صد جاں شیریں ست لعل شکر آلودش
چو دل شیریں برد از ما ملامت کے کند سودش
گرفتم آنکہ من فرمان دل بردم بدل دادن
گنہ کردم[1] ولے ایں بے گنہ کشتن کہ فرمودش
دل از چشمش امانے خواست آں کافر نداد اورا
ز زلفش ہم تقاضا کرد آں ہندو نبخشودش
نکو داند کہ مقصودم جز از وے نیست یک ساعت
بمقصودم نمی خواہد ندانم چیست مقصودش
خوش است آں روے چوں آتش ہمہ عالم از او روشن
ولے ترسم کہ آب از چشمہا بیروں زند دودش

[1] گنہ کردم ولیکن ایں گنہ کردن کہ فرمودش

دل یک شہر در ضبط مثال حسن او یابی
خصوصاً کز خط جاں بخش طغرایے برافزودش

۴۲۶ — ۷

حسن بے یار و بے دل آنچناں شد کو نمی داند
کہ روزے دلستانے بود یا وقتے دلے بودش

تعالی اللہ چہ دولت داشتم دوش	زیار نوش لب کردم قدح نوش
فسون دوستی افسانۂ ناز	ہمہ در گوش گویند ہم در آغوش
چہ گویم آں جمال بے بدل را	کہ ہوش از حیرت او بودہ بیہوش
کمند گیسواں افگند تا پائے	کمان ابرواں آوردہ تا گوش
فریب آمیز خالے بر زنخداں	بلا آموز خطے بر بنا گوش
بساط حسن افگندہ در آفاق	شہ افلاک را گسترده سرپوش

۴۲۷ — ۷

معنبر کردہ دوش از زلف مشکیں
حسن امروز کے دریابی آں دوش

اے بے تو مرا ز دیں فراموش	وز ہمدم و ہمنشیں فراموش
گفتم ز غمت فرو درم جیب	شد دست در آستیں فراموش
گر لعل تو بنگرد سلیماں	حقا کہ کند نگیں فراموش
بازلف و رخت جہانیاں را	شد سنبل و یاسمیں فراموش
گویم سخنے اگر نگردد	یا خاطر نازنیں فراموش

یکبارگی اینچنیں فراموش	یاد آر کہ ھر گزم نکردی

۷	در حسرت حسنِ تو حسن را دل گم شدہ عقل و دیں فراموش	۴۲۸

دل از غم زار شد گو ہیچناں باش	زمن بیزار شد گو ہیچناں باش
در آمد عشق و دست حکم بکشاد	خرد بیکار شد گو ہیچناں باش
ولے کاندک دلیل صحتش بود	زسر بیمار شد گو ہیچناں باش
مقامے کز ریاحیں فرش گل بود	بساطِ خار شد گو ہیچناں باش
بنائے زھد و بنیاد ورع را	خلل بسیار شد گو ہیچناں باش
ہماں خانہ کہ دیرِ طاعتم بود	در خمّار شد گو ہیچناں باش

۷	بعشقم طعن می کردند خلقے حسن ہم یار شد گو ہیچناں باش	۴۲۹

جانا زسر زلف نسیمے بصبا بخش	جانے تو ازاں عالم ارواح بما بخش
بکشائے رُخ فرخ و دُرج دہن تنگ	رھرے بغریباں کن و قہرے بگدا بخش
تشریف وفا از تو طمع می نتواں داشت	برعادتِ دیرینہ ہماں نقد جفا بخش
می گفت مرا عشق کہ جاں راکمرے بند	وانگاہ براں کج کلہ و جست قبا بخش
ناگاہ شبے خفتم و دیدم سر خود را	اے بخت بہراں خوابکہ داری تو مرا بخش
ایں عشق یکے واقعۂ بود خدائی	اے عقل تو دم در کش و ما را بخدا بخش

ئے روے ئے جاں را بہ کمر بند

۴۳۰ — ۵

اے دوست یکے در حسن را نظرے کن
زاں نرگس نوخیز بہ بیمار دوا بخش

اینک آں سروے کہ من می جستمش
ایں سہیل اندر دیار ہند بود
بلکہ با من بود آں یوسف مدام
منت بیرونیاں حاجت نبود

چوں صبا در ہر چمن می جستمش
من ہماں سوئے یمن می جستمش
کاش ہم در پیرہن می جستمش
گر درون خویشتن می جستمش

۴۳۱ — ۷

خود حسن می گفت کو خواہد رسید
من بداں فالِ حسن می جستمش

روز عید ست از لب یاقوت حلوائے بخش
چوں ترا ہم در ازل خرمائے شیر آلود ہست
اے ہلال ابرو رخ داری چو عید آراستہ
خسروِ خوباں شدی تیمار مسکیناں بدار
چشم نرگس[۱] غنچہ لب چوں سبزہ زارے گرد گل
حیف باشد کاں چناں یہانہی بر ہر لبے

تشنگانِ ہجر را رحم آور و مائے بخش
عید وقت کشتگاں را شیر خرمائے بخش
روزہ داراں را زخوان عید حلوائے بخش
اہل مستیز عبائے قہر کن جائے بخش
پردہ از رخ بر فگن ما را تماشائے بخش
ایں طبرزد ہا ہم چوں من شکر خائے بخش

۴۳۲ — ۷

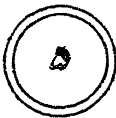
در وبائے ہجر تو درماندہ ام ہمچوں حسن
آخر از لعل لبت یاقوت حمرائے بخش

۱۔ چشم نرگس، شگفتہ بھی [illegible] گا

زلفت که باد بر رخ رخشاں رساندش ابرے بود که برمہ تاباں رساندش
دل پیش دار و از سر زلفت شبے دراز آں طاقت از کجا که بہ پایاں رساندش
عاشق امید بر خط سبز تو داشتست تا آں خضر بچشمۂ حیواں رساندش
دیوانۂ که بر پر مورش دست نیست یکبوسہ ات بمہر سلیماں رساندش
بستم باہ خود دل خاکی خویش را ہم آہ من بگنبد گرداں رساندش
بر دست دل دہم پس ازیں قصۂ حسن باشد ببارگاہ الغخاں رساندش



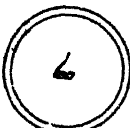
اعظم معز دولت و دیں آنکه روزگار
ہر آرزو که او طلبد آں رساندش



چہ اندازی سوئے دشمن بساں تیرم از ترکش
کماں دار از پئے قرباں بسوئے خویشم اندر کش
مرا گو بند ترکش کن که آں دلدار بدکیش است
چگونہ ترک جاں گیرم نمیگیرد دلم ترکش
بلائے عشقت اے دلبر بہ لائے محنتم افگند
چو من در لائے ہجرانم ز لائے محنتم برکش
خطت را گر خطا گفتم که مشک نافۂ چینست
غلط گفتم خطا کردم خطے گرد خطا درکش



حسن گر عشق میورزی چرا سر میکشی بارے
لوائے عشق جاناں را ز بام عرش بر ترکش



ردیف (ط)

ای درمیان دائرهٔ مانندهٔ نقط / تا نقطه نیست دائره را نیست دور خط

حرفی که سرّ هر دو جهان مندرج دروست / آں حرف ذات تست تو در خود مشو غلط

اول جواهرے که ز انوار شد پدید / ذاتِ تو بود تا بدم آخر و وسط

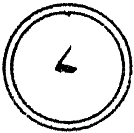
هر کس که ماند بے خبر از ذات خویشتن / وازوں چو دیو گشت و شد ایں موجب سخط

در بحرِ معرفت که محیطے است پر ز دُر / جهدے نمائے تا که شناور شوی چو بط

ور نیستی سمندر ازیں نار کن حذر / زیرا که تاب ماه نمی آورد شمط



خاموش یکزماں منشیں اے حسن توہیچ / میکن بیان جوہر انساں بدیں نمط



ردیف (ع)

دل ز ما برداشت جاناں الوداع / جاں بدو اولی ترا اے جاں الوداع

یاسمن رفت اے سمن زار الفراق / گل سفر کرد اے گلستاں الوداع

کاروان مصر یوسف را ببرد / الوداع اے پیر کنعاں الوداع

خاتمے کاقبال بروے ختم بود / دیو برود اے سلیماں الوداع

خط عمر از لوح جانم شسته شد / اے قرینانِ دبستاں الوداع

مهر خاموشی بریں لب مے نهند / اے سخن گویانِ گیهاں الوداع

۴۳۶ — ٥

دوستاں رفتند و ما پا در رکاب
اے حسن دستے بدہ ہاں الوداع

دوش خوں ریختم از دیدہ بہنگام وداع — دیدہ شد عاقبتم در سر ایام وداع
آنکہ صد شور و شغب میکند از سختی مرگ — بچشید ست مگر جرعۂ از جام وداع
ہر کہ در کام کند شکرے از عیش و نشاط — بشکند کام بنا کام بہنگام وداع
چوں برفتم بوداعت دل و دیں با تو برفت — آخر الامر ہمینست سرانجام وداع

۴۳۷ — ٦

از وداع تو حسن نامزد موج بلاست
وہ چہ بودے کہ نبودے بجہاں نام وداع

ردیف (غ)

اے تو اندر دیدہ چوں در شب چراغ — ماہ را از غیرتت بر سینہ داغ
چشم تو در غمزہ ترکے با خدنگ — زلف تو بر روے دزدے با چراغ
خط سبزت را چگویم گوییا — سبزہ رستست گرداگرد باغ
پیش روے چوں گلت بیروں کند — غنچہ ہر بادے کہ دارد در دماغ
حسن مادر زاد تو دادہ ترا — از تکلفہاے مشاطہ فراغ

۴۳۸ — ٧

خال تو حال حسن را تیرہ کرد
بر چناں بلبل نشاید جور زاغ

ردیف (ق)

کارم بہ جاں رسید ہمینست کار عشق
سر رفت ہم نمیرود از سر خمار عشق

بد کرد روزگار مرا عشق نیکواں
یارب ازیں بتر نشود روزگار عشق

مادر بزاد و دایہ عشقم بپرورید
چوں بود شیر خوردنم اندر کنار عشق

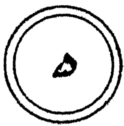
اے گورکن فراخ ترک ساز گور من
یا من بس است اندوہ و غم یادگار عشق

ناید فرو بمنزل مقصود محملش
اشتر دلے کہ او کشیدست بار عشق

اشکے چو لالہ دارم و روئے چو زرد گل
آرے ہمیں شگوفہ دہد نو بہار عشق



تا کے ہوس کنی گل و گلزار اے حسن
خارے طلب کہ رہ کندت خار خار عشق



ردیف (ک)

دوشش درآمد از درم آمدن نہان ترک
از گل تازہ تازہ تر ز آب رواں رواں ترک

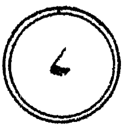
شکل قدش چو سرو نو رنگ رخش چو برگ گل
غنچہ صفت جوان تر لیکہ ازو جوان ترک

زلف سیاہ پاکشاں روے سفید عرق خے
جیب باد واشدہ چشم زمے چیان ترک

گفتمش اے نگار من گر سخنی نمی کنی
کوری آں رقیب را یک نظری نہان ترک



گفت بخندہ اے حسن کے برتو کشیدمے
گر نہ بدے سوئے تو ام خاطر گے کشان ترک



ردیف (گ)

از دہانت چہ چشم دارم رنگ — کہ دہانت چو چشمت آمد تنگ
گرچہ تنگیست لیکن اندر وے — از شکر تنگ دیدہ ام بر تنگ
وہ کہ میداں فراخ یافتہ — رخش را چابکانہ برکش تنگ
پیش رویت کہ زہرہ را ماند — ماند میزان نیکواں بے سنگ
کار عشاق بے نوازش تو — کج بماندست راست ہمچوں چنگ
عاشقان تو زخمہا خوردہ — ہم بسوئے تو میکنند آہنگ

(٤٤١) حسن آنجا رسید نتوانست — راہ بس دور بود و مرکب لنگ (٩)

صبح چوں می زند دم نیرنگ — می یک رنگ خواہ چند درنگ
خور مے صبح رنگ بہ کہ کشید — صبح زنگی ز حقۂ نیرنگ
وقت صبحست خوش بود ایں وقت — باد خوش بوئے و بادۂ خوش رنگ
ساقیا عیش زنگیانہ بساز — دل چہ داری چو چشم ترکاں تنگ
خیز د آہنگ بزم کن اینک — نائے مطرب بساز کرد آہنگ
باد اندر بروت دارد نائے — ننگرد ہیچ در تواضع چنگ
چنگی از بہر دام مجلس را — بگریباں چنگ در زدہ چنگ
دف کہ در دور خویش آئینہ ایست — بردہ از طبع دردنوشاں زنگ

۴۴۲	هر زمانے حسن زکشتی بزم بحرے اندر کشیدہ ہمچو نہنگ	۵

ردیف (ل)

خطے از عنبر تر مر ترا خال
میانِ ہر دو زلفت فرق دیدم
لبت را یارب آں کنجد چہ زیست
مرا آں خال مادر زاد تو کشت

خطِ مشکیں زیادت کردہ یا خال
ندیدم فرقے از خطِ تو تا خال
چناں کاں روے گندم گون را خال
چنیں ہا مادرت فرمود یا خال

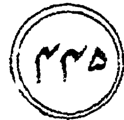
۴۴۳	حسنؔ چوں خال شد از تو سیہ پوش مدار از روئے خوب خود جدا خال	۵

خط تو ز عنبر خلیت برگل
جز بر دلِ من نیست بار ہجرت
بس طرفہ طریقت عشق بازی
بسیار نوشتہ ام حدیث خوباں

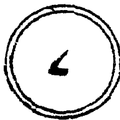
اے خادم خط تو گشتہ سنبل
بنگر کہ چہ حد باشد ایں تأمل
تا چند تواں زیست بر تحمل
ششتم ہمہ جزو ہا کنوں گل

۴۴۴	باری چو رود نظم را تفکر در مدح شہنشہ کنم تامل	۷

اے کہ از سبزہ نہادی دام گل　　تازہ می دارد رُخ تو نام گل
این نہ خط خوانم کہ بر طرف چمن　　موئے در مو بافتستی دام گل
آستیں از روے زیبا دُور کُن　　جامہ حاجت نیست بر اندام گل
گفت و گویم از ہوائے تست باز　　مرغ ہنگامہ کند ہنگام گل
ذوق لعلت از یکے دہ شد بلے　　مے گوارا تر بود ایام گل
عارضت صف سمن خواہد درید　　زاں بچوب اندر کشند اعلام گل



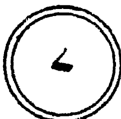
عاشق گلگوں رخت چوں شد حسن　　اینک اینک گونہ زر فام گل



اے دادہ بتو ہمہ جہاں دل　　از دست فراق تو بجاں دل
گر نیست دلت ز سنگ خارا　　بر بندہ چہ میکنی گراں دل
دل می طلبی وگر چہ خوں شد　　از دیدہ ہمی و ہم رواں دل
یک روز میاں بزلف بستی　　گمراہ شد اندراں میاں دل
بنگر چہ خوش آمد اں سوادش　　کز زلف تو ساخت خانماں دل
گر دست رسد توانم آورد　　از زلف خوش تو موکشاں دل



بشنو ز حسن حدیث دردش　　اے یار قدیم مہرباں دل



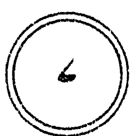
اے در کمال حُسن تو حیراں شدہ عقول　　در سینہا عزیزی و در دیدہا قبول

بر جبههٔ تو آیت رحمت نوشته اند	اے بخت آں کسے کہ تو بروے کنی نزول
عشقت خراب کرد دلم ہمچنیں بود	ہر گہ کہ بادشہ بدیارے کند دخول
زمن شکایت آید و نز تو فروتنی	تو چو سپہر سرکش و من چوں زمیں حمول
ما را غمت تو کشت و نگفتیم قصہ باز	ما کشتہ یہ کہ طبع لطیفت شود ملول
بارِ امانت تو ز سر کے نہم فرد	گر نام من ظلوم کنی یا لقب جہول



۳۴۷

گر بشنوی حدیث حسن ورنہ ما تمام
گفتیم و جز بلاغ نباشد علی الرسول



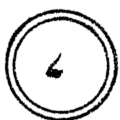
۷

چنیں یکبارہ مشکیں زلف مفتول	کہ زیر ہر شکن شہریست مقتول
زگریہ چشم من تیرہ شد آرے	بشستن کے شود آئینہ مصقول
زچندیں خوں کہ کردی تو شنیع جز شہد	نشد شہد از لبِ نوشینت مغسول
کند صد صنعت اندر بیت خود نحل	ولے معنی اواز تست منحول
رخت ہم آتش آمد ہم گلستاں	بمعجز ہا نشاید جست معقول
دراں خلوت کہ محرابم تو باشی	باستغفار نتواں بود مشغول



۳۴۸

حسن را قابلِ اسرار خواندی
ہمیشہ قابل تو باد مقبول



۷

اے رخ چو ماہ تو دادہ جہاں را جمال	از در تو دور باد آفت عین الکمال
عید نکردیم ما پردہ ز رخ برفگن	عید بنا گوش تست گوشۂ ابرو ہلال

روئے چہ پوشی از آنک بے تو جہان نیست ہیچ — چشم جہان روئے تست مردمک دیدہ حال
کوئے تو جویم نہ باغ اینک نعم البدل — روئے تو خواہم نہ گل اینک حسن السوال
گفتیم اے دوست رو مصلحتے پیش گیر — دوستئ تو بست مملکت بے زوال
مفتئ عشق تو باز ایں چہ روایت کند — کردہ وصالت حرام خون جہانے حلال

۴۴۹ گر تو بدانی کہ چیست عاقبت عاشقاں
حال حسن بیں نخست بگزر ازیں حسب حال ۷

برانیم با کارواں یک دو منزل — وداع عزیزاں رسانیدن دل
شبے عیش نا راندہ راندند جملہ — یکے عہد نابستہ بستند محمل
زہے دور ناخوش زہے بخت سرکش — زہے سوز مہلک زہے دور مشکل
ہمیں بود از نقد ایام باقی — ہمیں بود از وجہ[۱] امید واصل
منم ز آتش سینہ و آب دیدہ — گہے دست بر دل گہے پائے در گل
میسر نشد یک سجود و داعی — چواں قبلۂ من برفت از مقابل

۴۵۰ حسن چند سیارۂ اشک رانی
نہ مہ را طریقست منزل بمنزل ۹

زہے طراوت حسن و زہے مزید جمال — ملاحتے بتمامے لطافتے بکمال
ز مشک دائرہ جیم کرد صفحۂ سیم — بجائے نقطہ دراں جیم جائے یافتہ خال
اسیر غمزۂ شوخ تو شد دل تنگم — شدہ ضعیف گرفتار شحنۂ قتال

[۱] از وجہ ایام حاصل

دل منست بچوگانت خوئے کردہ چوگوئے
رسیدہ ہر طرفش کوب وگشتہ حال بحال

غلو مکن بہلاکم کہ ذوق می ندہد
چو من شکارے وچون تو سوار در دنبال

بیار یک قدح اے نور چشم مشتاقاں
ولے چو چشم من از خون دیدہ مالامال

ستارہ بارئ چشمم چو دید گفت حکیم
کہ حکم طالع یاراں مقرر است امسال

مرا ہمی نخرد ہیچ کس بیازارے
غلام را ہنرے نہ چہ عیب بر دلال

۱۵۴ — ۷

زنار ہائے حسن خوں گریست ہر کہ شنید
چگونہ حکم کنم زخم خوردہ را کہ منال

شمائل تو لطیفست وصورتت مقبول
مباد جز تو مرا دل بدیگرے مشغول

اگر قبول نیفتد ترا ارادت من
نرنجم از تو کہ ہم قابلی وہم مقبول

چو نامۂ تو بخواندم ہزار بوسہ زدم
ہزار بوسۂ دیگر بدست وپائے رسول

ز زندگانئ من بے تو خلق حیرانند
کہ بے وسیلۂ جاں نیست زیستن معقول

وجود تو یکے آیت است از رحمت
امید کایں طرفش باشد اتفاق نزول

امید آنکہ شود با حصول دیدارت
مراد ہر دمہ جاں حاصل وغرض محصول

۴۵۲ — ۷

زدست عشق چناں عاجز است عقل حسن
کہ پیش شحنۂ جبار عامل معزول

ایں منم کز تو سلامے بمن آورد رسول
تازہ تر کرد ہوائے من و امید وصول

نامہ آورد رسول تو ومن از شادی
گہ سر نامہ ہمی بوسم وگہ پائے رسول

گر جوابے ننویسم کرمت بسیار ست	فضل کن ہر چہ ترا در نظر آید ز فضول
من خود از شوق تو پیچیدہ سرم چوں نامہ	تن نالان چو قلم از کشش عشق طول
روئے خود ساختہ ام صفحہ بجائے کاغذ	عذر قرطاس بود نزد کریماں مقبول
قلم از نوک مژہ کردہ سیاہی از چشم	ہمہ شب شرح غمت را بکتابت مشغول

۳۵۳	گفتیم حال حسن چیست ز اقبال غمت کار بر حسب مرادست غرضہا محصول	۹

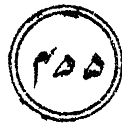
بارہا گفتم بخواہم گفت وصف آں جمال
نے خیال است ایں نیاید حسن او اندر خیال
ماہ خوبانست و در ہر خانہ کو منزل کند
ہیچ اندیشہ نباشد باچناں مہ از وبال
مہر اگر یک روز مہر خود بنام او زند
کس نہ بیند بیش ملک نیمروزش را زوال
عاشقاں را ضربت معشوق در کار آورد
گوئے را بر زخمۂ چوگاں ہمی بینیم حال
ایں چہ پیدا دست کاندر مجلس ما میرود
دل مغنی درزد دو طنبور یابد گوشمال
لیلے اندر قافلہ بس تند می راند شتر
کاروانے در جل حیران و مجنوں در جبال

اے صبا بکشا نقاب از صفحۂ رویش یکے
فال ما فرخندہ کن زاں آیتِ فرخندہ فال
از فراق او غمے بر سینہ دارم ہمچو کوہ
کوہ ہم نتواند ایں غم را نمودن احتمال

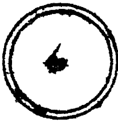
۷	اے حسن دستِ تو در فتراک وصلش کے رسد ایں طرف فقر قوی آں سو غنائے باکمال	۴۵۴

دی گذر کردم بہ صحرائے کہ بد ماوائے گل
بلبل آسا شد دلم اندر سر و سودائے گل
بلبلاں دیدم بر آوردہ فغاں با یک دگر
از سرمستی و بیہوشی دراں صحرائے گل
نالہ چوں بلبل بر آوردم کہ بود اندر دلم
یاد روئے یار چوں دیدم رُخِ زیبائے گل
ہمچو گل در غنچہ رُو از من نہاں کرد آں نگار
ورنہ با رویش کجا بودے مرا پروائے گل
ہر کہ خواہد کو بہ بیند چہرۂ زیبائے یار
گو بیا اکنوں و بنگر چہرۂ[1] زیبائے گل
گر نہ گل در جست و جوئے رُوئے یارم آمدست
پس چرا رفتست چندیں خار اندر پائے گل

[1] چہرہ و سیمائے



اے حسن چہ جائے گلزار ست چوں بلبل بناں
زانکہ باغ آراستست از روئے شہرآرائے گل



ردیف (م)

مرا کامشب توئی ہمراز و ہمدم
بروں زد[1] خواب ما خیمہ زعالم

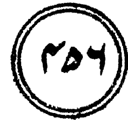
توے می نوشی و من در خمارت
تو از شادی نمی خسپی من از غم

زعشق آں رخ چوں آفتابت
چو صبح اینک شمردہ میزنم دم

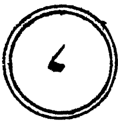
چگونہ آدمی حیراں نماند
پری پیدا شدہ از نسل آدم

چہ زلفست ایں چو شام تیرہ من
کہ یک روزش نمی بینم فراہم

کجائی اے بہشت ایں جہانی
فدایت ایں جہان و آنجہاں ہم



حسن از آستانت ماندہ محروم
نشد سگ در حریم کعبہ محرم



چیست مطلوب تو تا از سر آں برخیزم
ور بجاں حکم کنی از سر جاں برخیزم

اندریں رستہ دکا نیست مرا از طاعت
گر نہ سودائے تو باشد ز دکاں برخیزم

یک جہاں طعنہ زنندم کہ نشینی بیکار
گر تو دستے بدہی از دو جہاں برخیزم

بے تو از دنیا و عقبےٰ چو نخیزد چیزے
تو بیا تا ہم ازیں و ہم ازاں برخیزم

سوئے گور من اگر بگذری اے سرو رواں
سرو تو بنگرم از دور و رواں برخیزم

اگر از زمزمہ عشق تو در نفخۂ صور
نیم بانگے شنوم رقص کناں برخیزم

[1] بروں زن خواب گو خیمہ زعالم

۴۵۷	دردے از درد بنہ بر سر من بندہ حسن تا ازیں زہد فروشی زباں برخیزم	۵

صورتِ جاں فزات می بینم
جان خود خاک پات می بینم
از خوشی عید خوانمت شاید
کہ لسے روز ہات می بینم
تا نہ بینی ندانیم خرسند
گرچہ چندیں جفات می بینم
نظر از چشم او بدوز دلا
کہ بعین بلات می بینم

۴۵۸	نشنیدی حسن نصیحت من چہ کنم مبتلات می بینم	۷

سرگرداں کہ خاک پائے توام
عہد مشکن کہ در وفائے توام
تا تو چوں آسماں شدی سرکش
من زمیں وار خاک پائے توام
تا تو سلطان آرزو بخشی
من بصد آرزو گدائے توام
چند بیگانگی کنی آخر
می شناسی کہ آشنائے توام
گر نہ رایت بود نیارم زیست
من کہ خود زندہ ام برائے توام
گر اجابت کنی دعائے کسے
من شب روز در دعائے توام

۴۵۹	از درت دور نیستم چو حسن چہ تواں کرد مبتلائے توام	۷

دلم خوں شد ندانم با کہ گویم
چہ دل کز دل بجانم با کہ گویم

نہ در کویش رہ ونے بر درش بار	چنیں بے خانمانم با کہ گویم
مراز اشکال وصلش می بپرسند	من ایں مشکل ندانم با کہ گویم
سخن در وصف زلفش خواستم گفت	گرہ شد بر زبانم با کہ گویم
کمر گاہش صفت می خواستم کرد	غلط رفت ازمیانم با کہ گویم
حدیث آں دہاں خود ہیچ حالے	نگنجد در دہانم با کہ گویم

۴۶۰	حسن را چارہ خواہم ساخت می گفت من بیچارہ آنم با کہ گویم	۷

اے مرغ بنال تا بنالیم	از اختر خویش در وبالیم
از دوستیٔ ہوا تو نالی	ما ہم بہوائے دوست نالیم
تو بہر وصال گل زنی پر	ما دیر پر فراق بالیم
میدان فراق را شدہ گوئے	انگاہ مپرس درچہ حالیم
تو یا فتۂ جمال محبوب	ما گم شدگانِ آں جمالیم
تو ساختۂ ہزار دستاں	ما سوختگاں ہنوز لالیم

۴۶۱	ما و حسن نوا و نالہ اے مرغ بنال تا بنالیم	۷

بیا کہ تا تو برفتی زخویشتن رفتم	مرا بآمدنت شاد کن کہ من رفتم
تو ہمچو یوسفی در مصر حُسن خود باقی	کہ من زبیت الاحزان خویشتن رفتم

لب تو باز زباں بند کرده بود مرا
دو عید رفت همان مهر بر دهن رفتم
رخت اگرچه گلے بود از چمن به بود
من ارچه بلبل بودم ازیں چمن رفتم
چو لاله و گل خنداں نهاد عشقم خار
که سوخته دل و آلوده پیرهن رفتم
مرا نه چوں سخن خود رواں همی کردی
رواست اینک من هم براں سخن رفتم

٣٦٢

رواج شهر تو از بودن حسن بودست
حسن چو رفت من اندر پے حسن رفتم

٧

قرار و عهد تو ایں بود من ندانستم
نوید مهر تو کیں بود من ندانستم
همه سخن چو دل خویش سخت می گوئی
دل تو سخت چنیں بود من ندانستم
چو دل بدادم و جاں لا اله الا الله
جزاے ایں همه ایں بود من ندانستم
گمان وصل ترا خواستم کشید و لے
فراق تو بهمیں بود من ندانستم
دل ایں قیام ترا در گماں همی دانست
گماں نبود یقیں بود من ندانستم
دمِ وفات ز دم همچو صبح صادق آه
دمے که باز پسیں بود من ندانستم

٣٦٣

حسن که دل بتو بخشید و بینش هم بردی
بلے دل تو بدیں بود من ندانستم

٧

اے گل بیا که از چو توئے دور مانده ایم
بے روے گل فشانت گلابے فشانده ایم
تا باز چوں بهشت شدست از تو گلستاں
ما از گل بهشتی خود دور مانده ایم
در موسمے که سنگ ز لاله نشاں گرفت
داغے چو لاله بر رخ خونیں نشانده ایم

مرغاں برسم خویش چمن خانہ ساخت باز | ما در سفر کہ رسم نبود ست ماندہ ایم
تا گل بباغ دفتر پارینہ باز کرد | ما ہیچ حرف از ورق آں نخواندہ ایم
سر بر زدہ چو سبزہ زمیداں بیاد دوست | رخش دل از درہمہ بیروں جہاندہ ایم

۴۶۴ | ۷

زد گرچہ پرسشے نرسد ما حسن صفت
ہر دم بدست باد سلامے رسانده ایم

از من چہ گنہ آمدکت یاد نمی آیم | در بند فراق تو آزاد نمی آیم
گر تو ز در یاری بیداد کنی میکن | من بر در تو بارے بے داد نمی آیم
اندر رہِ عشق تو خوں جگرم زادست | انصاف کہ از خانہ بے زاد نمی آیم
تا تو دہن از پرسش چوں غنچہ فروبستی | شب نیست کہ در کویت چوں باد نمی آیم
تشریف سلام تو درست نشد حاصل | دل کوفتہ کردستی تا یاد نمی آیم
با خستہ تنے در ہم می آمدے گہ گہ | آں لاشہ ہم از محنت افتاد نمی آیم

۴۶۵ | ۷

گفتی چہ حسن بر من چوں شاد نمی آئی
من غمزدہ عشقم چوں شاد نمی آیم

ما بجاناں زندہ می باشیم از جاں فارغیم | خاک کویش یافتیم از آب حیواں فارغیم
جاں فدائے دوست شد از دشمناں باکے نماند | از کہ اندیشیم چوں ز اندیشۂ جاں فارغیم
دوست میدانیم بس کعبہ چہ باشد دیر چہ | ما قلندر پیشہ ایم از کفر و ایماں فارغیم
گر تو زیں[1] کلبہ گلہ داری برو ازما امیر | کز عطائے پادشاہ و منع[2] درباں فارغیم

[1] گر بدرگاہ بزرگاں میروی بگذر زما [2] جور

عشق دارم در درون از طعن بیباکان چه باک
کشت ما را گر دعا میخوانی ای زاهد مخوان

نوح داریم آشنا از موج طوفان فارغیم
ما بدیده نم کنیم از ابر باران فارغیم

۴۶۶
عقل و جان یار[1] چنین را دوری دار و زما
ما حسن را یار خود کردیم زیشان فارغیم
۵

باز بکوی تو وطن میکنم
داغ غمت بر دل و تن میکنم
دوش سه بوسه زده ام بر درت
این چه دلیریست که من میکنم
دی سخن از وصف تو کردم بسی
بهر خدا این چه سخن میکنم
پسته دهن گفتمت اینک بعذر
خاک خجالت بدهن میکنم

۴۶۷
گر تو بزنجیر قبولم کشی
پیشکشت جان حسن میکنم
۵

جفا مکن که من از جان سر وفای تو دارم
بیا که هر چه که دارم همه برای تو دارم
خرد که از سر فکرت رموز غیب شناسد
اگر تو عیب نگیری نثار پای تو دارم
گرت به پیش کشم جان مران زخود زیرا
که این متاع که هم از عطای تو دارم
چو خاک پای تو گشتم بجای من کرمی کن
بخاک پای تو گر من کسی بجای تو دارم

۴۶۸
تو بادشاه جهانی حسن گدای در تو
من این گلیم قناعت ازان گدائی تو دارم
۷

[1] یاران حسن

امروز چہ روزست کہ از روئے تو دورم
ہر بار نمازے کہ ادا می کنم امروز
اصحاب محبت را باصبر چہ نسبت
بے زلف رخت خود بکشم من کہ بصد جاں
باطلعت وگیسوئے تو خود یاد نیاید
بوسے بلب جام زنم در دہنم ریز

از موبہ چو موئے شدم از ضعف چو مورم
واللہ چو تو غائب شدۂ نیست حضورم
اے وائے بمن کز چو تو محبوب صبورم
دیوانۂ زنجیرم و پروانۂ نورم
نز طارم فردوس و نہ از طرۂ حورم
تا بوئے بہشت آید ازیں فسق و فجورم

۴۶۹

نزدیک بمردن شدہ ام چوں حسن امروز
دور از تو چو از صورت زیبائے تو دورم

۷

پنج روزست کہ در شش دۂ ہجرانم
تا ازاں راحت جاں دور فتادم افتاد
او چو کعبہ بحرم ساکن و من گم شدہ دل
بارہا خواستہ ام وصف جمالش کردن
آفتا بیست کہ آسیب زوالش مرساد
اے دم صبح توانی کہ دعاے بدمی

دل کہ از دست بتاں بردہ بدم می مانم
آتشے در دل آوارگیٔ در جانم
مدتے شد کہ دریں بادیہ سرگردانم
سالہا رفت کہ در صورت او حیرانم
وہ من سوختہ بر سایۂ او لرزانم
آں لبے راکہ برو بوسہ زدن نتوانم

۴۷۰

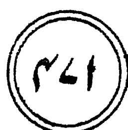
من ندانم کہ سلام حسن آنجا کہ برد
ایں کرم کس نکند ہم تو کنی می دانم

۷

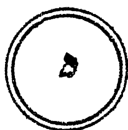
دریں شش روز کز روئے تو فردم
گذشت از ہفت چرخ آہنگ دردم

نخوردم آب جز از چشمۂ چشم
زرنگ آمیزی عشق بتاں بیں
نہ عاشق گرد راہ دوست باشد
سحاب ادرار جوئے آب چشم
بخار ہجر عشق آو بخت ذیلم

دریں غربت ہمیں بود آب خوردم
سرشک لعل بر رخسار زردم
من ار گردم بکوئے دوست گردم
صبا اجری استان آہ سردم
بدست خون وباد افتاد بُردم


۴۷۱

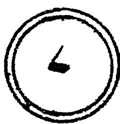
حسن را قصۂ محنت درازست
من ایں قطعہ ہمیں جا ختم کردم


۵

ہفت روز از تف ہجراں دل چو دوزخ تافتم
روز ہشتم رہ بصدر ہشت جنت یافتم
بر بساط حسن معشوق از بیا آمد کسے
من چو بیدق کو نشود فرزیں بسر بشتافتم
تا ز بازوئے خودم بالیں نہاداں دلستاں
بازو غم را بزور نئے غمی برتافتم
تار زلف او چو چنگ از پائے تا سر شاخ شاخ
خویشتن چوں شانہ باگیسوئے او در بافتم


۴۷۲

گر حسن سرے نگہ میدارد او میدار گو
من ز مستی انچہ در دل داشتم بشگافتم


۷

ـــــــــــــــ

لہ بدست عشق و ہجر آویختم دل
لہ ہجو
لہ من انجام سخن را ختم کردم
لہ منعی

اے بخونم رائے کردہ من برائے تو خوشم
باخوشی و ناخوشی من بارضائے تو خوشم

تو زدہ در کشتنم رائے و خرد گوید گریز
من بتدبیر خرد ناخوش برائے تو خوشم

یک خوشی ناوردہ بختم گرچہ از ادبارِ من
گو میاور من باقبال جفائے تو خوشم

تو بخندہ ہیچو گل خوش باش زیرا من چوابر
گرچہ غرق گریہ ام ہم در ہوائے تو خوشم

گر سر افرازاں بتاج زر سر افرازی کنند
خاکپائے تو کہ من با خاکپائے تو خوشم

ہر کہ میرد صوفیاں گویند اندر پردہ شد
من بہر پردہ کہ باشم بانوائے تو خوشم

۷	گر کشی بندہ حسن را چوں حسین کربلا ہم بحق حق من خود در بلائے تو خوشم	۴۷۳

ترک من نازمی کند چہ کنم
ترکی آغاز می کند چہ کنم

چشم ترکانہ اش بہر غمزہ
ناوک انداز می کند چہ کنم

سرو او سر براستی دارد
نرگسش ناز می کند چہ کنم

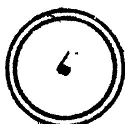
درس من عشق او ست مشک خطش
کشف ایں راز می کند چہ کنم

هر زماں بہر قصد مرغ خرد
دلِ چوں شمع سوختہ زلبش

چشم را بازمی کند چہ کنم
ہوس کازمی کند چہ کنم


۴۷۴

بر حسن کو بزخمہ اش خوکرد
خوئے بدسازمی کند چہ کنم


۷

تو خوش خوش چو گل خندہ زن کاں منم
بمن پائے اے چشمہ خضر روئے
تو گیسو فشاندی ندانم کہ گشت
دلم تا بزلفت فرود آمدست
زصبرم جوئے گاہ برگے نماند
من ایں عشق را خود کشیدم بخود

کہ چوں ابر پر قطرہ شد دامنم
کہ طوفان نوحست پیرامنم
پری یا خود آسیب اہرمنم
شد اندر دم اژدہا منم
چو آتش زد ایں عشق در خرمنم
چہ تدبیر چوں فتنہ من منم


۴۷۵

حسن راگر از تو ملامت کنند
من آں دوست را بدتریں دشمنم


۹

دل خو گرفت بر درت آیا کجا روم
عالم زشرق و غرب بفرماں ورائے تست
یاراں ہمی روند تماشائے باغ و گل
گہ گہ بطنز گوئی کز پیش من برو
راہے دراز و منزل مقصود ناپدید

از خویش دور میکشیم تا کجا روم
اے ماہ روئے ہم تو بگو تا کجا روم
من صورت تو دیدہ تماشا کجا روم
جان و دلم تو داری تنہا کجا روم
نے رہبری نہ قافلہ پیدا کجا روم

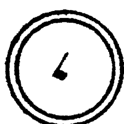
خلقے برائے حاجت خود کعبہ می روند
من ہم ہوس کنیم کہ آیا کجا روم

سلطان علائے دولت و دیں کعبۂ منست
ایں جا سرے ہمی نہم آنجا کجا روم

دست مبارکش بسخا گنج گوہر ست
گنج گہر گذاشتہ دریا کجا روم



گوید حسن کہ من در جاناں گرفتہ ام
آساں ز آستانۂ والا کجا روم



مے کجا تا شکر آب جگرش گردانم
از یکے دست خورم وز دگرش گردانم

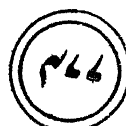
رنگ مے ہمچو جگر راحت جانست ولے
بخورم راحت جان و جگرش گردانم

عقل کز غیب خبرہا دہدم میداند
کہ بیک جرعۂ مے بیخبرش گردانم

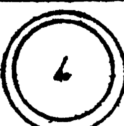
جام شادی ہمہ بر روئے الغخان امروز
بہترش نوش کنم بیشترش گردانم

ہر کسے خدمتے آرد من مفلس چہ کنم
دیدۂ خویش فدائے نظرش گردانم

بامیدے کہ اگر بر سر من پائے نہد
سر خود را بحیل خاک درش گردانم



یک غلامیست حسن نام و درونے ناخوش
گر قبول از تو فتد گرد سرش گردانم



ما مستی عشق تازہ کردیم
زاں جرعہ کہ از لب تو خوردیم

اکنوں کہ تو خط خود نمودی
ما نامہ زہد در نوردیم

[۱] ہرگہ کہ تو در شکار باشی
ما در قدم سگانت گردیم

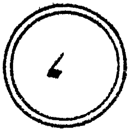
اے مہ کہ سر تو سبز بادا
دریاب کہ آفتاب زردیم

۱ تو در طلب شکار گردی

تو طبل نشاط خود فرو کوب مستی چہ کنی بسے نماند است	ما نوبت خود تمام کردیم کز دور غمت خراب گردیم



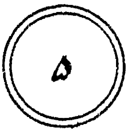
تو شاد بمان[1] کہ ما حسن وار
دور از در تو اسیر دردیم



گر تو برانی بہ تیغ از تو سپر بفگنم بر نکنم دل ز تو در بخلاف توام غم نخورم ور مرا جائے بدوزخ کنند گر نفسے از جور تو دم زدہ باشم چو نے راست چو چنگم کہ رگ راست نہادم بعشق چوں تو زنی غمزہ تقوی من ضائع است	ور بخدنگم زنی دست تو بوسہ زنم موئے بر آید ز پوست پوست ز تن برکنم سلسلہا را چہ باک طوق تو در گردنم باد بروز جزا چنگ تو در دامنم نالہ بروں آمدہ از رگ و رگ در تنم تیر تو تیز ست سخت بگذرد از جوشنم



عشق بتے داشتم آں صنم اینک توئی
قصد حسن داشتی آں حسن اینک منم



بکشائے در رحمت تا خاک درت گردم پروانہ منم امشب بر شمع رخ خوبت از مار سر زلفت گر ایمنے باشد تا جاں بود م در تن باشم سگ کوئے تو	ایں بندگیم خوش کن تابندہ ترت گردم پروانۂ مطلق دہ تا گرد سرت گردم چوں مور کمر بستہ گرد شکرت گردم ور خاک شوم روزے ہم خاک درت گردم

جاں بر تو فدا کردن باید ز حسن آموخت

[1] نشیں

٥	ور تیغ زنی واللہ من ہم سپرت گردم	٤٨٠

آرزو دہاست کہ یک قصہ بدست تو دہم — شرح خونریزی آں نرگس مست تو دہم
جان پاک و دل صافی شدہ را گر گوئی — خدمتے دو لب بادہ پرست تو دہم
واللہ ار تیر زنی بر جگرم ہر بارے — از جگر برکشم و باز بدست تو دہم
گلہ نیست کہ کشتہ شدم از ناوک تو — کہ اگر زندہ شوم بوسہ بہ شست تو دہم

٧	اے حسن گر دل تو بشکند از لشکر غم عشق را مژدۂ نصرت ز شکست تو دہم	٤٨١

نہ تو گفتۂ کہ روزے ز تو جوئے خوں برانم — چہ خوشست گر برانی من خستہ ہم برانم
چہ سخن بود کہ جاں را کنمت نثار مجلس — ببر چو تو عزیزے چہ بضاعتست جانم
بدو بوسہ[1] با تو گفتم کہ مرا ہیچ بتاں — نشد اتفاق گوئی کہ بدیں بہا گرانم
غلیان گریۂ من گذر نفس گرفتہ — غم دل تمام گفتن چکنم نمی توانم
خردم بتو بخواند ہمہ زہد و توبۂ من — بروا داں حکایت مرواد از زبانم
بضمیر ہر کہ نبود ہوس پری جمالے — اگر او فرشتہ گردد[2] منش آدمی نخوانم

٧	چو ہوائے عشق گیرد جہت سماع گیرم[3] چو حدیث درد جنبد غزل حسن بخوانم	٤٨٢

زہدے کہ من نمودم گم گشت از وجودم — ساقی بیار بادہ کاں نیستم کہ بودم

۱ دو سہ بار ۲ خواند ۳ پریم

عشقے کہ با فلانے میباختم بلا شد	تخمے کہ در خطر گہ مبکاشتم درودم
بر ہر وفا کہ کردم بیداد ہا کشیدم	بر ہر دعا کہ گفتم دشنامہا شنیدم
حال دلم چہ پرسی در اشتیاق زلفت	جاں[۱] سوختہ چو عودم سودائے بوئے عودم
سودات پختم اے جاں سرمایہ ہم زیاں شد	سودم ہمیں کہ عمرے سر بر در تو سودم
خط بر رخ تو گوئی کز سینہ پر آتش	شبہا کہ آہ کردم بر مہ رسید دودم

۴۸۳

گفتی حسن زخوباں باز آیم اندک اندک
ہرگز تو باز نائی بسیارت آزمودم

۷

حدیث اشتیاقت چوں نویسم	زہر چہ افزوں ترست افزوں نویسم
دلم آتش ہمی ریزد مژہ آب	نمیدانم کہ نامہ چوں نویسم
بوصف اشک خود از دیدۂ تر	سخنہا چوں درِ مکنوں نویسم
اگر دانم کہ خواہد خواند لیلے	چہ زاریہا کہ از مجنوں نویسم
درون خاطر خود جائے فرما	حدیثے کز صفت بیروں نویسم
سیاہیہا ہمہ از چشم من ریخت	مگر ایں ماجرا از خوں نویسم

۴۸۴

غزلہائے حسن بر تو چنانست
کہ سوئے ساحراں افسوں نویسم

۶

چیست کہ یکبار نمی پرسیم	زیں غم و تیمار نمی پرسیم
یار ہمانست کہ پرسد زیار	چوں کنم[۱] اے یار نمی پرسیم

۱ جاں ہم بسوخت چوں عود

مردن از اندوه تو فخر منست — گرچه تو از عار نمی پرسیم
واقعه بسیار شکیب اندکست — زاندک و بسیار نمی پرسیم
پار خبر داشتی از آه من — آه که چوں پار نمی پرسیم

٤٨٥	خوں حسن آب شد و ہم نگفت کائے بت خونخوار نمی پرسیم	٧

باز دل دادم و دنبالۂ دلدار شدم — محرم کعبه بُدم محرم خمار شدم
خرقه از من بکشائید که زلف بت من — شکلے انگیخت که پابستۂ زنار شدم
چه غم گر خرد و صبر و دل از من ببرند — زانکه من زیں ہمه پیش از ہمه بیزار شدم
طعنها نیز دے آه گرفتاراں را — تا خود آہے که گرفت ایں که گرفتار شدم
آسمان نیز زمین کوه مرا خواند آمیں — بارے ایں مرتبه شد گرچه گرانبار شدم
دوش میگشت من غمزده را غمزۂ یار — یار خوش می شد و من نیز بآں یار شدم

٤٨٦	چند ازیں گونه سخنہائے حسن کردم گوش از قبول سخنش قابلِ اسرار شدم	٩

ما گرچه بدیم یا نکوئیم — چه نیک چه بد از آں اوئیم
اے خواجه بگوئے ہر چه خواہی — بر ما تو مگیر ہر چه گوئیم
بالا تر ہر که ہست بنشیں — ما خود ز فرو تراں اوئیم
ہر چند که نیست در جگر آب — یکقطره ز جوئے کس نجوئیم

گر غرق کنند ماں بدریا — ہم دست ازیں صفت نشوئیم
گر دوست ز دست رفت یارے — تا پائے ہمی رود بپوئیم
گل آمد و بوئے یار آورد — آں یار کجا کہ گل ببوئیم[1]
ایں رفتنِ ما چو گل بُدے[2] کاش — تا باز چو گل رسد بروئیم[3]

۴۸۷ — ۷

چوں گل غمت اے حسن بصد توست
گل داند و ما کہ در چہ توئیم

ہمائے رخت کہ فال گیریم — با وصل تو اتصال گیریم
ما ذرہ تو آفتاب مائی — از پرتو تو جمال گیریم
گر دیدنِ خود حرام داری — ما کشتنِ خود حلال گیریم
مرغانِ قفس فتادگانیم — از فرّ تو پرّ و بال گیریم
گر حبلِ متیں بدست ناید — فتراک ترا دوال گیریم
چوں خوش خواہیم روز خود را — از روئے خوش تو فال گیریم

۴۸۸ — ۹

روزے کہ تو با حسن نشینی
آں روز ہزار سال گیریم

اے باغ و بوستانم وے بوستانِ جانم — من جاں بروفشانم گر تو دہد نشانم
نہ صبر ماند نہ دل از دوری تو آرے — در من چہ صبر ماند چوں از تو دور مانم
برد آں ہمہ خوشیہا دورانِ روزگارم — تا عاقبت چہ باشد تقدیرِ آسمانم

[1] تا ماش ببوئے او ببوئیم [2] بو [3] بوئیم

چندانکه دیده بودی پندار در سر من　　امروز اگر به بینی پندار یم نه آنم

از دفتر وصالت حرفے نماند وه وه　　ایں غصه با که گویم ایں قصه با که رانم

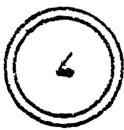
از تو چگونه پرسم آں وقت خوش که گر تو　　حال دلم بپرسی من حال آں ندانم

خواہم که باز گویم احوال ناتوانی　　از بیم آہِ سوزاں آں ہم نمی توانم

روزے به ہمت دل جاں ہم کنم نثارت　　گر فرصتے دہد دست از چرخ جاں ستانم



وقتے خوش است و خرم هاں اے حریف ہمدم
نظم حسن بروں کش تا ایں غزل بخوانم



ہر صبح بدیں بوئے به کوئے تو در آئیم　　گر ز گیسوئے شبرنگ تو بوئے بربائیم

گیرم کشاد سر گیسوت ولیکن　　سرّیست دراں سر بکشد گر بکشائیم

ہر حکم که خواہی بسر ما ز قضا کن　　ما ہم ہمه بر بستۀ زنجیر قضائیم

ہر گه که ہمی خوانی مستغرق شکریم　　وا ندم که ہمی رانی مشغول دعائیم

امروز گروہے ہنر خویش نمودند　　ما را ہنرے نیست چگونه بنمائیم

گفتی چه کنی آنکه ہنر شاں ہمه عیب است　　گر عیب نه فرمائی آں طائفه مائیم



یکبار بگفتار حسن داشته گوش
ما ہم یکے از حلقه بگوشاں شمائیم



مے ده که خمار دی نداریم　　دورے دو سه در قنینه داریم

ترس ہمه مرداں ز فرداست　　ما ترس ز حکم دی نداریم

شاہاں ہمہ رخت خاصہ خواہند — ما قمشۂ کمینہ داریم
اے ابر مکن ہوائے ژالہ — ما خانہ ز آبگینہ داریم
واللہ کہ بباج می نیرزد — ایں جنس کہ در سفینہ داریم
با ایں ہمہ نیستی کہ دیدی — از ہستی غم دفینہ داریم
اے خواجہ بمعرفت چہ نازی — ایں دُر نہ ازاں خزینہ داریم
گر خلوت تو درون کعبہ است — ما عرش درون سینہ داریم

۳۹۱

ہاں اے حسن از قرابۂ خویش
مے دہ کہ خمار دی نداریم

۶

فراق روئے تو بسیار شد چہ چارہ کنم — مگر لباس حیاتے کہ ہست پارہ کنم
شبے کہ ہمچو مہ از اوج حسن جلوہ کنی — اگر رضا دہی از دور یک نظارہ کنم
اگر وصال ترا حکم بر ستارہ کنند — من از مژہ ہمہ آفاق پر ستارہ کنم
گرفتم اینکہ بہ بندم دہاں ز نالیدن — طپیدن دل بیچارہ را چہ چارہ کنم
نمی توانم دل بر جدائی تو نہاد — مگر دلے چو دل تو ز سنگ خارہ کنم

۳۹۲

نیافتہ چو حسن بار بر درت یکبار
چہ بو الفضولم کیں آرزو دو بارہ کنم

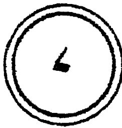
۹

دل بہ دلبر عاقبت تسلیم کردم اے سلیم — تا بروں دادم علم از عالم امید و بیم
در کلاہ ہمت درویش تا یک ترک ہست — ترک جنت خوشتر ست و ہر چہ در جنت نعیم

یافتم الحمدلله هم بکوئے عشق دوست — آنچه در الحمد میخواندم صراط المستقیم
درگلوئے قمریاں از شوق طوقے کرده اند — تو هماں خط بینی و عارف نوائے یاکریم
دوش سودائے دگر میدیدم اندر سیر[1] من — گل فروشاں سیم می بردند و دل ریشاں نسیم
مایۂ من بیں که دست عشق تخمم می نهد — بر تراز دارالجناں بالاتر از نار الجحیم
آب خضر اندر دهن شربت چه آری اے طبیب — آسماں زیر قدم طالع چه بینی اے حکیم
وقت سعدی خوش که خوش میگفت بعد از هرچه گفت — وقت عذر آور نشست استغفرالله العظیم



زاں ندیمیها که میکردے پشیماں شد حسن
آرے آخر از پشیمانی بود حرف ندیم



نیم من مرد درد او ولے بر خویش می پوشم
بدست خویش چشم عقل دور اندیش می پوشم
ردائے عشق بر بالائے چوں ما ناکساں ناید
من ایں معنی نکو دانم ولے بر خویش می پوشم
بدو گفتم چرا هرگز نخندی در حضور من
بگفتا سلک مروارید از درویش می پوشم
بتم از نوک[2] غمزه بر دل من میزند نیشے
چو در وے[3] میرسم خوں می نمایم نیش می پوشم
نپرسیدم که تیرت از کدامیں کیش می آید
که من آں تیر می بوسم ولیکن کیش می پوشم

[1] هر سرے [2] غمزه نو [3] یارم می رسد

زہے غفلت کہ حال سینہ با خوباں نمیگویم
چہ درماں درد بدرا کز طبیباں ریش می پوشم

۴۹۴	حسن میگویم کز دشمناں پوشیدہ دار ایں سر مگو از دشمناں کز دوستان خویش می پوشم	۷

کجائی اے زنفایت بقائے جان و تنم
عذاب تفرقۂ دوستاں کسے داند
دگر چہ داغ فراقم نہی بریں دل ریش
اگرچہ طعنۂ دشمن مرا بکشت اے دوست
زخاک من گل راحت بروں دمد تا حشر
حدیث سینۂ سوزانم اے بہشتی روے

بیا کہ بیش نماند احتمال جاں بہ تنم
کہ مبتلا بود اندر چنیں بلا کہ منم
مرا کہ سوختۂ روزگار خویشتنم
گماں مبر کہ بدیں طعنہا سپر فگنم
گر از رخ تو گلابے زنند بر کفنم
مپرس کاتش دوزخ بر آمد از دہنم

۴۹۵	حسن تو نام نہادے مرا بحسن وفا تو گر دگر شدی اے دوست من ہماں حسنم	۷

سر سودائے آں دارم کہ روزے ترک سر گیرم
بپایش در فتم زیں رہ مراد خویش برگیرم
چو چشمش روزے از مستی بہ بیماری بر آرم سر
چو زلفش یکشب از سودا پریشانی ز سر گیرم
چناں با عشق خو کردم دریں مدت کہ نتوانم

کہ تا من در جہاں باشم پے کارے دگر گیرم

کمر زو طرف می بندد برائے آنکہ زر دارد
من از رشک کمر روزے رہ کوہ و کمر گیرم

بت خورشید رو گر زر طمع دارد زمن تا من
زرنگ چہرہ چوں خورشید عالم را بزر گیرم

دوائے عاشقی یا زور یا زر یا سفر باشد
مرا چوں زور وزر نبود مگر راہ سفر گیرم

۴۹۶	حسن نظمے کہ من دارم اگر ہمچوں حسن روزے حدیث لعل او گویم جہانے در گہر گیرم	۵

تا غمت یافتہ ام ہر نفسے شاد ترم
بندہ ہر وقت کہ آزاد شود شاد شود
ہمہ آباد نشیناں زخرابی ترسند
چہ فرستی غم خود تا کند استاد مرا

تا کہ بندہ شدمت از ہمہ آزاد ترم
من بوقتے کہ ترا بندہ شوم شاد ترم
من خرابت شدم و دمبدم آباد ترم
من دریں شیوہ عجب از ہمہ استاد ترم

۴۹	اے حسن گر توز عشق لب شیریں تباں ہمچو فرہاد شدی من زتو فرہاد ترم	۶

امروز من آں نیم کہ بودم
خوردم دو سہ جام آتش انگیز

کاشفتہ عشق شد وجودم
از دل بدماغ رفت دودم

در پاے حریف سر فشاندم
از فرق خرد کلہ ربودم
عشق آور دم بلائے من شد
تخمے کہ بکاشتم درودم
حالِ بد من بتر شد از تو
اے شوخ نکوت آزمودم

۴۹۸

در بند حزن نمی فتادم
گر پند حسنؔ ہمی شنودم

۷

توانم کہ پیوستہ روشستہ باشم
ولیکن زخونے کہ از دیدہ پاشم
غمِ دل بدست تسکین جانم
زرِ چہرہ کافیست وجہ معاشم
صلاحیت باطن ازمن مجوئید
اگرچند ظاہر بدیں شیوہ فاشم
تصرف چہ ورزم کہ نازک مزاجم
دکاں چوں کشایم کہ کاسد قماشم
عمل ناستودست خرقہ چہ پوشم
دروں ناستردست سر چوں تراشم
حسنؔ از ملامت دلم می خراشی
شبے درخروش آورداین خراشم

۴۹۹

ہمی پرسیم خاطرے جمع داری
تو خاطر براں دار تا جمع باشم

۷

تو حسنؔ مطلع حسنی من از ہوائے تو مستم
ور آفتاب بتانی من آفتاب پرستم
مرا بباغ چہ حاجت کنول کہ روئے تو دیدم
مرا ز سرو چہ خیزد کنوں کہ با تو نشستم

ا؎ فاسد ۲؎ کنج

من آں شکاری عشقم کہ از کمینگہ خلوت
چو چشم باز کشودم نظر بروئے تو بستم
رسید موج معشوق و ہوش رفت ز عقلم
گذشت کوکبہ شاہ و قصر ماند بدستم
خرد ز صحبت جانم قدم بروں زد و گفتہ
تو دانی و غم جاناں من از مخاطرہ جستم
چہ پرسے از غم مجنوں ببیں کہ حالِ دگر شد
چہ پوشی آں لب میگوں ز من کہ توبہ شکستم

۵۰۰
حسن ز درد تو گوید کہ کارخانۂ تقویٰ
اگر خراب شد از من بہ من مگیر کہ مستم
۵

خلق بر امید مقصود ست من بارے نیم
ہر یک از نوزادگانِ بوالبشر بروحِ خاک
صبح خیزے جانِ بدروز از غمِ جاناں تلاد
گر کسے ہمدست او شد تا ببوسد آستینش

ور کسے از بخت خوشنود ست من بارے نیم
عاقبت بر حرف مقصود ست من بارے نیم
تا کرا آں روزِ مسعود ست من بارے نیم
آں گل سوریست یا عود ست من بارے نیم

۵۰۱
گفتیم دوشینہ ہمزانوے یار خود بُدی
آں تو بودی یا حسن بود ست من بارے نیم
۷

وہ ندانم تا بداں معشوق زیبا کے رسم
دل ز دستم شد بآں دلبند رعنا کے رسم

بر لب شیرینش انگشت طمع کردم دراز
آنکہ انگشتم دراز آمد بخواہد کے رسم

دلبرم بالائے بام وصل می خواند مرا
نردبان عمر کوتاہ است بالا کے رسم

پایۂ وصلش بلند و پائے بختم آبلہ
اے عفا اللہ من بدان پایہ بدین پا کے رسم

بار ہا گفتم کنم چون بخت آنجا مد غلے
وہم زحمت میدہد ورنہ من آنجا کے رسم

دوستان گویند فردا بر درش خواہی رسید
این چنین دردے کہ من دارم بفردا کے رسم

۵۰۲

ہر کسے راہے کہ می پوید بمنزل میرسد
چون حسن من نیز جہدے میکنم تا کے رسم

۷

جانان شبکے خود را در کوئے تو جا خواہم
وز جام لب لعلت یک جرعہ دوا خواہم

تو باغ ظریفانی ہم باغ ترا ہم نخل
در دم چو ز تو باشد پس از کہ دوا خواہم

خلقے ز در کعبہ خواہند مراد خود
اے کعبۂ وقت من من از کہ دوا خواہم

گر سلسلۂ زلفت بر دور چنان بندی
در پنج نماز خود دوزخ بدعا خواہم

ہر بار ہمے آئی شمشیر ہوا کردہ
آن کن کہ ترا باید من بندہ ہوا خواہم

چون ہست بقائے من باقی بقائے تو
بس ہم تو بمان باقی خود را چہ بقا خواہم

۵۰۳

بیچارہ حسن گوید لطفے بامید تو
نظمش چو روان کردی امید روا خواہم

۷

امشب فلک موافق من شد زمانہ ہم
چشمم ز روئے خوب تو افروخت خانہ ہم

خاص از برائے صید دل ما رسید باز
از زلف دام کردہ واز خال دانہ ہم

از بہر ضبط مملکت حسن ساختہ | از غمزہ دور باش وز گیسو نشانہ ہم
گفتم کنارہ گیر بگفتا بشرط آنک | از دل کنارہ گیری و از جاں کرانہ ہم
بگرفتم آں میانِ چو نیشکرش کنار | ایں ذوق داشتم شکرے زاں میانہ ہم
ہاں اے حکیم طالع مسعود من ببیں | عیش مدام بل طرب جاودانہ ہم

(۵۰۴)
احسنت اے حسن غزلے خوب ساختی
زہرہ[1] نسازد ایں غزل و ایں ترانہ ہم
(۶)

از دست دل بجانم و از جور یار ہم | صبر از درون سینہ بروں شد قرار ہم
دی یار کردہ بود بمن روے و بخت نیز | امروز بخت پشت بمن داد و یار ہم
یک روز نیم شاد کہ بودم ز روزگار | آں روز از جہاں شد و آں روزگار ہم
میخواستم بروں کشم از پاے خستہ خار | سوزن دریں جراحت گم گشت و خار ہم
جاناں یکے دو لعل شکر بار بر کشاے | کیں دیدہ درفشاں شد و یاقوت بار ہم

(۵۰۵)
در دو غمے کہ داشت حسن در فراق تو
کز اشتیاق مردم و از انتظار ہم
(۶)

چہ نسبت ایں کہ من از شمع شکر لب دورم | شمع جاں می ندہد نور ز جاناں دورم
گر قصورے بود از ناز خوش او فردا | ز قصورم خوشی باشد و نے از حورم
شوخ چشتا ز بتاں گوشہ گرفتم یکچند | گوشۂ چشم تو نگذاشت بسے مستورم
گرچہ فرماں تو اینست کہ من نزدیکم | ورنہ من از طرف خویش بغایت دورم

[1] زہرہ بسازد ایں غزلت را ترانہ ہم

تا پریشاں سر زلف تو ام مجموعم	تا خراب لب میگوں تو ام معمورم

۵۰۶	از لب تو کہ حسن تر سخن از جرعہ اوست مست شد جملہ جہاں من چہ سبب مخمورم	۵

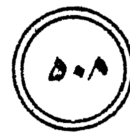
از ناز کوبیت میکند ہر بار خوش می آیدم
شوخی ز غیرے ناخوشست از یار خوش می آیدم
گویند سوئے باغ کش ذوق ے و میوہ بچش
بے او بہشتم نیست خوش ویدار خوش می آیدم
زندہ ز بے صبری خجل وز بیدلی پائے بگل
نہ صبری خواہم نہ دل و لدار خوش می آیدم
آں روئے چوں خورشید دمہ محراب کردم چند گہ
اکنوں ازاں زلفِ سیہ زنار خوش می آیدم

۵۰۷	بر عشق آں ماہ ختن اقرار کردم چوں حسن انکار چوں آید ز من ایں کارِ خوش می آیدم	۹

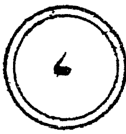
دوستاں ہیچ مپرسید کہ چوں شد حالم راست چوں نائے کہ نالیدن او از دیدہ ست اے کماں کردہ ز ابروئے و کمیں کردہ ز چشم روئے تو دیدہ دگر قرعہ نخواہم انداخت	بر جوانے نظر افتاد بہ پیراں سالم من غمدیدہ ہم از دیدۂ خود می نالم من چہ صیدم کہ چنیں داشتۂ دنبالم کہ بندست ہماں آیت رحمت فالم

دستے گر بر سرایں بندہ فرومی ناری
منت سندس واستبراق فردوسم نہ
گر از زحمت خاصم بخرے ورنہ مرا
باغبانا کجی و راستی من منگر

پائے بگذار کہ برچشم جہاں بیں مالم
گر زگیسوت سلاسل بود و اغلالم
ہنرے نیست کہ آں عرض دہد دلالم
کہ بر آنساں کہ ہمی پروریم می بالم


۵۰۸

حال خود خواستمت گفت حسن چوں دیدم
حال زارِ تو بسے زار ترست از حالم

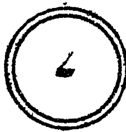

۷

ما جگر خستگانِ مسکینیم
پاکبازان چاک دامانیم
تو ہماں بادشاہ خود کامی
با تو در کنج خانہ شادانیم
با تو اے مدعی جدل نتواں
خواہ مے نوش و خواہ صومعہ شیں

جز غمت مرہمے نمی بینیم
خاک خسپاں خشت بالینیم
ما ہماں بندگانِ مسکینیم
بے تو در ہشت باغ غمگینیم
ہر چہ خواہی بگوے ما اینیم
ہر چہ دین تو ماہراں دینیم


۵۰۹

چوں حسن میرویم در رہ عشق
سر ندادہ زپائے نہ نشینیم


۷

شبے آں چشم مست و آں لبِ خونخوار را دیدم
زگریہ چشم من ترشد پشیماں چرا دیدم
مرا گفتند سوئے او مبیں دیدم بلا کردم

مرا گفتند گفت دل مکن کردم سزا دیدم
ثباتِ صبر می پنداشتم در خود غلط کردم
نشان دوستی میدیدم اندر وے خطا دیدم
سگِ کویش بشست آں خوں کہ چشمم ریخت بردامن
زمردم مردمی نامد زسگ بارے وفا دیدم
شب اندر موج خوں بودم خیالش دستگیرم شد
بحمداللہ دراں غرقاب روئے آشنا دیدم
ندید ایں چشم من جز در سرِ زلفِ بلا شورش
ازیں چشم بلا جوئیں ہمہ عمر ایں بلا دیدم

۵۱۰	حکیم ار پند خواہی گفت میگو ہر کرا خواہی ولیکن از حسنؔ بگذر کہ اورا مبتلا دیدم	۷

نہ دل بدید نہ دلبر نہ زر بدست نہ زورم
رہا کنید کہ بختے چو بخت خویش بشورم
چو مرد عشق زنخدانش بودہ ام سکین
بچہ فگند در آخر دلالت دل کورم
نخواستم کہ دگر پے روم بمجلس مستاں
کمند گیسوئے ساقی کشید و برد بزورم
بزلف چوں حبشش و ہزار چیں چو بدیدم
گہ از حبش گہے از چیں رسید غارت غورم
پری رخا تو سلیماں دستگاہ مرادی
بزیر پائے رعونت فرو ممال چو مورم
ز زلف خویش نسیمے بمن رساں کہ مرد[ن]
کہ آں فرشتۂ رحمت بست مونس گورم

حسنؔ چہ گفت کہ اے سر بجیب ناز کشیدہ

ط پریشاں ہیں

۵۱۱ | بدامن کرم خود مرا بپوش که عورم | ۷

ساقی گل و مل بیار باہم
باشد که کنی دلے فراہم
خرقہ فگنم که راست ناید
ایں جامه و جام باده باہم
ایں باده اگر صبوحیاں راست
درده که شبانه ایم ماہم
مے درده و باز جائے خود شو
ما متہمیم و مبتلا ہم
گفتی که بکعبه رو دعا کن
خود کعبه ما توئی دعا ہم
خم خانه بخاص و عام دادی
آخر قدحے بدیں گدا ہم

۵۱۲ | ہر گه که قدح دہی حسن را
یک جرعه کرم کنی مرا ہم | ۷

بود گہے که سر گیسوئے تو باز کنم
برائے وصل تو از وے شبے دراز کنم
ہمه حدیث بہشت است و آیت رحمت
بفال روئے تو ہر مصحفے که باز کنم
بموضعے که مرا قبله مشتبه گردد
بجانب که توئی آں طرف نماز کنم
نماز کز جهت خود کنم ہمه ہیچ ست
دعائے تست که آں از سر نیاز کنم
اگر ندیم کنندم بصحبت محمود
حکایتے که کنم اول از ایاز کنم
مسافرے که برو گردے از در تو نبود
اگر ز کعبه رسیدست در فراز کنم

۵۱۳ | کنوں که در صفت عشقت علم شدم چو حسن
رواست کز ہمه عالم احتراز کنم | ۷

دلم بردی و منت می پذیرم   اگر سر خواہی از سر دست گیرم
وگر گوئی بمیر اندر غم من   عجب باشد گر از شادی نمیرم
شبت خوش باد اے مرغ سحر خیز   کہ من در دام بد مہرے اسیرم
طبیب آں بہ کہ از در باز گردد   چو بیند درد نا درماں پذیرم
بیادت روز و شب مستم تو گوئی   شراب دوستی بو دست شیرم
گہے زخم زباں گہ تیر غمزہ   نگارا من چہ مرد تیغ و تیرم

۵۱۴   زکاتِ حسن خود دادی حسن را
گر او مسکینست بارے من فقیرم   ۱۱

خہ خہ اے ماہ روے کبک خرام   بسلام آمدی ز دار سلام
آہوئے دام جستہ را مانی   پا کشاں از دو زلف مشکیں دام
لقب خود اگر نہ گوئی تو   ماہ و خورشید را کہ گیرد نام
مہ توئی در میانۂ خوباں   آسمانت بود کنارہ بام
برلب جام اگر نہی لب خویش   جاں چکید جائے قطرہ از لب جام
بدہ آں جام نیم خوردہ خود   تا بگیرم نصیب عمر تمام
با تو بادہ حلال میگیرند   عمر بے تو باتفاق حرام
گفتیم حال ابتلائے تو چیست   ایں بلائیست دور از انجام
عشق در عہد تو قوی حال است   صبر آوارہ عقل دشمن کام
ہمہ در خواب خوش بیار امند   من مسکیں نہ خواب و نہ آرام

٥١٥ — ٥

هیچ شب در غمت نخفت حسن
«عجبًا للمحب کیف ینام»

از در دنیا چه دم زنم که ندارم
از بهت دل چه جان کنم که ندارم

خلق بجنت امید تخم تمنا
میفگند من چه افگنم که ندارم

نقد مراد اندر آستین حیاتست
خیره چه گیرند دامنم که ندارم

شاد نشسته شما بدانچه که دارید
شاد تر از هر همه منم که ندارم

٥١٦ — ٦

دزد چه گردد بگرد من که حسن وار
شب همه شب نعره میزنم که ندارم

رخت را جز مه روشن نگویم
برت را جز گل و سوسن نگویم

اگر رنگ قبایت بینم از دور
سخن از بوئے پیراهن نگویم

نگویم با خسرو احوال عشقت
حدیث دوست با دشمن نگویم

مثل گر خود رود سر در سر تیغ
ز سِرّ تو سر سوزن نگویم

حدیثت در جهاں پوشیده دارم
صفات کعبه در گلخن نگویم

مرا گوئی بگو مقصود تو چیست
مگر هم خود بدانی من نگویم

٥١٧ — ٧

اگر در وصف حسن تو نباشند
غزلهائے حسن احسن نگویم

درجفا چه کشائی چو در وفائے تو باشم
ره بلا چه نمائی چو مبتلائے تو باشم

اگر ز بحر غم تو هزار موج بر آید
چه باک دارم از آنها چو آشنای تو باشم

اگر بپای رعونت سرم بخاک بسائی
چو سر برآورم از خاک خاک پای تو باشم

بروز حشر چو خلقی ز نیم غمزهٔ شوخت
فغان کنند من آن لحظه در دعای تو باشم

اگر بهشت برندم نظر ز حور ببندم
درین جهان و دران نیز در وفای تو باشم

سفر برای تو پویم حضر برای تو جویم
سخن برای تو گویم خمش برای تو باشم

۵۱۸
تو پادشاهِ بتانی امید من تو این بس
که چون حسن همه ساله یکی گدای تو باشم
۷

باز می آیم و سر در قدمت میفگنم
میر بخشنده توئی بنده شرمنده منم

رفتنی رفت به بخشای که باز آمده ام
گر تو دستم نه دهی دست بپای که زنم

بوی رحمت ز غبار قدمت می یابم
رخت امید به کتف کرمت می فگنم

خویشتن را بسر کوی تو افگندم باز
زانکه تا بی تو همی باشم بی خویشتنم

دوستیٔ درِ تو مایهٔ ایمان منست
میکشد هم بسر کوی تو حبِّ وطنم

هیچ اندوه نبود در دلِ گورم والله
تا ز اندوه تو پیوند بود بر کفنم

۵۱۹
چه شد آخر که خداوندی خود کم کردی
جانِ من، من نه همان بندهٔ مسکین حسنم
۷

شمع است رخت یا مه یا هر دو خطا دیدم
در وصف نمی گنجد روی که ترا دیدم

من در تو نظر کردم تو در سخن بنده
تو صنعت من دیدی من صنع خدا دیدم

جز عشق نمی خواہم از جملۂ حاجتہا | تا طاق دو ابرویت محراب دعا دیدم
بر روئے تو ام فتنہ من باغ چرا جویم | بر قد تو ام عاشق من سرو کجا دیدم
رفتم بسر کویت سر در سر آنم شد | مستانہ رہے رفتم ہر دانہ سزا دیدم
با داد مقابل شد ہر چند ستم کردی | تاویل وفا کردم ہر چند جفا دیدم

۵۲۰
شاید کہ حسن را دل چوں لالہ بود پر خوں
کاں نرگس پر خوابش در عین بلا دیدم
۹

من دوست ترا دارم اے دوست ترا جانم | شمع شب تاریکم گنج دل ویرانم
لعلے کہ بخون دل از دیدہ بدست آمد | گر دست نیفشانی در پائے تو افشانم
عاشق کہ بماند جاں او زندہ کجا ماند | تو دیر بماں تا من میبازم و میمانم
اے راندہ رقم بر مہ من نقش تو می بینم | اے بستہ گرہ بر شب من شکل تو میدانم
ہر گہ کہ نہاں باشی با یاد تو مشغولم | گر پردہ براندازی در روئے تو حیرانم
خود نیست مرا قبلہ جز کعبۂ کوئے تو | گر روئے بگردانی من قبلہ بگردانم
شہرے بصف طاعت من ہم بخراباتم | خلقے بدر کعبہ من ہم بہ بیابانم
با آنکہ در اندازم خود را بہ گلستانہا | واللہ نرود بیروں خار تو ز دامانم

۵۲۱
زیں شعر حسن بشنو حال دل مسکیناں
صد درد نہاں دارد ہر بیت کہ میخوانم
۷

دل خواستہ جاناں با جاں تو می بخشم | جاں گرچہ کہ دشوار است آساں تو می بخشم

جان را چه بقا باشد سر خود چه محل دارد — یا ایں به تو می آرم یا آں بتو می بخشم
گفتی بہشت اندر ایواں بود و منظر — تو منظر خود بنما ایواں بتو می بخشم
لعل لب خود بنما تا ہر نفس از دیدہ — لؤلؤ به تو میریزم مرجاں بتو می بخشم
چوں باد خزاں گرچہ تند آمدہ بر من — من ہستی خود چوں گل خنداں بتو می بخشم
گر نہ علمائے دیں گویند کہ کفرست ایں — بسیار کست گوید ایماں بتو می بخشم



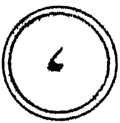
گفتی غزلے بنویس از نظم حسن بر من
گر تو سر ایں داری دیواں بتو می بخشم



چوں نیم شب نمودی روئے چو صبحگاہم — ایں را چہ شکر گویم و آنرا چہ عذر خواہم
گو غول راہ میزن من ہمعنان خضرم — گو باد شمع میکش من ہمنشین ماہم
گر خانہ می نشینی ایں دیدہ خانہ تست — ور عزم راہ داری من بندہ خاک راہم
شانہ بخواہ و موے را فرقے براستی کن — من بر سر عزیزت یک موئے کج نخواہم
تو شاہ تخت و بختی من چوں پیادہ ہیئت — گہ در نہیب پیلم گہ در پناہ شاہم



گر با حسن درائی از توبہ تو گریزد
ور قصد من کنی ہم از توبہ تو پناہم

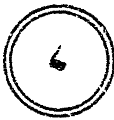


اگر از گردش اختر چو شب تاریک شد روزم — ولے در عالم عشق آفتاب عالم افروزم
فضائے فصل را بازم سرود صدق را سازم — بنائے عشق را رازم شب عشاق را روزم
مرا بر خاتم ہمت فلک فیروزہ آمد — بداں فیروزہ در وصف صفائے عشق فیروزم

کمر بستہ زجوزا پیشم آمد تیر در خدمت — وگر ناید بہ تیر آہ باجوزاش بردوزم
مرا امروز چوں باغ خزاں دریافتہ منگر — اگر بختم کند یاری بود ہر روز نوروزم
زسلطاں سنجر بخت ار امید بخیظر باشد — نظام الملک طوسی را نظام الملکی آموزم



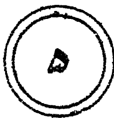
حسن گو بدچہ باک از سوختن شمع جہانم من
جہاں تاریک تر گردد اگر کمتر شود سوزم



اے تراخوبی ز اندازہ بروں ناز ہم — لعل تو در خون من شد غمزۂ غماز ہم
گر یکے شوخے ز راہ طنز بدخوئی کند — از ہمہ بدخوتری تو شوخ ہم طناز ہم
رسم خونریز و کمند انداختن عیار راست — تو بچشم و زلف خونریز و کمند انداز ہم
رازے اندر سینۂ من بود بے تو عمرہا — سینہ ام بشگافتی تنہا نہ سینہ راز ہم
یا کرشمہ کن بیا یا ناز چندیں خشم چیست — خشم می سازی کرشمہ میکنی و ناز ہم
ابروان جفت طاق افگندہ اینک بہ بیں — ہر یکے زیشاں مقام ساختن کج باز ہم



در ہوائے تو ندانم چوں شود حال حسن
چوں زنالیدن بماند مرغ را پرواز ہم



وہ چہ رویست ایں کہ ہر ساعت در و حیراں ترم
تا سر و ساماں گزیدم بے سر و ساماں ترم
شہسوارا سوئے من بیں چند گردی گرد کوئے
اے سرت گردم من از کوئے تو سرگرداں ترم

خانۂ آب و گلم در ماندہ از باران اشک
سست بنیادم بہ ہمسایندگی ویران ترم
تا بدیدم چند گہ آں صورت جاں بخش تو
صورت دیوار دیدی من ازاں بے جاں ترم

(۵۲۶) اے حسن گفتی کہ من حیرانم از دوری دوست
اے کہ بے او زندہ مانم من ازاں حیراں ترم (۷)

چہرہ مند برکراں مازمیاں میرویم
دو جہاں خوش نہ مازجہاں میرویم

شمع محبت توئی شحنۂ بازار عشق
گر تو نہ بخشی رواج مازدکاں میرویم

کعبہ نشاں یافتہ بندہ گمراہ گم
خلق براں در رود ما بنشاں میرویم

باشتر سرخ مو قافلہ خوش میرود
ما بگلیم سیہ خوشتر ازاں میرویم

راہ رواں رفتہ اند در رہ تو مردوا
ما بطریق امید در پے شاں میرویم

مدعیاں گر شدند منکر رقص و سماع
ما بسماع است رقص کناں میرویم

(۵۲۷) در ہمہ جا چوں حسن جز تو نخواہیم دوست
گر تو نہ، در میاں مازمیاں میرویم (۵)

امروز چہ افتاد کہ روئے تو ندیدم
طاقت برسید و بلقایت نرسیدم

گوشے سوئے در داشتہ ہوشے سوئے قاصد
باشد خبرے بشنوم از تو نشنیدم

ہر راز کہ گفتم بہ تکبر نہ کشادی
ہر ناز کہ کردی بارادت بکشیدم

برخاست طبیب از سرمن آه دریغا	داروے پسیں بود کہ امروز چشیدم

۵۲۸ بکشائے حسن از دل خود قفل تاسف
جز کعبۂ تو نیست دریں باب کلیدم ۷

اگر شبے بسر کوئے تو مقام کنم	صلاے عشق دہم بر عزیمت سلام کنم
دو بار کوچ کنم از مقام خود ہر روز	کہ بر درتو رسم روز ہا مقام کنم
مثل اگر بہ نماز آیدم چو تو پیشے	نماز را بگذارم ترا سلام کنم
زباں فروشی من باتو کے رود آسے	ز ضعف برلے کہ شمشیر در نیام کنم
تو از خمار بلب مہر نہادہ ہر سکوت	مرا چہ زہرہ کہ در پیش تو کلام کنم
ہمہ دعائے من از تندی تو غارت شد	یکے بخند کہ آں وردہا تمام کنم

۵۲۹ حسن در اہل تصوف تمام بد نام است
مگر بمذہب مستانش نیکنام کنم ۴

پند میداد مرا خلقے و من نشنیدم	لاجرم آنچہ شنیدن نتواں آں دیدم
صبح وار از جگر سوختۂ خوں آلود	دم سرے زدم و پردہ خود بدریدم
رخت تقوی و متاع خرد و مایۂ زہد	ہمہ بفروختم و عشق بتے بخریدم

۵۳۰ ترس می بود مرا در غمش از رسوائی
آخر الامر چناں شد کہ ازاں ترسیدم ۹

یاد اندہ تو بردل خود بار میکنم	صد بار بار کردہ دگر بار میکنم

تا تو بناز و شوخی خود فخر میکنی
من از صلاح و تقوی خود عار میکنم

واللہ ز رخت عشق تو تا خانہ پر شدہ است
جملہ متاع زہد بہ بازار میکنم

چوں در رہ تو مستی عشاق طاعت است
خود را بہ توبہ از چہ گنہ گار میکنم

اے ترک خوب خط کہ مرا بندہ ساختی
خط از چہ میکشی کہ من اقرار میکنم

تا خار و خس زرہ گذر تو بروں برد
خونِ جگر بہ آب مژہ یار میکنم

ایں خرقہ کہ پارہ شد از عشق زلف تو
پیوند آں بہ رشتۂ زنار میکنم

گفتم بغافتہ کہ چہ می نالی ایں چنیں
گفتا کہ درس شعر تو تکرار میکنم

۵	گفتی حسن تعلق خوباں چہ کار تست تا جاں دریں تن است ہمیں کار میکنم	۱۳۱

ز ہجر یار دل خوں شد کجا شد آں بگوئیدم
دریں گرداب خونخوارہ چو گم گشتم بجوئیدم

گُل نو از زبانِ حال با من گفت آخر شب
کہ من بوئے فلاں دارم بیوئے او ببوئیدم

وضو از خوں کند عاشق چو من سجدہ برم او را
بخوں صرف کز دیدہ فشانم زاں بشوئیدم

اگرچہ می نباید کرد مویہ بر سر مردہ
ولے بے او بدیں زاری کہ من مردم بموئیدم

حسن ہر غزل گوید حدیث روزگار خود

۵۳۲	ولے ایں دردِ دل پیشش کہ میگوید بگوئیدم	۷

منم یارب نشستہ پیش تو یا خواب می بینم
تو مہمان منے کامشب شب مہتاب می بینم[1]

توخود گلزار سیرابی زچہ از چشمۂ حیواں
بحمداللہ ہیں از دیدۂ تر اسیراب می بینم

ولے کز شوق آں لبہا در میخانہا میزد
کنوں از طاق ابروے تو در محراب می بینم

جہانے بادۂ ناب از لب میگونت نوشیدہ
چو دور من رسید آں بادہ را خوناب می بینم

دو چشم کعبتیں تو بکار فتنہ غلطیدہ
بخواہم باخت با ایشاں لے قلاب می بینم

دو ابرو چوں کمانست[2] و مژہ تیر و نظر ناوک
بخواہی کشت عاشق را ہمہ اسباب می بینم

۵۳۳	ہمی بینم حسن را من بزیر پایت افگندہ الٰہی بخت او بیدار شد یا خواب می بینم	۷

آں دوست کز دل و جان من دوستدار اویم
مستست نرگس او من در خمار اویم

با غم چہ میفرستی سر وم چہ می نمائی
با کس قرار نتواں چوں بیقرار اویم

گر از خودم بر آند ہر دم بنا امیدی
تا یکدست در من امیدوار اویم

ہستم بنزد خلقے دیں دار و پاک مذہب
لیک از ہوائے زلفش زنار دار اویم

گرد سرش فشانم جان عزیز خود را
جان و سر عزیزش ہم شرمسار اویم

گفتی چو کشتہ گشتی از چیست شادی تو
کشتہ شدن چہ بینی آخر شکار اویم

۵۳۴	سہلست رفتن دل در عشق روئے زیبا گر سر رود حسن را من بندہ یار اویم	۷

[1] زنور روشن شد امشب خانہ یا مہتاب می بینم [2] تو ابرو چوں کماں داری۔

چہ سعادتست یارب کہ بخدمتت رسیدم	دل نامراد خود را بمراد خویش دیدم
غم عشق و سر سینہ ہمہ پیش تو کشادم	دل و جان و دین و تقوی ہمہ پیش تو کشیدم
بکش آتش دل من بحضور خویش یکرہ	کہ چو آب دیدۂ خود بہ ہزار سود دیدم
تو دری و من گہرہا ز برائے تو فشاندم	تو مہی و من منازل ز برائے تو بریدم
بہرم ہزار منزل بہ ہوائے خوبی تو	کہ ہزار بار ہستی بہ از آنکہ می شنیدم
خوشم از نرفت بر من بخوشی شبے و روزے	کہ بیست روئے و مویت شب قدر و روز عیدم

۵۳۵	حسن انجمن مخالف ہمہ دشمن اند با من مگر از دعائے تست ایں کہ بدوستاں رسیدم	۶

سحرگاہ در گلستاں بودہ ایم	بیاد رخ دلستاں بودہ ایم
در اوصاف رخسار گلرنگ یار	چو سوسن ہمہ تن زباں بودہ ایم
صبا نرم و گل تازہ و سبزہ تر	ہمہ روز در ذوق آں بودہ ایم
مے چند خوردیم بر یاد شاں	کہ یک چند ہمراز شاں بودہ ایم
بشمشاد گفتم جوانی مکن	کہ ما نیز روزے جواں بودہ ایم

۵۳۶	حسن وار آں وقت را گوئیا پس از دیر ہا میہماں بودہ ایم	۷

عمر یست کہ در سینہ سودائے فلاں دارم	یک شہر خبر دارند من از کہ نہاں دارم
بیچارہ دلم خوں شد ایں دل نتواں دادن	ور حکم کند واللہ از دیدہ رواں دارم

روزہ بکشایم من از وصل بتے دیگر
کز یاد لب لعلت مہرے بدہاں دارم

جز سایہ نماند امروز از ہستی من با من
دیں سایہ کہ می بینی زاں سرو جواں دارم

مستانش چو برگشتند از قاعدۂ مذہب
ساقی قدحے در دہ من مذہب شاں دارم

یارب نہ برد ای از من آں مونس جانم را
ہر کس کسکے دارد من بندہ ہماں دارم

۵۳۷ — ۷

آرم چو حسن پیشش جاں را و جہاں را ہم
کز جملہ جہاں حقا آں جان و جہاں دارم

یاراں دل و دیں ز دست دادیم
دستے کہ ز پاے در فتادیم

معشوق بخشم رفت افسوس
نایافتہ مباد دادیم

چشمم ہمہ شب ستارہ ریز است
گوئی بہ ہمیں ستارہ زادیم

جاناں قدمے بنہ کہ ایں سر
زیر قدم تو زاں نہادیم

من کشتۂ آں کساں کہ از ناز
کشتند و نمی دہند دادیم

گفتی کشمت بنا مرادی
یارب برساں بداں مرادیم

۵۳۸ — ۵

بند دل در ہم حسن را
بکشائے چو سر او کشادیم

گر ہست ترا جاناں آہنگ بخوں ریزم
من خون دل خود را از دیدہ بروں ریزم

تا نور بصر ناگہ از دیدہ بروں ناید
خاک قدمت ہر دم در دیدہ دروں ریزم

در ہاست بہ چشم من گر دست دہد دوست
نظارہ کنی کیں [illegible] در پاے تو چوں ریزم

له چو کسے دارد

زیں پیش کزیں دُر ہا کم داشت بہ بہشت	صد ملک ہمی ارزد لعلے کہ کنوں ریزم

۵۳۹	روزے چو حسن بوسم یاقوت شکر بارت با آنکہ بخواہی کشت زاں غمزۂ خوں ریزم	۵

آمد آں یارے کہ من می خواستم خانہ من کرد باغ و بوستاں نیم شب آمد نہفتہ از رقیب بر سرِ من سایہ رحمت فگند	راست شد کارے کہ من می خواستم لالہ رخسارے کہ من می خواستم ہم بہ ہنجارے کہ من می خواستم سرو رفتارے کہ من می خواستم

۵۴۰	یار خود خواہد ہمہ کس اے حسن اینک آں یارے کہ من می خواستم	۶

من ہیچو روئے خوب تو روئے ندیدہ ام تا بر کشیدۂ تو سر از جیب حسن خویش گفتی چہ دیدۂ کہ چنیں مبتلا شدی گفتم با شک خود کہ چہ می اوفتی چنیں پیرانہ سر کجا رود ایں مستی از سرم	آں روئے تو بدیدہ و دل زاں گزیدہ ام من پائے دل بدامن حیرت کشیدہ ام گر آئینہ بہ بینی دانی چہ دیدہ ام گفتا ازاں فتم کہ فراواں دویدہ ام کایام شیر بود کہ ایں مے چشیدہ ام

۵۴۱	دست ار دہد حسن بگزد دیگراں لبت دانی کہ چند دست بدنداں گزیدہ ام	۵

سینه از اندهٔ بیهوده سراسر شستم	که دروں یافتم آں گنج که بیروں جستم
ماهِ من تو بهلا کم چه کمربندی چُست	که من اندر صف عشاق بغایت چستم
در تو چوں زلف تو آویخته ام موی بموی	سخت بے رحم کسی گر بگذاری سستم
سُرمهٔ دیدهٔ ام از گرد رهِ خویش بده	ورنه من دست ازیں دیدهٔ پُرخوں شستم

٥٤٢

گفتیم اے حسن از باغ سخن سروی تو
کاج چوں سبزه بزیر قدمت میرستم

٩

خشم و نازے که ترا بود کنوں دانستم	شکل شوخی تو بیروں و دروں دانستم
آنکه پیمانهٔ پیمان تو شد سر بربست	بر تو نزدیکترے بخت نگوں دانستم
در جُدائی تو شد بند من از بند جُدا	من ندانستمے ایں درد کنوں دانستم
حاش لله که خورم بے لب شیریں تو مے	بے تو هر آب که خوردم همه خوں دانستم
آں تو داری ز میان همه خوباں الحق	قد خوب تو الف ابروے تو نوں دانستم
دی دروں دل یک شهر زدی آتش شوق	غرض آمدن از خانه بروں دانستم
دیده نادیده همی کردی و میخندیدی	بده انصاف که آں تعبیه چوں دانستم
زلف تو بوسه زدم لعل لبت کردم یاد	آرے از مار چه ترسم که فسوں دانستم

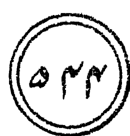
٥٤٣

اے حسن ایں که دل و دیں به بتاں بخشیدی
مایهٔ عقل شمر گرچه جنوں دانستم

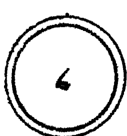
٦

من در اندوه تو ایں حال نمیدانستم	اثر طالع ایں سال نمیدانستم

لاف بودست کہ فال دلِ من نیک آمد	زیر و بالا شدن فال نمیدانستم
غمزۂ شوخ تو چوں غارتِ دلہا میکرد	ترک می دیدم و قتال نمیدانستم
گفتمے غمزۂ قتال تو مادرزاد است	ایں بلائے دگر از خال نمیدانستم
در ہوائے تو بتا پر زدنم وقتے بود	کاں زماں نام پر و بال نمیدانستم



گرچہ در کار حسن لعل تو تقصیرے داشت
تا بدیں غایتش اہمال نمیدانستم



بتم در کوئے بازی شد من اینجا عشق می بازم
غریبم چوں کنم از دور با نظارہ می سازم
سرے دارم فدایش اے رقیباں ہاں چہ میگوئید
اجازت ہست تا ایں گوئے یا چوگانش دربازم
چو شمعم گر بسوزد من بجاں مجلس برافروزم
وگر سر خواہد از گردن ز سر گردن برافرازم
بمن گر تیز بیند ز اوج حسن خود روا باشد
کہ من چوں موم پیش چشمۂ خورشید بگدازم
اگر فردا نہ بینم در بہشت آں چشم را واللہ
ز کوثر گر کسے آبم دہد در کوثر اندازم
سہ سالہ مے کند ہفتاد سالہ را ز را پیدا
بیا ساقی و بر تر دہ کہ تا پیدا شود رازم

(۵۴۵) حسن صد باری گوید که چوں مستان راه او
مرا گر جستجو باشد به گفت و گو نپردازم (۵)

چو گل خوش لب شگفم گر در دل تو یاد می آیم
وگر آں نیست بلبل وار در فریاد می آیم
وگر آزادگاں را بنده سازی هم بجانِ تو
که اوّل من ز آزادیِ خود آزاد می آیم
کشیدی گرچه در سلک سگانم هم خوشم والله
که بارے گه گهے وقت شکارت یاد می آیم
چو خاکم گرچه هر روزے بروں می افگنی از در
هم از راهِ هوا داری رواں چوں باد می آیم

(۵۴۶) نه بود امکاں که یابم چوں حسن بوسیدن پایت
چو اکنوں[1] دادهٔ ره از رخت دلشاد می آیم (۷)

مرا عمریست کاندر جان غم جانانِ خود دارم
یکے جان دگر گوئی درون جان خود دارم
بعشقش کرده ام اقرار و دل تصدیق میگوید
من ایں تصدیق و ایں اقرار از ایمان خود دارم
ز عاشق سُرخروئی خواست عشق او بحمدالله

[1] چو اکنوں پرده دار رحمت ره داد می آیم

من ایں دولت نخست از چشم خوں افشان خود دارم

زچشم خونِ دل بیروں فتاد اے میر مہ رویاں
نظر کن بر خراجے کز دہ ویران خود دارم

تو اے ہمسایہ زیں آتش گرفتن از چہ می ترسی
کہ من سوزے کہ دارم از دل بریان خود دارم

فسوں گو ہر چہ میخوانی کہ زہر از من فرود آید
کہ من ایں تیر زہر آلود افسوں خوان خود دارم

۵	حسن از تو بر نجم گر کنی درمان ^۱^ دردِ من کہ من شادم براں دردے کہ از درمان^۲^ خود دارم	۵۴۷

اگر گل رفت گو رو من گلستانے دگر دارم
خلاف باغہا من باغ و بستانے دگر دارم

گلستانے چہ خواہم کرد کز یادِ رخِ دلبر
بروں ایں گلستانہا گلستانے دگر دارم

کنم ایں جان رسمی را فدائے جان^۳^ دلبندان
مرا از مرگ بیمے نیست من جانے دگر دارم

بیک کشتی کہ نوح^۴^ انگیخت کے ماند جہان سالم
کہ زیرِ ہر مژہ چوں نوح^۴^ طوفانے دگر دارم

حسن تو ایں جفا زاں ترک کافر کیش خود داری

۱ جان ۲ جاناں ۳ عشق ۴ بے دوست

۵۴۸ من ایں کافر دلیہا از مسلمانے دگر دارم ۷

بہ جان تو کہ چو جانت عزیز می دارم	چرا بچشم عزیز تو اینچنیں خوارم
خیال زلف توام ہر شبے شب قدر ست	ہوائے روئے تو ہر روز روز بازارم
ز سلک خیل سگانت شدم تعالی اللہ	کجا رسید باقبال عاشقی کارم
ہزار جور بکن لیک روئے خود بنما	ز روئے خوب تو آرام ار بیازارم
چہ باک گر ہمہ آفاق دشمنم دارند	گر انچہ داشتمت دوست تر ہمی دارم
گرم مقابل ایں در ہمہ جہاں بخشند	ہمہ جہاں بگذارم در تو نگذارم

۵۴۹ گر از حسن گنہے آمدست در گذراں
کہ شرمساری او را شفیع می آرم ۷

دست کجا میرسد تا زلبت برخوریم	در ہوس پائے بوس عمر بسر می بریم
قلب ہمہ عاشقاں نامزد در دست	قسمت ما کم مکن ما ہم ازاں لشکریم
بندہ شدیمت ولے تند مشو عاجزیم	صید گرفتی ولے تیغ مکش لاغریم
چند براں ایستی تا کنی ام غرق خوں	آب دو چشم بست بگذر تا بگذریم
کعبۂ ما کوئے تو قبلہ ما روئے تو	گر نمائی تو روئے ما بکہ روئے آوریم
غیرت یعقوب بود دیدہ فرو بستنش	گفت چو یوسف گست ما بکسے ننگریم

۵۵۰ گر ز فراقت حسن گم شدۂ حیرتست
ما کہ ترا یافتیم یافتہ حیراں تریم ۷

شبگون رقمی بر رخ آن ماه بدیدم
مقصود دل المنة لله بدیدم

گویند که در سال نهانست شب قدر
من آن شب فرخنده بیکماه بدیدم

رخ را چه صفت گویم وخط را چه توان گفت
آمیخته صبحی بشبانگاه بدیدم

از عارض وگیسو وزنخدانش بیکجا
هم یوسف و هم رشته و هم چاه بدیدم

نور صحر عشرت و مهتاب شب مهر
از دولت رویش گه و بیگاه بدیدم

از غیب هزاران لطف که صورت نتوان بست
یک یک همه در صورت دلخواه بدیدم

۵۵۱ — ۶

میگفت حسن چون برخ دوست نظر کرد
از مات برستم چو رخ شاه بدیدم

روی تو همچو باغ می بینم
ماه را از تو داغ می بینم

تا زشوقت دو چشم من چارست
دو رخت هشت باغ می بینم

کبک را در هوای رفتارت
شیوهٔ کبک وزاغ می بینم

دل آتش گرفته در زلفت
گوهر شب چراغ می بینم

می نخواهی که بوی من بکشی
اتفاق دماغ می بینم

۵۵۲ — ۷

ای ببازی گرفته شهری را
با حسن نیز لاغ می بینم

من که از هجر یار می گریم
بی دل و بی قرار می گریم

یار من برق وار جست از من
لاجرم ابر وار می گریم

راست چوں ابر جامہ چاک زدہ	درہوائے بہار می گریم
گوہرم گم شدست ازاں ہمہ شب	لُولُوے آبدار می گریم
خاک از خونِ من نگار گرفت	بس کہ بے آں نگار می گریم
بند بندم جدا شد است امروز	کز جدائی یار می گریم

۵۵۱ — اے حسن راتو دیدۂ روشن
نگری تا چہ زار می گریم — ۷

من از دست گیر جہاں آگہم	کہ نصرت دہد بر جہاں ناگہم
جہاں خود بتحت تصرّف شود	کہ بر تخت الفقر فخری شہم
زمن یوسفے دور دارد زماں	کہ بے اوست روئے زمیں چوں چہم
مہ تو کجا شد کہ ہر شب مرا	دو عیدست یک غرۂ آں مہم
کشاد دل از دیدن دوستست	بدیں فتح امید[1] بے بدگہم
ہم آخر ازیں فتح مژدہ دہد	ندائے اذا جاء نصراللّٰہم

۵۵۲ — من آں باد را گزرہ اورشد[2]
حسن وار از دیدہ خاک رہم — ۷

صبح را خوش بامدادے داشتم	بستگیہا را کشادے داشتم
ساقیم چوں آفتاب[3] می چو صبح	راستی خوش بامدادے داشتم
یک نفس از بعد چندیں روزگار	روزگارے بر مرادے داشتم

[1] بدیں فتح امید شد ناگہم [2] جہد [3] من

دوست حاضر ہمچو شاخ گل ولے	از رقیبش تند بادے داشتم
ہم صلاح حالِ من بود آن رقیب	ورنہ در خاطر فسادے داشتم
من گزشتم لوح دل از ہر دو کون	عشق مشفق اوستادے داشتم

۵۵۳

از شب ما خوش چہ پرسی اے حسن
صبح دم خوش بادادے داشتم

۸

خیز تا خوش خوش سوئے صحرا کشیم	باغ جائے خوش شدست آنجا کشیم
رخت خود چوں سبزہ بر صحرا کشید	ما چو سبزہ ہم سوئے صحرا کشیم
باغ از گل می بخندد گل ز باد	بادہ ہم گل می کشد کش تا کشیم
چوں بیک رہ سر ہمی باید نہاد	مرد وار از ہر دو منزل پا کشیم
ہم ازاں آتش کہ دی در ماز دند	داغ بر رخسارۂ فردا کشیم
پردۂ پندارہا را بر دریم	سائباں بر قبۂ مینا کشیم
عقل را منشور عشق آریم پیش	وز خطِ ساغر براں طغرا کشیم

۵۵۴

گر حسن یکبارہ شد در مے فرو
ما بزلفِ ساقیش بالا کشیم

۵

دوش از غم فراق تو خفتن نیافتم	در رنجیم ز دیدۂ و سفتن نیافتم
بسیار خواستم کہ کنم راز دل نہاں	از دست آب دیدہ نہفتن نیافتم
عمرے چو غنچہ بو دم دل بستہ در بہار	ناگہ خزاں رسید و شگفتن نیافتم

گفتم بگویمش غمِ دل آه سینه سوز — در حلق من گره شد و گفتن نیافتم

(۵۵۵) گفتم بروبمش چو حسن خاک آستان
تر شد ز خون دل مژه رُفتن نیافتم (۵)

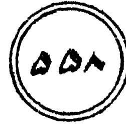
تو شاه و ما اسیر کمند غلامئیم — بر یاد نام نیک تو در نیک نامئیم
تعریف تو بقاعدهٔ خواجگی خوش است — تشریف ما همیں که بداغ غلامئیم
گفتی چه حاصل است شما را ز عافیت — شاها مپرس ایں لغت از ما که عامئیم
چشمت به نیم غمزه جهانے خراب کرد — آں ترک را بجوئے که ما اهتمامئیم

(۵۵۶) گفتیم پنج بیت بیادت چو پنج گنج
ما خود حسن نه ایم غلام نظامئیم (۷)

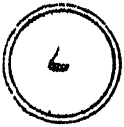
اے خوش نوا برار نوائے که مے کشیم — نوشاب نے شکر را بربانگ نے کشیم
اے یار مے بیار که دست طرب بماند — در زیر سنگ بو که بیاری مے کشیم
گفتی کشید کین خود از چرخ کینه دل — تا جام صاف پیش نیاری تو کے کشیم
کے در عرب بمعنیٔ داغ است مے بیار — تا داغ بے نیازی بر ملک کے کشیم
هنگامهٔ بهار جوانی نماند گرم — هنگام آں رسید که سردی دے کشیم
پے در کمان کشند و لیکن کمان ماست — هم در ازل شکسته شده چند پے کشیم

(۵۵۷) آمد خیال دوست اگر گوئی اے حسن
درے که ریختی تو هماں پیش وے کشیم (۵)

امشب کمند گیسوئے مشکینت درکشم   امشب از آں دو پستہ شیریں شکر کشم
زلفت دل مرا ز زنخدانت ساخت چاہ   امشب رسن بگیرم و از چاہ بر کشم
زیں پیش گر ز نظم چو دُر تحفہ کردمے   امشب ز دیدہ بہر نثارت گہر کشم
روزے فشاندہ ام گہر از دیدہ بر درت   امشب عقیق خدمتیت از جگر کشم



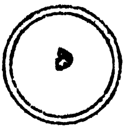
دم دم کشیدمے چو حسن دُردِ درد تو
امشب حریف من توئی آہستہ تر کشم



دلے پرخوں و جانے مبتلائیم   چہ با ایں پیشکش پیش تو آئیم
نگارا ہم بخاک آستانت   کہ خاک آستانت را نشائیم
چہ نسبت حور را با آدمی زاد   تو از شہری و ما از روستائیم
مگر یک شب بکوئے خویش ما را   تو بخشی جا وگرنہ ما کجائیم
جہاں در جرعۂ جام تو شد غرق   نہ ما دریاکشاں ہم آشنائیم
نمے خواہم بجز زنجیر زلفت   زہے دیوانۂ عاقل کہ مائیم



حسن چوں از سگان درگہت شد
فلک گفتش کہ ما ہم از شمائیم



رخت آئینہ رنگ می بینم   خط بر آئینہ زنگ می بینم
لب شیریں و غمزہ شوخت   نسخۂ صلح و جنگ می بینم
دل تو میکند ز بر دستی   دست خود زیر سنگ می بینم

صلح کردم ببوسۂ دہنت	چہ کنم وقت تنگ می بینم

(۵۶۰) اے حسن کے رسی بمنزل وصل
مرکب بخت لنگ می بینم (۷)

باز عہد نیاز بشکستیم	توبہ کردیم و باز بشکستیم
بس کہ دنبالۂ بتاں رفتیم	ہمچو زلف دراز بشکستیم
زہد گم گشت دیں فدا کردیم	رود بگسست ساز بشکستیم
دوش بارے صف رعونت را	لب پاہ نیاز بشکستیم
یک طپانچہ بروے حرص زدیم	ہمہ دندانِ آز بشکستیم
رہ غلط شد عناں بگردانیم	قبلہ کج شد نماز بشکستیم

(۵۶۱) چوں حسن جامے از صفا خوردیم
شیشۂ نوش و ناز بشکستیم (۹)

خوش میروی اے شمع سراپردۂ جانم	بر سروروانِ تو فدا باد روانم
گر دوستیٔ جان بود اندر دلِ ہر کس	تو از دل و جاں دوست تری اے دل و جانم
یکرہ بمن عمر زیاں کردہ بکن روئے	بارے نکو یت چہ بد افتد ز زیانم
بگذار کہ بازم ہمہ برروئے نکو عشق	کیں شیوہ نکو دانم اگر ہیچ ندانم
رائے سفرے داشتۂ دوش براں رش	تا غاشیہ ردوش نہم پیش توانم
آنجا کہ کند غمزۂ خونخوار تو خونریز	من مطہرۂ آب ز دیدہ برسانم

سلہ مشربہ

همراه شوم از سرِ اخلاص چه گوئی
زیں مایه توانم که شوم پائے ترا خاک

یا سورۀ اخلاص هم از دور بخوانم
بوسه زدن از بیم رقیباں نتوانم

۵۶۴ — ۸

هرگز چو حسن دست ندارم ز عنانت
والله که نمانم به ازاں کز تو بمانم

دیگر بده اے راحت جاں دُردی دردم
هر شش جهتم عشق دغاباز تو بگرفت
گر دعوی عشق تو کنم هست موجه
ناله بفلک برشده و زخم نه پیدا
اے کاش که در راهِ سگان تو شوم گرد
از خاکم اگر باد اجل گرد برآرد
گویند مرا توبه کن از صحبتِ خوباں

من مستم ازاں باده که بریاد تو خوردم
دشوار بروں آید ازیں ششدره نردم
اینک بدو رخ هر دو گواگو نه زردم
بیچاره طبیباں همه درمانده ز دردم
آں بخت ندارم که سگ کوئے تو گردم
گردے شوم و گرد سر کوئے تو گردم
بسیار چنیں پند شنیدم که نکردم

۵۶۵ — ۷

گفتی که حسن با دگرانے شده مشغول
من در غمت از هر دو جهاں فارغ و فردم

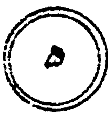
گراز جورت بجاں بودم ببیں کاخر بجاں رفتم
رقیباں را بشارت ده که من زیں آستاں رفتم
کمندت را همان صیدم اگر در کعبه ام بینی
سمندت را همان گردم اگر بر آسماں رفتم

تو از تعلیم تیر خویش خونم را رواں کردی
منم شاگرد اشک خود کہ در رفتن رواں رفتم

چگویم راست چوں ابر بہاری در ہوائے تو
نہ روشنے صعب و بادے سرد و چشمے درفشاں رفتم

جگر پر درد و رخ پر گرد و جاں در تاب و تن در تب
چہ پرسی ہمچناں زارم کہ دیدی ہمچناں رفتم

خطا گفتم چو بر خط وفائے تو نہادم سر
ز خار و خاکداں جستم بباغ و بوستاں رفتم


بیاد طلعت خوبے تو دیدم فال روشن را
مرا فال حسن رو داد من بارے براں رفتم


بکن اے شوق درمانے کہ از شوخیت در ماندم
عفا اللہ گر غبارے بود من از دیدہ بنشاندم

سواد زلف تو فرمان ضبط است از پئے دلہا
چہ پنہاں داریش از من کہ تا پایاں فرو خواندم

خیالت در سخن با من گہری سفت یک صبحے
زہے درہائے ناسفتہ کہ من در پایش افشاندم

باشک خویش گفتم روئے مردم بیں مرو گفتا
دلم خوں کردہ خون جگر می ریز من راندم

۵۶۷	حسن وش از غمت می گفت با صد نالۂ زاری مرا از جاں جدائی بہ کہ از جاناں جدا ماندم	۵

چہ رویست ایں پری رویا کہ من حیراں آں ماندم
بہ پیوندتو دل بستم ز خود دامن برافشاندم
بیامے برشدی یکروز با بالائے چوں سروے
تو بالا آمدی و من بصد حیرت فرو ماندم
خدا داناست کاں دم کز دبیرستاں شدی طالع
مرا اخلاص واجب بود و من الحمد می خواندم
کلوخ راہ تو بر دیدہ ننشاندم زہے غفلت
چرا دیدہ نکندم واں بجائے دیدہ ننشاندم

۵۶۸	زبان خوش کردم از نام تو مانند حسن الحق برانم در جہاں کامے چو نامت برزباں راندم	۷

کجا شدی کہ بصد جانت آرزومندم
فرشتہ بو و پری رو و آدمی خوئی
سراز دریچہ بروں کن کہ ابروانِ ترا
گنہ مرا نہ ترا بود گر ز تخدا نت
اگر بپرسی گرمم ذگر نپرسی سرد

بیا کہ بگسلم از خویش و با تو پیوندم
اگر دل از چو توئی برکنم کجا بندم
چو روزہ دار بماہِ نو آرزومندم
تو چہ نمودی و من خویش را درافگندم
بہر چہ می رسد از گرم و سرد خرسندم

خلاف عهد بود گر گلے کنم غارت	ببوئے کردنِ گلزار نیست سوگندم

۵۶۹ سزد که چشم ارادت نهی به هستیٔ من
که چوں حسن نظر از هر که هست برکندم **۷**

دو[۱] مه گذشت بجز جام ده منی نکشیم	مے از لب خم و نقل از لبِ نگار چشیم
هزار غصه ازیں هفت شیشه در دلِ ماست	کجاست شیشهٔ مے تا یکے ازاں بکشیم
چگونه دور مرادے تواں کشید امروز	که پیش چرخ زبردست زیر دست کشیم
ز شش جهات جهاں بچینیم مهرهٔ مهر	امید دانگ نداریم ما چه مرد ششیم[۲]
خوشی ز ما نرود ور رود شبش خوش باد	که ما بنا خوشیٔ روزگار خویش خوشیم
چرا کنیم زغم روئے خویش صاحب چیں	هنوز از طرف موئے والی حبشیم

۵۷۰ حسن در اندهٔ شامست چاشت تا هر روز
بعمر کوته خود تازه روئے صبح وشیم **۹**

دل فدائے دوست کردم جاں بهم	دیں[۳] اسیر زلف شد ایماں بهم
عشق با جاں در تن من جا گرفت	آں بروں ناید مگر با جاں بهم
از لبت لافد صدف یارب کجاست	تا دهانش بشکنم دنداں بهم
ماه من خط و لبت شرمنده کرد	خضر را با چشمهٔ حیواں بهم
یوسف ار دیدے فروغ روئے تو	مصر را آتش زدے کنعاں بهم
نیکواں هستند لیکن آں تراست	خال و خط بو العجب با آں بهم

۱ چهے ۲ روم ۳ جاں خوش است الحق دلے جاناں بهم

گر بگوئی دل کہ از تیر تو خست
چشم تو باخط خوں ریز تو یار

خدمتے پیش آورم پیکاں بہم
ترک بیں مست آمدہ فرماں بہم

۵۷۱

بر حسن رحمے کن آں ہندوی تست
او نہ تنہا جملہ ہندوستاں بہم

۷

ہر لحظہ جان شیفتہ را در بلا نہم
ترک ختائی آفت جاں شد خطاست ایں
موزہ چو بہر گشت پیادہ بدر کشید
گر پرتو جمال تو یا بم شبے چو شمع
لب مے چکان و زلف پریشان و چشم مست
میگفت بارہا دلِ بد روز من مرا

یعنی نظر بصورتِ خوباں چرا نہم
بر دیدہ عیب گیرم و بر دل خطا نہم
من جائے کفش چشم خودش زیر پا نہم
پروانہ وار ہستی خود را فنا نہم
ایں یک دلِ خراب شدہ چند جا نہم
روزے ز دست دیدہ ترا در بلا نہم

۵۷۲

گویند ایں قصیدہ بہ پیش حسن بخواں
داغِ دگر چہ بر دل آں مبتلا نہم

۹

ما در دوست قبلہ می گیریم
ساقیا مروی کن آنچہ کہ ہست
ہر کجا زہد آتش و آبیم
خلق آفاق شعبہ زو راند
جاں بپایش فشاندہ ایم ہنوز

ہر چہ زاں در دہند بپذیریم
کہ نہ ما مردمانِ تزویریم
ہر کجا عشق شکر و شیریم
ما گرفتار نغمہ زیریم
ہمچناں شرمسار تقصیریم

لہ آرے نظر برابروے

مصلحان می کشند ناں از طعن ‏ ‏ ما ز شوق سماع می میریم
مطربا نرا بخانہ نتواں برد ‏ ‏ خانہ در کوئے مطرباں گیریم
شیر گردوں بگرد ما نرسد ‏ ‏ ما سگِ آستانۂ پیریم

(۵۷۳)
اے حسن ما ز اہل تحقیقیم
گرچہ ظاہر ز اہل تحقیریم
(۷)

ساقی ز خمار سر گرانم ‏ ‏ مے دہ کہ بلب رسید جانم
جانیست مرا بلب رسیدہ ‏ ‏ بارے بلب قدح رسانم
آوارہ حسن خانہ زادت ‏ ‏ آوارہ کنند ز خانمانم
اے ماہ زمیں بیار دورے ‏ ‏ مفریب بدور آسمانم
گفتی کہ ستارۂ تو سعدست ‏ ‏ من طالع خود بہ از تو دانم
در قیمت من چہ می فزائی ‏ ‏ واللہ کہ بہ ہیچ ہم گرانم

(۵۷۴)
گر داغ نہی سگانِ خود را
من بندہ حسن دراں میانم
(۷)

اشکے چو عقیق ازاں فشانم ‏ ‏ گر لعل تو مید ہد نشانم
از دست تو نالہ چوں تواں کرد ‏ ‏ مہر لب تست بر دہانم
گر تیغ زنی تو می توانی ‏ ‏ من آہ زدن نمی توانم
از پائے میفگن ایں چنینم ‏ ‏ چوں دست گرفتی آنچنانم

برابروی خود گره چه بندی | من بنده نه مرد آں کمانم
در حق تو ام گمان فضل است | شرمنده مکن ازیں گمانم

۵۷۵

گفتی که دل حسن که آزرد | از غمزه بپرس من چه دانم

۷

ای درت گشته قبلهٔ جانم | خاک پائے تو آب حیوانم
غم تو کاں برابر جانست | نزد جز برابر جانم
تا شنیدم لب تو میگونست | من ازاں توبہا پشیمانم
گر بگردانیم بہر کوئے | من ازاں کوئے رو نگردانم
طاقت دیدن رخ تو کراست | من مسکیں شنیده حیرانم
تارے از زلف خویش تحفه فرست | جمع گردان دل پریشانم

۵۷۶

چند پرسی که چیست حال حسن | قصهٔ اوست اینکه می خوانم

۶

چشم کز روئے دوست تر داریم | گر شود چشمه دوست تر داریم
خون دل ریختیم شسته نشد | داغہائے که بر جگر داریم
هنر و عیب ما چه می پرسی | همه عیبیم ایں هنر داریم
ناصحا پند ما چه خواهی گفت | هرچه گوئی ازاں خبر داریم
چند گوئی ز دوزخ و بهشت | ما جزایں غم غمے دگر داریم

۵۷۷	با حسن گفت از درم بگذر ما جز ایں در کدام در داریم	۵

چشم مستت بناز می کشدم
بارہا گشت و باز می کشدم

طاق محراب ابروان شما
درمیان نماز می کشدم

گرچہ مہلت حیات می بخشد
مژۂ ترکتاز می کشدم

چشم بستن نداشت سود مرا
چشم بستم چو باز می کشدم

۵۷۸	گر حسن شد ز عشق بیچارہ چہ کنم چارہ ساز می کشدم	۷

کجا راضی شود جاناں بدیں جانے کہ من دارم
کرا مہماں تواں خواندن بدیں خوانے کہ من دارم

روا باشد مرا گر خون جاں خود خورم زیرا
غم ایں جاں نخواہد خورد جانانے کہ من دارم

دل من حالے آورد ست بر ہر موئے از زلفش
فراہم کے شود حالِ پریشانے کہ من دارم

دریدہ دامنے دارم بخوں آلود پنداری
گریبان گل سرخست دامانے کہ من دارم

دل پر آتشم شد از حضور دوستاں بستاں
خلیل آباد میخوانند بستانے کہ من دارم

مرا ایمان غم یارست و مذہب عشق و دیں مستی
خداوندا مزیدی دہ بایمانے کہ من دارم

۵۷۹	دریں غم چوں حسن دارم زخود سیر آمدہ جانے کہ ذوق زیستن دارد بدیں جانے کہ من دارم	۸

ردیف (ن)

ساقیا جام مے آور پیش من
دُور کُن ایں عقل دُور اندیش من

من نہ پیوندم بخویشاں بعد ازیں
عشق پیوند منست و خویش من

سورۂ خواہم کہ خوانم در نماز
صورتت ناخواندہ آید پیش من

اے مسلماناں مرا قرباں نہاد
زخم تیر ترک کافر کیش من

میل او بر مال و بر عقل است و دیں
چوں شود حال دل درویش من

تا لبش ہر بار میریزد نمک
کے فراہم خواہد آمد ریش من

ناصحا چوں نیست پندت سود مند
چندمی ریزی نمک بر ریش من

۵۸۰	اے حسن چشمش اشارت می کند نوش می خواہی منال از نیش من	۵

اے آرزوئے امیدواراں
وے مرہم درد دل فگاراں

از دشمنی آنچہ بود کردی
اے دوست چنیں کنند یاراں

تا سایۂ زلف را گزیدم	دیوانہ شدم چو سایہ داراں
اینہا کہ تو میکنی بریں دل	از دل نزود بروزگاراں

(۵۸۱) تا کے گذری حسن برآں در
چوں بر سر کشت خشک باراں (۷)

منم ز دست تو دامن بخوں دیدہ کشاں	نہ دل ز تو خبرے یافتہ نہ دیدہ نشاں
چو ذرہ زار شدم در ہوائے تو آرے	ہماں دلیل کند عشق آفتاب و نشاں
در آرزوئے تو ام ہر شبے ستارہ شمار	چو روز شد شوم از ہر مژہ ستارہ فشاں
طریق زہد بیک پے ز خاطرم برخواست	ز ہم نشینیٔ خوش خاطران خوش نشاں
کنوں کہ کعبہ من کوئے مطرباں گشتہ است	مرا مقابلۂ زمزم است زمزمہ شاں
بیا در روئے تو در روز رفتنم بینند	سماع در سر من رقص در جنازہ کشاں

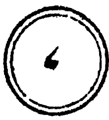
(۵۸۲) حسن ز جام لب تو خمارہا دارد
اگر حریف نسازیش جرعہ بچشاں (۷)

اے ہمہ شادی دلت از غم واز بلائے من	غرق بلائے عشق تست ایں دل مبتلائے من
بر دل من چو شحنہ شد عشق دراز دست تو	خیمہ بروں زد از جہاں صبر گریز پائے من
آہ کہ بر امید تو عمر گذشت و ہمچناں	ماندہ بپردۂ عدم حاجت ناروائے من
قصۂ محنت مرا شرح و بیاں چہ حاجت است	اشک رواں من نگر صورت ماجرائے من
قبلۂ جان من توئی کعبہ چہ کار آیدم	حلقۂ گیسوئے تو بس سلسلۂ دعائے من

لاف وفائے تو زنم بس قدم سگانت را | خاک چرا نمی شوم خاک برین وفائے من


۵۸۳

اینست خطا کہ چوں حسن بوسہ زدم در ترا
پیش کمال عفو تو سہل بود خطائے من


۷

منم امروز و عشق مہرویاں
تا نہادم بپائے خوباں سر
من سگ آستانۂ عشقم
گرچہ بر رخ زخوان دل جویست
گوئے صد زخم بیش خورد ہنوز
باگل ار خلوتے کنم گردد

دل گرفتار سلسلہ مویاں
لقبم شد سر سخن گویاں
آدمی کردہ پری رویاں
دل و جانم فدائے دلجویاں
ہست پیش رکاب شہ پویاں
خار نامحرم از زمیں رویاں


۵۸۴

پا بدریائے غم نہاد حسن
دست از آب دیدگاں شویاں


۷

بتاں سلطان ملک حسن ما در سلک درویشاں
دلا دامن فراہم کن کجا ما و کجا ایشاں
شوم از کنج درویشی پئے نظارہ شاں بیروں
مگر بیروں ز نظارہ نیامد قسم درویشاں
ندانم تا چہ خواہد آں دلارام جگر خوارہ
ازیں مشتے جگر پالودگان چند دلریشاں

لہ گشت لہ دیدہ ہا

در آمد عشق و علمم برد و ناورد شش پشیمانی
پشیمانی کے آید گرگ را از غارتِ میشاں

کسے کاں ترک ترکش بند را دل داد نندیشد
کش از بد مذہباں گیرند یا از کیش بدکیشاں

اگر تو با غمِ لیلی برغبت خویشئے داری
چو مجنوں فرد باید شد ہم از خویش و ہم از خویشاں

۵۸۵	حسن در پائے خوباں سر بحمد اللہ فدا کردی نکو اندیشۂ کردی علی الرغمِ بداندیشاں	۷

اے در ہوس رویت گل چاک زدہ داماں
بر یاد لبت خلقے خوں از جگر آشاماں

سرگشتہ بسے گشتم بہر سرو سامانے
سر در سر کارت شد نہ سر شد و نہ ساماں

اے خشک فرو ماندہ عقل از در دیدارت
کے در تو رسد ہرگز ایں دیدۂ تر داماں

اے خواجہ مرو چندیں پے بر پے عشاقش
کاں قوم بلا سوزند شوریدہ سرانجاماں

نا بود چنیں بودست ایں خستہ دل مسکیں
عاشق صنعتاں عاجز خوباں ہمہ خود کاماں

بر وجہ نیکو رویاں ندہند برات تو
تا نام تو در ناید در دفترِ بدناماں

۵۸۶	بازار حسن گرمست از آتش عشق تو ایں دود کجا خیزد از طائفہ خاماں	۷

سر شک لعل مرا ہیں بگو عقیق ترست ایں

سرشک نیست نگارا نشانے ازجگرست ایں

گر آفتاب وستارہ نظیر روئے تو گویم

ز بندہ عیب مفرما تفاوت نظرست ایں

خیال سبزہ خطت کہ ماند در نظر من

مزید باد ازیں رو یزید فی البصرست ایں

دل از ہوائے تو گشتہ تمام مشرق و مغرب

زہے کبوتر ہمت ہنوز نیم پرست ایں

ز روز وصل تو ماندہ بشام ہجر دریغ

دمم چو صبح ازاں شد کہ شام بے سحرست ایں

شنیدۂ کہ شبے نیست بعد روز قیامت

شبم کہ روز ندارد قیامت دگرست ایں

۵۸۷ — اگر رقیب تو پرسد حسن چہ ماند بریں در
برات روئے دہ اورا بگو کہ خاک درست ایں — ۷

روئے تو ماہست یا خورشید یا برگ سمن
ابروت کج تر بود یا ماہِ نو یا دور چرخ
زلف تو تاریک تر یا روز من در عشق تو
زہرۂ تاباں تر بود یا مہر یا پیشانیت
ہجر تو بد تر بود یا مرگ یا تن بے رواں

قد تو تیر ست یا شمشاد یا سرو چمن
لفظ تو خوشتر بود یا ذر یا عقد پرن
موئے تو باریک تر یا معنیٔ دُربار من
چشم تو خونریز تر یا ترک مست پر فتن
وصل تو خوشتر بود یا عمر یا جاں در بدن

فتنۂ روئے تو یا حور بہشتی یا پری	یوسف مصری تو یا سلطان خوبان ختن

۵۸۸	طرہ ات پرتاب تر یا تاب آتش یا دلم حسن تو دلگیر تر یا عشق یا شعر حسن	۵

ساقی دم نقد را کمیں کن	لالہ بہ میان یاسمیں کن
خورشید و ہلال را قراں دہ	مے را و پیالہ را قریں کن
زد زردۂ آفتاب جولاں	اے ماہ من آں کمیت زیں کن
رو را چہ ترش کنی سخن گوئے	آں سرکہ کہ ہست انگبیں کن

۵۸۹	صد حرف حسن بگوش داری آخر بیک ابرو آفریں کن	۷

من کہ غمخوار توام خوارم مکن	در[1] جگر خوردن جگر خوارم مکن
روزگارم زیں بتر خواہی کہ ہست	از تو زیں بہتر طمع دارم مکن
گر سگم خوانی بخواں، سنگم مزن	ایں چنیں یکبارگی خوارم مکن
اوّل از یاریت تقصیرے نبود	من کیم آخر ہماں یارم مکن
زلف مشکن از گرفتارے بترس	در شکنج او گرفتارم مکن
زخم ظلم خود ہمہ برمن میار	من مکن گفتن نمی آرم مکن

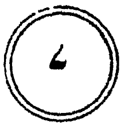
۵۹۰	چوں حسن از ہجر زارم کردۂ از سلام خویش بیزارم مکن	۵

[1] وز جگر دادن

بیا کہ باز نشست ایں دلم بخوں خوردن	چہ شد کہ باز نمی ایستی زخوں کردن
تو آفتابی و من صبح می تواں دانست	کہ بے تو من نتوانم نفس برآوردن
بزیر سایہ خود پرورید زلف توام	غریب نیست ز ہندو غریب پروردن
کنوں مبارک بادت طواف ہندستاں	کہ طوطیاں راآموختی شکر خوردن


۵۹۱

زہے حسن کہ بدینساں نوائے عشق زنی
کہ قمریانت غلامند طوق در گردن


۷

اے ترک گلرخ بیش ازیں دردِ دلم حاصل مکن
اے جان و دل چندیں جفا بر عاشق بیدل مکن
خواہی کہ حال عاشقاں آشفتہ نبود روز و شب
برگرد ماہ عارضت زلف سیہ حائل مکن
از لعل جاں بخشائے تو بوسے تمنا میکنم
اے صاحب روے نکو منع دل سائل مکن
رفتی: با بدخواہ من پیوستی اے آرام جاں
من چوں ہوا خواہ توام امید من باطل مکن
جاناں چہ رفت از من خطا تا قصد خونم کردہ
بے جرم خونم ریختن بد باشد اے غافل مکن
اے عیب جوے عاشقاں ہستی زعالم بے خبر
من غرقہ در بحر غمم تو خندہ بر ساحل مکن

۵۹۲	ماننده یارِ خویشتن دیگر کجا یابد حسن جز بر دیارِ یارِ من اے ساربان منزل مکن	۷

کیست از یاراں کہ دارد در جہاں یارے چنیں
دل ندارم در جہاں از عشق دلدارے چنیں
گل اگرچہ داشت رخسارہ بصد پردہ نہاں
ہم زیک پردہ بروں ناورد رخسارے چنیں
کبک در کہ زیر پا آورد چندیں تختہ سنگ
وانگہ از یک تختۂ ناورد[۱] رفتارے چنیں
دوش در خوں غرقہ گشتم تا خیالت داد دست
اللہ اللہ شب چناں و روز بازارے چنیں
امشب آمد جام مے را جائے برکف کردہ یار
مرحبا جامے چنیں جائے چناں یارے چنیں
میدہم[۲] جاں را بجاناں گر دہد پیمانہ پُر
عاقبت پیمانہ پُر خواہد شدن بارے چنیں

۵۹۳	خوب کُن کارے حسن جاناں زگفتار حسن زانکہ جوئی دنیائی خوب گفتارے چنیں	۷

اے باد اَزاں بہار نسیمے بیار سال	وحشت حریف گشت ندیمے بیار سال
یعقوب وار واسفائے ہمیشہ نم	زاں یوسف زمانہ نسیمے بیار سال

[۱] ہم ناموخت [۲] جاں بجاناں میدہم گر بر کند پیمانہ ام

از غنچهٔ لبش که لطافت بدست ختم | گر یک فتوح یابی نیمے بما رسان
بلقیس وار بهر پرستیم ما ز دور | هدهد صفت کتاب کریمے بما رسان
از حسن او بخوف و رجائیم دمبدم | از لب امید از مژه بیمے بما رسان
از خلعت مراد کزان دور رسد بتو | زان موئے یک سیاه گلیمے بما رسان

۵۹۴ — ۷

نظم حسن بیک نظر نرگسش در آر
یکیک صحیح کن ز سقیمے بما رسان

اے ترک کز ختائی چندیں خطا مکن | بکشا قبا و پیرهن ما قبا مکن
داغے برخ نهاده برسم ختائیاں | اے ماسگان داغ تو رسم خطا مکن
باسینهٔ کبود مه از جائے میروی | این نیل را بگوشهٔ خورشید جا مکن
گفتی که نیل کرده ام از بهر چشم زخم | آن نیل چشم زخم کند مر ترا مکن
دل راست همچو تیر بروں شد ز کیش من | در شست او فتاد و ز دستش رها مکن
زلفت که شد سوادش طومار ساں در آ | تعویذ جان اہل دلست زیر پا مکن

۵۹۴ — ۷

اے حاجت حسن تو حاجت روا کنش
گر از تو جز تو خواهد حاجت روا مکن

اے آئینه جا نهاد در خود منگر چندیں | با هم نفسان خود آخر نفسے بنشیں
صد[1] شب نگرید ستم[2] از حسرت تو تا روز | یکروز نکردی تو از بازوئے من بالیں
بادوست گہے خنده پیدا نه کنی دندان | من خود نزییم بے تو پنهان چه کنی پروین

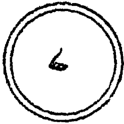
[1] دلاں [2] از حسرت ابرویت صد ره نگرید ستم

اے دل تو صلا در دہ گرے ندہد امکاں
یارست قبولے جاں تا کیست قبول او
فرہاد کہ شیریں را گشتست بجاں طالب

اے جاں تو جگر خوں کن گر مے نخند تمکیں
یا سینۂ دل قرآں تا چیست لب یاسیں
تلخست ہمہ چیزش جز دوستی شیریں



مسکیں حسن ست از وے سر فخر مسکیناں
یکشب نشد او ساکن در مسکن ایں مسکیں

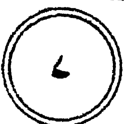


اے ملک ہمہ ہستی گرد سر درویشاں
خاک قدم ہر یک در دیدۂ روشن کش
دست ہمہ عالم را ہیہات کہ گرد آرد
گفتی کہ چرا نبود پیوند بخویشانت
در کیش نکو ناماں من راست ترا ز تیرم
تو نرم دلی یارا از سخت دلاں بگذر

سرہاے سراں زیبد خاک قدم ایشاں
اندیشۂ نیکست ایں کوری بد اندیشاں
چوں موج زند ناگہ خون دل درویشاں
خویشی چہ محل دارد در عالم بیخویشاں
چوں تیر بروں جستہ از صحبت بدکیشاں
با گرگ خطا باشد گرگ آشتی میشاں



بسیار خطا کردی باز آے حسن اکنوں
روے بزمیں آور درویشی درویشاں



اے دیدہ بما یکے نظر کن
گرد رخ خود بکش خط تر
درے کہ بگوش تست نشاں
اے جوی بہشت چشمۂ خضر

از موج دو چشم ما حذر کن
گلزار حیات تازہ تر کن
آں زہرہ اتابک قمر کن
یک روز بسوئے ما گذر کن

لہ چناں مرداں

اے باد بلب رسیدہ جانم
تا کے غم جاں خوری حسن خیز

آں جانِ عزیز را خبر کُن
دل خوں شد و حیلہ دگر کن

۵۹۸

معشوق مزاج چوں دگر کرد
تو نیز علاج خود دگر کن

۵

اے بردہ روئے خوب تو صبر و قرار من
دریاب کز فراق تو جانم بلب رسید
طوفاں شدست گرد من از آب دیدگاں
وقتست گر بعین عنایت نظر کنی

وے گشتہ ہمچو زلف تو آشفتہ کار من
اے راحت رواں و خداوندگار من
اے نوح وقت من نظرے کن بکار من
کاندر غم تو سوختم اے غمگسار من

۵۹۹

امشب دگر چگونہ بروز آورد حسن
کامد نماز شام و نیامد نگار من

۷

آں سرو را کہ دیدی رفتار زبرم خراماں
زیں خاک رہ اگرچہ دامن ہمی کشد او
مجلس بمجلس اول چوں شمع بُد ستادہ
رفتارش از طراوت چوں ماہ صبحگاہی
عود از ہمہ صفتہا ہست از دو زلف او خوش
ور از قبول پُرسی خود بہترین عیدست

بے او بدن نہ طاقت با او شدن نہ ساماں
من خاک راہ او را در میکشم بداماں
منزل بمنزل اکنوں چوں ماہ شد خراماں
رخسارش از نکوئی چوں یادنیکناماں
از رشکش ار نسوزد باشد یکے زخاماں
اقبال بردر او از کمترین غلاماں

وصفش حسن کند کو اندر سخن تمامست

۶۰۰	وصفے کہ ہست بیروں از وصف ناتماماں	۵

اے آفتاب نیکواں آخر شبم را روز کن
شام امید خلق را صبح جہاں افروز کن
اے صبح دولت بار من گرمی بری از مہر بر
اے شمع جانہا کار من گر میکنی از سوز کن
اے از شب گیسوئے تو ہر شب مرا قدرے دگر
پردہ ز رخ یکسو فگن روز مرا نوروز کن
گفتی بمہماں آمدن روزے شوم روزی تو
اے روز من بے تو چو شب آں روز را امروز کن

۶۰۱	مرغ ہوائے تو حسن صید تو شد حاکم توئی خواہی بنہ دانش در قفس خواہیش دست آموز کن	۷

اے دوست یکزمانے با دوست شاد بنشیں
مارا قرار باتست از ما قرار مگزیں
مائیم و مجلس مے زانو زدہ صراحی
امروز بمہماں شو زانو برابر و بنشیں
ہم جام شکریں کن ہم لعل شکر افشاں
ہم خانہ عنبریں دار از زلف عنبر آگیں
بے آں دو رخ نباشد روے مراد روشن
بے آں دو لب نگردد کام حیات شیریں
آخر بوقت ہجراں تعجیل بود چنداں
اکنوں کہ روز وصل است تاخیر چیست چندیں
میدان عیش خالی تا کے بود نگارا
گوے طرب در افگن حال زمانہ می بیں

۶۰۲	بندہ حسن چو بنوشت اوصاف حسن رویت بخت از طریق احساں کردش ہزار تحسیں	۶

اے جان نہ برت دورم دورم ز برت اے جاں
حیراں شدہ ام بے تو بے تو شدہ ام حیراں

دردے زغمت دارم دارم زغمت دردے	درماں نکنی دانم دانم نکنی درماں
بیچارہ من مسکیں مسکیں من بیچارہ	شاداں نزدم یکدم یکدم نزدم شاداں
با تو سخنے گویم گویم سخنے با تو	فرماں نہ کنی دانم دانم نکنی فرماں
جانے زجہاں دارم دارم زجہاں جانے	بستاں و بدہ بوسے بوسے بدہ و بستاں

۶۰۳	ہردم حسنت گوید گوید حسنت ہردم اے جاں زغمت مردم مردم زغمت اے جاں	۷

خوشست ارچہ نتواں نگہ داشتن	وجود تو درجاں نگہ داشتن
بیک پلہ صد جاں بیک پلہ تو	ہمینست میزاں نگہ داشتن
دلے را کہ با زلف افتاد میل	بزنجیر نتواں نگہ داشتن
ترا ختم شد جعد در پیرہن	شب قدر پنہاں نگہ داشتن
کشیدی اگر تیر خود در دلم	خوشم ہم بہ پیکاں نگہ داشتن
گہ مردنم گر نہ حاضر شوی	حدکیست ایماں نگہ داشتن

۶۰۴	حسن مے بہ پیمانۂ عشق کش نہ شرطست پیماں نگہ داشتن	۷

سایۂ شب حجاب ماہ مکن	ماہ در سایۂ کلاہ مکن
خط شبگوں بر آفتاب مکش	روز بر عاشقاں سیاہ مکن
زلف را جائے بر سریر مدہ	دزد را سوئے گنج راہ مکن

نه نگه داشت آئینه نقشت	هیچ رو اندرو نگاه مکن
در من آتش زدن گنه باشد	تو بهشتی و شی گناه مکن
منزلے تو بگیر ہر روزے	آفتابی تو کار ماه مکن

(۶۰۵) بشکستی بظلم عهد حسن
این دلیری بعهد شاه مکن (۷)

نگه میدار یارا حق یاراں	بحق دوستئ دوستداراں
همه امید ما در برقع تست	برار امید ما امیدواراں
دل من یک جهاں غم دارد از یار	دو چنداں از ملامتهائے یاراں
توئی کز عشق آں بہائے میگونت	چو من مستست عقل ہوشیاراں
بوقت گریۂ من خندۂ تو	چو خورشیدے که خندد روز باراں
معافست اینکه نالم در ہوات	نشاید منع بلبل در بہاراں

(۶۰۶) حسن ہر شب حسینی وار گوید
کجائی اے قرار بیقراراں (۷)

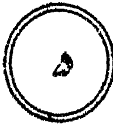
پرسش لے یوسف عهدار نه نسیمے برسال	ما مقیم در تو گشته تو در شهر کساں
چوں تو جانے بمن سوخته خود نرسد	ہوسے می پزم آخر چه دگر بوالہوساں
زلف تو برد دل آگاه نشد مشاطه	شب چو ہم خویش بود دزد چه عیب عساں
تا تو رفتے من بیچاره بصد نوحه گری	این دعا خواسته ام ہر نفس از ہمنفساں

یارب آں یار مرا گرچہ چو یاراں ہرگز
از برائے لب تو خاست نفیر عشاق

یک سلامی نرساند بسلامت برماں
بہر شیرینئے میخیزد شور نمکساں



ازخساں چشم مزن خیز چہ جائے آنست
جائے در چشم حسن ساز علی الرغم خساں

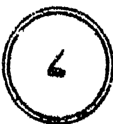


کردم جگراز درد تو خونٔ از تو چہ پنہاں
رازے کہ[ل] درون بود مرا دیدہ بروں داد
خوں را ہمہ دارند نہاں من ز تو دارم
اے ہمنفس من ہمہ کار چو کارم

خوں کز مژہ افتاد بروں ٔ از تو چہ پنہاں
اے محرم بیروں و دروں ٔ از تو چہ پنہاں
ایں دامن آلودہ بخوں ٔ از تو چہ پنہاں
با یک نفس افتاد کنوں ٔ از تو چہ پنہاں



آں قاعدۂ عقل حسن جملہ فرو شد
آوازہ برآمد بجنوں از تو چہ پنہاں



زدست آں خط شبگوں کہ برمہ میکشد جاناں
مسلمانی بفریاد ست فریادائے مسلماناں
مجنباں اے صبا زلفش کہ ہست آسایش دلہا
مشوراں روزگار خوش بدیں مشتے پریشاناں
خیالش گر بخواہد جاں بشیرینی بر افشانم
ترش روئی نباید کرد اندر روئے مہماناں
برآنم تا بجاں بازی نہم سر بر درش امشب

ل رازیکہ مرا بود درون سینہ

درش گر بوسہ نتواں زد بوسم پائے درباناں
چہ رحمتہا کند یارم چو گردد آگہ از کارم
وے احوال درویشاں کہ گوید پیش سلطاناں
پشیمانم کہ بے او زیستم ہم پیش او میرم
شنیدم توبہ مقبولست آنجا از پشیماناں

۶۰۹ — حسن گر عشق میورزی چنیں بردل چہ میلرزی
بیک دل در نمیگنجد غم جان و غم جاناں — ۷

عمرے گذشت تا کے در انتظار بودن
طاقت نماند مارا بے روئے یار بودن
گر تو بباغ وصلش خواہی چو گل کشی سر
تعلیم گیر ز اول مانند خار بودن
از سوز سینہ دم دم دودے برآر خوش خوش
گر بایدت چو مجمر در صدر یار بودن
کو پیک تا پیامے از ما بگل رساند
کاندر غم عزیزاں تا چند خوار بودن
اے ترک تیر غمزہ بر ما چہ میگشائی
از مردمی نباشد مردم شکار بودن
در برق بیں کہ گہ گہ تیغ افگند بمردم
حاصل ازاں چہ دارد ناپایدار بودن

۶۱۰ — خیز اے حسن کہ جاں را در باختن بعشقش
کاریست بد نباشد دنبال کار بودن — ۷

دل جز بہ غم تو داد نتواں
جز بر درت ایستاد نتواں
روئے تو بہشت عارفانست
آنجا نظر فساد نتواں

گفتی غمِ ما ز دل بروں کن   چیزے کہ خدائے داد نتواں
شطرنجِ وصال تو تواں برد   بے تعبیۂ مراد نتواں
ہیہات کہ پیل بندِ عشقت   آساں آساں کشاد نتواں
تا سہو نیفتدت ببازی   رُخ بر رُخِ تو نہاد نتواں

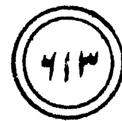
۶۱۱   ہے ہے چو حسنؔ روی دریں راہ
بے رہبر اعتقاد نتواں   ۵

الا اے مونسِ جانِ غریباں   ز دردِ عشقِ تو عاجز طبیباں
رقیباں گرد تو ہر یک بلائے   بلاہا باد بر جانِ رقیباں
چو راحتہا نصیبت آمد امروز   یکے بر پرس حالِ بے نصیباں
خلاصی بخش دلہا را ازاں زلف   کہ شب دشوار باشد بر غریباں

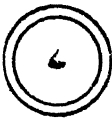
۶۱۲   حسنؔ را بس خوش افتادست با تو
کہ خوش باشد با گل عندلیباں   ۷

خواہ صلائے خوف دہ خواہ بشارت اماں   ہرچہ مرادِ تو بود ہست مرادِ من ہماں
آدمیٔ پری صفت چوں تو نیافتم دگر   بر صفتِ پری چرا آزادمیاں شوی نہاں
تیرِ فلک نیاورد طاقتِ تیرِ غمزہ ات   من چہ سگم کہ چوں توئے بر چو منے کشد کماں
تا نفسیست در تنم بے تو نفس کجا زنم   کیست ازیں نفس مرا با نفسِ دگر ضماں
اے بدو لعل چوں شکر زبدہ اولیں بشر   وائے بدو چشم جانستاں فتنۂ آخر الزماں

من بجداکہ از خدا جز تو نمیکنم طلب	روئے نیاز بر زمیں دست دعا بر آسماں



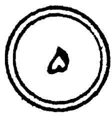
نزد تو آورد حسن قصۂ عجز و بیکسی
تو بکمال مرحمت بکس عاجزش مماں



عشق نہفتم بسے صبر ندارم کنوں	سینہ بر آورد آہ دیدہ فرو ریخت خوں
نائب آہ منست قرصۂ خورشید زاں	ہر سحر آتش زند بر فلک آب گوں
عاشق صادق کسیست کو بریاضت رود	راہ نپرسد کہ چند باز نگوید کہ چوں
بار غم عشق را ہمچو ستوں پائیدار	پیشہ ہمیں داشتست تیشہ زن بیستوں
مور چہ در شہر ماند مرغ در اطراف باغ	دل شدگان کے روند از در دلبر بروں
اے دل وائے جاں شما ہمرہ دلبر شوید	ما بشما میرسیم نحن بکم لاحقون



نیست عجب گر بدوست باز رسی اے حسن
ہمت تو ہمرہ ہست رحمت او رہنموں



خوں شد دل دیوانہ ام زلفت ببازی ہمچناں
آخر رسید افسانہ ام شب را درازی ہمچناں
از جور چشم کافرت گشتم چو خاکے بر درت
واں خال ہندو بیکرت در ترکتازی ہمچناں
گرچہ ز ناز بے عدد کردی سجود بندہ رد
من میکنم از اشک خود رخ را نمازی ہمچناں

تو ہر شبے در خواب خوش دور از تو من اندوہ کش
من در فراقت شمع وش در جانگدازی ہمچناں

۶۱۵	غم با حسن دمساز شد آشوب شب آغاز شد درہائے رحمت باز شد وآں عشق بازی ہمچناں	۷

من از ناز خوشت مستم بیا اے مست نازِ من
دروں دیدہ آکز دل بروں افتاد رازِ من
لبت میساخت کارم پیش ازیں اکنوں نمی سازد
ہم آخر کار خواہد ساخت روزے کارسازِ من
چگونہ شکر گویم ایں سعادت راکہ پیوستہ
منم از بندگان تو توئی بندہ نوازِ من
در اثنائے نماز اے جاں نظر بر قامتت دارم
مگر چوں قامتِ خوبت قبول افتد نمازِ من
بقدت فتنہ شد شہرے زہے قدِ بلند تو
ز زلفت تازہ شد عمرے زہے عمر درازِ من
سروکارے کہ من دارم اگر از عاقبت پرسی
ہمہ محمود خواہد شد چو تو ہستی ایازِ من

۶۱۶	حسن ہر صبح میگوید کہ اے روزم بتو روشن بحق نازِ مقبولت شبے بشنو نیازِ من	۷

۱ شبیں ۲ روز ۳ چشم

اے زگلزار رخت عالم چمن	بندہ رویت ہمہ عالم چو من
بستہ زلف و زنخداں تو ام	در چہ افتادم چہ می پرسی رسن
جانخواہم جز کہ اندر کوئے تو	جان من نشنیدہ حب الوطن
عشق ندہد بر خلل در اعتقاد	خواب خوش نایدگس در پیرہن
ہر چہ بد گفتم تو خط عفو کش	من مقرم بر خطائے خویشتن
قامتت را سرو گفتم بر گذر	گیسویت را مشک گفتم بر شکن

۶۱۷	کے قبول خاصہ و عام آمدے گر نہ نقش حسن تو بودے حسن	۷

مشکے کہ کشید آں بت بر برگ گل نسریں
ترسم کہ ز مشتاقاں ہم دل ببرد ہم دیں
آں شاہسوار اینک آمد بکنار صف
بنگر کہ ندید ستی ماہے بمیان زیں
واللہ کہ چناں شاہے گر رخ بہ بساط آرد
در صحبت او ہرگز پا کج ننہد فرزیں
دانم کہ دعائے من نہ پذیرد و تنگ آید
خلقش چو دعا گوید آہستہ کنم آمیں
یار از لب شیریں گر گوید سخنے با من
فرہاد صفت بدہم جاں زاں سخن شیریں

حیف است ازیں حالت با مدعیاں گفتن
گر مذہب ما داری با مردہ مگو تلقین

۶۱۸	گفتی چو حسنؔ شینم در زاویۂ دردش گر از سر ہستیہا بر خاستۂ بنشیں	۵

با من نمی سازی دمے اے یاد تو دمساز من
امشب کہ ہمراز توام چوں صبح بکشا راز من
گہ گہ سرے میباختم در کوئے تو می تاختم
با نالہ خوش می ساختم برہم شکستی سازِ من
ز ابرو کمانے ساختی برما خدنگ انداختی
از خویش دورم ساختی اے ترک دور اندازِ من
در سینہ دارم تب ز تو خلقے پر از یارب ز تو
اے مردنم امشب ز تو یاد آیدت فردا زِ من

۶۱۹	گفت حسنؔ از تست و بس ہرگز نہ گفتی یکنفس کاینک گرفتار قفس مرغ سخن پرداز من	۷

مہ عیدست و فصل گل قدح از بادہ خنداں کن
رخ چو ماہ خود بنما و عید ما دو چنداں کن
بروئیت[1] عشق ازاں بازم کہ در کویت سر اندازم

[1] بروئیت عشق می بازم کہ سر در پایت اندازم

من از تو عید میسازم تو از من بنده قرباں کن

بہار عالم افروزی یکے خیمہ بصحرا زن

سوار لشکر آرائی یکے رُخ سوئے میداں کن

سرت گردم بہ روزِ عید رسم گوئے می باشد

سر خود گوئے کردم من تو زلف خویش چوگاں کن

بجنباں لعل میگوں خرد را ہوش یکسو نہ

بغلطاں چشم مستانہ فلک را دیدہ حیراں کن

وفا خوب آید از خوباں اگر ایں آیدت ایں بہ

بہ بیداد تو ہم شادم اگر آں بایدت آں کن

۶۲۰	اگر فرمایدت دلبر کہ چوں دل درمیاں نہ جاں حسنؔ تو بندہ فرمانی کمر بر بند و فرماں کن	۷

ندانم تا چہ خواہد کرد عشق یار من با من

دلِ غمخوار من با غم غم دلدار من با من

چہ خوش جائیست غم گر ہست ترک مست من ساقی

چہ خوش جائیست غار ار ہست یار غارِ من با من

مرا ور ار وز دولت یار و یار غار من عشقش

الٰہی یار او با او بدار و یار من با من

نگہ میدارم از گیسوش یک موائے مسلماناں

بوقت مرگ بگذارید ایں زنار من بامن

بنائے ہر امیدم بازمیں ہموار شد آخر
چہ کینہ داشت یارب بخت ناہموار من بامن

شکارے افگناں ہر سو کہ خواہی بارگی میراں
مرا افتادہ بگذار و دل افگار من بامن

۶۲۱	بخواہم حاجت خوش ہیچو گفتار حسن از تو اگر حجت نخواہی ساختن کردار من بامن	۷

چہ فتاد کت نیفتد نظرے بسوئے یاراں — نخوری غم غریبی بطریق غمگساراں
چہ شدت کہ می نیاری زسر بزرگواری — قدمے بصف یاری گذرے بسوئے یاراں
سوئے زاہدانِ عالم خبرے بریدتا کس — بوجود گریۂ من نکند دعائے باراں
بہ تو خوش بود زمانہ چو زمیں بسبزۂ نو — زتو بشگفد گل دل چو دل گل از بہاراں
صنما قبائے گل ہیں زصبا دریدہ دامن — چو سر آستین مفلس زجفائے قرض داراں
من و عالمیست چوں من بامید تو نشستہ — تو درآے تا برآید غرض امیدواراں

۶۲۲	حسن ار کند گناہے بکرم بہ بخش اورا کرم شہاں بہ بخشد گنہ گنہگاراں	۵

اے آنکہ محکم بستہ کعبہ پرستی را میاں — کوئے بتاں نظارہ کن بتخانہ اسلامیاں
خوباں فریبم میدہند استغفر اللہ زیں سخن — گر دین و دل غارت کنند الحمد للہ زیں میاں

اے دوست من بست توام در باغ فردوسم مبر
یک رہ سوئے گلزار شو با جامۂ نیلوفری

مرغے کہ جنبد زیں ہوا آتش زند در آشیاں
تا گل بصد جا بر درد پیراہنے از پرنیاں

۶۲۳

جاناں کجا تاب آورد جان حسن با عشق تو
روباہ مسکیں را چہ تاب از حملۂ شیر ژیاں

۹

ساقی سوئے ما یکے گذر کن
جاں را زحیات تو خبر کن

حلقم کہ زتف و تاب خشکست
یک جرعۂ مے بریز و تر کن

از قلقل شیشۂ غلغل انگیز
وایں بخت مرا زخواب بر کن

من خود زغم بتاں خرابم
جامے بدہ و خراب تر کن

چوں میدہیم مے جگر گوں
نقلم کہ کنی ہم از جگر کن

اے چشم و چراغ نازنیناں
یک رہ بہ نیاز ما نظر کن

از بوسۂ لب مرا شفا دہ
وز خندہ شب مرا سحر کن

عشق آمد و صید کرد دل را
اے عقل تو فکر خود دگر کن

۶۲۴

با پنجۂ عشق زور نتواں
تا بہ تواں حسن حذر کن

۷

کنوں کہ باغ زگل تازہ شد گل از یارہ
ہوائے بادہ بجنبید در سر یاراں

طراوت لب معشوق برگ غنچہ بباخت
نسیم طرۂ او روزگار عطاراں

چگویم آں رخ خوے کردہ را بنام ایزد
گل آنار بر و چیدہ قطرۂ باراں

چو دورم از شکر او بروزه مشغولم — وگرنه شیوهٔ من نیست کار بیکاران
کجائی اے که در زاہداں ہمی پرسی — بیا و آشتئی کن ز نو بخماران
توئی چو سرو ز آسیب فتنہا آزاد — برحمت نظرے کن بایں گرفتاران

۶۲۵ — حسن ز طاق دو ابروت قبله میسازد
مگر قبول شود طاعت گنه گاران — ۷

نوش لبے در رسید ہوش برفت از حسن — شکر خداوند را اذهب عنا الحزن
روئے چو گلبرگ او تر بگلاب عرق — بوئے گلابش ببرد درد سر من زمن
بر گل تر کاشته سبزه مردم فریب — گرد مه آویخته طرهٔ توبه شکن
مرغ بگل عاشقست ما بگلستان او — کعبهٔ ما کوئے او کعبهٔ مرغان چمن
قاعدهٔ اتحاد لازمهٔ عاشقی است — تا که بدو حاضرم غایبم از خویشتن
پیرہن ہستیم از تن من برکشید — یوسف من یافتست من چکنم پیرہن

۶۲۷ — این چه حدیثست باز کز تو برون میفتد
تیغ بلا بر سرت لب مگشا اے حسن — ۷

پرده بر انداز و جہاں تازه کن — لب بلبم بر نه و جاں تازه کن
اے شده دل از لب میگون مست — شب قدحے داده آں تازه کن
بوئے ازاں باده بعشاق بخش — عمر کہن گشته شاں تازه کن
بے رخ تو تازه نگردد جہاں — پرده بر انداز و جہاں تازه کن

از تو دلم خستهٔ خار بلاست	برگل تر خط اماں تازه کن
بر ورق حسن خود از خط و خال	حجت نو ساز و نشاں تازه کن



اے حسن اندیشۂ اغیار رفت
باز ز سر عشق فلاں تازه کن



رسم عاشق چیست جاں در عشق[۱] جاناں باختن
ہم بیک داوِ نخستیں کفر و ایماں باختن
بر بساطِ عشقبازی[۲] قائمست ایں تعبیہ
از بتاں دل بردن از اصحابِ دل جاں باختن
ایں دل گردیدۂ رسوا چہ بازم در رہش
پاکبازاں اند و انجا قلب نتواں باختن
ذره را گفتم کہ رقصت ایں کہ پیدا کردۂ
گفت عشق آفتاب انگاه پنہاں باختن
نقد جاں در ششدرِ عشقش بنہ عیار وار
ایں چنیں نردے نمی شاید ہراساں باختن
گیسوئے او بردلم منصوبہا آورد کج
عاقبت او برد با چندیں پریشاں باختن
کعبتین چشم غلطانی و بازیہا دہی
تو حریف شوخ چشمی با تو نتواں باختن

[۱] پاے   [۲] پاکبازی

۶۲۹	اے حسن بازاے از زلف و زنخدان بتاں پیر گشتی خوب ناید گوئے و چوگاں باختن	۷

کار عاشق نیست بے معشوق چندیں زیستن
بے لب جاں پرور او مردنست ایں زیستن
گفتیم در عاشقی در باز دیں و دل ،' بلے
جز دریں مذہب نشاید بے دل و دیں زیستن
وہ چہ شیریں آمد از فرہاد جاں دادن بعشق
تا قیامت بعد ازاں بر نام شیریں زیستن
من بروئے تو ہمی بینم جہاں از من مرو
زانکہ ذوقے نیست بے چشم جہاں بیں زیستن
ہر زماں از شرم می میرم چگویم خود بگو
تا چہ بے شرمی است ایں بے یار چندیں زیستن
گر بیائی مے خور و ہیچ از غم ما غم مخور
عاشقاں را عادت است اے دوست غمگیں زیستن

۶۳۰	مرگ سکیں وارہ یارب حسن را پیش دوست چوں کرامت کردیش پیوستہ مسکیں زیستن	۷

دل خوں شد و شد چشم تر آں دلبر بیہا ہیچناں
عہد و وفا کمتر شدہ عشوہ گری ہا ہیچناں

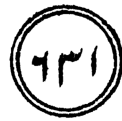
ساحر بدی در دلبری الحمدللہ دیدمت
آں ساحریہا برقرار آں دلبریہا ہمچناں

از شہریاں دلہا بری لشکر کشی خونہا خوری
در شہر زینساں بینمت در لشکریہا ہمچناں

ہر بار می پوشد دلم از صبر بر خود پردہٗ
واں چشم شوخت میکند پردہ دریہا ہمچناں

تا سر بریدی زلف را موئے نہ سنجیدی ز ما
زنار ببریدی و لے آں کافریہا ہمچناں

گر غمزہ خونریز تو در خوں جانم شد چہ شد
ہست آں لب جاں بخش را جاں پروریہا ہمچناں



گر از تف آہ حسن ہر ہفت دریا خشک شد
در چشمہ چشمش نگر در وے تریہا ہمچناں



ز من برگشت یارِ من دریغا روزگارِ من — بجاں افتاد کارِ من دریغا روزگارِ من
ز ہر درماں کہ من کردم جوے کمتر نشد دردم — دریغے میخورم ہر دم دریغا روزگارِ من
نہ دل در غم قرینم شد نہ دلبر ہمنشینم شد — نہ آنم شد نہ اینم شد دریغا روزگارِ من
بتے بودست دلجویم کنوں در حسرت اویم — کہ می پرسد کرا گویم دریغا روزگارِ من
بجائے نوش نیش آمد بلا بر جان ریش آمد — چہ روز ست ایں کہ پیش آمد دریغا روزگارِ من
کجا رفت آں جوانیہا نماندآں کامرانی ہا — چہ شد آں زندگانی ہا دریغا روزگارِ من

بترس از گل کہ خارست این زمے بگذر خمارست این	چہ ناخوش روزگارست این دریغا روزگار من

۶۳۲	غمے کز سینہ میزید دل از جان دست میشوید حسن ہر روز میگوید دریغا روزگار من	۵

بے لعل لبت پر شد چشمم ز دُرِ مکنون	اے مردمک دیدہ آخر نظرے مکنون
ابروے تو خوش نقشے وان خال بر آن بالا	نون شد مگر ابرویت وان خال نقط بر نون
قانون طبیبانست غم خوردن بیمار آ	من جان بدہم پیشت گر نگذری از قانون
اے لیلیٰ اگر محمل رانی بسوے کعبہ	اصحاب حرم بینی دیوانہ تر از مجنون

۶۳۳	مردم چو حسن آرم از دیدہ و دل پیشت اشکے چو عقیق سرخ نظمے چو دُرِ مکنون	۵

اے سرو سمن بوئیں روئے چو بہارستان	بے چہرہ گلرنگش عالم ہمہ خارستان
چون رفت بباغ اندر شد باغ بہ از جنت	چو راند سوئے خانہ شد خانہ نگارستان
ہر جا کہ گلے باشد از شرم فرو ریزد	آن شوخ چو بنماید روئے چو بہارستان
در سوئے شکار آید خورشید ز رشک او	چون ذرہ نہان گردد در گرد شکارستان

۶۳۴	کم لاف حسن چندین از جامۂ زہد خود جامِ لب میگونش بے نوش چہ کارست این	۷

سرویست قامت تو زباغ کہ خاست این	آرے لطافتے کہ تو داری کراست این

اے بر

هم سنبلت پریشان هم نرگس تو سرمست — ای عالم خراب نهاده چهاست این
رویت که هست مصحفی از آیت جمال — بر خیره خط همیکشی انجا خطاست این
با دل حدیث عشق تو میگفت دل چه گفت — این درد را دوا مطلب لا دواست این
معلوم شد جراحت ظاهر هر آنچه بود — خون کز دو دیده میرود از کجاست این
شب بوده ام بخون جگر آشنا کنان — ناگه خیالت آمد و گفت آشناست این

٦٣٥
دلبر بچشم دل ز میان رفت صبر کن
از هیچ کس منال حسن کز خداست این
٥

ای که از شرم رخت روی نهفته پریان — برده لعل لب تو آب همه جوهریان
مشتری یکطرفی دارد از افلاک و توماه — میشوی طالع وز هر طرفی مشتریان
لشکر غمزهٔ تو دین مرا غارت کرد — چه کنم غارتیانند همه لشکریان
شب همه شب غم عشق تو ندیمست مرا — ذکر خوبی تو افسانهٔ شاه پریان

٦٣٦
حسن از جملهٔ جهان روی بدین در دارد
لاف ازین در نتوانند زدن هر دریان
٥

آن جان همه عالم وان میر همه میران[1] — بگرفت جهان دل بر رسم جهانگیران
دل مست مدام او بر بسته بدام او — یکشهر غلام او بر رسم همه میران
عشقم ز کجا افتاد تا کرد دلم پر خون — این فتنه ز چشم بود ای خانهٔ او ویران
این کودک نورسته چون سرو روان یارا — از کوی که می آید توبه شکن پیران

١ او میر همه میران

۶۳۷	باپندۂ حسن گرچہ پیوستن او خیر است پیوستہ مسلم باد از آفت شریراں	۷

ساقیا جامے بیاور پیش من
دُور کن ایں عقل دُور اندیش من

من نہ پیوندم بخویشاں بعد ازیں
عشق پیوند منست و خویش من

اے مسلماناں کند قرباں مرا
زخم تیر ترک کافر کیش من

میل او بر مال و بر عقل ست و دیں
چوں شود حالِ دل درویش من

تابشس ہر بار میریزد نمک
کے فراہم خواہد آمد ریش من

سورۂ خواہم کہ خوانم در نماز
صورتش ناخواندہ آید پیش من

۶۳۸	اے حسن چشمش اشارت میکند نوش میخواہی منال از نیش من	۷

اگر یابم از تو یکے نامہ من
نہد سر بر خطِ آں خامہ من

بیاد دہان چو انگشتریت
دہم بوسہ بر مہرآں نامہ من

ہم از مہرآں مہر بیروں کشم
نگینہا از ایں ہر دو بادامہ من

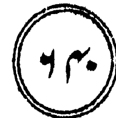
کجائی تو اے باد آراستہ
کہ بے تو چو گل میدرم جامہ من

نظارہ کند چرخ ہنگام شب
چو گرد آرم از اشک ہنگامہ من

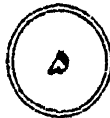
سرے دارم از بہر تیغ تو خاص
ندارم سر خاصہ و عامہ من

۶۳۹	حسن دار روزے رسم عاقبت بکام خود از یار خود کامہ من	۷

اے مدعی کم داں آخر چہ کلا مست ایں	لاف از دم خاصاں زن تشنیع عوامست ایں
بسیار بدم گفتی بسیار نباید گفت	تو نیک نیندیشی دشنام تمامست ایں
من بر قدم فقرم سرمایۂ فخراست ایں	تو در طلب سیمی اندیشہ خامست ایں
چوں دور نیست اینک ریزم مے معنیہا	بستاں قدحے درکش یا بر تو حراست ایں
براوج ثریا بیں تکیہ گہ درویشاں	اے تحت ثری رفتہ بنگر چہ مقامست ایں
پُر شد ز گل نظمم ہم مشرق و ہم مغرب	تو بوئے نمی یابی آخر چہ زکامست ایں


۶۴۰

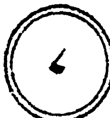
نامم کہ حسن باشد از عالم غیب آمد
ہم نامورے چوں من داند کہ چہ نامست ایں


۵

ایں سعادت کہ بجہ دیدمش از دور عیاں	نہ در اندازۂ شرح است و نہ در حد زباں
آدمی بود پری بود ندانم کہ چہ بود	ایں قدر ہست کہ دیوانہ شدند آدمیاں
عقل چوں در شدہ در خدمت او حلقہ بگوش	روح چوں بندکمر پیش لبش بستہ میاں
گفتم او را کہ ز سودات زیاں دیدم گفت	کار سودا است گہے سود بود گاہ زیاں


۶۴۱

بزباں آمد از آسیب غمش جان حسن
گو یکے بوسہ بدہ مردہ خود راز دہاں


۷

بوئے دل من برد نسیم سمنست ایں	یا جنبش آں سرو سمن بوئے منست ایں
سرویست کہ چوں در دل عاشق بخرامد	من ہیچ ندانم ز کدامین چمنست ایں
چشم ہمہ پرنور شد از گرد قبایش	اے مدعیاں قصۂ آں پیرہنست ایں

زیں پیش بیک غمزہ بکشتست جہانے	اے دل سپر افگن کہ ہماں تیغ زنست ایں
اے عقل چہ لشکر کشی از توبہ و تقویٰ	بگریز ازیں ترک کہ لشکر شکنست ایں
دی یک غزلے درد فزا در نظرش بود	میگفت بیاراں بطریق حسن است ایں

۶۴۲	جاں راچو شکر از لب جاناں نتواں داد فرہاد بداند کہ چہ شیریں سخنست ایں	۵

جاناں دلم خراب نہادی چہ باشد ایں	از خط و عہد دور فتادی چہ باشد ایں
روزے ہزار بار دل از دست عشق تو	فریاد کردو داد ندادی چہ باشد ایں
گفتم کہ دل بیند بہ بدگفتِ دشمناں	دل بستی و زباں بکشادی چہ باشد ایں
شہرے زپند من بصلاح آمدند باز	تو ہم بداں طریق فسادی چہ باشد ایں

۶۴۳	ہر لحظہ سینۂ حسن از ناوک مژہ خستی و مرہمے نہادی چہ باشد ایں	۶

زہے محراب شرع و قبلۂ دیں	بنوت راز تو امکان تسکین
تو بر تخت نبوت شاہ بودی	بریں رقعہ نہ شہ بود و نہ فرزیں
ترا آں روز شد بنیاد ایں کار	کہ آدم بود بین الماء والطین
خدایت لشکرے دادہ ز قرآں	پس آنگہ قلب آں لشکر چہ یاسیں
الا اے مردم چشم دو عالم	یکے در حال ما بیچارگاں بیں

دعا ہائے حسنؔ در دین و دنیا

۶۴۴	با مسین تو مقرون باد آسین	۵

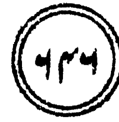
گل تو میرسد نے شکل سروخانہ خیز ست ایں
چہ جائے گل کہ بوئے آں بہار مشک بیز ست ایں
نگارم آفتاب حسن و رویش قبلہ گاہ جاں
طلوع آفتاب از سوئے قبلہ رستخیز ست ایں
چو خوبان عرب محمل نشیں آمد بیا مطرب
بہ نسبت از عرب چیزے بگو وقت حجیز ست ایں
مرا غمزہ زناں میگفت تا کے لاف ایں تقویٰ
ترا ہیچوں نماز ست آں و مارا تیغ تیز ست ایں

۶۴۵	حسن در وصف عشقت پا نیفشردند سر بازاں تو خواہی در پناہ توبہ بگریزی گریز ست ایں	۹

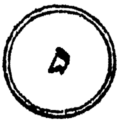
ردیف (و)

اے بہ خلوت گاہ جانہا جائے تو | جاں بصد جاں کمتر مولائے تو
رائے سرگردانی من داشتی | اے سرت گردم کہ گشت از رائے تو
تا کمر بستی تو چشم آفتاب | دلو خوں بالا ست از جوزائے تو
تا خط آوردی تو سلطان خرد | ترک فرماں گفت از طغرائے تو

آسماں چوں بندہ درخدمت دوتاست	تاکشاید بندے ازیکتائے تو
بررکابت بوسہ خواہم زدچوبخت	دست آں ندہدکہ بوسم پائے تو
دستبوس ازنیست دستوریم دہ	تامگس میرانم ازحلوائے تو
مدتے شد نامہ نوگشتہ	اے جہانے چوں حسن شیدائے تو


۶۴۶

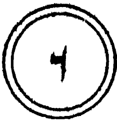
این غزل آرایش ہر بزم راست
راست چوں رائے جہاں آرائے تو


۵

آہ کہ سینہ سوز شد آہ من از فراق تو	خون دل من آب کرد آتش اشتیاق تو
رائے بکشتنم زدی روے مپیچ ازانکہ من	روئے برائے توکنم کار باتفاق تو
بہ کہ بیکدمم کشی زانکہ من اندریں میاں	شمع بلاکشم یکے سوختۂ فراق تو
ابروئے جفت اے صنم طاق فتادہ لاجرم	دل ہمہ وادصبر را داو بجفت طاق تو


۶۴۷

مرحسن شکستہ را نامۂ روزگار بیں
روز گذشتہ و شبے ماندہ بہم دثاق تو


۶

گل خواہم ازجہان و مئے چوں گلاب تو	در دُرّ ناب ریختہ یاقوت ناب تو
امشب بدیدہ و دلم ار میہماں شوی	تاوقت صبح ماوشراب و کباب تو
روزے بہ بینم آں شب اندوہ خویش را	صبحے دمیدہ و مے چوں آفتاب تو
خواہم کہ درخرابۂ من سر دروں کنی	من باشم و ولے کہ توکردی خراب تو
گفتی جواب خوش دہمت نہ توخود بیا	دانی کہ فرقہاست میان جواب تو

۶۴۸	گفت حسن خوشست کہ گویایش کردہ در وصف و مدح مکرم مالک رقاب تو	۶

خلعت نوروز بیں راست ببالائے سرو
رنجتنی سیم و زر ریختہ در پائے سرو

شور فگندہ بمرغ خندہ شیرین گل
صبر ربودہ ز باد قامت زیبائے سرو

سرو قداں جابجا دیدن سرو آمدہ
کردہ ز گل خرمنے راست ببالائے سرو

نرگس سرمست تو تاکہ در آمد ز خواب
دیدہ بکردست باز جز بتماشائے سرو

ابر مظلہ کناں بر سر باغ آمدہ
تاکہ نہ بیند فلک سایۂ بالائے سرو

۶۴۹	یک گرہے برکشا از سر زلف دوتا کار حسن راست کن چوں قد یکتائے سرو	۷

امروز ماہ و باغ و گلستان و روے تو
نوروز ما بس است گل افشان روئے تو

دی چوں بباغ رفتم نرگس ستادہ بود
چشمے کشادہ داشتہ حیران بروئے تو

پروازکے کند بہوائے بہشت بیش
مرغے کہ خو گرفت بہ بستان روئے تو

خورشید را کہ شمع فلک شد خطاب او
پروانہ شمار ز دیوان روئے تو

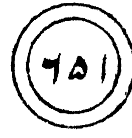
خلقے ز زلف کافرت ار گم کنند راہ
ما پاک مذہبیم و مسلمان روئے تو

رو تازہ دار اے گل دلہا کہ ہمچو مرغ
مائیم چند روزے مہمان روئے تو

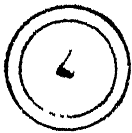
۶۵۰	جاناں نوائے خوش ز حسن خواہ زانکہ او خوش بلبلیست بر گل خندان روئے تو	۸

لہ نسخہ ب بالائے سرو۔

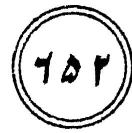
دو لعل تو کہ مرا امید ہند جاں ہر دو	دلے و جانے دارم فدائے شاں ہر دو
تو گیسواں بمیاں بستہ وز پریشانی	نکردہ کم سر موئے ازاں میاں ہر دو
ہلال و قوس قزح با چناں بلندیہا	چو ابرویت نکشیدند یک کماں ہر دو
اگر قلم نہ دہانت صفت کند ہر دم	بزخم تیغ فرو بردش زباں ہر دو
مرا کہ چشم چو چشمہ شد است گر آئی	نثار سرو روانت کنم رواں ہر دو
غرض توئی ز جہاں ہر دو ورنہ خود واللہ	بیک پشیز نمے ارزدم جہاں ہر دو



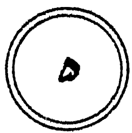
بہائے بوسہ ہمیخواہد از حسن دل و جاں
بیا کہ او بتو بخشید رائیگاں ہر دو



اے دل اگر تو عاشقی نالۂ جاں گداز کو	بانگ نوائے عشق را پردہ کجا و ساز کو
گردم عشق میزنی چوں پسر سبکتگیں	پیس سر اعتقاد تو در قدم ایاز کو
خرقہ ہستئے کہ ہست از سر سر نمی کشی	رقص و سماع شوق را صوفی خرقہ باز کو
دوش من خراب را راز بباد داد دل	کت ہمہ صفحۂ صفا پست فتاد راز کو
نقش سجود بر زمیں نقد دعا در آستیں	ساز صلاحیت نشد ایں سوز جگر گداز کو
اے بسا طرز زاہدی کاسہ کجا پرم شدہ	مائدہ خود تمام شد چاشنئے نیاز کو



ہست طراز نیستی زیب قبائے معرفت
اے حسن ار تو ایں قبا یافتۂ طراز کو

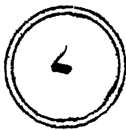


چشم مستش کہ دلے گوشہ نشیں دارم ازو	خوش کمانیست کہ پیوستہ کمیں دارم ازو

تیغ برداشت اگر خوں دلم خواہد ریخت	گو رواں باش کہ مقصود ہمیں دارم ازو
یار بد مہر کہ با ما ہمہ کیں می ورزد	با کہ گویم من دلسوختہ کیں دارم ازو
حاصلِ ہر دو جہاں در سرِ کارش کردم	آخر الامر نہ دنیا و نہ دیں دارم ازو



اے حسنؔ تا شدہ ام بندہ آں خاتم لعل
ملکت روئے زمیں زیر نگیں دارم ازو



بیا درمانِ دردِ من کہ درماندست جاں بے تو
ندارم با جہاں کارے چہ کار آید جہاں بے تو

تو تا چوں اِ نوازِ چشمِ مشتاقاں شدی غائب
نمی خواہم کہ بینم بیش سوئے آسماں بے تو

اگرچہ راحت اندر زندگانی گفتہ اند اما
چہ بے راحت کسے کو زندہ ماند یکزماں بے تو

مرا بے تو مغیلاں در سرو خار و خساک درپا
نکوتر یا معاذ اللہ بہار و بوستاں بے تو

بہ بستان و بباغم میفرستی من نمی خواہم
توئی بستان و باغ من چہ خواہم کرد آں بے تو

سخن اندر بہشت است اے گل و گلزار من واللہ
عذاب جاوداں باشد بہشت جاوداں بے تو

حسنؔ را ہر زماں گوئی چہ بربستی زباں بے من

۶۵۴ — تو گل او بلبل آں بہتر کہ نخشاید زباں بے تو — ۹

زہے شرمندہ گلبرگ تر از تو — حلاوت وام کردہ[۱] شکر از تو
بنہ لب برلب جام و مرا دہ — کہ ہم نقل از تو گیرم ساغر از تو
چو سروے رستۂ اندر دل ما — کہ یارد کو خورد جز من بر از تو
نہ خوبے چوں تو خیزد در ہمہ شہر — نہ چابکتر بجملہ لشکر از تو
اگرچہ غایبی از روئے ظاہر — بباطن نیست کس حاضرتر از تو
مرا ہر شب بیاد روئے خوبت — گل و لالہ دمد در بستر از تو
مرا کشتی و ایں بد کردن امروز — چہ نیکو میرود اے دلبر از تو
ہمہ در روئے تو حیراں بماندند — کہ خواہد داد روز محشر از تو

۶۵۵ — حسن گہ سر نہد در پات گہ روئے
نہ سر دارد دریغ و نہ زر از تو — ۷

قد تو سروے عجب دیدم مہ تاباں برو — روئے تو ماہے و خورشید فلک لرزاں برو
آنچہ رخسارست تر و تازہ است یا آں خط خوش — یا گل سوریست رستہ جابجا ریحاں برو
گر قند روزے خضر را برلب شیرینت چشم — وہ کہ تا چوں تلخ گردد چشمۂ حیواں برو
دی کہ میرفتی تو عقل من مرا انصاف داد — کاینچناں کو میرود عاشق شدن نتواں برو
زلف جاں آویز و چشم دلستاں تنہا من — تا تن خاکی بریں[۲] خوبی نشاند جاں برو
گفت مشاطہ روم رویش بیارایم چو مہ — چوں حریر سادہ ہست از مشک تر فرماں برو

۱ بردہ   ۲ تا دتن خاکی بہ آسانی نشاند جاں برو۔

(۶۵۶) لب ہمی خاید ہمہ روز از فراق او حسن
تا چہ حد دارد الٰہی بخت بدنداں برو (۷)

فال مبارکست نظر بر جمال تو — مصروف باد عین کمال از کمال تو
ہر صبحدم بر آتش خورشید آسماں — سپارہ را سپند کند بر جمال تو
جاناں توئی و جان جہانے طفیل تست — ریحاں توئی و عالم خاکی سفال تو
گر بنگریم ابرویت اے ماہ یک شبے — عیدے دگر کنیم ز ہر یک ہلال تو
مردم چگونہ سر کشد از خطِ عاشقی — جائے کہ ہست فتنۂ روئے تو خال تو
بسیار خواندہ ام صفت دوزخ و بہشت — دوزخ فراق تست بہشتم وصال تو

(۶۵۷) مسکیں حسن خیالے ماندست در غمت
زاری کناں ہمیشہ بنزدِ خیال تو (۸)

میکشم ایں دو دیدہ را سرمہ ز گرد راہ تو — دیدہ شود گر شبے آں رخ ہمچو ماہ تو
اے ز ازل قد ترا چست قبائے نکوئی — تا بابد مباد کج گوشہ آں کلاہ تو
در عرصات ہمچنیں روئے کشادہ اندر آئے — تا بدعا بدل شود کینہ داد خواہ تو
تو کہ شکار دوستی خون مرا چہ عزت است — اے من و یک جہاں چو من خاک شکارگاہ تو
بندۂ خویش را چرا نام گریز پا نہی — از تو گریز کردہ ام و آمدہ در پناہ تو
گر بہلاک عاشقاں کار تو بیش میرود — من کم جاں گرفتہ ام بہر مزید جاہ تو
در عرصاتِ[1] ہمچنیں روئے کشادہ اندر آ — تا بدعا بدل شود دعوی دادخواہ تو

[1] یہ شعر مکرر ہو گیا ہے

۶۵۸	ہر گنہے کہ میکنی عذر کہ میکند طلب اے ہمہ طاعت حسن گرد سر گناہ تو	۵

لعل دلارا مم نگر آرامگاہ جاں درو	کفر سر گیسوش بیں سرمایۂ ایماں درو
حوریست درصورت قمر انجم از وزیروزبر	روحیست در ظاہر بشر روحانیاں حیراں درو
در ظلمت زلفش مرو رو گرد لعل ناب او	یک سبزہ بیں خضر وش صد چشمۂ حیواں درو
زلف وخط مردم کشش این چیں گرفتہ آں حبش	چشم از ہمہ خونریز تر از غمزۂ ترکستاں درو

۶۵۹	خود کیست بیچارہ حسن تا خون او ریزد کسے یکمشت خاکست او بلے از یاد خاناں جاں درو	۷

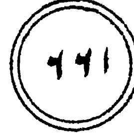
اے شمع آشنائی ما چشم روشن از تو	ویرانہ غریباں گلزار و گلشن از تو
اے دیدہ مردمی کن مہمان من شو امشب	بر چشم من قدم نہ اے خانہ روشن از تو
تو باغ عاشقانی اے کاش تا قیامت	قمریت بودے من طوقے بگردن از تو
اے دوست تا دلم را کردی بکام دشمن	بسیار شکر گفتم با دوست و دشمن از تو
چہ باک اگر زمانہ جاں از تنم برآرد	حقا ذخیرہ دارم صد جاں دریں تن از تو
برخیز تاکہ ہر دو رقصے کنیم یک جا	من مستم و تو مستی تو از مے و من از تو

۶۶۰	جان حسن مرنجاں زیرا کہ ہستی اے جاں تو پاک دامن از وے او چاک دامن از تو	۷

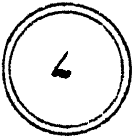
گر غمم قسمت کنی غم باش گو	ور بلائے دادہ ہم باش گو

عقد عقلم گر برفت از انتظام
گر دلِ غمخوار کردی غرق خوں
از غمت ہر زخم کاید بر دلست
روئے تو دیدن چو صبحم آرزوست
بے لب و رخسار تو راحت کجاست

عقدۂ عشق تو محکم باش گو
آں دل خونخوار خرم باش گو
ہر کرا دل نیست بیغم باش گو
ور زبانے نیست یکدم باش گو
جوئے خضر و باغ آدم باش گو



مہرۂ مہر از از حسن بر میچنی
بر مچیں ایں مہرہ درہم باش گو

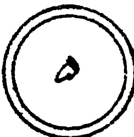


مائیم یک قبا شدہ آں یک قبا گرو
اکنوں کہ وقت لشکری آمد چہ ساں رویم
گر میہماں بیاید جائے نشست کو
شرمندہ مانم از پے ترتیب نان شاں
کس نیست تا کہ کوزہ آبے دہد مرا
یک خانہ پر کتاب کنوں کاغذے نماند

در دست چرخ خانہ بہائے سرا گرو
اسپم گرو سلاح گرو چارپا گرو
صفہ گرو رواق گرو بارجا گرو
قزغاں گرو تغار گرو آسیا گرو
شادی گرو ملیح گرو زیرکا گرو
حجت گرو قبالہ گرو ماجرا گرو



حالم ز بے نوائی اکنوں چناں شدہ ست
بر خلق می نہم چو حسن خویش را گرو



دل بدو دادیم چوں دلجوست او
چوں صبا بر ہر کہ روزے بگذرد

ہم نشین و ہم نفس ہم دوست او
می نگنجد ہیچو گل در پوست او

دل ز زلفِ او شکایت میکند	معتبر نبود پریشاں گوست او
ہر کہ خواہد یار نیکو رو اگر	عالمے بدگویدش نیکوست او

۶۶۳ — گر کسے راہست در عالم کسے / مر حسنؔ را ہر دو عالم اوست او — ۹

اے حسنؔ عاشق مشو گر میشوی مردانہ شو	دام ہستی بر درو مرغ بلا را دانہ شو
حاصل عالم چہ پرسی عشق را بکش علم	دہ بدہقاناں رہا کن شحنۂ ویرانہ شو
در مقالات رخش چوں آئینہ یک روئی باش	در صفاتِ گیسوانش صد زباں چوں شانہ شو
زلف او زنجیر شد دیوانگان عشق را	اے خردمند جہاں گر عاقلی دیوانہ شو
ظاہر اندر جامۂ زہدی و باطن سوئے جام	مرد آں پیماں نۂ دنبال ایں پیمانہ شو
جاں شیریں در رہ جاناں بدہ فرہاد وار	گر فسانہ میشوی بارے چناں افسانہ شو
پنجۂ ہمت قوی کن طوق زنجیر استوار	خواہ شیر کعبہ و خواہی سگ بتخانہ شو
در رہ دلبر منہ بر خویش و بر بیگانہ دل	خویش[1] کن از خود جدا و زخویش ہم بیگانہ شو

۶۶۴ — کار مردانست بر روئے نکو عاشق شدن / اے حسنؔ عاشق مشو گر میشوی مردانہ شو — ۹

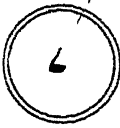
قوت جاں در لعل خنداں دارد او	آب حیواں در زنخداں دارد او
در ہمہ عالم نظر کردم بسے	آں ندارد ہر کسے کاں دارد او
انچہ یوسف داشت در حسن و جمال	بیش زاں اکنوں دو چنداں دارد او

[1] خویش بیگانہ بماں

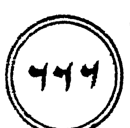
سینۂ سیمین زمش را مبیں — دل بسختی ہمچو سنداں دارد او
از رخِ چوں لالہ وز قدِ چو سرو — عاشقاں را باغ و بستاں دارد او
عرصۂ روئے زمیں در چشمِ من — بے رخِ خود ہمچو زنداں دارد او
زیر درج لعل و یاقوت لبش — وہ چہ شیریں دُرِّ دنداں دارد او
گرد روز رخ شب زلفین خویش — گوئیا بہر چہ پنہاں دارد او



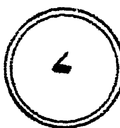
گر حسن از غم بنالد آشکار
درد پنہاں در دل و جاں دارد او



اے منور گشتہ روئے آفتاب از روئے تو — یک دلی دارم درو صد گونہ تاب از روئے تو
روئے خنداں خوئے آلودہ چہ می پوشی از انکہ — جملہ مجلس در گلست و در گلاب از روئے تو
راحت جاں گر لقب کردند گل را در بہا — چند روزے عاریت بود آں خطاب از روئے تو
مہ چو رویت کے بود زاں روئے کو پیوستہ نور — میبرد از آفتاب و آفتاب از روئے تو
رو بسوئے قبلہ باشد ہر کسے را در دعا — قبلۂ من تو دعایم مستجاب از روئے تو
حسن یوسف را سخن سازاں صفتہا کردہ اند — دہ اجازت تا براندازم نقاب از روئے تو



روئے بکشا زانکہ اکنوں ما حسن را از فتح
وعدہ کردند با وے فتح باب از روئے تو

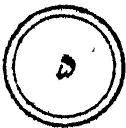


دارم دلے دیوانۂ در ہم پریشان زلفِ تو — دیوانہ و در پائے او بند گران زلف تو
اے کردہ زلف خویش را شوریدہ چوں احوال من — من بندۂ شوریدگاں اول از آں زلف تو

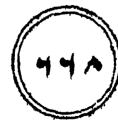
گفتی که حال خود بگو این حرف گفتن کی توان — قصه درازست ای صنم چون داستان زلف تو
چون وعدهٔ دیدار شد زلفی بشوخی بر فشان — بر کنگر مه کی رسم بی ریسمان زلف تو
والفجر خواندم یک سحر آثار رویت یافتم — واللیل گر خوانم دو شب یابم نشان زلف تو
گرچین زلف کافرت زد بر خراسان دلم — آبا د بادا تا ابد هندوستان زلف تو



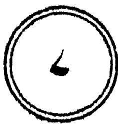
کلک حسن رازان بود سودای عطر او روان
کو مشک بندد بارها از کاروان زلف تو



باز فتاد در سرم غلغلهٔ هوای تو — سوختهٔ غمم تو ام ساختهٔ بلای تو
دیده نثار میکنم در قدمت قبول کن — تحفهٔ نا سزای ما خود نبود سزای تو
دل طلبیدهٔ ز من پیش کش تو میکنم — در همه رای سرکشی سر نکشم ز رای تو
سر چه بود که تا از و تو بسر رضا شوی — هر دو جهان فدا کنم از پی یک رضای تو



زار شد از غمت حسن ای مه آفتاب رخ
گر همه ذرهٔ شود کم نکند هوای تو



ردیف (ه)

ای غمت آشنای دیرینه — با تو ما را هوای دیرینه
عمر ما یار چند روزه ماست — عشق تو آشنای دیرینه
گر شبی از درم در آئی شاد — ای تو شادی فزای دیرینه

من فرو ریزم انده نو نو ‌‌ ‌ ‌ دیدها ماجرای دیرینه
گر ز یار قدیم می پرسی ‌ ‌ ‌ ‌ منم آن مبتلای دیرینه
سر ما آستان حضرت دوست ‌ ‌ ‌ ‌ که گدا ایم جای دیرینه

۶۶۹ ‌ ‌ ‌ ‌ تو جفا ها همی کنی و حسن
همچنان بر وفای دیرینه ‌ ‌ ‌ ‌ ۷

مرد نهٔ تا همه دل خون نهٔ ‌ ‌ ‌ ‌ لاف محبت چه زنی چون نهٔ
با تو چه ضایع کنم افسون عشق ‌ ‌ ‌ ‌ سنگ دلی قابل افسون نهٔ
طعنه مزن نقطهٔ تقلید را ‌ ‌ ‌ ‌ چون تو ازیں دایره بیروں نهٔ
مدعیی گفت بلیلی بہ طنز ‌ ‌ ‌ ‌ رو کہ چناں چابک و موزوں نهٔ
لیلی ازیں حرف بخندید و گفت ‌ ‌ ‌ ‌ با تو چہ گویم کہ تو مجنوں نهٔ
خشم فرو خور همه عالم تراست ‌ ‌ ‌ ‌ تا نکشی مار فریدوں نهٔ

۶۷۰ ‌ ‌ ‌ ‌ اے حسن احوال تو دیگر شدست
آنچه که اول بدی اکنوں نهٔ ‌ ‌ ‌ ‌ ۷

شورشے زاں لعل شیریں در جہاں افگندهٔ ‌ ‌ ‌ ‌ آتش غم در رواں عاشقاں افگندهٔ
یوسفی یا ماه گردوں یا فرشته یا صنم ‌ ‌ ‌ ‌ دائما عشاق را اندر گماں افگندهٔ
خون دلها ریختی چندانکه بیند چشم من ‌ ‌ ‌ ‌ کشتگاں عشق را در ہر مکاں افگندهٔ
ماه رویا نالہائے زار من بین و بگو ‌ ‌ ‌ ‌ کایں چہ فریادست کاندر جسم و جاں افگندهٔ

جیف باشد زاں چناں روئے بجز مہر و وفا من بمیدان غم تو پہلوانی کردہ ام	گرچہ تو جور و جفا اندر میاں افگندۂ زیں جہت گویم کہ شاہا پہلواں افگندۂ

۶۷۱

دردِ دل دارد حسنؔ از لعل خود درمانش دہ
تا بگویندت کہ سایہ بر فلاں افگندۂ

۷

اے بہ خوبی در جہاں افسانۂ	خود تو گنجی و جہاں ویرانۂ
ہر چہ در کاشانہ خلد ست حور	نزد تو نقشے است بر کاشانۂ
چشمم از خوں جگر در آشناست	با تو میگویم نہ با بیگانۂ
من تہی کردم دل از پیماں زہد	کیست کو پُر مے دہد پیمانۂ
گر دلِ دیوانہ بردی جاں مبر	گفتہ اند از خانۂ دیوانۂ
یک شبم بر وصل خود پروانہ دہ	گو بسوزاں شمع تو پروانۂ

۶۷۲

قابلِ سنگِ حرم نامد حسنؔ
کاش خشتے بودے از بتخانۂ

۶

خہ کہ از ماہ خوبتر شدۂ	سمن اندام و سیمبر شدۂ
راز من ہمچو روز پیدا شد	تا چو خورشید پردہ در شدۂ
آئینہ در نظر مقابل دار	گرچہ منظور ہر نظر شدۂ
دوش دیدم بہ دگر بارہ	مہ ہمانست و تو دگر شدۂ
خوبی و ناز کیست چہ تواں گفت	زانچہ گویند خوبتر شدۂ

۶۷۳	چند گوئی رحیم دل شده ام بر حسن رحم کن اگر شدهٔ	۷

اے از در لطافت ہم سنگ تو گہر نہ
ورز بذلہائے شیریں ہم تنگ تو شکر نہ

ہرگز نبود دبستہ چوں غنچہ دہانت
گل در شب نختیں می باشد و دگر نہ

شاخ تمام قامت ہم قامت تو نبود
ور سرو سربلندست ہم با تو سربسر نہ

چوں دید در تو نرگس چشمش بماند حیراں
در باغ ہم بماند اما در آں نظر نہ

ہر شام تا سحر گہ در سایہ دو زلفت
چوں شمع میگدازم ہمسایہ را خبر نہ

پیش آ کہ از دو چشم صد جوے خوں روانست
آنگہ ز آشنایاں کس را بما گذر نہ

۶۷۴	زاشکِ حسن حسن راتا لب رسید طوفاں اے دستگیر عاشق دستے بگیر ورنہ	۷

اے ز لعلت آب حیواں ریختہ
لو لویت آتش ز لعل انگیختہ

از قد تو شاخ طوبیٰ بشکند
اے لب تو آب کوثر ریختہ

شاہ انجم بر بساط آسماں
خانہ خانہ از رخت بگریختہ

آسماں عقد ستارہ در ہوات
ہر سحر از روے خود بگسیختہ

خاک درگاہ ترا از روئے عطر
آہواں با نافہا آمیختہ

زلف جاں آویز تو دیدم شبے
ماند جان من بداں آویختہ

۶۷۵	گفت نعت حسن تو بندہ حسن بس دقیقت آں و نیکو بیختہ	۶

۔ ۱ در ۔ ۲ پیش من از دو چشمش صد چشمہ خوں رواں شد ۔ ۳ از برش ۔ ۴ در

عمرم فدائے روئے تو اے مہ چگونۂ	عمر یست تا ندیدہ امت وہ چگونۂ
بے تو چو ماہ داشتہ ام کاہشے تمام	بے من تو اے تمام تراز مہ چگونۂ
امشب اگر ہے نمائی رخ چو صبح	چوں صبح از افق دمد آنکہ چگونۂ
مہ نیم جام شکل بدیں گاہ پشت راند	مائیم و یک صراحی و خرگہ چگونۂ
گفتم دلا بچاہ زنخداں او مرو	اے پا بگل بماندہ دراں چہ چگونۂ

۶۷۶	رہ میروی دل حسن خستہ می بری اے بردہ صد ہزار دل از رہ چگونۂ	۶

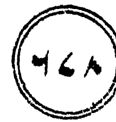
اے در ہمہ روم ورے یک روئے چو رویت	کوئے تو چو فردوست فردوس چو کویت نہ
یوسف شدہ در خوبی بل خوبتر از یوسف	از دیدن او سیری وز دیدن رویت نہ
تنہا نہ منم دل را بر بستہ بموئے تو	کو آنکہ بہر موئے دل بستہ مویت نہ
شوریدگی عالم از خوئے تو شد نے نے	از بے نمکی بخت است از تلخی خویت نہ
تو چشمۂ خورشیدی من ذرۂ خورشیدت	ہر سو کہ روی چشم مشنو کہ بسویت نہ

۶۷۷	بگذار حسن دعوی کز عالم معنی من رنگیست نمی بینم چہ رنگ کہ بویت نہ	۷

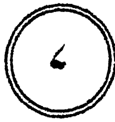
شاید ار یار کشد پردہ براں روئے چو ماہ	چہ تواں کرد دراں روئے بدیں دیدہ نگاہ
گر بہ داور برم او راکہ دلم را بردست	نبود راست تراز قامت او ہیچ گواہ
آب حیواں نستانم بدل خاک رہش	نور یوسف کہ بدل کرد بتاریکی چاہ

توبہ فرمادیم از عشق مبادا کہ کنم
ہر یکے از ورقِ عشق فرو خواند و نشد
چہ تواں کرد اگر رخت بمنزل نرسید

نیست در مذہب عاشق بتر از توبہ گناہ
بحقیقت کسے از سرِّ حقیقت آگاہ
خضر را نیز دریں بادیہ گم گردد راہ



حسن ار سر طلبند از تو بشکرانہ بدہ
طالب سر شدہ "ذٰلِكَ مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ"



آہ یارا کہ ز دردِ دلم آگاہ نۂ
ہمچو ملِ محرم مستانِ شبانگہ می باش
تخت شاہیست کہ بر فیل نہد فرزیں بند
رخش تسلیم تو در صف صفامی لنگر
سیر سیارہ چہ پرسی ز منجم شب و روز
منم و بادیہ حیرت و گمراہی چند

آہ من می شنوی محرم ایں آہ نۂ
گرچہ گل مونس مرغانِ سحرگاہ نۂ
رخ دریں عرصہ منہ بیدق ایں شاہ نۂ
مردِ میدان توکلت علی اللہ نۂ
کہ تو در احسن تقویم کم از ماہ نۂ
تو عناں بازکش اے خواجہ کہ گمراہ نۂ



گفتیم اے حسن ایں خرقہ چہ کردی تو کبود
وہ ز دودے کہ بروں میدہم آگاہ نۂ



چو بنمائی رخ گلنار گونہ
ہمیشہ چشم تو مست است جانا
بدفعِ چشم بد گرد لب لعل
شفا حاصل نشد دردِ دلم را

گل اندر حال گردد خار گونہ
ولے در دلبری عیار گونہ
یکے خطّے بکش زنگار گونہ
اگر زاں نرگس بیمار گونہ

اگر تو سوئے ترکستاں بگردی | بگرد آید بت فرخار گونہ
خرد در صدر دیواں خانۂ عشق | ہمی باشد ولے بیکار گونہ
کجا بودی کہ ژولیدہ است زلفت | لبت ہم اندکے افگار گونہ
چہ عمر است اینکہ بے تو میگزارم | نفس ہیمودن بیکار گونہ

(۶۸۰) حسن ہموارہ در وصف قدت است
ازاں گوید سخن ہموار گونہ (۹)

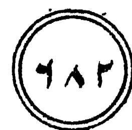
زہے بہ آمدنت بخت مرحبا کردہ | بنفشہ زیر کلہ سرو در قبا کردہ
عتاب چوں شب گیسوئے خود کشیدہ دراز | ولیک صبح صفت عاقبت صفا کردہ
تبارک اللہ تا آں چہ روئے آنچہ خطست | گلے و سبزۂ از رحمت خدا کردہ
ستارہ خط ترا خواندہ و ثنا گفتہ | فرشتہ روئے ترا دیدہ و دعا کردہ
بگرد تو زسیدہ بتان چابک چیں | ختائیاں بدوانیدہ و خطا کردہ
بسان سرمہ سیہ کردہ روز بر خوباں | دو چشم تو کہ سیاہند سرمہ نا کردہ
ہزار خوب بچشم در آمد و بگذشت | تو نور چشم منی در دو دیدہ جا کردہ
چہ گومیت کہ چہ نغز آمدی مسیح صفت | بیک نفس ہمہ درد مرا دوا کردہ

(۶۸۱) حسن بگرد درت گشتہ بر طریق طواف
تو کعبہ وار ہمہ حاجتش روا کردہ (۷)

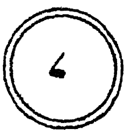
ساقی مے لعل فام در دہ | منشیں وعلی الدوام در دہ

شدہ شعر بیش قت

مے را بعرب مدام گویند — من هم گفتم مدام در ده
گر پخته نصیب پختگاں است — ما سوخته ایم خام در ده
مپسند مرا چنیں تہی دست — چوں سبحہ نماند جام در ده
بر رغم صلاح ناتماماں — ما را قدح تمام در ده
فردا تو و دوستان خاص است — امروز صلائے عام در ده



گر دوست گرفتہ حسن را
آں دشمن ننگ و نام در ده



اے غیرت حور و پری وے حیرت خورشید و مہ
مہ پیش خورشید رخت ہم سر نہادہ ہم کلہ
گر دولت از ما شد چہ شد با بخت باقی باش تو
گر مہرہ[1] گم شد چہ شد بر عرصہ[2] قایم بادشہ
جان پریشاں خاطراں در زلف تو آسودہ بس
زلفت عجب شوریدۂ شوریدہ حالاں را پنہ
شب گر خیالت ایں طرف یکبار گشتے گرد من
دہ بار گشتم بر سرش پاداش یک نیکیست دہ
ساقی تو کان عیش را لعلے شدی با لعل و دُر
مہ را چگویم چونکہ تو طالع شوی یا بدر مہ
ساقی بمیگوں لب بے بُردی خمار مردماں

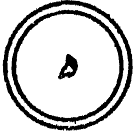
[1] بیدق [2] تخت

اے چشم و جاں را مرد مک لختے ازیں سو کن نگہ



۶۸۳

یک جرعہ پردہ بشو جملہ گناہانِ حسن
از تو چہ آید جز کرم وز ما چہ آید جز گنہ



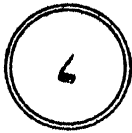
۵

بیا عزیز من از شیشہ بادہ بیروں دہ
مراز دائرۂ جمع یک خط افزوں دہ
کباب شد جگرم بے مے جگر گو نہ
مرا جگر مدہ آں بادۂ جگر گوں دہ
ازاں جلاب خرافات شوے یک جرعہ
بیار و سبحہ و سجادہ را بجیحوں دہ
عنایتے بکن اے میر کارواں یک روز[1]
مہار اشتر لیلی بدست مجنوں دہ



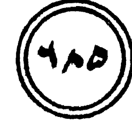
۶۸۴

حسن لطائف[2] غیبی نہاں نشاید داشت
جواہرے کہ درونِ دلست بیروں دہ



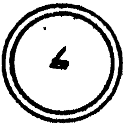
۷

سبزۂ تر کز گل سیراب پیدا کردۂ
بلبلانِ عشق را سرمست و شیدا کردۂ
اے بعہدت پارسائیہا برسوائی بدل
من یکے زاں پارسایانم کہ رسوا کردۂ
ترک بسیار آمدست از بہر یغما ایں طرف
تو عجب ترکی کہ چندیں شہر یغما کردۂ
می نپندیشی کہ فردائیست ہر امروز را
وہ کہ در یک وعدہ چند امروز فردا کردۂ
ہر چہ می خواہی بکن با چوں توئے خصمی کراست
ما بحل کردیم بارے ہر چہ با ما کردۂ
از لب و از غمزہ ہم جاں بخشی و ہم جاں ستاں
من ندانم تا چہ دعویٰ آشکارا کردۂ



۶۸۵

اے حسن بر آستین نظم خود نو کن طراز
خاصہ ایں ساعت کہ طرز خاص پیدا کردۂ



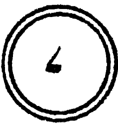
۷

[1] امروز
[2] لطائفتے

اے سروِ خراماں و گلِ تازہ دمیدہ — نرگس گل سرے چو تو در خواب ندیدہ
صبح آیت زیبائی و افسون لطافت — ہر روز بخواندست و بروئے تو دمیدہ
در آبِ حیات آتشِ غیرت زدہ حقا — بادے کہ ز خاک سر کوئے تو وزیدہ
ہر لحظہ دلم را ہدفے ساختہ چشمت — صد تیر درو شاندہ یکے را نکشیدہ
از گوئے تو باید صفت دوستی آموخت — سر دادہ و ہم پیش رکاب تو دویدہ
ابر کرم لطف تو بارانست برحمت — اے برہمہ باریدہ و بر ما نچکیدہ



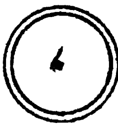
گرچہ نرسیدست حسن را ز تو بوئے
با دات ہمہ میوۂ مقصود رسیدہ



اے صبا گردے کہ زاں خوں ریز ما آوردۂ — چشم خوں افشان ما را توتیا آوردۂ
آشنا ہا میکنم در خون چشم از انتظار — ہاں بدہ گو نامۂ زاں آشنا آوردۂ
تیر شوخش در دل من می نشانی بے خطا — ایں نشانیہا کہ زاں ترک ختا آوردۂ
نیست اندر شہر ما امروز آشوبے دگر — جز ہماں شورے کہ زاں شیریں قبا آوردۂ
آں دبستانی نماز عالمے برہم نہاد — اے معلم بت بمسجد از کجا آوردۂ
اے سلیمانِ پری رویاں یکے آخر ببیں — سوئے مورے کش زمستی زیر پا آوردۂ



تا ز چشم شوخ یک غمزہ بزدی بر حسن
زخم دیگر بر دل آں مبتلا آوردۂ



اے غم عشق تو راہ[1] جاں زدہ — چشم مستت زخم[2] بر ایماں زدہ

[1] ام بر   [2] راہ

تیغ راندہ بر ضعیفاں آشکار	وز مژہ تیرے دگر پنہاں زدہ
شحنۂ عشقت چہ خواہد از دلم	خیمۂ اندر دہِ ویراں زدہ
آں دہاں شکر ببینت غنچہ وار	خندہا بر پستۂ خنداں زدہ
بارخ خوے کردہ بر بام آمدی	چوں گل نوخاستہ باراں زدہ
زلفت آوردہ زفتنہ لشکرے	گہ بچین وگہ بہندستاں زدہ

۶۸۸	پائے بند زلف تست اینک حسن دست در سودائے بے پایاں زدہ	۷

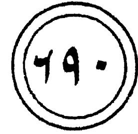
جان خود جائے تو کردیم ارچہ خود آنجا نہ	ما دمے بے تو نبودہ گرچہ تو با ما نہ
ما ترا ئیم از ہمہ عالم خلاف ہر کہ ہست	اے عفا اللہ پس کرائی تو اگر ما را نہ
ترک من خونریزیت پنہاں نمی ماند عجب	زخم تو پیدا و تو در ہیچ جا پیدا نہ
گفتی از تنہائی تو ہیچ غم نبود مرا	ہر چہ میخواہی ہمگوئی بگو تنہا نہ
عشق اگر لشکر کشد تا قلب عاشق بشکند	ملک خوبی خوش ہمیراں تو دریں غوغا نہ
تو ز شوخی شیر گیر و ما ز جام عشق مست	ہاں حریفا ایں خرابی چند ہستی یا نہ

۶۸۹	جاں فروشند و غم جاناں ستانند اہل دل رخت گرد آرائے حسن تو مرد ایں سودا نہ	۶

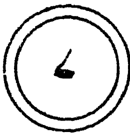
اے طبیب آخر ز من تا کے نہ پرسی آہ آہ	دردمندان غمت را پرسشے کن گاہ گاہ
میکشم بار غم عشق تو بر دل کوہ کوہ	خرمن صبرم بباد نیستی شد کاہ کاہ

لہ در پیش کس۔ ٢ہ بر درد ٣ہ تا کشم

در ہوائے ابرویت پیوستہ سرگرداں ہلال — میشود باریک زیں غم میگریزد ماہ ماہ
پیل بند عشق تو بر عرصۂ دل استوار — شاہ رخ بنماکہ مات است از غزائے شاہ شاہ
ور دجاں سوزم بدرماں بہ نگردد اے حکیم — داروئے درد دل ریش از لب دلخواہ خواہ



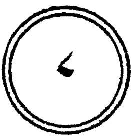
از سر مستی حسن چاہِ زنخدانش گرفت
دست بگر فتش کہ اے دیوانہ مستی چاہ چاہ



بت مست خوے کردہ گرمازدہ — رسید آتش عشق در مازدہ
یکے لام الف بستہ عیار وار — بداں حرف کونین را لازدہ
زنوک مژہ بر دل عاشقاں — زدہ ناوک وبے محابا زدہ
کمیں کردہ آں خال ہندوئے او — رہِ دین و دل ہر دو یکجا زدہ
زگیسو برانگیختہ لشکرے — ولے خویش بر قلب تنہا زدہ
بخوبی او کے رسد آفتاب — یکے ہرزہ[1] گردیست صفرا زدہ



حسن را چو زلف سیاہش نگر
ہمیشہ پریشاں وسودا زدہ



ردیف (ی)

مست دوشینہ بادۂ باقی — قم علی الساق ایھا الساقی
یکدم از دور ماہ مجلس شو — گرچہ خود آفتاب آفاقی

[1] یاوہ

دل بیک داؤ بردہ احسنت	ہمچو ابروئے جفت خود طاقی
قول خود راست کے توانی کرد	کہ ز پردہ دراں عشاقی
پار بستی بقول خود میثاق	تا خود امسال ہرچہ میثاقی
قصد جاں میکنی و خوشنودم	کہ تو مقصود جان مشتاقی

۶۹۲ — بحسن دہ بوجہ احسن وام / تا کند جمع غصہ در باقی — ۷

زہے خطت نہادہ بر قمر پائے	زخط عہد خود بیروں مبر پائے
منؔ از رشک رخ تو داغ بر دل	گل اندر جیبؔ دارم خار در پائے
تن از بہر رکابت خستہ کردم	مگر بوسے توانم داد بر پائے
اگر یک پائے بر چشم بمالے	بمالم چشم دیگر بر دگر پائے
سخن می بشکنی تا وقت گفتن	ز تنگی دہانت شد شکرؔ پائے
زعشق آنکہ بر خطت نہم سر	قلم کردار میسازم ز سر پائے

۶۹۳ — اگر جورت حسن را دیر ترگشت / تو از دور فلک ہم دیر ترپائے — ۷

دلا با آں لب دلبر چہ بازی	ترا صفراست با شکر چہ بازی
ببازی دین تو برد آں دغا باز	حریف خود نہ بینی ہرچہ بازی
حذر کن اے تنک دل زاں دل سخت	کلائے را با آہنگر چہ بازی

چه نرد عشق می بازی بداں چشم	ترا بامست عذر است هرچه بازی
چه کردی گرد آں مژگان و غمزه	چنیں با تیر و با خنجر چه بازی
چه مهره می نهی در ششدر عشق	که او بردست مطلق هرچه بازی

۶۹۴ — ۶

حسن اول چو دل برداشت دلبر	کنوں داوِ پسیں با سر چه بازی

اے باد ز گل خبر چه داری	زاں آب حیات اثر چه داری
سرگشته چو گرد باد گشتم	از غایب ما خبر چه داری
بر عارضش از نظر فتادست	بخش من ازاں نظر چه داری
گفتی همه داغ خواهدت دوست	اے من سگ تو دگر چه داری
دشنام لبش فزوده عمرم	زیں عمر فزاے تر چه داری

۶۹۵ — ۷

هر صبح حسن همی نوازد	کاے باد ز گل خبر چه داری

روئے که صفت کنند داری	سرخیل بتانِ روزگاری
تا کوکبهٔ تو مه رواں شد	مه پیش نشست از عماری
گل پیش تو کمتریں پیادہ	اے سروِ رواں چه شهسواری
پار ارچه یکے بدی ز خوبی	امسال یکے ازاں هزاری
بر بنده کماں مکش که تیرت	افسوس بود بهر شکاری

اے چشم[1] تو ترک غمزہا تیز	ہم ترکی و ہم سلاح داری

۶۹۶	اے زندہ دلے حسن بیادت یک بوسہ ببخش یادگاری	۶

اے رشک ہمہ بتان چینی
مہ جبہہ و مشتری جبینی

مہ می تابد ز آسماں روئے
زاں روئے کہ تو مہِ زمینی

ناز تو عظیم دلنواز است
الحق کہ عظیم نازنینی

اے چوں تو یکے نیافریدہ
در خورد ہزار آفرینی

در پردہ چہ ماندۂ چو غنچہ
بخرام کہ سرو راستینی

۶۹۷	با بندہ حسن دمے ز احساں بنشیں کہ حریف و ہمنشینی[2]	۷

مائیم و دلے و آرزوئے
در ماندہ بعشق ماہ روئے

بے مایہ تر از سبوئے بے آب
آبے نچشیدہ[3] از سبوئے

خلقیست بجستجوئے آں ماہ
از ہر مژہ گشادہ جوئے

او موئے ز موئے فرق کردہ
ما در غم موئے او چو موئے

وصل از بخموشی دست ناید
زیں پس من و عشق و ہائے ہوئے

اے باد ببر پیامے آنجا
از بستۂ بند آرزوئے

کاے یوسف روزگار آخر

لہ اے چشم تو تنگ غمزہا تیز   ٹہ بنشینی   ٹہ نچکیدہ

۶۹۸	دریاب دلِ حسن بوے	۷

گرچوں لبِ تو شراب بودے
اے کاش چہار جوئے فردوس
چوں جاں دہنت نہاں ست ورنہ
گر سینہ نہ تر بُدے ز اشکم
گشتہ شدے آتش دلم تیز
گیرم کہ ہمہ جہاں شب آمد

جاں ست و جہاں خراب بودے
یک جرعہ ازاں شراب بودے
روح القدسش خطاب بودے
از تف دلم کباب بودے
گر در جگرم آب بودے
باری شب ماہتاب بودے

۶۹۹	کرد از تو سوالہا حسن دوش یا لیت یکے جواب بودے	۷

آرزو دارم کہ روزے یا شبے
بالبِ شیریں تو شکر شریک
گر زمیں را آسماں سازد خدا
اے دبستانی کہ بود استاد تو
عاقبت دم از ہوائے تو زند
دست عشق تو دہانِ من بہ بست

بر لبے دستے بمالم یا لبے
نزد روز روے تو لیلیٰ شبے
از تو روشن تر نتابد کوکبے
کز لبت شوریست در ہر مکتبے
ہر کرا جانے بود در قالبے
ورنہ بکشایم خدنگ یاربے

۷۰۰	صد طریق است اہل معنی را ولے از حسن وصف تو خواہند اغلبے	۵

از ما چہ دیدۂ کہ چنیں زود میروی	مارا بکشتہ خود گلہ آلود میروی
از ماغاں بتافتہ در تاب میشوی	آتش بجان ما زدہ چوں دُود میروی
ایں جان دیر ماندہ زما زود میرود	زیں غم کہ دیر میرسی و زود میروی
اینجا نمی نشینی از بہر خاطرم	ہر جا کہ میل خاطر تو بود میروی

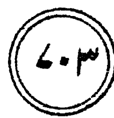
۷۰۱	از بہر یک نسیم تو صد جاں دہد حسنؔ گر تو بدیں معاملہ خشنود میروی	۹

دل ندہم اگرچہ دلستانی	الحق کہ تو حق آں ندانی
کو از دل تست نیم ذرہ	یک ذرہ در او نہ مہربانی
بے مہر عظیم دیدمت پار	امسال شنیدہ ام ہمانی
از بہر چہ خویت ایں چنیں است	آخر تو بروئے ہم چنانی
گفتی چو زباں کنم بکامت	یا ترببیتے بُد آں زبانی
با آنکہ بسے نماند عہدت	یارب کہ بعہد ہا بمانی
گفتی سخن روانت بادست	دشنام بدہ بدیں روانی
بیچارہ حسنؔ سگ در تست	چہ چارہ کہ از درش برانی

۷۰۲	گر طوق شکار در خورش نیست داغیش بنہ بپاسبانی	۷

دل تو زندہ است مگر جان توئی	منت جاں چیست کہ جاناں توئی

با تو چرا شاد نباشد دلم | دولت شہر است کہ سلطاں توئی
آنچہ صفت میکنم از حد بروں | وانچہ بروں صفتست آں توئی
ایں ہمہ تاریکئ گیسوئے تو | چیست مگر چشمۂ حیواں توئی
گر بعذاب اند زتو عاشقاں | ہم سبب راحتِ ایشاں توئی
ما ہمہ در خوف و رجا ماندہ ایم | حکم تو کن صاحب فرماں توئی


۷۰۳

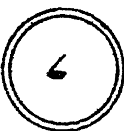
جان و سر تو کہ وجود حسن
صورت عشق است درو جاں توئی


۷

بگلزار رفتی و مے نوش کردی | حریفان خود را فراموش کردی
ہمہ آشنائی نہادی بگوشہ | سخنہائے بیگانہ در گوش کردی
گلم دادی و نقل الوان نعمت | ولے بادہ جائے دگر نوش کردی
تف دل بروں میدہد از دہانم | دگر بار ایں دیگ در جوش کردی
گل افشاں ہمی آئی اے باد خوشبو | مگر سرو ما را در آغوش کردی
نمیدانمت نافہ یا چیست با تو | مرا بارے از ہوش بیہوش کردی

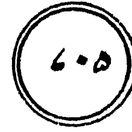

۷۰۴

نکو شد کہ بیہوش کردی حسن را
ازیں گفت و گوہا فراموش کردی


۷

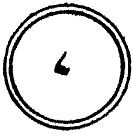
از روے دلاویزت گر پردہ براندازی | عشاق زسر گیرند آئین سر اندازی
طوبیٰ کہ بہ ہر شاخے از قد تو میلافد | گر تو بسی آنجا از بیخ براندازی

باز آکہ دریں میداں کس نیست حریف تو	شمشیر زدن از تو از ما سپر اندازی
اے در تنِ مسکیناں از تیغ تو جانے نو	افتد کہ بریں کشتہ زخمے دگر اندازی
جاں راہدفے کردہ نزدیک تو می آیم	تا ناوک مژگاں را نزدیک تر اندازی
اے چشم و چراغ جاں ناز تو چہ کم گردد	گر جانب بدروزاں روزے نظر اندازی



۷۰۵

کت گفت کہ شہرے را بدہی بکرم دستے
چوں وقت حسن آید ازپاش در اندازی



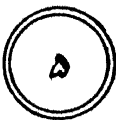
۷

درستم راستم یک رائے و یک روئے	کجی در من نہ بینی یکسر موئے
عروس دہر تا در جلوہ آمد	دلم ہرگز نظر نند اخت ہر سوئے
کہ خواہد آں عروس بیوفا را	کہ ہر روزے کہ نوشد تو کند شوئے
یکے چوں بگذرد دیگر در آید	بآمد شد عمارت یافت ایں کوئے
ہمہ بر طبع خود کم می تواں یافت	طبائع را اتفاق تہا ست در خوئے
نہ در ہر روئے بینی رنگ یوسف	نہ در ہر پیرہن دریابی آں بوئے



۷۰۶

نباشد حاسداں را با حسن خوش
بتابد زنگبار از آئینہ روئے



۵

اے کہ لاف از عالم من میزنی	ترک عالم کن گر ایں فن میزنی
دین و دل وادی بدنیا اے عزیز	دوستاں را کفش دشمن میزنی
روزبانِ خویشتن را سر ببر	بے زباناں را چہ گردن میزنی

عربدہ با چرخ داری اے عجب	کوہ را سنگ فلاخن میزنی

۷۰۷	اے بمعنی صد شہے ہمچوں حسن چوں بمعنی میرسی تن میزنی	۵

دلا خواہم کہ یک ساعت توصف یار ما گوئی	ولے چوں حد حسن او ندانی از کجا گوئی
مرا باریست در دل اے امیر بار ہیچ افتد	کہ احوال گدائے چند نزد بادشا گوئی
چو نامش بشنوم غمہا بشادیہا بدل گردد	بشارت نامۂ عشق است نام یار ما گوئی
ہمہ دشنام گوئی گر سلامی گویت جاناں	من از تو خود نیازارم ندانم تا چہا گوئی

۷۰۸	ہمہ ز انعام عام تو رسیدہ بر سر گنجے حسن اینک بکنج صبر مشغول دعا گوئی	۶

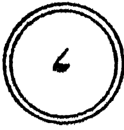
بیا اے تازہ سرو جویباری	کہ نو شد با تو شرط دوستداری
بیک نظارۂ رویت بہم زد	ہمہ ہنگامہ پرہیزگاری
ہمہ پیش تو سرگرداں چو گوئیم	بزن چوگاں کہ تو چابک سواری
چرا سرخست آں دامن قبایت	سرشک ماست یا خون شکاری
خیال روئے تو وانگہ دل من	دریں کلبہ نگنجد آں عماری

۷۰۹	حسن یار تو شد تو یار او شو کہ یاراں ایں چنیں کردند یاری	۶

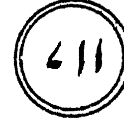
اے برخ شمع بتاں چشم چراغ دل توئی — روز من از تست روشن اختر مقبل توئی
عالم باطن تو داری میل ظاہر حکم نیست — در زباں یادیگراں مشغولم و در دل توئی
گر بکنج خانہ بنشینم نور آں خانہ ز تست — ور بسفر پیش آیدم ہمراہ وہم منزل توئی
در سواد زلف تو اشکال بینم موبموئے — من نمیدانم معماداں آں مشکل توئی
پرسم از ہر ساریاں کت چیست در محمل بگو — پرسم از محمل وے مقصودم از محمل توئی



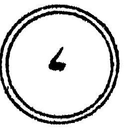
اے حسن جاں بر فشاں بر صورت مقبول یار
با تو زاں گویم کہ ایں احوال را قابل توئی



من کہ باشم تا مرا تشریف ہمرازی دہی — کاش کز پابوسی خویشم سرافرازی دہی
نزد عشقت پاک میبازم ولے ترسم از آنکہ — کعبتین چشم غلطانی مرا بازی دہی
چشمت از خنجر گذاری عالمے را خوں بریخت — غمزہ را دیگر چہ شغل ناوک اندازی دہی
بندہ خود را میکشد ہیبت زمانے خوش بدہ — وہ چہ خوش باشد اگر تیغے بایں غازی دہی
طرہ را از خال یکسو کن کہ نیکو ناید آنک — دزد را با آں چناں طرار انبازی دہی
تنہا میبازم از نقد سخن در وصف تو — تا من درویش را ملک سخن سازی دہی



گر بنوشی دُردے از خمخانہ دردے حسن
داد معنی از مے سعدی شیرازی دہی



اے عشق ترا بر دل من منت جانی — جاں را بتو بخشم کہ تو جاں بخش جہانی
ایں دیدہ ما سوئے تو دائم نگراں بود — اے رفتہ و بگذاشتہ بر ما نگرانی

باید کہ یکے شرط کنی با من ازیں دو
یا خود برسی یا دل ما را برسانی

از درد غمت بر جگر سوختہ داغیست
اے بیخبر از درد تو ایں داغ چہ دانی

پرویز نصیب از لب شیریں چو شکر برد
ما را شکرے بخش کہ شیریں ترا زانی

ایں درد چنانست کہ گفتن نتوانم
ور نیز بگویم تو شنفتن نتوانی

۷۱۲

تا چند حسن عشق شراب و غم شاہد
باز آ کہ زپیراں نہ پسندند جوانی

۹

افتد کہ سوئے گوشہ نشیناں گذر کنی
سر در خرابۂ من بیچارہ در کنی

اے رفتن خوش تو بہ از چشمۂ حیات
روزے بود کہ جانب ما ہم گذر کنی

امروز آشتی کنی و مہر و مرحمت
ناز و عتاب و عربدہ روز دگر کنی

گفتی بداغ خاص مکرم کنم ترا
ایں وعدہ را امید وفا ہست گر کنی

قصہ ہمی ستانی و ما ہم بایں خوشیم
گر ایں طرف بگوشۂ چشمے نظر کنی

دی گفتیم بخون تو شمشیر تر کنم
ہم عاقبت برفتن من دیدہ تر کنی

گوشے بدرد دل نکنی ہم خوشیم ما
گر اینطرف بگوشۂ چشمے نظر کنی

۷۱۳

چوں بر در تو جاں دہد از دوستی حسن
باید کہ دوستان دگر را خبر کنی

۶

دُر در صدف آں آب ندارد کہ تو داری
مہ بر فلک آں تاب ندارد کہ تو داری

یا خال خوش و خط ترا فزوں تری از ماہ
سرو آں ہمہ اسباب ندارد کہ تو داری

چشم تو بیک غمزہ جہاں بستد و نرگس	این دولت در خواب ندارد کہ تو داری
عالم تو نیک است تو بخشائے کہ سلطاں	این گوہر نایاب ندارد کہ تو داری
نوروز بفصل گل و در صد ورق وے	یک فصل ازین باب ندارد کہ تو داری

۷۱۴ — بوئے بحسن دہ کہ شود مست ازاں لطف / کیں لطف مے ناب ندارد کہ تو داری — ۵

جگرم بے تو کبابست تو ہم میدانی	دل دیوانہ خرابست تو ہم میدانی
دوستی نیست کہ در باغ نشینم بے تو	باغ بے دوست عذابست تو ہم میدانی
امید تو کنم صبر و لیکن چہ کنم	عمر در عین شتابست تو ہم میدانی
ہم ازاں تشنہ نوازی کہ لبت کرد شبے	جان من در شکر آبست تو ہم میدانی

۷۱۵ — از حسن ایں چہ سوالست کہ معشوق تو کیست / ایں سخن را چہ جوابست تو ہم میدانی — ۵

بخون دیدہ می غلطم چو مستے	چرا ندہی دریں غرقاب دستے
چرا چوں تو بتے در پردہ باشد	مگر از ننگ چوں من بت پرستے
اگر صورت چنیں زیبانمی خواست	جہاں از فتنہا ایمن نشستے
شکست قلب مسکیناں گر از تست	مرا فتحیست اندر ہر شکستے

۷۱۶ — اگر خون حسن را ریخت چشمت / چہ میرنجی خطائے کرد مستے — ۷

لہ زیبا

گلے یا سرو یا بدر منیری — بہ ہر سو چہ کہ گویم بے نظیری
برے ناخوردہ از نخل جوانی — دریں حسرت بسر بردیم پیری
دل و دیں خدمتیٔ تست بپذیر — سرے شکرانہ گر ہم می پذیری
ز گور کشتہ ات می آید آواز — کہ یارب قاتلِ ما را نگیری
یکے در ہمت ذرہ نگہ کن — ہوائے کیستش با آں فقیری
اسیرت خواہم ایں دل را و ہرگز — خلاص او نخواہم زاں اسیری

۱۷

حسن عمر تو از نو تازہ گردد
اگر در پائے مہ رویاں بمیری

۷

زہے روئے خوبت بہار خوشی — غم تو مرا غمگسار خوشی
تو سروے ز بالا رواں کردہ خوش — من از دیدہ ہم جوئبار خوشی
رخت خوشتر از روئے گل در بہار — خط تو برو نو بہار خوشی
ترا گرد لب سبزہ زارے خوشست — مرا از مژہ لالہ زار خوشی
مرا دوش با تو شبے بود خوش — نہ شب بود بل روزگار خوشی
لبت پر مے و چشم ہا پر خمار — شراب خوشی یا خمار خوشی

۱۸

غزل خوب خواہی حسن را بخواں
کہ یادت دہد روزگار خوشی

۹

اے کہ سر تا بقدم جاں کسے — جاں کشم پیش تو جاناں کسے

چند دشنام چو زہرم بدہی — اے بہ بوسہ شکرستان کسے

زلف چوں چتر سیہ باز کشائے — اے بدیں قاعدہ سُلطان کسے

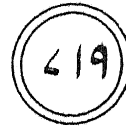
خانۂ چشم زدم آب ولے — تو کجا آئی مہمان کسے

خال تو دل ستد و باز نداد — نیست ایں طفل بفرمان کسے

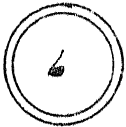
نیست در عہد لب کافر تو — ناخلل یافتہ ایمان کسے

خوانی از طنز مرا کافر دل — چہ تواں گفت مسلمان کسے

داغ کردی چو دلم صد جا بیش — بیش ازیں داغ مکن جان کسے



صد سخن داں چہ حسن عاشق تست
اے تو معشوق سخن دان کسے



بگرداں نگارا شراب خوشی — بہ تشنگاں در دہ آبِ خوشی

کہ مارا ز زلفت شبے خرم است — ز روئے خوشت ماہتابِ خوشی

من از ناز مستانۂ تو خراب — تو مست خوشی من خرابِ خوشی

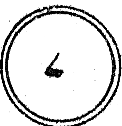
لبت خواہم آخر زبانے بدہ — سوالے خوشی را جوابِ خوشی

چو خوش بود دوشینہ مطرب کہ داشت[۱] — سرود ترے و ربابِ خوشی

ولے سالہا شد کہ ایں بختِ من — بخفت است نادیدہ خوابِ خوشی



حسن کار بختت ناخوش مشو
خمش باش و درکش شراب خوشی



۱؎ تو ہم

یکزماں گلگشت گر در جانب صحرا کنی	صد ہزاراں زاہداں را بیدل و شیدا کنی
شہرے اندر عشق خود اے شوخ رسوا کردۂ	بس کہ آخر چند کس را ہمچو من رسوا کنی
ایکہ در عالم بحسن خویش لیلیٰ گشتۂ	چند چوں مجنوں مرا سرگشتہ ہر جا کنی
خاک گشتم بر سر ہر کو فتادم بہر آنک	بو کہ یکدم ایں تن ما را بخاک پا کنی
فتنۂ رویت شدم اے فتنہ انگیز جہاں	وہ کہ تا کے خلق را بے دین و دل حیراں کنی
مدعی بگذر ز درد عشق او پندم مدہ	یا ہمی خواہی کہ باز از سر مرا رسوا کنی

۷۲۱	چوں کنم وصف جمال تو مرا گوید رقیب اے حسن تا کے حدیث آں رخ زیبا کنی	۶

اے رخ چوں زہرہ ات رشک رخ مشتری	حاصل ازاں اخترت حاصل نیک اختری
بے رخ چوں زہرہ ات ماہ ندارد کمال	بے لب چوں شکرت آب ندارد تری
نوش لبا وقت بوس زلف چہ آری بلب	زلف ز لب دور دار دیو ز انگشتری
خوئے ز برت باز شد بند قبا باز کن	زانکہ خوئے بشود زاں برخ مشتری
خیز بدو رخ یکے آتش موسیٰ نمائے	اے کہ بدو لعل تر زاب خضر خوشتری

۷۲۲	شو بحسن ختم کن خاتم گویائے خود زانکہ بر و میشود ختم سخن گستری	۷

مرا بروز غم امروز یار بایستے	صد اندہ ست یک اندہ گزار بایستے
گزار بر در گورم در آرزوئے فلاں	یک آرزوے فلاں در کنار بایستے

مرا خود آه درون بیرون ازین وقت ... — درین چنین سر وقت آه یار بایستی
طبیب چونکه مرا شب تب ... — گر چاشنی ز لب آن نگار بایستی
منم غریب ز شهر و تو ... غریب زمین — هوای غربت ما ساز گار بایستی
من از غم دل و دل در هوای یار ... — عجب از این دو یکی برقرار بایستی

(۴۲۳) حسن تو در صفت عشق استوار کردی پای — ولیک پایه عمر استوار بایستی (۴)

باد آمد و از سر من آورد سلامے — از دوست سوی دوست رساند پیامے
آباد بران باد که چندان بدمید او — کان سرو در آورد یکے سر بسلامے
اے هدهد نامه بر عشاق اگر صبح — افتد سوی آن کبک خرامنده خرامے
خدمت برسانی و بجز تو که رساند — در بارگه شاه زمین بوس غلامے
کے باد برو نامه [illegible] آرد — این بسته صحرائی و آن رسته دامے
آه این چه هوا و هوس [illegible] آه که بود — تا پخته تر از هیچ من سوخته خامے

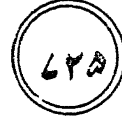
(۴۲۴) برخیز حسن گام طلب در ره حق نه — کالحق نرسی جز که ازین گام بکامے (۷)

چشم شوخ تو که در عین وفا اندازی — مهره برچید ازین سوخته بازی بازی
من پیاده بخطر خانه ما ... و تو هنوز — دست در مهره بد مهری خودی یازی
با تو من[1] دایم شش پنج دغا ... باخته — گرچه تو خود بجفا لعب دگر آغازی

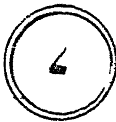
[1] با تو من دائم شش پنج وفا بایم باخت   ۵ نونو

ببری از شه انجم گرو حسن تمام
گردم امید ز دل طرح چو میدانم انکه
زلف[2] کج میشکنی چوں روش فرزیں باز

گر دو رُخ را تو دریں[1] عرصه به پیش اندازی
با چو من مفلس بے مایه تو کمتر سازی
ایں چه نسو به فتنه است که می[3] پردازی



دست بردے بنمایم دو جہاں را چو حسن
بحریفیٔ خودم یک نفس[4] ار بنوازی



مه من چه باشد اگر گہے سوے دوستاں گذرے کنی
بمراد ما نفسے زنی به نیاز ما نظرے کنی

شب من نگر که چه تیره شد متوقعم بعنایتت
که نقاب بر فگنی ز رُخ شب تیره را سحرے کنی

چو به پیش تیغ تو سر نہم غلطست گر پے کشتنم
زخط سیه سپہے کشی ز صف مژه حشرے کنی

بجا روم ز صف غمت که درید قلب مرا همه
تو توانی از سر زلف خود که نشانه را ظفرے کنی

دل خسته را بنمایمت بامید آنکه مگر گہے
ز رخ و ز لب مددے دہی ہم ازاں دو گلشکرے کنی

چه غمست ازیں مرضم اگر بعیادتم قدمے نہی
چه خوشست بر لحدم اگر بزیارتم گزرے کنی

حسن از طریق رضائے تو دگرے نکرده بجائے تو

---

[1] بدیں تعبیه ۔ [2] زلف گر میشکنی چوں روش فرزیں بازد ۔ [3] کج میبازی ۔ [4] شبنم

۶	تسنر دکنوں بوفائے تو کہ بجائے او دگرے کنی	۷۲۶

بوسے بدہ از شکر چہ پرسی	رو باز کن از قمر چہ پرسی
بردار نقاب از رخ خوب	اوصاف بہشت بر چہ پرسی
گفتی کہ چہ حال شد دلت را	دل سوختہ شد دگر چہ پرسی
سوزِ دلِ خویش با تو گفتم	بریاں شدن جگر چہ پرسی
لختے سخنانِ بندہ را باش	چندیں زدرو گہر چہ پرسی

۷	جاناں خبر حسن زمن پرس از قاصد بے خبر چہ پرسی	۷۲۷

بیا ساقی کہ قوت جاں تو داری	بالماس اندروں مرجاں تو داری
قدح میداں و مے رنگیں کمیتے	بعیاری چنیں میداں تو داری
سر از چوگان زلفت ہر کہ برتافت	سرش را گوئے کن چوگاں تو داری
دلم جانِ تو از چشم تو دارد	مئے چوں چشمۂ حیواں تو داری
چو مے دادی بگو نقل از کہ خواہم	شکر در پستۂ خنداں تو داری
نمک را عاشقاں آں نام کردند	بحمد للہ کہ امروز آں تو داری

۹	حسن دور سخن بر یاد شہ نوش کہ آں معنی دریں دوراں تو داری	۷۲۸

در جاناں زدن کاریست جانی   دلا آں در مزن تا در نمانی
چو میدانی شب آمد ایں جہاں را   یکے شمعے برافروز آں جہانی
مراد از شمع نور عشق دارم   مرادِ من ہمن کے میرسانی
گرایں رہ میروی ہشیار میرو   تو ناز نازنیناں راچہ دانی
نثار افشاں تیغ یار جانست   ازو تیغ وزعاشق جاں فشانی
بجاناں داد عاشق جان خود دوش   شباب بارے برآسو دازگرانی
بشہر امروز آوازہ چنانست   کہ نیکو مرد آں بد زندگانی
بہ موسیٰ گو کہ برہر کوہ تیغ است   ولے برطور تیغ لن ترانی

٧٢٩

بہ تیغ عشق شو کشتہ حسن وار
اگر خواہی بقائے جاودانی

٧

سرچشمۂ نوش است دہانے کہ تو داری   سررشتۂ عشق است میانے کہ تو داری
کوثر بحضورت نکشاید دہن لاف   کابش ببرد آب دہانے کہ تو داری
گفتی کہ بکشتہ شدنت نیست گمانم   بربندہ یقین است گمانے کہ تو داری
بشکست صف عقل مرا غمزہ وابروت   صفہا شکند تیر و کمانے کہ تو داری
از نوک مژہ چاک زدی جوشن صبرم   جوشن چہ کند پیش سنانے کہ تو داری
گر فتنہ بعالم فگند قامت خوباں   بارے ہم ازاں سرو روانے کہ تو داری

٧٣٠

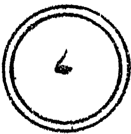
گفتی حسن آشفتہ خوبان جہانم
چہ خوب جہانست جہانے کہ تو داری

٧

چو دل را رفت می بینیم بارے | بیا دست شاد بنشینیم بارے
ز خوبان یک نظر وجہ زکات ست | بیا بنگر کہ مسکینیم بارے
چہ بینیم ایں جہان بیوفا را | بیا یکدم ترا بینیم بارے
چو خرما گر گہے خارے بیازان | کہ گر خشکیم شیرینیم بارے
دریں رہ کار کار بیخودانست | تو با خود باش ما اینیم بارے
چو جام پارسائی خورد بشکست | ازاں لب جرعہ بگزینیم بارے



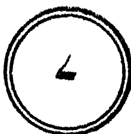
حسن گر نہ ہمہ تقلید خوش کرد
بکن گو ما بریں دینیم بارے



گرہ زد باز بر زلف بلائے | بہ ہر موئے مسلسل مبتلائے
بنام ایزد زہے خال و زہے زلف | بلائے ہمنشین مصطفائے
بکعبہ بردنم حاجت نداری | کہ من دارم در حاجت روائے
نہادہ خال بر رخسارہ خوب | فزودہ دلبرے بر دلربائے
بیا اے آنکہ ہستی طالب در | دریں دریا بیفزن دست و پائے
مرا گوئی کہ جائے او نشان دہ | بگویم گر نہ خواہی گفت جائے



حسن صد بار سر آشنائی
بگوید گر بیاید آشنائے



کہ می آرد ز زلف یار بوئے | خط صلحے ز ترک جنگ جوئے

فروشند دل دراں بالا و ہرگز
نگفتم ہیچ بالا و فروئے

اگر روزے ازاں رخ فال گیری
زہے روز خوش و فال نکوئے

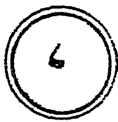
گل ارچہ تو برانشد ہمہ لطف
نشد رعنائے او در ہیچ توئے

بہ یوسف چشم روشن داشت یعقوب
چنینہا چشم دارند از چو توئے

کجا پیراہن یوسف کجا ما
بندست از سر گیسوش بوئے



حسن تو جاں بجاناں دہ کہ خوبست
فدائے خوب روئے خوب گوئے



زہے دل کز جہاں جانش تو باشی
زہے جانے کہ جانانش تو باشی

گرایں دل را بتفت عشق سوزند
دراں دوزخ گلستانش تو باشی

دلم در تنگنائے مرگ ماندست
کجا میرد اگر جانش تو باشی

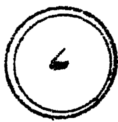
شو دمرغان عرشی را نوا بخش
ہراں بلبل کہ بستانش تو باشی

چہ حاجت عطر روح افزائے فردوس
دراں مجلس کہ ریحانش تو باشی

مژہ چوں چتر میدارد مرصع
بشرط آنکہ سلطانش تو باشی



بامیدت حسن با درد خو کرد
خوشا درد ے کہ درمانش تو باشی



اے دو چشم مرا تو بینائی
کس مبیناد درد تنہائی

چشم از طلعت تو روشن بود
در کہ بینم چو رفت بینائی

ہر چہ بایست آدمی باشد	ہمہ دارم ولےٖ تو می بائی
درد دیدم ز زود رفتن تو	درد دیگر کہ دیر می آئی
جاں نپاید اگر نپائی تو	جان من پیش ازیں چہ پیپائی
ہر کرا پائے بند گشت فراق	عاقبت سر کشد برسوائی

۷۳۵

حسن ایں جا سرشک خوں می بار
یار یکبار گی شد آنجائی

۷

دلم را در ہوائے خویش بستی	مرا بیدل رہا کردی وجستی
کہ میگوید کہ رفتی از برم دور	ز دیدہ خاستی در دل نشستی
مرا گفتی دل تو نشکنم بیش	اگرچہ عہد ہا کردی شکستی
لب شیرین تو تا ہست میگوں	مرا از سر نخواہد رفت مستی
بہل مستانہ در پایت شوم پست	مثل نشنیدہ مستی وپستی
بکویت آمدہ در خورچہ بینم	دروں کعبہ نتواں بت پرستی

۷۳۶

حسن چوں از دو عالم در تو آویخت
براں بے خاناں در از چہ بستی

۵

ترک من دی گزر بہ خم کردی	مست گشتی وراہ گم کردی
مست گشتی وتند راندی رخش	مور بیچارہ زیر سم کردی
گفتہ بودم کہ دل نخواہم داد	من نہ دادم تو اشتلم کردی

لہ کنوں تو می آئی

تا نہ گردند گرد گنج رخت	مار زلفت دراز دم کردی

۷۳۷ | حسن از ساکنانِ صومعہ بود / تو بشوخیش وقف خم کردی | ۶

اے سرو روان جوئباری	ما بے تو چو بلبلاں بزاری
روزے ننواخت روزگارم	تو ہم بہ مزاج روزگاری
سرمہ کنم استخوان خودرا	باآنکہ بدیدہ درنیاری
ما دشمن عقل و جاں خویشیم	اے دوست بیا کہ تا چہ داری
کارم بہ تمام کرد ابتر	بہ زیں نبود تمام کاری

۷۳۸ | بشکست حسن بزلف او دل / جیفست گرش فرو گزاری | ۵

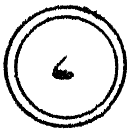
اے تو بہ حسن پادشاہ بندہ نواز کیستی	پردۂ ماہ میدری محرم راز کیستی
دُر بزرگ قیمتی تاج سرکہ میشوی	سرو بلند قامتی عمر دراز کیستی
روئے تو نزد نیکوئی بردہ زماہ چاردہ	اے ہمہ داؤہات خوش چاردہ باز کیستی
اے بکرامت آمدہ بر سر وقت بندگان	حاجتِ ما روا کنی سرِ نیاز کیستی

۷۳۹ | بندہ حسن بصد زباں گفت کہ بندۂ توام / تو بزبان خود بگو بندہ نواز کیستی | ۷

بیا کہ برہمہ خوبان شہر شاہ توئی | چو غنچہ در صف گل صاحب کلاہ توئی
کلہ بپوش کہ فرمان ہر دیار تراست | کمر بہ بند کہ سالار ہر سپاہ توئی
زہے نشاط دراں سینہ کہ منزل تست | زہے رواج دراں کشورے کہ شاہ توئی
بروشنانِ فلک حاجتے ندارسم از انک | مرا بروز و بشب آفتاب و ماہ توئی
ز دست تو بکہ نالم زمام حکم تراست | ز تو سوئے کہ گریزم گریز گاہ توئی
ہراس چیست چو امید مغفرت از تست | گناہ چیست چو بخشندہ گناہ توئی



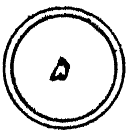
کدام قاضی حکم حسن تو اندر کرد
کہ ہم میانجی و ہم خصم و ہم گواہ توئی



چہ گلے کہ ہیچ غنچہ نبود بدیں جوانی | چہ بتے کہ ہیچ سروے نبود بدیں روانی
سفرے چو تو عزیزے ز نظر بودہ از دل | خبر از بروں چہ پرسم کہ تو در درون جانی
تو عناں بدیں طرف دہ چہ رسول سفرتی | تو بیا سلامت اینجا چہ سلام میرسانی
بجمال جانفزایت کہ عزا نشست برمن | اگر ایں حیات گیرم بحساب زندگانی
ہمہ روزہ می نشانی غم تازہ بر دلِ من | چہ شود شبے نشاطے بسری برو نشانی
بہ ہوائے یک حدیثت من صد ہزار سودا | بہ شکرے مدد کن ہم ازاں شکر کہ دانی



بجمال حسن وقتے ز حسن ربودہ دل
دل و جاں فدائے رویت کہ ہنوز ہیچ نانی



من و آہِ سحرگاہی تو از جانم چہ میخواہی | منم درویش و تو شاہی مرا با تو چہ ہمراہی

سر از دام تو نتوان تافت میکش هر چه میگیری — مجال دم زدن هم نیست میکن هر چه میخواهی

بگرد نقطهٔ خورشید مشکلیں دائرہ بر کش — ممالک را مسلّم کن بطغرائے شهنشاهی

تو از درد فراق من چه دانی زانکه دریارا — چه معلوم است تابے او چگونه می تپد ماهی

۷۴۲

زغمهائے حسن اے جاں اگر آگه نئی شاید
زاندوهِ تهی دستاں تو نگر را چه آگاهی

۹

وعدها میکنی و میگذری — شادمانی ما نمی نگری

هر سحر یک دو گام پیشتر است — آه من از ستاره سحری

نشد از من خیال زلف و رخت — من ندانم فسون دیو و پری

کس بحسن تو نیست در عالم — خود تو از حسن عالمے دگری

اے بوقت طلوع بدر منیر — وے بگاهِ خرام کبک دری

نه سلامے دهی نه دشنامے — نیک بیگانه وار میگذری

من همه عمر خود ندانستم — که همه عمر نام من نبری

هم بجانِ عزیز جانت کنم — که هنوزم ز جاں عزیز تری

۷۴۳

حسن از عشق مست و بیخبر ست
تو ازاں مست خویش بیخبری

۹

اے بشوخی نهاده بنیادے — از غریبان نمی کنی یادے

دل گرفتار غمزهٔ تو بماند — بیگناهے اسیر جلادے

چشم تو جاں ستاں و لب جانبخش	ہر یکے در فن خود استادے
داد چشم زگیسوئے تو بتافت	تا فتن چیست گر نمیدادے
کو نسیم صبا کہ از زلفت	ہر کجا مشکلست بکشادے
زلف تو توبۂ مرا ماند	کہ ہمی بشکند بہ ہر بادے
اے کہ تا دور عالم است نزاد	از تو زیبا تر آدمی زادے
دل ویرانِ من بدولت عشق	ہست امروز محنت آبادے

٧٤٤

بہ کہ در پایت او فتم چو حسن
نیست مارا جز ایں بہ افتادے

٧

اے رخت اوراق گل را محملے	خود توئی سر دفتر خوبی بلے
سرو ہرگز رہ برفتارت نبرد	ہرگز ایں اقبال یابد کاہلے
عقل عشقت را ندیدہ آخرے	آنچناں در آفرینش اوّلے
از کژاں نایدنشانے باتو راست	یکدو بیند ہر کجا ہست احولے
دل بجاں بستہ چہ آید بر درت	در حرم نبود جنب را مدخلے
از قدومت ہر مقامے روضۂ	وز فراقت ہر رباطے مقتلے

٧٤٥

با حسن گفتی چرا عاشق شدی
صد جوابست ایں سوالت را وبے

٥

زہے با عاشقاں تو کردہ نازے	چو ناز تو مرا با تو نیازے

ہمہ شب در خمِ آں زلف مشکیں	چہ پرسی محنتے دارم درازے
بود گاہے کہ مہمانِ من آئی	شوی بیچارۂ را چارہ سازے
چرا بیمار خود را جاں نبخشی	نمیدارد عفی اللہ جاں نوازے

۷۴۶	حسن گر روئے تو قبلہ نسازد مبادا کش قبول افتد نمازے	۷

جاناں اگر امید من از تو روا شدے	جاں در بلائے ہجر کجا مبتلا شدے
خورشید رویت ار نشدے غائب از نظر	ایں روز روشنم شب تیرہ کجا شدے
از دست وعدہائے تو یا رب آمدم	یا رب چہ بودے ار یکے از صد وفا شدے
من ایں جدائی ار مثلاً دیدمے بخواب	ہستم بر آں کہ بند ز بندم جدا شدے
تو کعبہ منی و چہ بودے کہ از تو ام	طاعت قبول گشتے و حاجت روا شدے
چوں خواست بود روز فراق تو عافیت	اے کاش کایں بقائے دو روزہ فنا شدے

۷۴۷	کے کردمے بخوں چو حسن ہر دم آشنا آبِ حیاتم ار نفسے آشنا شدے	۷

نظر بر ہیچ غمخوارے نداری	وگر داری بمن بارے نداری
طبیب عاشقانت نام کردند	ولے تیمار بیمارے نداری
بسمل کردنم ہر دم کشی تیغ	مگر جز من گرفتارے نداری
اگرچہ سوختی جان و دل من	ز من دلسوز تر یارے نداری

برو اے عقل ما دانیم و عشقش — تو با ایں کارہا کارے نداری
برو اے مدعی عمرت حرا است — کہ دل داری و دلدارے نداری

٧٤٨ دکان لاف کم کشا اے حسن باز — کہ چنداں روز بازارے نداری ٦

رفتی و رسم وفا برداشتی — خشم را حد نیست آخر آشتی
داشتی در دل کہ بیجا غم کنی — کردی اے جاں آنچہ در دل داشتی
خشم را از سر فگن چوں خوب نیست — آشتی کن آشتی کن آشتی
گفتی از تو نگذرم نگذاشتی — عاقبت بگذشتی و بگذاشتی
روز عمرت بر سر آمد ہوش دار — تا یکے در بند شام و چاشتی

٧٤٩ اے حسن عاشق شدی افت مجوے — گندمت ندہند چوں جو کاشتی ٥

گر غم تست روزیم مونس روز غم توئی — ور ستمے رسد ز تو داور آں ستم توئی
کعبۂ دل بخون جاں پاک بشستم از بتاں — جز تو کہ رہ برد دراں محرم آں حرم توئی
وعدہ قبول کردۂ نعمت خود تمام کن — منت غیر چوں برم زانکہ ولی نعم توئی
صفحۂ جاں عاشقاں ہست بخون رقم زدہ — خود چو حساب میکنم حاصل آں رقم توئی

٧٥٠ روز قیامت ار حسن ہمچو شمار ہر کسے — عرض سخنوراں شود در صف شاں علم توئی ٦

اے چو ہلال داشتہ شخص مرا بلا غری
در دو ہلال خود نگر بین دو کواکب دری

سی و دو کوکبت بمن راجع دار تا مگر
بیست و دو سالہ عمر را باز رجعت آوری

یوسف اگرچہ روشنست آئینہ جمال زو
یوسف عہد ما توئی آئینہ کو کہ بنگری

تا ز تو قوتے ہمی یابد اساس حسن تو
بر دل من قوی بود قاعدۂ قلندری

کارد باستخوان و تو خوردہ ز ظلم خون ما
گر پری استخواں خورد تو ہمہ خوں چرا خوری

۷۵۱

روئے تو مشتری حسن از پے حوت می تپد
ہم تو براں مقیم شو کوست مقام مشتری

۶

اے ز بہار تازہ تر سوئے بہار میروی
پیش تو گل پیادہ شد تا تو سوار میروی

خلق بہوئے تو دواں شد سوئے باغباں رواں
اے تو بہشت نیکواں تو بچکار میروی

رشک فریب تاختہ تیغ کرشمہ آختہ
زلف کمند ساختہ سوئے حصار میروی

غمزہ چو تیر داشتہ زہر براں گماشتہ
رحم فرو گذاشتہ زخم گزار میروی

رہ چو صبا نوشتہ تازہ چو گل گذشتہ
کبک خرام گشتی گام شمار میروی

۷۵۲

اے ہمہ دل بدام تو بندہ حسن غلام تو
ہفت زمیں بکام تو تو ز کنار میروی

۷

اے کس چو تو نہ از چمنے سیر چرائی
چوں دور زمانہ بکسے دیر نپائی

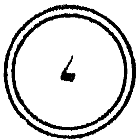
دور از تو چو تو دور شدی بند ز بندم
از درد جدا گشت نہ بے درد جدائی

مرثیہ کہ سوے کس نکند میل بہ ہر باد
امروز چہ باد ست کہ ایں سوئے گرائی

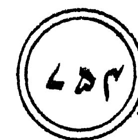
مهمان منی خانهٔ من تنگ تراز دل   دل خانهٔ تو سازم اگر تنگ نیائی
جان تو که من بے تو ندانم که کجایم   اے جانِ من آخر تو ندانی که کجائی
افلاس مرا طعنه مزن بهر خدا زانک   کاقبالم و ادبارم حکمیت خدائی



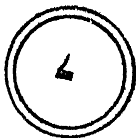
تدبیر چه سازد حسن اکنوں که برآمد
نام تو بسلطانی و نامش بگدائی



اے ماه که شمع همه خوباں طرازی   روئے چو بهشت هست چو شمعم چه گدازی
امروز دریں کار مرا چاره که سازد   گر چارهٔ کار من بیچاره نسازی
هرگز نتواں داشت نهاں راز دل از تو   کز گوشه نشینان نهاں خانه رازی
پیوسته بدنبالهٔ چشمت رود آں خال   هندو بچه با ترک کماندار ببازی
بر حلهٔ نیکوئی ترکاں چو طرازند   لیکن تو ورائے همه ترکان ترازی
از بهر سجود در تو دوش همه شب   رخساره خود کرده ام از دیده نمازی

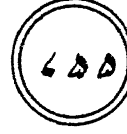


از تو نبرد بنده حسن جاں بحقیقت
کیں عشق حقیقی ست نه سودائے مجازی

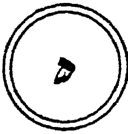


اے سرو خوش خراماں یارب چه خوش خرامی   جانم فدائے نامت با من بگو چه نامی
سرکش چو نه سپهری روشن چو هفت کوکب   در چار ده نباشد ماهے بدیں تمامی
تا عارض تو باشد سیماب گوں در افشاں   گر سیم خود بپوشم نوعے بود زخامی
با آنکه دُرّ وصلم بخشیدهٔ تو خواهم   زاں لعل آبدارت یک چند بوسه وامی

عفوست گر ز حشمت تیرے رسید مارا — بے قصد بود دانم "رمیًا بغیر رامی"
گوئی تو کعبۂ دل دل کمتریں غلامست — اے کعبہ را کشیدہ در حلقۂ غلامی



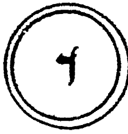
سہلست اگر حسن را کردی بکام دشمن
باید کہ دوستش را بینیم بدوست کامی



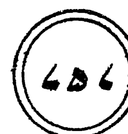
اے یار بیعتے کن کز یار برنگردی — امسال یار باشی چوں پار برنگردی
گر روزگار با من زنہار خورد و برگشت — تو خون جان من خور زنہار برنگردی
یاری چو کردی از نو در گردنت کہ من بعد — یاری کنی و ہرگز از یار برنگردی
سرمایۂ جوانی بس اندکست جاناں — تا گرد اندک خود بسیار برنگردی



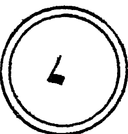
ہر بار از حسن گر برگشتۂ نگارا
بارے امیدش اینست کیں بار برنگردی



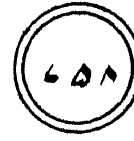
اے دل بتمنائے غرض خویش نیابی — بے محرم خود مرہم یک ریش نیابی
دروے بتو دادند ترا مایہ ہمانست — آں مایہ کہ از دست دہی بیش نیابی
زاں سوئے جہانست رہ یافتن دوست — آں رہ بچپ و راست پس و پیش نیابی
از خویش بروں شو ز درِ دوست دروں آ — تا گم نشوی گم شدۂ خویش نیابی
دنیا طلباں را چہ خبر از غم مولے — ایں گنج بجز در دل درویش نیابی



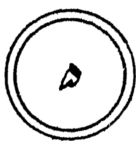
بگذر حسن از دعوی ہر رمز و اشارت
دعوی ہمہ ہیچست چو معنیش نیابی



از کرشمہ باز شورے در جہاں انداختی | لب فرو بستی و مارا در زباں انداختی
آں دہان پر نمک بر ہیچکس پیدا نبود | خندہ کردی و شورے در جہاں انداختی
شہسوارا اے کہ بیرونی ز میدان صفت | گوے بردی گفت گوئے درمیاں انداختی
چست بر بستی کمر انگہ نہ چیزے درمیاں | باز وہمے عالمے را در گماں انداختی
دی کہ رفتی سوئے بستاں ہمچو گلزار بہشت | غلغلے در بلبلانِ گلستاں انداختی
گل دہانِ باز کردہ میزد از شکل تو لاف | رخش بر کردی و خاکش در دہاں انداختی



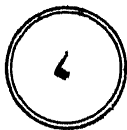
بامداداں نامہ دادت حسن گریہ کناں
قصہ اش خواندی و در آب رواں انداختی



اے دو جہاں فدائے تو تو ز جہان دیگری | باغ و بہار حسن را سرو روان دیگری
گرد بگرد شہر ما ہست ہزار گلستاں | تو برخان لالہ گوں لالہ ستان دیگری
عقل سپر نمی کند پیش خدنگ عشق تو | زانکہ تو در صفت بتاں سخت کمان دیگری
زافت مرگ ہیچ تن جان نبرد مگر کہ من | من بتو زندہ ماندہ ام زانکہ تو جان دیگری



اے ز جہانیاں ترا مثل نیافتہ حسن
گرد سرت ہمہ جہاں تو ز جہاں دیگری



اے قاصد از کجائی از ہر کجا کہ آئی | بنشیں کہ ہست در تو بسیمائے آشنائی
از آستینت مارا پر مشک گشت دامن | ایں نامہ میکشی تو یا نافہ می کشائی
دارم بشہر ماہے کز خرمن جمالش | خورشید خوشہ چیند مانند روستائی

بادام چشم مستش واں پستہ سخن گوئے	جاں بخش جاں ستاند بے دعوی خدائی
عشقش کشید شمشیر در راہ لاابالی	سوداش کرد غارت بازار پارسائی
امروز وقت صبحم آمد از و سلامے	خوش وقت صبحگاہاں آغاز روشنائی

۷۶۰ — ۵

ہاں اے حسن شب و روز آید ندا کہ آخر
روز وصال باشد بعد از شب جدائی

اے شہد نوشین لبت پاک از ہمہ آلودگی	بنشیں مگر باز آید چشم زخوں آلودگی
داری جمال بے بدل روئے تو بے شل شل	خالے و خطے بے خلل چشم و لبے فرمودگی
گفتم برغم عاشقاں آسائشے گیرم ز تو	استغفر اللہ زیں سخن عشق تو و آسودگی
اے خون خلقے ریختہ وانگہ ازاں خوں ریختن	نہ دست تو دارد خبر نہ تیغ تو آلودگی

۷۶۱ — ۶

نور حضور تو چناں بر ما تجلی می کند
گر خود حسن غایب شد ست از غایت کم بودگی

اللہ اللہ ایں توئی یارب کہ مہماں منی	دوش در دل بودہ امروز در جان منی
سر بسودائے تو در بازم کہ سرباز توام	جاں بزیر پایت افشانم کہ جانان منی
مرغ صبح از بوستان و باغ یادم میدہد	من ازاں مرغانِ تو، تو باغ و بستان منی
خسرو و پرویز گر شیریں شکر ہر دو داشت	تو بدیں لبہائے شیریں شکرستان منی
اے کہ عمرے تشنہ بودم شکر وصل ترا	قطرۂ درکار من کن کاب حیوان منی

گر حسن صد بار میگوید کہ من زان توام

۷۶۲	کے چناں باشد کہ یک رہ گوئیش آن منی	۵

اے دو چشم درہوائے لعل تو درخوں یکے	جام جاں پرور کرم کن زاں لب میگوں یکے
ظاہر و باطن بداغ اتحادت سوختم	ہم دروں با تو یکے داریم ہم بیروں یکے
دی زدردے سینہ با دیوار میگفتم حدیث	خشتہا صد پارہ شد ہر پارۂ درخوں یکے
صد ہزار آشوب اگر ہر دم رسد زاہل عرب	باک نبود چوں دل لیلیٰ ست با مجنوں یکے

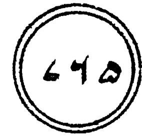
۷۶۳	گرحسن آہے زوے دوش از درون بیقرار برقرار خود کجا ماندے زمنہ گردوں یکے	۷

اے بہار خرم از رویت گرفتہ خرمی	چوں نسیم گل حریم قدسیاں را محرمی
زلف تو با ایں کہ درہم شد ولے این منی کہ او	چند دلہا را فراہم کرد با ایں درہمی
حسن تو ہر روز از روز دگر افزوں تر ست	نعمت فردوس را ہرگز کجا باشد کمی
عقل گوید از چہ دیدی روئے گندم گون او	آدم آنجا ہا بلغزیدست مسکیں آدمی
کوئی غمہائے تو اندر جائیگاہ جاں رسد	حال اینست و تو ز احوال غریباں بے غمی
گر بہ بخشی ور بگیری چارہ جز تسلیم نیست	من کمینہ بندہ ام تو بادشاہ عالمی

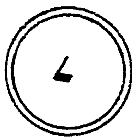
۷۶۴	آستان عشق را بنیاد نو کن اے حسن کیں بنائے زہد را چنداں نباشد محکمی	۷

اے ز طراوت رخت تیرہ شدہ گل تری	غنچہ چہ گر خوش ست تر در نظرم تو خوشتری

جملہ بتانِ نازنین از خطِ اندیاز چنین
تو ز بہشتی اے صنم بلکہ بہشت دیگری
شکر و گل یکے شوند چوں تو بباغ در شوی
ماہی و مہ قراں کنند چوں تو در آب بنگری
جاں بغمت دہم مگر رحم کنی و دل دہی
سر بر ہت نہم مگر پایے نہی و بگذری
جاں بہ نثار میکشم بر قدمے کہ می زنی
دیدہ قدم کنی ہمی بر طرفے کہ پے بری
روز غم تو مرمرا از شکست گو شکن
من بہ شکستگی خوشم گر تو شکستہ پروری



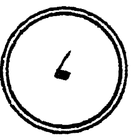
چیست کہ بر شکستۂ از حسن شکستہ دل
خون دلش بخوردۂ ہیچ غمش نمیخوری



باز ایں چہ جورہاست کہ امسال میکنی
جانم اسیر غمزۂ اقبال میکنی
پیشِ کہ خط نوشتۂ اے شوخ کز جفا
ہر جا کہ الف می نگری دال میکنی
حالی چو نیست در ہمہ میداں حریف تو
خود گوے می ربائی و خود چال[۱] میکنی
ساقی بدہ مے کہ دہد راحتے بعمر
تعجیل عمر بیں تو چہ اہمال میکنی
اے محتسب چو توبہ بدستت ندادہ اند
خون قرابہ بہر چہ پامال میکنی
جاناں تو از نخست صف صبر می دری
بس قلب عاشقاں را دنبال میکنی



ایں طرفہ کز حسن کہ ضعیفست و بے نوا
گہ قصد جاں و گہ طلب مال میکنی



پریرویا بنام ایزد جمال حور عیں داری
مژہ چوں نیش زنبورے دلے چوں انگبیں داری

۱؎ چال کردن بمعنی گرو بردن

کہ بیند تیز در خالت زبیم چشم فتانت
کہ از بہر یکے ہندو دو ترک اندر کمیں داری

اگر مہ روے روشن دارد و گل بوئے جاں پرور
ترا چوناں صفت کردن ہماں داری ہمیں داری

اگر خوباں بساعد ہائے سیمیں خون خلقے را
ہمی ریزند ایں حجت تو خود در آستیں داری

زحال دین من گہ گہ چہ می پرسی تعالی اللہ
مرا چوں خود تو ئی قبلہ بس انگہ لاف دیں داری

اگر در چیں بتاں باشند گیسو ہائے خم در خم
تو اندر ہر خم گیسوے چندیں جاے چیں داری

۷۶۷ حسن گر یار سلطاں وار حکمے کرد بر جانت
تراآں بہ کہ درویشانہ روئے بر زمیں داری ۷

بہر کجا کہ تو گیسو کشاں دروں آئی
نزار دل شدہ را بند بستہ بکشائی

شنیدہ ام کہ بتاں سجدہ را نمی شایند
اگر بتاں بتو سجدہ برند می شائی

بطنز و طعنہ ہمی گوئیم شکیبا باش
تو حاضر آمدہ انگہ مرا شکیبائی

بقامتے کہ نہ پستست ولے بلند ترا
میان خوبان سرو بلند بالائی

منازعے سخن سرو گرد راز گشد
بگو سخن بدر از بیست یا بزیبائی

سگ تو باشم و خاک درت شوم حکیم
غلام امر توام ہر چہ حکم فرمائی

۷۶۸	اگر نہ چشم حسنؔ خاص بہر دیدن تست بعمر خویش ببیناد روئے بینائی	۷

چو از شبہائے من آگاہ بودی		چرا روز مرا بدخواہ بودی
نہ روزے بردل من مہر کردی		نہ یک شب منزلم را ماہ بودی
من از تو چوں شفق در طشت خونم		تو مہ خوش خفتہ در خرگاہ بودی
ز ملک حسن میشد در ازل ذکر		دراں بیعت تو شاہنشاہ بودی
مرا گفتی سفر کن یا بدل کن		مگر کز عشق من آگاہ بودی
بدل جستم کسے چوں تو ندیدم	ق	سفر کردم تو ام ہمراہ بودی

۷۶۹	حسنؔ ایں راہ صاحب نعمتاں بود تو بارے فی امان اللہ بودی	۵

چہ شد کہ قول حریفاں بگوش می نکنی	مے شبانہ کہ باقیست نوش می نکنی
بیک کرشمہ مرامست کردہ بودی دوش	چرا ہماں کرم امشب چو دوش می نکنی
ز عشق لعل لبت صد ہزار در سفتم	چہ فائدہ کہ یکے زاں بگوش می نکنی
ز کاسہ سر عاشق گذشت آتش عشق	چہ دیگ اے دل سنگیں کہ جوش می نکنی

۷۷۰	چہ مرغی اے حسنؔ ایں نالہائے دلکش چیست اسیر دام شدی و خموش می نکنی	۵

چه باشد گر شبی با من بسازی	کنی دلدادهٔ را دلنوازی
قیامت کردهٔ از شب کمندی	به از روز قیامت در درازی
اگر رویت نباشد قبلهٔ من	نباشد یک نماز من نمازی
چه شکر می نماید تلخی دوست	چه شیرینیست یارب عشق بازی

(۷۷۱)

حسن کاریست برعکس او فتاده
ازین سو عجز و زان سو بی نیازی

(۶)

حریف من توئی امشب اگرچه مست خرابی	نصیب عمر همینست قدح بیار شرابی
درآمدی و برآمد امید گم شدهٔ من	حدیث من بچه ماند بماهتاب وعرابی
چه نیم مست گذاریم شهر بند تکلف	بیا که عالم عقلم نهاد رو بخرابی
بجستجوی تمنا مباش تافته ای دل	چو حکم اوست سراسر تو سر ز حکم چه تابی
بدوستی منجم ستاره سعد نگردد	بهم نشینی زرگر کلید گنج نیابی

(۷۷۲)

منم مقیم در او حسن کجا رسد انجا
که آن مقام ندارد محل خاکی و آبی

(۷)

خواب دیدم که چو گل خنده زنان می آئی
چون سمن تازه و چون سرو روان می آئی
گرد رخساره نیفشانده بحکم عادت
همچنان نازکنان خنده زنان می آئی

دیدہ ام رفتن تو نغز تر از چشمۂ خضر
چشم بد دور چہ گویم بہ ازاں می آئی

من چہ گفتم چو بدیدم کہ درا بسم اللہ
جاں کنم جائے تو کز عالم جاں می آئی

چمن آب و گل ایں میوہ کجا آرد بار
بارک اللہ مگر از باغ جناں می آئی

بخت را مانی و بنیاد ہمہ دولت ہا
بخت ایشاں تو کہ در خانۂ شاں می آئی

۷۷۳	جایگاہت حسن از دیدہ بدل کرد بدل چکند کز نظر خلق نہاں می آئی	۶

خہ خہ چہ پرسم از کجا خوے کردہ خنداں آمدی
بسم اللہ اینک نزل جاں کز منزل جاں آمدی

خوش خوش بہ تخت دل برآ جاں خاک راہ تو چرا
آگاہ ناکردہ مرا ناگاہ مہماں آمدی

گنجے کہ گوہر چیمنت سرو کہ سایہ شیمنت
ماہے کہ روشن بینمت صبحے کہ خنداں آمدی

اے شاخ گیسویت علم وے قلب عشاقت حشم
از مشک برگل دم بدم صف کش کہ سلطاں آمدی

رخشے چو آتش زیر تو صحرائے دلہا صحن او
خورشید وش گے خاستہ تنہا بمیداں آمدی

۷۷۴ مسکیں حسن نالاں چو نے مخمور تو ناخوردہ مے
در کلبۂ تاریک وے چوں آب حیواں آمدی ۷

خط خوش تو کہ سرسبز باد تا دیرے
چو زلف تو بکژی وعدہ داد تا دیرے
بخدمت لب خندانت غنچہ دل در بست
بگو بماند دریں اعتقاد تا دیرے
درون دل کمنت جا دلے بہ شک آئی
قدم بر آتش نتواں نہاد تا دیرے
بہ تیر غمزہ جہانے خراب خواہی کرد
کہ نے بداری وقت کشاد تا دیرے
مگر کہ فاختہ ہم داغ دارد از شب ہجر
کہ می بنالد ھر بامداد تا دیرے
بہار حسن تو خواہیم تا قیامت خوش
پس از قیامت ہم تازہ باد تا دیرے

۷۷۵ سر از دریچہ بکش یا بکش حسن را زود
کہ بر درت نتواں ایستاد تا دیرے ۷

دل می طلبی سہلست گر حکم بجا نستے
جان و سر تو جاناں کاں ہم بمیا نستے
رہ یافتے ار یک رہ دستم بدہان تو
با آں ہمہ تنگی ہم دستے بدہا نستے
غنچہ دہن تنگ است تا دیدہ شد دل تنگ
خوں میخورد از حسرت کے کاج چنا نستے
گل رفت و پس از رفتن عیبش چہ کنم اے کاج
کو با ہمہ خیر خود چیزے بتو ما نستے
انگشتری لعلت پوشیدہ بماند ار نہ
ہر جا کہ سلیما نست دیوانہ آ نستے

درگنجِ سخن گفتی آں نیز روانستے	گفتا کہ دراشکست از دیدہ رواں کردم

۷	خط تو بعینِ عشق افگند جہانے را ورنہ حسنؔ خستہ ایں حرف ندانستے	۷۷۶

دل ضعیف قوی شد بیک پیام کہ دادی
دوگانہ واجبم آمد بیک سلام کہ دادی
نصیب بود لبم راکنی زشکر خاصت
کنوں فرشتہ مگس شد صلاے عام کہ دادی
تو دیرماں کہ نماند سہ سالہ ہے بہ دو بوست
سہ سالہ مست بماند بدیں دو جام کہ دادی
بصف بار برآ دیدۂ لگام با بلق
کہ بر دوکون برآید بیک لگام کہ دادی
عقیقے از لب لعلت بدیدہ وام گرفتم
چو دیدہ لعل فشاند بگیر وام کہ دادی
پیام دادی وگفتی قرار گیر بہ محنت
مزید راحت من شد ہماں پیام کہ دادی

۷	حسنؔ زتست بریں درمقام یافتہ وہ وہ گرش مقیم گذاری دریں مقام کہ دادی	۷۷۷

روزم بہ مے فروشند در عشق سیفروشے	دل را ازو ہراسے جاں را ازو خروشے
خردے و لے بخوبی یک فتنۂ بزرگے	چشمش بغمزہ نیشے لعلش بخندہ نوشے
در وصل دل فروزے در ہجر سینہ سوزے	در ہر سست عہدے در کینہ سخت کوشے
ہنگام عشق دادن ہر موے ازو زبانے	در وقت دلنوازی یکبارگی خموشے
داوہ مرا لیالب جوشاں مے کہ ازوے	ہر جرعۂ فگندہ در مغز عقل جوشے
گویند ہست درچیں شہر سیاہ پوشاں	در چین زلف او بیں ہر سو سیاہ پوشے

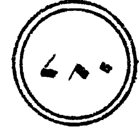
۷۷۸	پیر خرد حسن را اکنوں مرید گردد کز توبہ توبہ کردست بردست مے فروشے	۵

روبش نگرا ز طلعت خورشید چہ پرسی	کو پیش طلب از مسند جمشید چہ پرسی
یارے کہ کند یار من از غیب چہ جوئی	بوئے کہ دہد عود تو از بید چہ پرسی
از عقل صفات رخ محبوب نیاید	از بوم صفائے رخ خورشید چہ پرسی
گفتی بچہ حد ست امید تو بدلبر	تحقیق امید از دل نومید چہ پرسی

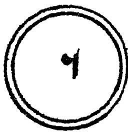
۷۷۹	ہر بار ہمی پرسی کا حوال حسن چیست ہیہات ازیں محنت جاوید چہ پرسی	۷

سرے کہ بر در ایں آستانہ می زنمے	بروں خرام کہ تا زیر پایت افگنمے
زلفت از سر موے طمع کند شانہ	بخاک پات کہ دندانہاش بشکنمے
چہ کرد طوبی با قامت تو پائے دراز	خدائے دست دہد تا ز بیخ برکنمے

تو یار غار منی و مرا چه بهتر ازاں	که عنکبوت صفت بر در تو می تنمے
اگر نه خار غمت می گرفت دامن من	که می گرفت که چوں گل دریده دامنے
دلے بر آتش سوزاں همی زنم یارب	چه سخت جانم گوئی ز سنگ واصنمے



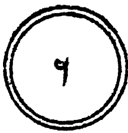
فسرده ماند حسن از غم جهاں اے کاش
ز آتش غم تو شعلهٔ برا و زنمے



ساقی بیا که از شب بگذشت نیم پاسے	زاں جام جاں نمانده بر جانِ ما سپاسے
زاں پیش کاورد صبح از زر سرخ طشتے	در ده سبو جهاں را زاں لعل صرف تاسے
با ما پلاس دارد چرخ ارنه در نه بستے	با فاضلے فضولے با اطلسے پلاسے
دارم خمار غصه صافی ده ار دهی مے	خود در درا نباشد با در دمن قیاسے
پیش سگ افگنم دل تا قدر من شناسد	چوں نامدست ز آدم یک آدمی شناسے



بے خوف و بے رجائے همچوں حسن نباشد
نز کس امید دارد نز هیچکس هراسے



شب و روز چوں غریباں کشم از غم تو خواری	ز تو بس غریب باشد اگرم فرو گزاری
شکرے ز پسته بکشا بظرافتے که دانی	نظرے بحال من کن بلطافتے که داری
نه به هفت چرخ باشد ملکے بدیں لطیفے	نه بچار رکن عالم ملکے بدیں سواری
بکرم چو آفتابی چه کنم اگر نتابی	به صفت چو ابر رحمت چکنم اگر نباری
سرو کار من دریں غم بکجا رسد که داند	نه مرا مجال قربت نه ترا طریق یاری

۷۸۲	حسن ارچہ کج نہادے کلہ کرشمہ برسر ببر تو بندہ اکنوں کمر امید واری	۵

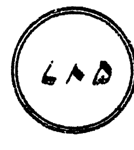
گل خیمہ بصحرا ز دہاں گر ہوسے داری
پائے بگلستاں نہ گر دست رسے داری
اے سرو بتو شادم شکلت بغلاں ماند
اے گل بتو خشنودم تو بوئے کسے داری
مارا بدعائے مانخشاد درے امشب
اے صبح تو یاری کن گر خوش نفسے داری
جاناں ہمہ خوباں را باشد ہوس کشتن
من کشتہ ایں کارم خیز ار ہوسے داری

۷۸۳	گر با تو حسن وقتے صحبت طلبد مشنو حیفست کہ گوہر را در سلک خسے داری	۷

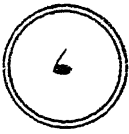
گر بود ترا خارے رفت از در تو بارے
داریم امید اکنوں نظارۂ گلزارے
اے تازہ بہار جاں رغم دل دشمن را
امروز کہ گل داری بر دوست فشاں بارے
گر بندہ خریدن را از خانہ بروں آئی
امروز مرا باشد ز اقبال تو بازارے
من سر ز تو بر زانو ہم زانوے تو دونا
ایں کار گر از بختست اے بخت بکن کارے
چشمم نشد از گریہ یک چشم زدن خالی
دریا بگہر دادن مفلس نشود آرے
تا چند بجاں بردں در قصد کساں باشی
یکبار بدل دادن دریاب دل یارے

۷۸۴	تو خواجگی خود را کردی بہ حسن ثابت آں کیست کہ می دارد از بندگیت عارے	۵

کودک میفروش بیا کرده چو عقل سرکشی — میوهٔ باغ نیکوئی مایهٔ شوخی و خوشی
من چه کسم که از کفش جام نبید درکشم — کاج مقررم شود قاعدهٔ سبوکشی
روئے چو آفتاب او چون به پیاله تافته — در دل آن منور ترمے شده آب آتشی
اے خضر از شراب خود جرعه فشان بخاک ره — جرعهٔ او بچش اگر آب حیات می چشی



خیز و چو خاک پست شو پیش سگ درش حسن
گر تو بهمت بلند آدمی ملک وشی



گلها همه باز آمد وقتست که باز آئی — جان بے تو همی نالد چندین چه همی پائی
گل آمد و صد گونه خوبان چمن با وے — با جمله جهان بے تو فریاد ز تنهائی
گر غنچه دهد بوئے دانم که تو میخیزی — ور صبح شود طالع دانم که تو می آئی
سودائے سر زلفت افگند بمن شورے — تا کرد مرا چون خود شوریده و سودائی
فالے که نکو دیدند در شهر بتان چین — نام تو برون آمد از دفتر زیبائی
اے مردمک دیده افتد که بنور خود — هم چشم کنی روشن هم خانه بیارائی



گفتی که بخواهم شد مهمان حسن روزے
تاخیر نمی شاید حکمے که تو فرمائی



مکن ناز ارچه ترک نازنینی — چرا با بندگان در بند کینی
ز خاموشیت عیش بنده تلخ است — دهان بکشا که جمله انگبینی
ز رشک روئے تو اے ماه بت رو — شود روئے بتان روم چینی

بہ پیش تو کمر بند و ستارہ	کلہ کج نہ کہ ماہ را ستینی
مرنج ار خوانمت ماہِ زمانہ	زماں داند کہ خورشید زمینی
ترا خوبی چو مُلک کیقباد است	بنہ زد ہر گدائے کے نشینی

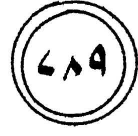
۷۸۷	حسنؔ را در ہمہ حال آفریں گوئے کہ کرد اندر سخن سحر آفرینی	۵

مرا طاقت نمی ماند بر فتارے کہ می آئی
شدم دیوانۂ رویت نمی ترسم ز رسوائی
توئی روشن دریں عالم من مسکیں بگرد تو
چو پروانہ ہمی سوزم مگر تو شمع دلہائی
اگر روزے بروں آئی تماشا را بگلزارے
ز ہر سو سرو ہا تازد بدیں خوبی و رعنائی
نظر بر روئے تو کردم بیک دیدن ربودی دل
دلم خود رفت و می ترسم کہ جانم نیز بربائی

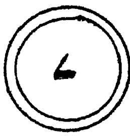
۷۸۸	حسنؔ چوں روئے تو بیند زند نعرہ چنیں گوید مرا طاقت نمی ماند بر فتارے کہ می آئی	۷

من خانہ بسازم مگر آنجا کہ تو باشی	وز ہیچ غمے غم نخورم تا کہ تو باشی
وحشت چہ گذر دارد آنجا کہ تو آئی	دل تنگ چرا باشد آنرا کہ تو باشی

از طنز ہمی گوئی خوش باش تو بے ما	آں روز بود روز خوش ما کہ تو باشی
دینے و دلے بود مرا قبلۂ احوال	اکنوں ہمہ اینست تمنا کہ تو باشی
کردم تہی از نقش بتاں کعبۂ دل را	تا کس نبود در حرم الا کہ تو باشی
ایں گرد حرم گردد و آں گرد خرابات	من گرد سرت گردم ہر جا کہ تو باشی



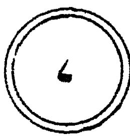
اے عقل غزن لاف کہ یار حسن ام من
بیگانۂ عشقی تو مبادا کہ تو باشی



ماہ سبک سیر مرا اشتر بکار آید ہمی	ترکم برسم سارباں اشتر سوار آید ہمی
دادہ چو اشتر مالشم از خار و خارا بالشم	درپائے اشتر نالشم خلخال وار آید ہمی
تا اشتر او شد رواں چوں بحر کف لب بر دہاں	جزع منش در ہر زماں گوہر نثار آید ہمی
تا آہوئے من یک نفس راند شترا پیش و پس	از شیر مرداں چوں جرس آواز زار آید ہمی
اشتر چو گردوں ہیچگہ ناسودہ از ہنجار رہ	اشتر سوارم ہمچو مہ منزل شمار آید ہمی
از سکۂ رخ زر کشم بر اشترش زیور کشم	پس رشتۂ جاں برکشم کز وے مہار آید ہمی



پیشش حسن رو بر زمیں بر رخش جاں افگند زیں
چوں ہست رخشے ایں چنیں اشتر چہ کار آید ہمی



من از مے توبہ کردم میل خاطر ہمچناں باقی
ازاں لبہائے میگونت خمارم بشکن اے ساقی
بدہ یک جرعہ ام حالی و نام نیک باقی کن

نکو گفتند درویشاں مرا حالی ترا باقی

مرا مستی نہ از بادہ ست ہست از چشم مست تو
کہ از طاق ابروان عہد چوں ابروے خود طاقی

مثل گویند شہرے و گلے اکنوں توئی آں گل
چہ گل چہ گلستاں واللہ بہارستان عشاقی

ترا گر روز و شب خورشید و مہ گویندمی شاید
کہ در روز آیت نوری و در شب شمع آفاقی

چہ فرماں میدہی چندیں کہ زہر افشاں شواے غمزہ
یکے آں لعل شیریں را اجازت دہ بتریاقی

۷۹۱ چہ می نالی بدیں نالیدن زار حسن جاناں
چو مرغ در قفس ماندہ بروئے دوست مشتاقی ۵

من بندۂ آنکس کہ دل و جانش تو باشی
آباد ہر آں خانہ کہ مہمانش تو باشی

ملکِ دل من ملک تو شد تنگ نگردد
اے دولت آں شہر کہ سلطانش تو باشی

اے نقش نگین لب تو "فیہ شفاءٌ"
از من مبر آں درد کہ درمانش تو باشی

عاشق چو خلیل آمد و عشق تو چو آتش

کے ترسد از آتش چو گلستانش تو باشی

۷۹۲	دل تنگ تر از حلقہ خاتم شدہ لیکن دیوانۂ آنم کہ سلیمانش تو باشی	۷

وقتست بوئے عود را گیسوت بکشا اند کے

شام است ماہ عید را ابروت بکشا اند کے

دیدم بوقت صبح دی یک نیمۂ پیشانیت

چوں آفتاب اندر طلوع از گوشہ پیدا اند کے

صد بار بازی دادیم از گوشہ ابروئے خود

یک رہ بخندہ باز کن لعل شکر خا اند کے

خلقیست از خاموشیت با اشک چوں عناب تر

وہ آں لب عناب وش بکشا چو پستہ اند کے

مجموعہ عالم نگر چوں زلف تو ابتر شدہ

آخر ازاں خط خوشت زنار بکشا اند کے

ہر چند ناز و شوخیت بسیار بسیارست ہم

گہ گہ مراعاتے بکن احوال مارا اند کے

۷۹۳	جاں میدہیمت چوں حسن با آنکہ چیزے اندکست بسیار بخشا از کرم بپذیر از ما اند کے	۷

ہر شب من و نظارۂ سیارہ کہ گاہے	بروے نظر انداختہ باشد چو تو ماہے
آں چشم کجا تا بجالت نگرم تیز	بارے بہ نگہ کردہ چشم تو نگاہے
بیداریٔ شبہائے مرا صبح گواہ ست	صادق ترازو خود نتواں یافت گواہے
ہر تعبیۂ ناز کہ در تست نینگیز	بارے چو شوم مات بدست چو تو شاہے
رو تافتی از من کہ زوم بوسہ بپاییت	وہ ایں چہ عذابست بدیں سہل گناہے
روزے نگری سبزہ ز گورم شدہ پیدا	صد قطرۂ خوں بر سر ہر نوک گیاہے

۷۹۴

فارغ منشیں گرچہ حسن می نزند دم
آہ ارز دل سوختہ بیروں زند آہے

۹

ہر قوم راست راہے دینے و قبلہ گاہے
ما قبلہ راست کردیم بر سمت کج کلاہے
خیز اے خطیب برخواں ہر خطبہ کہ داری
رویش نگر چو عیدے ابرو نماز گاہے
گر سرو و مہ ندیدی بایکدگر موافق
بالاش بیں چو سروے بالائے سرو ماہے
با آنکہ کرد توبہ فسق از دلم فراموش
ہم گر بپش بہ بینم یاد آیدم گناہے
بندے اگر کشاید از زلف ظالم او
از ہر خمے بر آید فریاد داد خواہے

ہر صبح اشک من ہیں سر بر زدہ ز مژگاں
چوں شبنمے کہ افتد بر روئے ہر گیا ہے

یارب نگاہ داری چشم و چراغ ما را
گرچہ نکرد ھرگز درحال ما نگاہے

قاضی گواہ نجوید در عشق بازیٔ من
داند کہ نیست حاجت اقرار را گواہے

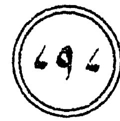
۷۹۵	عقل حسن چہ باشد اندر حضور عشقت طفل جہاں ندیدہ در پیش بادشاہے	۷

ہر لحظہ ز شوق خود سوز دگرم بخشی	من پیش کنم خدمت گرپے سپرم بخشی
در دے بگلو ماندہ دردے بگلو ریزی	تیرے بجگر نشستہ تیرے دگرم بخشی
ہر روز بجاں بازی پیش تو کمر بندم	تا از شکن زلفت یکشب کمرم بخشی
مرہم صفتم از غم لب خشک فرو ماندہ	افتد کہ زنخل خودخرمائے ترم بخشی
دردِ دل مسکینم شاید کہ بیار آمد	از خندۂ شیرینت گر گل شکرم بخشی
گفتی کہ مفرح کن آں ہم بتواں کردن	گر از لب و دندانت لعل و گہرم بخشی

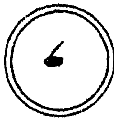
۷۹۶	من بندہ حسن زاں رو پیش درت افتادم امید شکر دارم و قتست گرم بخشی	۷

یاد نام تو بہ از ملک جہاں بسیارے	رنج عشق تو بہ از راحت جاں بسیارے

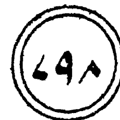
بے رضائے تو کرا دل کہ نہد دل بجہاں	یک رضائے تو بہ از ہر دو جہاں بسیارے
پیش لعل لب تو سنگ ندارد یاقوت	جوہر جاں نہ بہ از گوہر کاں بسیارے
گرچہ از جور و جفائے تو کسے دیر نماند	تو بر اں عادتِ دیرینہ بماں بسیارے
سُرخ گل کیست کہ لافِ رُخ رنگیت زند	خاک پائے تو بہ از خونِ فلاں بسیارے
جرم بسیار مرا چند صفت خواہی کرد	اندکے عفوِ تو آخر بہ از اں بسیارے



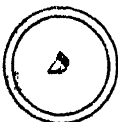
حسن از نالۂ مرغانِ قفس عبرت گیر
خامشی بہ بود از زخم زباں بسیارے



یک ہفتہ گذشت در جدائی	اے ماہِ دو ہفتہ ام کجائی
افتد کہ فتادگانِ خود را	از دور نظارہ نمائی
ما خود عدمیم بے وجودت	ما ذرہ تو آفتاب مائی
ما را بتو ہیچ نسبتے نیست	جُز نسبت عید و روستائی
نا دیدہ جہانیاں جہاں ہم	بے روئے تو روئے روشنائی
ہجر تو علامتِ قیامت	وصلِ تو لطیفہ خدائی



دربحر غم تو شد حسن غرق
دستیش بدہ بآشنائی



افتد کہ شبے بدل نوازی	با سوختگانِ خود بسازی
بے آب دو چشم خون دل نیست	رخسارۂ عاشقاں نمازی

چوں زلف تو ہندوے ندیدم	درچین وحبش بہ ترکتازی
زلفت چو شب دراز یارب	تاریک شبے بدیں درازی

۷۹۹ — گرچوں حسن او فتم بپایت / زیں پس من ولاف سرفرازی — ۹

حبیبی مھجتی قلبی منائی	ترحم حالتی وانظر بکائی
چو نور چشم من چشم تو باشد	مکن دور از دو چشم روشنائی
شربنا شربۃً فی یوم ھجر	بصحراء الفراق من فضائی
زبانم نالہ وخون جگرے	حریفاں جلہ یاران ریائی
وجودی مولم قلب جریح	فراشی حزن وھمی متکائی
چہ خیزد گر بپرسی عاشقانرا	چہ باشی کز درم ناگہ درائی
رجائی فی لقا کم یا حبیبی	شفائی فی شفا کم یا شفائی
اِذا ما انت عنی غاب روحی	چہ بودے گر نبودے آشنائی

۸۰۰ — حسن را وارہاں از ظلمت غم / چو داری در رخان نور خدائی — ۷

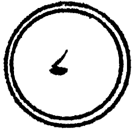
بہر کجا کہ تو گیسو کشاں درون آئی	ہزار دل شدہ را بند بستہ بکشائی
شنیدہ ام کہ بتاں سجدہ رانمی شایند	اگر بتاں بتو سجدہ برند می شائی
بطعن وطنز ہمی گویدم شکیبا باش	تو حاضر آمدہ آنگہ مرا شکیبائی

منازعِ سخن سرو گر دراز کشد
سگ تو باشم و خاک درت شوم حکیم
بقامتے کہ نہ پست است نے بلند ترا

بگو سخن بدراز نیست یا بزیبائی
غلام امر توام ہر چہ حکم فرمائی
میان خوباں سروِ بلند بالائی


۸۰۱

اگر نہ چشم حسن خاص بہر دیدن تست
بعمر خویش مبیناد روئے بینائی

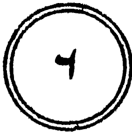

۷

چو بامداد پگہ بر کنار بام آئی
مرا بہ بینی وگر من بہ بینمت از دور
ز تو توقع پرسیدنی نمی دارم
منت سلام کنم صد ہزار بارلے کاش
دلم ربودی وجاں می بری چہ باشد اگر
ز چوں تو شاہ سوارے دمے بیا سوءم

جہاں بطلعت آراستہ بیارائی
جمالِ خود چو ہمہ نوبہار بنمائی
سلام می نکنی گہ گہے کہ پیش آئی
کہ وہ سلام مرا یک علیک فرمائی
دلم ببخشی و بر جان من ببخشائی
تو از جوانی و خوبیِ خود بیاسائی


۸۰۲

زپا در آمدہ دست حسن بگیر امروز
وگرنہ قصہ او سر کشد برسوائی


۶

لعبت زیبا جمالی آیت فرخندہ فالی
دیدہ در روئے تو حیراں اینت صنع لایزالی
گل کجا روید بہ بویت مہ کجا ماند برویت
تو گل از باغ بہشتی تو مہ از اوج کمالی

سبزہ گرد گل عیاں کن خال مشکیں را نہاں کن
با چناں خالے نباشد روزگار از فتنہ خالی

آدمی زادی تو یا مہر یا پری استغفر اللہ
ہر خیالے کاں ببندم تو بروں از آں خیالی

ما و عشق ماہ رویاں عاشقے خود مینوید
ان یکن ھذا ضلالی ماھدانی من ضلالی

۸۰۳	ہر یکے را مست حالے با یکے صاحب جمالے اے حسن تو حال خود گو حال من ایں بود حالی		۵

زہے درونہ دل را زباں زباں تو میلی
بیا کہ مائدۂ لطف کردگار جہاں را
اگرچہ در عرب از بہر قبلہ کعبہ نباشد
بساں قطرۂ باراں سرشک من ہمہ در شد

مرو کہ میرود اینک ز نوک ہر مژہ سیلی
تو میہمانی عالم دریں میانہ طفیلی
نبود قبلۂ مجنوں جز از قبیلۂ لیلی
ہمیں اثر دہد الحق طلوع چوں تو سہیلی

۸۰۴	عنان عہد حسن را سزد کہ سہل نگیری کہ سخت مشکلش افتاد با جمال تو میلی		۷

مہ را بخط مشکیں چندیں چہ می پوشی
در پردہ چہ می داری آں روے نگاریں را
دستے بعزیزاں دہ گر زہد ہمی ورزی

در خون من مسکیں چندیں چہ ہمی کوشی
حال من بیچارہ می دانی و می پوشی
جامے بغریباں کش گر بادہ ہمی نوشی

گفتی کہ کجا بودی از دولت تو اینک	موقوف بہ بندِ غم در کنجِ فراموشی
با آنکہ بروں بُردی رخت از نظرم ظاہر	واللہ کہ درون دل پیوستہ در آغوشی
اے خواجہ بقلبے چند آں دُر کہ خریدستی	در چشمِ زلیخا دار آں روز کہ بفروشی

۴۰۵	بگذر حسن از دعویٰ کاشفتۂ خوبانم در تو نزد ند آتش بیہودہ چرا جوشی	۹

خلوتے خوش دارم امشب با چو تو سیمیں تنے

سرو قدے چوں توئے سوسن زبانے چوں منے

آں لب میگوں چہ می پوشی مگر شرم آیدت

مے مہیا کردہ ام جامے بخور شرم اشکنے

بے لبت مے ذوق ندہد بے رخت حور بہشت

بے حضورِ دوستاں گلشن چہ باشد گلخنے

مہ بپا بوس تو صدرہ افتد از بالا فرو

چوں کند چوں نیست بام آسماں را روزنے

زحمت پروانہ را اعراض کردن روئے نیست

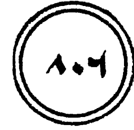
ہر کرا چوں شمع خواہد بود روئے روشنے

دی مگر دامن کشاں سوئے چمن کردی گذر

کاں طرف امروز چاک افتاد در ہر دامنے

دعویٰ حسن بت من میکنی اے گل مکن

تو ازاں یوسف چہ داری جز ہماں پیراہنے
دوستے کز مہروسہ رویاں حذر فرمایدم
نیست واللہ نزد من دشمن ترا زوے دشمنے

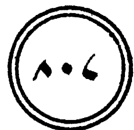

۸۰۶

خون من در گردنش گر ناورد یاد از حسن
ہر کہ با زیبا رخے دستے کند در گردنے

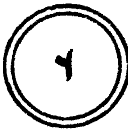

۸

دیر ست تا نمیکنی اے دوست یاریے
در آتش غمت دل و جاں زار سوختم
درمان دردمن نہ بباز وے ہر کس ست
معذوری ار بمن نظرے نفگنی کہ نیست
خلوت سرائے غار اگر اہلِ قرب راست
از ما نہ علم جوئی نہ زہد و نہ معرفت
میدان گیرودار تو داری ہم از ازل

غرق غمم کنی نکنی غم گساریے
گرچہ دلت نہ سوزد بر ہیچ زاریے
تیرے ز دست غمزۂ چشم تو کاریے
اندر خور کمند تو چوں من شکاریے
آخر بعنکبوت رسد پردہ داریے
راہی ہمی رویم با میدواریے
ناموختست عقل دریں صف سواریے


۸۰۷

جانا ز درد عشق تو درماندہ شد حسن
نشنیدۂ کہ در حق درماند یاریے


۶

اللہ اللہ ایں توئی یارب کہ مہمان منی
دوش در دل بودۂ امروز در جان منی
سر بسودائے تو در بازم کہ سر باز توام

جاں بزیر پات اندازم کہ جانانِ منی

مرغ صبح از بوستان و باغ یادم میدہد

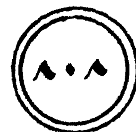
من ازان مرغان نیم تو باغ و بستانِ منی

خسرو پرویز گر شیرین و شکر ہر دو داشت

تو بداں لبہائے شیریں شکرستانِ منی

اے کہ عمرے تشنہ بودم شربت وصل ترا

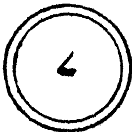
قطرۂ در کامِ من کن کاب حیوان منی



۸۰۸

گر حسن صدبار میگوید کہ من آن توام

کے چناں باشد کہ تو گوئی کہ توزانِ منی



۷

ببرد از من روان من روانے

مہے مہرے گلے مشکے عبیرے

حریفے دلبرے شنگے دلیرے

طبیبے داروے دردے بلائے

کمندے ناوکے تیرے خدنگے

شریفے شاہدے خمرے خمارے

بتے شوخے لطیفے دلستانے

خوشے خوبے حبیبے مہربانے

ظریفے نازکے تیرے کمانے

قضائے محنتے رنجے قرانے

امیرے بادشاہے پہلوانے

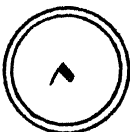
لطیفے سرکشے جانے جہانے



۸۰۹

حسن مداح او گشتی ازاں شد

زبانت در سخن گوہر فشانے



۸

نہ دردِ دلم را دوا میکنی — نہ بر گفتۂ خود وفا میکنی
نہ یک شب بحالم نظر میکنی — نہ فکرے ز روزِ جزا میکنی
نہ کامِ دلم یک نفس می دہی — نہ از قید جورم رہا میکنی
چرا زخم بر دوستاں میزنی — چرا کام دشمن روا میکنی
بخونِ غریباں کمر بستۂ — مکن جاں مکن جاں خطا میکنی
فغانے بر آرم ز جورِ تو من — بگویم کہ با من چہا میکنی
چو جاں در ہوایت دہم مردوار — جفا با من آخر چرا میکنی

ترا در جہاں نیست عیبے جز ایں
کہ بیداد بر آشنا میکنی





روے زردم زرد دارد روئے او — دور ازاں دل دارد آں رو آبرو
آرزوے روئے او دارد دل — آہ از درد درون و آرزو

دورِ دولِ د اوری آزرد روح
داروئے روے حسن شد روئے او

اے دلبر بے وفا کجائی — تا کے بر عاشقاں نیائی
بیگانہ ز دوستاں شدستی — با دشمن دوست آشنائی
روزاں و شباں دو دیدہ بردر — تا بو کہ چو مہ ز در درائی
در رخ کف موسوی تو داری — وز دم دمِ عیسوی نمائی
مانند تو نیست در ہمہ شہر — تو صورتِ رحمتِ خدائی

گر خشم کنی حیات جانی
ور تیغ کشی مراد مائی

عشقت چو قضا گرفت مارا
اے جان جہاں مگر قضائی

بردی دل و رفتی از میانہ
چوں میکنی از برم جدائی

مسپار دلم بچشم خونریز
بنشیں وز راہ فتنہ برخیز

مجنوں تویم اے پریرو
بر پائے دلم چہ بندی آں ہو

بکشائے دو زلف تاکہ زہرہ
از چرخ در آوری بگیسو

خواہی کہ ہزار دل ربائی
یک تیر زن از کمان ابرو

اے صاحب حسن نیکوئی کن
تا چند جفا کنی تو بدخو

از نافہ مشک گیسوانت
درخونِ جگر نشستہ آہو

کے باشد و کے بود کہ یکدم
در گوشۂ خلوتے من و تو

غم ہائے دل اسیر گویم
باشد کہ رہد ز چشم جادو

اے باد صبا گرش ببینی
بر رہ گذرے بماہ من گو

مسپار دلم بچشم خونریز
بنشیں وز راہ فتنہ برخیز

تا کردہ غمت ز پردہ آہنگ
عقل از سر ما برفت و فرہنگ

در ہر سر مویت اے دلآرام
صد دل چو دل حقیقت اونگ

چوں سنگ دلی کنی تو من نیز
بستم بدل حزین خود سنگ
در باغ درآے تا بہ بینی
بر لالہ و گل ز خون ما رنگ
از دل بدر آر مکر و دستاں
وز سر بنہ اے نگار من جنگ
دریاب کہ جاں بلب رسیدست
اے سرکش شوخ و دلبر شنگ
نالیم چو فراق تست چوں نائے
پشتم ز غمان تست چوں چنگ
اے فتنۂ دلبراں چنیں چوں
در دامن رحمتت زدم چنگ

مسپار دلم بچشم خونریز
بنشیں وز راہ فتنہ برخیز

اے روئے تو بر قمر زدہ دق
مویت ز عبیر بردہ رونق
مثلے تو نیامد از نہ و چار
شاید کہ کنی تکبر الحق
ہم فتنہ بزلف تست مضمر
ہم شیوہ بچشم تست ملحق
گر من نشوم ترا بجاں دوست
نامم ننہند جز کہ احمق
گر زانکہ جفا کنی تو امروز
میکن کہ تراست دست مطلق
من با تو نظر بپاک بازم
زینہار مکشش مرا بناحق
اے دلبر جاں فزاے سرکش
چوں بندۂ تو شدم محقق

مسپار دلم بچشم خونریز
بنشیں وز راہ فتنہ برخیز

در روئے ہما چو آفتابی — در لب صنما چو لعل نابی
محراب دو ابروئے کمانت — در مسجد دل کند خرابی
من با غم و غصہ و مشقت — تو با مے و چنگی و ربابی
در زلف تو جان بندہ گم شد — بنگر تو خودش کہ بازیابی
آخر زچہ خاست من چہ کردم — با ما تو ہمیشہ در عتابی
حاشا کہ ز تو خطا بیاید — زیرا کہ مدام بر صوابی
تنہا نہ حبیب مائی اے دوست — محبوب جمیع شیخ و شابی
یغمائے وجود کرد چشمت — گر طالب رحمت و ثوابی

مسپار دلم بچشم خونریز
بنشیں وز راہ فتنہ برخیز

اے چشم تو دلربا و سرمست — وے زلف تو دلکشا و پربست
از ہجر تو ئیم چو خماراں — وز عشق تو ئیم دائما مست
قدت چو بناز و عشوہ برخاست — جاں بر سر درد و غصہ بنشست
آخر بنگر با روانت — کز ما ببرید باکہ پیوست
گر زانکہ دل تو نیست با ما — با ما غم عشق روئے تو ہست
چوں دید دلم کہ چارہ نیست — پا در غم تو ببست و آرست
مپسند جفا و جور چندیں — اے جاں ودواں چو رفتم از دست

مسپار دلم بچشم خونریز

بنشیں وزراہ فتنہ برخیز

چشم تو بجادوئی نگارا	بربست روانِ جان مارا
ہم رحمت و شفقتے و مہرے	ہم لطف و ترحمے نگارا
در زلف کہ ہست ہیچو چوگاں	چوں گوئے مزن دلم سوارا
آخر چہ شود اگر بعاشق	یک ساعتکے کنی مدارا
زنہار مراکش بعشوہ	دریاب مہا بتا خدارا
گر باد صبا وزد بکویت	از غیرت پے کنم صبارا
در درد دلم مدام جانا	بفرست بدرد ما دوارا
ہر شام و سحر بیاد زلفت	گویم کہ بیار گو کہ یارا

مسپار دلم بچشم خونریز
بنشیں وزراہ فتنہ برخیز

از روئے تو روے روح زیباست	وز موئے تو در درون سوداست
آں زلف چرا بود پریشاں	او نیز مگر ز عشق شیداست
زاں موبیاں چرا ببندی	آں رہزنِ دیں مگر چلیپاست
اے باد صبا بگو بیارم	کاں یار ز جان خود مبراست
در گفتن او نکو نگہ کن	کز از سر عہد خویش برخاست
بنشینم و صبر پیش گیرم	ور زانکہ دلِ طبیب باماست

برخیزم و دست یار گیرم | گر جمع بتان دل من او خواست
القصه بگوش کای دل آزار | گویم سخنے چو قد تو راست

مسپار دلم بچشم خونریز
بنشیں و زراه فتنه برخیز

آں زلف سیاه پر شکن بیں | واں روئے چو ماه پر فتن بیں
تا بندد خواب عاشقاں را | در حلقۂ زلف اہرمن بیں
بکشائے دو چشم را بپاکی | وانگاه رُخ نگار من بیں
در ہر طرفے ز عشق رویش | جاں داده ہزار مرد و زن بیں
در ہر مژۂ ز چشم جادوش | افزوں ز ہزار راہزن بیں
اے دوست تنم چو موشد از غم | یکبار بیا و حال تن بیں
یکشب بدرم گذر کن آخر | نالیدن و زاری حسن بیں
بگذر ز جفا و جور و عشوه | انصاف وزیر انجمن بیں

مسپار دلم بچشم خونریز
بنشیں و زراه فتنه برخیز

زلف شور انگیز او با مهر و مه بازی کند | چشم سحر آمیز بیں با فتنه طنازی کند
شرح حال بیدلاں از غمزۂ مستش بپرس | کو بیک دم صد ہزاراں مکر و غمازی کند
ہر که دید آں طره بر بالائے پیشانی چه گفت | ہندوی آشفته بیں تا ترک سربازی کند

تا ہمائے درد عشقش سایہ بر من گسترید — بلبل ذہن منیرم دعوی بازی کند
مایہ دار عشق رویش مایۂ محنت دہد — ابلہی جان من بین باکہ انبازی کند
تا قبولِ زلف آں بت گشت جان پر غمم — باز جانم ہر شبے در قید پروازی کند
میروم از دست جورش تا درِ شاہ جہاں — آنکہ سم رخش او با سدرہ ہمرازی کند

شہسوارے کز بن دریا غبار انگیختست
تارکِ ترکِ فلک از طاق عرش آویختست

چشم کافر کیش او از دل مسلمانی برد — مشکلاتِ عقل را از تن آسانی برد
اے کہ گفتی چارہ کن دل ز چشمش وارہاں — چارۂ او چوں کنم کو دل بہ پیشانی برد
قصد دل کردن روا نبود ولے معشوق من — کو شکست اینہا نداند او زنادانی برد
زلف عنبر بیز او باشد پریشاں وین عجب — کاں نسیم زلف او از دل پریشانی برد
من بدیں شیوہ ندیدم ماہ روئے در جہاں — کو بیک ساعت رواں ہر انسی و جانی برد
گر بنقاشاں چنیں رسمے برند از صورتش — در زماں آں حسنہا از صورت مانی برد
ظلمت غم از روانِ جان محزونم مگر — نور رائے روشن آں لطف یزدانی برد

سرورے کز فرط جودش زہرہ اندر آب شد
بود تشنہ از سخا و بذل او سیراب شد

ہر چہ چشمش میکند ابرو باو یاری دہد — آں عزیز مصر دل دایم مرا خواری دہد
خط او باشد موجہ لیک مشکل ایں بود — کو چو بیند عاشقاں را خط بیزاری دہد

بوئے زلف عنبریں آں نگار سرو قد
در مشام روح بوئے مشک تاتاری دہد

اینچنیں خورشید روئے من ندیدم در زمیں
کو بماہِ آسمانی غاشیہ داری دہد

من ز چشماں صد ہزاراں لعل در آوردہ ام
او ہمیشہ مر حسن را نالۂ زاری دہد

تا خور و خول روانم چوں بہ بیند مر مرا
چشمہائے مست را در حال ہشیاری دہد

دلبرا ظلمے مکن در عہد ایں صاحب قران
آنکہ عدل خفتہ را از تیغ بیداری دہد

سر فرازے کو سزاے افسر و دیہیم گشت
میزبان خلق عالم ہمچو ابراہیم گشت

آنکہ باز چرخ اندر راہ او پر می نہد
و آنکہ شاہ نہ فلک بر پائے او سر می نہد

مصدر افعال نکو کف راد رود من
تابع آں حرفیم کو اصل مصدر می نہد

خسرو اندر خدمتش بند میان چون بندگان
قیصر اندر درگہ او تاج و افسر می نہد

گرچہ دشمن در رہ او تیز گامی میکند
لیک خوش خوش تخت و در سر رہش پی می نہد

رخش او در مرغزارے چرخ چون جولان کند
یک قدم بر قطب و یک بر فرق محور می نہد

ہر کہ اندر دامنِ وے دست دل زد دائما
آفتاب اندر کف او صرۂ زر می نہد

تا زباں را بر کشودم در مدیحش ہر زماں
در دہانِ خاطر من چرخ گوہر می نہد

شد نشانی گر جبینش مہر و مہ پیدا بود
لایق تخت قباد و مسند دارا بود

اے کہ فتح و نصرت اندر ہر رہت ہمرہ بود
وی کہ شیر چرخ از شمشیر تو روبہ بود

آیت نصرٌ من الله درجبینت دائما	ہمچو نور آفتاب اندر جبینِ مہ بود
توسن تند فلک در زیر ران چون آوری	در زبان اہل گردون جملہ بسم الله بود
دشمن اندر روز حربت گر شود خود عالمے	خندہ طنز تو آن دم جملگی قہقہ بود
عقل کل بر قد جاہت گر بدوزد جامہ	از شعار چرخ اطلس قدش کوتہ بود
آسمان خرگاہ جاہ مادح فراش تست	بندہ طبعش شدند انچہ دریں خرگہ بود
باچنیں جاہ وجلالت باچنان رائے ہنر	مہر اگر شہپر نسوزاند عظیم ابلہ بود
صد ہزاران در جہاں پرور بمدحت آختم	حق تعالیٰ بر ضمیرم شاہد و آگہ بود

در مدیحت خاطر من شمع جان افروز باد
روزگارت دائما چون عید چون نوروز باد

سرورا چتر سعادت بر سرت دوّار باد	باغ اقبال جلالت دائما پربار باد
شاہدانِ بخت را در کارگاہِ بے زوال	سال و ماہ و روز و شب در بارگاہت بار باد
ہمچناں کاں جان پاکت بحر گوہر بار شد	ہمچناں کف سخایت ابر لولو بار باد
دوستانت از تنعم در نشاطِ خرمی	دشمنانت از عنا و غم بریز دار باد
سرفراز از عطا و بذل و احسان کفت	مرمرا در ہر یکے جبّہ و دستار باد
زاد فی الطنبور نغمہ می شود گر خواہے	از اصطبل خاص اسپے تنگ در رفتار باد
رخش دولت گاہ و بیگہ در صحاری جہال	زیر زین عزم و حزمت دائما سیار باد

ناصرت در کار دینی رائے عقل مستفاد
حافظت در دار عقبیٰ خالق جبار باد

چوں شود حالم دریں سیلاب غم	ہم شتر غلطید و ہم رخت اوفتاد
صبر کم دل غایب و دلدار دور	بخت ما بنگر چہ بدبخت اوفتاد

اے حسن مردانہ بر سختیٔ عشق
دل بنہ کیں صاعقہ سخت اوفتاد

دوش دیدم دلبرے عیار کے	مہ رخے شیریں لبے دلدار کے
شاہدے شنگے لطیفے چابکے	فتنۂ حیلت گرے خونخوار کے
خلوتے خوش بود از یاران جنس	بندہ و او بود دیگر یار کے
گرچہ از گلزار رخ یک گل نداد	لیک برد از پائے ہجرم خار کے
صبر کردم تا شد او مست و خراب	پیش رفتم چست از طرار کے
دست در پایش زدم با صد ادب	تا کنم در نیم شب بازار کے
چوں گرفتم از لبش شفتالوئے	حالے اندر جان من زد نار کے
قصد شلوارش چو کردم گفت ہے	من ندیدم ہیچو تو غدار کے
گفتمش اے شاہ حسن از روئے لطف	رحم کن بر بندگاں یکبار کے
گفت بے زر چوں رسی در سیم ما	کے بیابی ذوق بے ایثار کے
اقچۂ چند انچہ بود از ما حضر	پیش بردم بستہ در ایزار کے
چونکہ بستد دیدم آں دم شیخ را	ایستادہ راست چوں مسمار کے
در نشاندم گفت ہی ہی چیست ایں	رو بساز از بہر خود افسار کے
اے برادر بہ ازیں کاری مداں	زانکہ نبود بہتر ازین کار کے

یک زماں گلگشت گر در جانب صحرا کنی — صد ہزاراں زاہداں را بیدل و شیدا کنی
خلق اندر عشق خود اے شمع رسوا کردہٖ — بس کن آخر چند کس را ہمچو من رسوا کنی
اے کہ در عالم بحسن خویش لیلے گشتہٖ — چند چوں مجنوں مرا سرگشتہ ہر جا کنی
خاک گشتم بر سر ہر کو فتادم بہر آنک — بو کہ یک رہ ایں تن افتادہ خاک پا کنی
فتنۂ رویت شدم اے فتنہ انگیز جہاں — وہ کہ تا کے خلق را بے دین و دل چوں ما کنی
مدعی بگذر ز درد عشق او پندم مدہ — یا ہمی خواہی کہ باز از سر مرا شیدا کنی

چوں کنم وصف جمال تو مرا گوید رقیب
اے حسن تا کے حدیث آں رخِ زیبا کنی

رسید جان جہانے زغیب نزد رہی — ہماں بہ بندگی جان خود فرستادم
طویلۂ گہر از درج دل چو خاقانی — بصدر دولت خاقان خود فرستادم
امید واری من دفتریست تو بر تو — بہ تحفۂ کہ ز دیوان خود فرستادم
نثار راہ سم خنگ و خاک گلگونش — گل سخن ز گلستان خود فرستادم

ہزار جاں بفدائے دلش کہ دریائیست
کہ گوہرے برش از کان خود فرستادم

تیغت ز پے ضبط جہاں حجت قطعیست — تیر سے تو بدیں قول دہد راست گواہی
دریا بہ ازل چوں صفت تیغ تو بشنود — تا حشر زرہ دور نکرد از تن ماہی
اے چتر سپید تو در آیات سیاست — بگرفت جہاں جملہ سپیدی و سیاہی

چوں شد حسن اندر رہ اخلاص تو یکتا	نازد فلک اندر تن او بیش تناہی
بادا بجہاں قاعدۂ کلک تو محکم	حکم تو براحوال جہاں آمر و ناہی
اندر کف عدلت ہمہ افلاک و ستارہ	و اندر پنہ عدل تو شہری و سپاہی

قدر تو معظم تراز انست کہ خواہد
عمر تو فراواں تراز انست کہ خواہی

علہ در پردہ چہ داری تو آں روئے نگاریں را	حال من بیچارہ میدانی و می پوشی
دستے بہ عزیزاں دہ گر زہد ہمی ورزی	جامے بہ غریباں بخش گر بادہ ہمی نوشی
گفتی کہ کجائی تو از دولت تو اینک	موقوف بہ بند غم در کنج فراموشی
با آنکہ بروں بردی رخت از نظر ظاہر	واللہ کہ درون دل پیوستہ در آغوشی
اے خواجہ بقلبے چند آں ورکہ خریدستی	در چشم زلیخا دار آں روز کہ بفروشی

بگذر حسن از دعوی کاشفتۂ خونابم
در نزد تو نزد ند آتش بیہودہ چرا جوشی

یکے حکایت حال فلان دیں میگفت	کہ شاد باد زہے ذات بار شاد آمیں
نشاند وقت ملاقات باز باغ بہشت	بریخت وقت حکایات آب در شمیں
ز چرخ نالہ برآمد چو او کشید کمان	بہم لرزہ برافتاد چوں کشاد کمیں
ولے چہ سود کہ یک عیب دارد آں سرہ مرد	کہ ایں ہمہ ہنرش را فرو برد بہ زمیں

سوال کردم و گفتم بگو چہ عیب است آں

علہ یہ غزل مطلع کے ساتھ غزلیات میں موجود ہے۔ کاتب کی غلطی سے مکرر ہوگئی ہے۔ مولف

بمشت بستہ اشارت نمود و گفت ہمیں

کسے کہ خلق حسن یافت یافت ہر ساعت — ز خلق تحسین وز کردگار احسانے
ولے کہ یک رمہ پارہ کند برات طمع — بجل و عقد دو گونش دہند فرمانے
بداں کہ تا شود اسباب حقد و حرص و حریق — ز دل تنوری سازم ز دیدہ طوفانے
شوم بر آتش خود خاک و آب بر سر آتک — بباد بر دہد آب خود از پے نانے

برائے ناں نکنم پیش دست حق داناست
مگر کہ وقتے آب بے خورد مسلمانے

شہنشاہ زمانہ دولت تو — امان اہل ایماں باد آمیں
ہمہ عالم ز مشرق تا بہ مغرب — ترا بر خط فرماں باد آمیں
جہاں در روے تو اقبال یوسف — چو روئے عید خنداں باد آمیں
دریں میداں بہر عیدے کہ باشد — بد اندیش تو قرباں باد آمیں
علوے طالع شہزادگانت — فراز چرخ گرداں باد آمیں
ہمیشہ شادیت بادا مبارک — بہ دیدار خضر خاں باد آمیں

ازاں چار اختر مسعود یارب
مدار چار ارکاں باد آمیں

خسرو از راہ کرم بہ پذیرد — آنچہ من بندہ حسن میگویم
سخنم چوں سخن خسرو نیست — سخن اینست کہ من میگویم

ضابط دائرہ ملک علاء الدنیا	کہ بدو دائرہ چرخ ہمی گردد شاد
تا کہ در دائرہ و نقطہ حدیثے گویند	فتح در دائرۂ لشکر او حاضر باد
اے ہم از زور و ہم از روئے لقب	آمدہ ارکان این دولت اسد
نور رخسار تو شمع ہر نظر	نقطہ دُربار تو جانِ ہر جسد
بر درت آوردہ دانایاں سجود	وز کفِ تو بردہ دریا ہا حسد
ایں قوافی خواستی حال مرا	دل بدیں خستہ کہ گفتم می رسد

خصم تو از خار خاری خستہ باد
در گلوش افتادہ حَبْلٌ مِنْ مَسَدْ

بخیل نز پے حرمت گذر کند ز سماع	کہ خوب گفت بخیل ایں لطیفۂ نرمے
کہ گر حلال بود ہم شنید نتواند	ازاں قبل کہ ندارد کرامتے کرمے

نہ صدق بود در و کز سرود گیرد ذوق
نہ آں کرم کہ بہ مطرب ببخشد او درمے

فصل نوروز موسم بادہ است	خاصہ روزے کہ بادہا باشد
شیشۂ نزد خاکیاں باشد	کہ دراں شیشہ بادہا باشد
زندگی چیست دل ہمی دادن	مرد باید کہ بادِہا باشد
بادِ جاں پرورست اما باد	گر پئے دال بادہا باشد

عقل از باد میرود گو رو
از منش خیر بادہا باشد

خواجہ برخیز یک دم از سر جاہ	کس چنیں پائے بند جاہ نماند
یک سر مو دولت سفید نہ شد	ہیچ مو بر سرت سیاہ نماند
چوں حواصل بہ دام گاہ آمد	ہیچ زاغے بہ دام گاہ نماند
گاہ گاہے بران خطا بایت	دم سردی چو دود آہ نماند

اے حسن توبہ آں زماں کردی
کہ ترا قوت گناہ نماند

ہر کہ ترا نیک گفت نیم درم سنگ — بہ کہ مکافات او کنی تو بمنہا
خلق چو جام سلام نزد تو آرند — تو قدحے بیش بر احسن منہا

—(※)—

میکنندم سوال از حرفے — کہ بہ تنصیف نقش می گیرد
بست و چارست حرف نقش پذیر — کالھوام انچہ نقش بہ پذیرد

—(※)—

اے فضل تو تختہ شوئے نادانی ہا — عفو تو پذیرائے پشیمانی ہا
از لطف بکن کار پریشانم جمع — اے جمع کنندۂ پریشانی ہا

—(※)—

اے یک نظرت طبیب بیماری ہا — مائیم گرفتار گرفتاری ہا
دشوار مرا بفضل آساں گرداں — اے فضل تو آساں کن دشواری ہا

—(※)—

صدر الیقینے چوں لقب خاص تو نیست — ثلثانی از و صد ست و یک ثالث دویست

بنگر چہ نیکو نشست ایں جا لقبت　　معنی غربیت دریں حرف بالیست

ماہیست ضمیر پاکت اے صدر زماں　　کلکت ذنبے ولے نہ بر جبیں نشاں
اینجاست نہفتہ نکتہ از لقبت　　از ماہ و ذنب مگر بروں آید آں

دیدم پسرے کہ پائے مادر بر داشت　　وز دست پدر کلاہ زر بر سر داشت
بس دست بر آورد پدر را بنشاند　　ہم بر سر آں پائے کہ مادر بر داشت

افسوں خواندم براں صنم باز نخواند　　از لوح وفاش یک رقم باز نخواند
بر صفحۂ دل زخون دل قصۂ خویش　　بنوشتم و پیشش بردم و باز نخواند

جاناچو دلت نرم نگردد دانم　　الا بہ نم دو دیدۂ گریانم
گفتی کہ چنیں سیل مریز از دیدہ　　در کوئے تو تا ہمی رود میرانم

ہر دم زتو اشک من دگرگوں آید　　گاہے ہمہ آب و گہے ہمہ خوں آید
در شیوۂ عشق تو ہمی غلطد جاں　　بینم کہ تا چگونہ بیروں آید

جاناگل اگرچہ رایت حسن افراشت　　پندار ورا چو باد باید پنداشت
گوید کہ قبائے لطف دارم چو تو چیست　　گوید لیکن درست نتواند داشت

گل خندہ زناں و شاد و خوش می آید
با قافلہ مراد خوش می آید
فصلے خوشست موسم گل اینک
هم اول روز باد خوش می آید

قمری بہ قفس ہوائے بستاں دارد
بازاری ہرچہ زارتر می زارد
گفتا کہ چہ پرسی کہ فرود آمد دوش
او غلغلہ می کند کہ بیروں آرد

غنچہ زدروں چو گنج زصرافان است
شبنم زصفا چو طسیج ظرافان است
گلزار کہ کردست گل رنگیں گرد
گویا کہ محلۂ سپر بافاں است

امروز صبا را ز قدم ہاے بہار
درعلم حدیث بود گوئی تکرار
گہ با خورشید در مشارق جنید
گاہے برچید از گل اخبار ثمار

برخاست بت سنگدلے سیمبرم
چوں سیم نماندہ یک درم سنگ برم
چوں سیم و چو زر گرچہ گراں سنگم لیک
گر بے زر و بے سیم روم سنگ خورم

دیوان برسانمت چو فرماں باشد
گر بخل کنم مایۂ حرماں باشد
تو واحد عہدی ز کرام کرماں
نزد تو سخن زیرہ بکرماں باشد

یا لیت ہزار جاں بہ تن داشتمے
تا در قدم شاہ زمن داشتمے

بغداد چو دجلہ آب شد زیں حسرت — کاے کاش چنیں خلیفہ من داشتمے

اے خلق مبارک تو ناں پرور خلق — وز عدل تو جوشن اماں در بر خلق
خواہند ہمہ خلق ز حق تا باشی — تو سایۂ حق و سایۂ بر سر خلق

اے جملہ جہاں بہ نوبت ملک تو شاد — نوبت نوبت فلک بپاے تو فتاد
تا پنج بود نماز را قوت وقت — اسلام بہ پنج نوبت قائم باد

کارے کہ دل مبارک سلطاں خواست — آں خواستہ را خدائے می آرد راست
در ملک موافق تر ازیں کار کجاست — کاندیشۂ تو موافق حکم خداست

دارم دلکے غمیں بیامرز و مپرس — صد واقعہ در کمیں بیامرز و مپرس
شرمندہ شوم اگر بپرسی عملم — اے اکرم اکرمیں بیامرز و مپرس

در عہد تو اے دوست وفائے نہ بود — واندر دل تو غیر جفائے نہ بود
بر چہرۂ گلرنگ چہ می ریزی اشک — باران بہار را بقائے نہ بود

دارم دل و دیں و سر چہ پیش تو کشم — لایق چہ بود مگر چہ پیش تو کشم
گر جاں نہ دہم ترا چہ خدمت باشد — بخشیدۂ تست ہر چہ پیش تو کشم

جانا بہ کرم یک نظرے بر جانم کز طالع خود چو مرغ سرگردانم
من ہیچ ندانم بجز از غم خوردن یک بار بگو کہ غم مخور من دانم

اے روئے تو والنہار اذا جلیہا گیسوئے تو واللیل اذا یغشیہا
اے عقل تو سر بنہ بگو کہ طاہا طاہا کاں قبلۂ ماست قبلۃً ترضیہا

یک تربیت تو یافتیم می پوییم۔ دنبال دگر
حال دل خود بگفتیم و می گوییم۔ احوال دگر
صد سالہ حیات تو مقرر گشتہ۔ در روز ازل
از فضل خدا و بعد ازیں می جوییم۔ صد سال دگر

دل یافت نسیم جاں فزا در شب گیر۔ یعنی بو بیت
کردست بہ رفتن گلستاں تدبیر۔ یعنی کو بیت
چوں کرد مرا بہار گہ دیوانہ۔ یعنی رو بیت
دیوانہ خویش را بہ فرما زنجیر۔ یعنی مو بیت

غافل مروا ے حسن دریں رہ زنہار بین السعدین است وجودت ہشدار
زاں گونہ کہ ہیچ بودۂ اول بار صد بارہ ازاں ہیچ تری آخر کار

اگر نام تو نقش دفتر افلاک است ہم از ورق حیات روزے پاک است
گر نوح ہزار سال در عالم زیست شد چند ہزار سال کاندر خاک است

امروز کہ گل شد است دفتر پرداز کرد است صبا ورق شمردن آغاز

جملہ ورق شاخ چو سر بالا شد — غنچہ چو حساب عقل می گیرد باز

❖

برابر فرو میرود این نم کہ مراست — در صبح اثر می کند این دم کہ مراست
گویند مرا کہ صبر کن در غم یار — اندازۂ صبر نیست این غم کہ مراست

❖

عاشق چو شنیدست کہ رفتی بہ شتاب — از دیدہ ہمی ریخت سحرگہ مے ناب
از پردۂ چشم خویشش بہر سفرت — می دوخت بہ سوزن مژہ جامۂ خواب

❖

اے یار بیا بیار پیوند آخر — با یار مرا بیار خرسند آخر
گر دولت آن نیست کہ میرم پیشت — این محنت بے تو زیستن چند آخر

❖

ہر صبح دمے واقعۂ ما بنگر — از آتش ہجر سوختۂ جان و جگر
آہن صفتم در غم آن آہنگر — با سوختگی کوفتگیہا بر سر

❖

ما آیت ہجران ترا بر خواندیم — جان و دل خویشتن بکوییت ماندیم
اے آنکہ دلت بہ کام خویشست امروز — تو کام دل خویش بران ما راندیم

❖

در عشوۂ چرخ ہیچ تقصیرے نیست — در رفتن عمر ہیچ تاخیرے نیست
ہر چند بگرد حیلہ بر می آیم — جز فضل خدائے ہیچ تدبیرے نیست

مفرد بچہ روئے در سفر می آرد
چندیں دل و جاں زیر و زبر می آرد
بر می دارد دل از ہمہ چہ تواں کرد
کشتی گیرست و سنگ بر می آرد

چرخ از دل من تمام بر بود نشاط
عمریست کہ پیش روی نہ نمود نشاط
با غصہ بسازم چہ کنم پندارم
یک خادمہ گریز پا بود نشاط

دل را غم یار خار خارے دگرست
تقوی و صلاحیت شعارے دگرست
مشغول شدن بدو شمارے دگرست
بیروں ز نماز و روزہ کارے دگرست

لعلیست بہ از ہزار فیروزہ ترا
خواہیم بصد ہزار دریوزہ ترا
گفتی مہ روزہ است اینہا کم گوئے
یک بوسہ بدہ ثواب سی روزہ ترا

بقال بچہ از ہمہ شوخاں شنگ است
بروے ہمہ چیز ہست شکر تنگ است
می گفت کسے بدو کہ سنگش قلب است
بر قلب بداں حدیث قلبش سنگ است

جانا ستم تو بر کرد مہ بگذشت
دستان وفائے تو ازیں دہ بگذشت
گفتی سشنبہ بیایم آخر شد مہ
از وعدہ تو چہار شنبہ بگذشت

دل تنگ مشو اے حسن از مشتے دوں
دارند ہنر کم و مباہات فزوں

گرلاف زنند فاعف عنهم فاصفح
ہر طائفہ بما لدیھم فرحون

❊

دل بستۂ و بوسۂ نہ فروختہ
سودا ز دکان خویش را سوختہ
داد و ستد است کار بازرگاناں
آخر ز پدر ہیچ نیا موختۂ

❊

دزد آمد و گرد خانہ ام جولاں کرد
نظارۂ افلاس منش حیراں کرد
یک جامۂ نو نیافت یک دانۂ جو
شرمندۂ او ہم شدہ ام چہ تواں کرد

❊

ہنگام جوانی کہ چو گل بشگفتیم
ہم آخر کار راہ رفتن رفتیم
ہرگز نہ بود میان ما و پیری
پیری چو سلام کرد خدمت گفتیم

❊

مدخل مردے در خور طعن و طاعون
برخاستہ اش ہر کسے از متاعون
منہی صفتے ز جملہ سماعون
در طائفۂ و یمنعون الماعون

❊

داری خط و لب از کرم یزدانی
چوں لعل تر و زمرد ریحانی
مارا بہ یکے بوسہ چہ می رنجانی
آخر پسر خواجۂ بازرگانی

❊

اے ترک اگر مرا اسیر تو کنند
پایت بوسم چو دستگیر تو کنند
جانم ہدف ناوک مژگانت ساز
آں روز کہ امتحان تیر تو کنند

عرضے کہ تو وادہ دراں عرصۂ دشت — حیراں تو بود حور و جنت ہر ہشت
ابروے ترا اگرچہ کماں گوشہ کہیست — چشمت بارے سلامت از تیر گذشت

(❖)

جانا رخ تو کہ مہ دراں حیران است — میزان صفت از دو روی نور افشان است
ہر طرہ بروچو سنبلہ می بینم — از سنبلہ بگذری ہماں میزان است

(❖)

امشب منم از شکل مہ نو حیراں — آں کوکب رخشندہ بدو کردہ قراں
گوئی کہ فرو خزید روز جولاں — یک میخ زر از نعل سمند سلطاں

(❖)

باآں کہ نہ ایم ماز دنیا داراں — خواریم بہ پیش چشم نعمت خواراں
بااین ہمہ شکر ہا باید کردن — بسیار نکو تریم از بسیاراں

(❖)

شطرنج کزو ہزار منصوبہ کشاد — قایم بہ یکے دگر نیارد استاد
شہ را چو ہزار فیل در دست افتاد — ایں تعبیہ تا قیامتش باقی باد

(❖)

دایم دل خود بہ معصیت شاد کنی — چوں غم رسدت ہزار فریاد کنی
دنیا ز تو رفتہ و ترا دعوی ترک — کنجشک پریدہ را چہ آزاد کنی

(❖)

مائیم ز تف غم جگر تافتہا — باسلسلۂ درد تو در یافتہا

جانا بمراد خود مکن چندیں جور　　　بر طائفۂ مراد نا یافتہا

زر خواست بتے کہ ساعدش سیمین است　　　گوئیم کجا است از سخن اندر دین است
اینک رُخ چوں زر و سرشک چوں سیم　　　ہر سیم و زرے کہ ہست مارا این است

بکشائے دگر بہ نرمی و لطف دہاں　　　دل راز کف حرص و حسد باز رہاں
با مردم و مردمی جہاں خوش باشد　　　بے مردم خود نمی تواں دید جہاں

اے گاہ تنم سوختہ چوں سوختہ عود　　　گاہ از نفس سوختہ ام سوختہ دود
من سوختہ ام ز بخت نا ساختہ کار　　　با سوختہا ساختہ می باید بود

شیری تو چہ شیر گومیت شیر نری　　　بس شیر دل و شیر وش و شیر فری
یک شیر نہ دہ شیر نہ دیدم صد شیر　　　تو شیر ز شیراں جہاں شیر تری

اے ترک مرا کہ رفتم از دست بخواں　　　بنواز و بخواں وصل پیوست بخواں
شاہیں دلم باز ہوائے تو گرفت　　　چوں میدانی کہ خواندنی ہست بخواں

نام بت من بیا با خلاص تمام　　　در فاتحہ فکر کن جہے بیروں آر

محمدؐ گر بروں آری ز احمد　　روا باشد کہ ہست احمد محمدؐ

(❖)

لطف خدا کہ برہمہ واجب سلام تست　　گو ختم کن یکے بہ یکے عین نام تست

(❖)

یک حرف تو صد صباح آدم نور　　یک حرف تو ہشت خلد را مایہ سور
حرف سومی چہل ولی را دستور　　زاں چار چہار رکن عالم معمور

(❖)

گل آمد و بوئے او ندارد چہ کنم　　چوں آب ز جوئے او ندارد چہ کنم
دی دفتر گل ورق ورق میکردم　　یک نسخہ ز روئے او ندارد چہ کنم

(❖)

گر مے دہی از دو نرگس مستم دہ　　وز مشک ازاں دو زلف چوں شستم دہ
زلف تو کہ نامسہ مرا می ماند　　انکار قیامتست در دستم دہ

(❖)

با قاضی عشق داوری بیہوداست　　کو را ہمہ حکمہائے ناحق بوداست
زانگاہ کہ ماجرائے ما بشنوداست　　غم را او مرا ملازمت فرمود است

(❖)

از مکید کہنہ نو بہ نو غم دیدم　　یارے کہ بہ غم یار بود کم دیدم
یک چند زدیم دست در دامن صبر　　اے صبر گریز پا ترا ہم دیدم

(❖)

چنداز می غم مست نشینم بے خود ‏ ‏ ‏ ‏ من بے دل و ایں دل حزینم بے خود

من بے تو ہزار بار دیدم خود را ‏ ‏ ‏ ‏ روزے باشد ترا بہ بینم بے خود

❖

از غنچہ آں دہن دل من باغ است ‏ ‏ ‏ ‏ از زلف تو در سینۂ من صد داغ است

طوطی لبت را بہ سخن نتواں داشت ‏ ‏ ‏ ‏ بر زلف تو دست کس نیابد زاغ است

❖

در عہد تو اے دوست وفائے نہ بود ‏ ‏ ‏ ‏ کاندر دل تو غیر جفائے نہ بود

بر چہرۂ گلرنگ چہ می ریزی اشک ‏ ‏ ‏ ‏ باران بہار را بقائے نہ بود

❖

دعوی چہ کنی بہ حسن چنداں اے باغ ‏ ‏ ‏ ‏ آں عکس رخ گل مراداں اے باغ

تو بیش نہ از و پس ایں گلہا را ‏ ‏ ‏ ‏ بیفائدہ بر خویش مخنداں اے باغ

❖

زلف تو کہ کار بندہ بکشاید ازو ‏ ‏ ‏ ‏ اے دیدہ و..........

جان میدہمت ہم بہ بہائے اول ‏ ‏ ‏ ‏ نہ فروشی کہ بوے مشک......

❖

دوش آمد و زلف عنبریں بر سر دست ‏ ‏ ‏ ‏ در بر شکنے شکستہ را می بست

گفتم زنم بزلف چوں مست تو دست ‏ ‏ ‏ ‏ خندید کہ نازدہ چہ می گوئی ست

❖

سبزہ ز خط ترش دبیری آموخت ‏ ‏ ‏ ‏ گل از رخت اوراق حریری آموخت

دل را گفتم کہ سحر گیر از چشمش	زلفش بگرفت و مارگیری آموخت

❁

گفتم بہ نہم زرے کہ در چنگ آید | از بہر کفن چو پائے در سنگ آید
آں خواجہ کہ نان و جامہ دادت ہمہ سال | آں روز ز بہر یک کفن تنگ آید

❁

معز ملت و ملک اے عزیز کردۂ حق | مدار دولت الغ خاں سر ہمہ خاناں
بر آمدی و گرفتی جہاں بنام ایزد | چو آفتاب کہ طالع شود زر افشاناں
دریں سراچۂ شش روزہ زیر ہفت طبق | تو میزبان کریمی و خلق مہماناں
مخالفان تو از عمر خود پشیمانند | چناں کہ مرگ بخندد براں پشیماناں
بماندہ اند پریشاں عدو چو تخم یہود | کہ ہیچ تخم مباد ازاں پریشاناں
دعائے عمر تو گویم کہ اندراں صورت | دعائے خود کنم و جملۂ مسلماناں
خدات در سفر و در حضر نگہباں باد | خدا بحق خدا از ہمہ نگہباناں
ہمیشہ بر سر تو باد سایۂ سلطاں | کہ اوست سایۂ سبحان و چشم سلطاناں

❁

نو نوز فلک فتوح خواہم شہ را | افزونی عقل و روح خواہم شہ را
گر نوح ہزار سال در عالم زیست | من عمر ہزار نوح خواہم شہ را

❁

گل آمد و فتح نامۂ شہ بود ست | در پوست نمی گنجد و جائے آں ہست
یک مژدہ کہ داد جاہ تو بر تو یافت | یک خوشخبرے کہ گفت زرہا بربست

ای شاه بخلق تو چه ماند گل لعل | از هر ورقی مدح تو خواند گل لعل
چون خنده زنان روا کنی تنگۂ زر | گوئی که بهار می فشاند گل لعل

❊

در خدمت شاهست کمر بستن گل | وز بخشش بیکران است زر بستن گل
بر شادی شاه قبه می بند د باغ | انگاه رو و ببین بسر بستن گل

❊

در شادی شهزاده خضر خاں بنگر | بر قبه چرخ آفتاب اسپر زر
بادا همه زیں سراچه اش عشرتها | آراسته تا دامن روز محشر

❊

العیش که عیش بیکرانست امروز | شادی شهنشاه جهانست امروز
الیاس بخلق می دہد شربت خاص | یعنی که شہی زاں خضر خانست امروز

❊

شہزادہ خضر خاں چوں سکندر شد راد | خضریست کہ از سکندر ثانی زاد
تا خلق کند ز خضر و اسکندر یاد | ایں خضر بداں سکندر ارزانی باد

❊

شہزادہ مبارک کہ شہ گیہان است | خان ایست کہ تاج سر صد خاقان است
خدے کہ دلیل بخت تواں دانست | در روئے مبارک مبارک خان است

❊

شہزادہ کہ شادی دل سلطان است | شادی کہ شہاں کنند شادی آن است

تا ہست جہاں شادی شادی خاں باد — چوں شادی جہانہا ہمہ از شادی خان است

❊

تا ہست جہاں فرید حسان خواہد بود — از دولت شہ جہاں ستاں خواہد بود
چوں شد بہ جہاں ہم لقب شیخ فرید — الحق کہ یگانۂ جہاں خواہد بود

❊

شہزادۂ ابو بکر کہ خاں ایست عزیز — با خلق جہاں صدق نہاں دارد نیز
بو بکر کہ او خلیفۂ اول بود — بخشید بدیں خلیفہ زادہ ہمہ چیز

❊

شہزادہ عمر مدار دوراں بادا — موصوف بہ عدل و بذل سلطاں بادا
شاہے کہ کند شاہ عمر عدل امروز — یک یک مدد عمر عمر خاں بادا

❊

زاں گونہ کہ یافت در نبی عثماں راہ — آثار نبی گرفت زیں عثماں جاہ
تا در عالم مناقب عثماں ہست — باقی بادا مراتب عثماں شاہ

❊

شہزادہ علی شیر شہ عالی رائے — چوں نام علیست نام او روح فزائے
تا در ہمہ نسخہا علی شیر خداست — ناظر بادا بداں علی شیر خدائے

❊

شاہی کہ بہ اتفاق شاہنشاہ است — رایش زید و نیک جہاں آگاہ است
با بندہ حسن گر گنہے ہمراہ است — ہم خلق کریم او شفاعت خواہ است

شاہے کہ بہ اوج فلکش دست رس است | باخضر چہ پایہ زیستن ہم ..... است
آمد چو خضر خانش ہمایوں پسرے | در عالم ہیں سعادت اوراست بس است

العیش کہ حق نعمت ایماں بخشید | ملک عرب و عجم بہ سلطاں بخشید
آراستہ شد قصیدہ ملک بہ شاہ | شہ بیت سعادت بہ خضر خاں بخشید

خاں را کلاہ بخت مبارک بادا | بروے ہمہ فضل حق مبارک بادا
چوں بیت سعادتش موافق افتاد | ایں منقبتش نیز مبارک بادا

شاہے کہ رخ اوست سوئے دولت دیں | بر پیل نہاد زیں زہے رائے متیں
پیل از جہت شکوہ خود فرے داشت | شہ بیں کہ مزید کرد با او فرزیں

جز بر در شہ کس ایں قدر پیل ندید | پیلان گلہ کردہ میل در میل ندید
زیں گونہ کہ فوج فوج می آید پیل | واللہ کہ کسے طیر ابابیل ندید

اے شاہ کہ تخت فلک مینائی | بگرفت ز نور چہرہ ات زیبائی
اقبال ترا تعبیہ ملک آموخت | تا ہر طرفے کہ رخ نہی بکشائی

مائیم ز تف غم جگر تافتگاں | با سلسلۂ درد تو دریافتگاں

جاناں بہ مراد خود مکن چندیں جور | برطائفۂ مراد نایافتگاں

از سبزہ کہ بسیار شد و گل انبوہ | ہم باغ جمال یافت ہم کوہ شکوہ
چوں کوہ ہمہ لالہ بہ دامن دارد | زاں پس من و دوست عشرت و دامن کوہ

چوں ریخت ز ژالہ آسمان مہرۂ یشم | پیدا شدہ ابرہا پراگندہ چو پشم
ہم غنچہ شد از زر فراواں پر دل | ہم باغ ز بسیاری نرگس پر چشم

گفتی کہ مرا باغ و زر و کاشانہ است | آں کز تو بجز تو طلبد دیوانہ است
دیدار تو خواہم آں دگر افسانہ است | با روئے تو ام بہشت کوئے خانہ است

چشمم ز غمت دوش ہمہ خون انگیخت | باران سر شکم آبروئے جملہ بریخت
خوں گرچہ ز باران سر شکم بگریخت | بیچارہ بہ ناودان مژگاں آویخت

اے دل ز لبش شکر و قندے می ساز | وز زلف دراز او کمندے می ساز
کار تو بداں دہان و زلف افتاد است | در جاں چہ بود بہ تنگ بندے می ساز

عاشق چو بہ پہنائی دل می بیند | بر عشوہ چرخ شادی می شیند
تو روشنی صبح نگر ہر صبحے | کز چرخ چگونہ مہرہ بر می چیند

آں دور نویس کودک پر تلبیس — ہر چند کہ نقش اوست چوں نقش نفیس
نوشتہ خطے کہ دور شد بر رخ او — ہست ایں ہمہ فریاد من از دور نویس

❖

در خانہ چشم آں بت حور نژاد — شب مہماں بود و من بداں مہماں شاد
صبح آمد و رفت من اندر فریاد — خانہ نبود بہ جز بہ مہماں آباد

❖

گہ آب ترم موج زند دریا وش — گہ آتش سینہ سینہ را دارد خوش
با ایں ہمہ گنج عشقت اندر دل ما — چندانست کہ نہ آب بود نے آتش

❖

گردوں کہ بحال زار من خوں نکشد — یک غم ز درون سینہ بیروں نکشد
ایں غصہ کہ گردوں نکشد از دردش — بار یست بریں دلم کہ گردوں نکشد

❖

اے گاہ تنم بہ سوخت چوں سوختہ عود — گہ از نفس سوختہ ام سوختہ دود
من سوختہ ام ریختہ ناساختہ کار — با سوختگاں ساختہ می باید بود

❖

اشتر زر بہ نہ ہر شتر شیر نر است — ایں بیت شتر ہیں کہ شتر بر شتر است
تا چند شتر شتر شتر را چہ محل — احسانت نہ یک شتر شتر بر شتر است

❖

بر پیل نشیں پیل تنا پیل براں — تو پیل وشی پیل صفت پیل تواں

پیل تو چہ پیل است زہے پیل کہ نیست　　یک پیل چو پیل تو زہے پیل جہاں

❖

آں شوخ چو در راہ ریاضت بشتافت　　یکبار عناں زنامراداں برتافت
گفتم کہ یکے بوسہ بہ درویشاں بخش　　چنداں کہ نفس زدیم توفیق نیافت

❖

امروز خلاصۂ زمن جز من کیست　　در حُسن ملاقات حسن جز من کیست
از انجم و انجمن منم نجم مہین　　کاخر بنگر در انجمن جز من کیست

❖

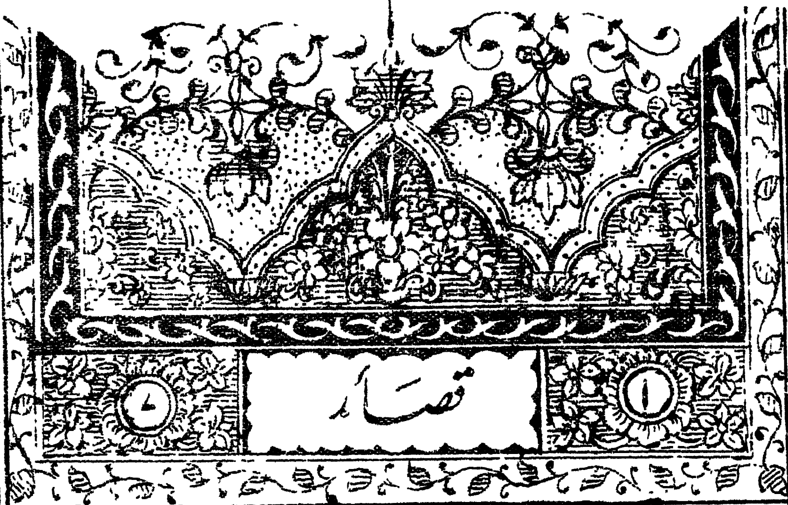
از آتش و آب و باد و خاک است بشر　　من ز آتش و آب و باد و خاکم برتر
روحم نہ زخاک و آب باد و آتش　　بر آتش و آب باد خاکم چہ گذر

❖

فرزند عزیزت بہ امیری برساد　　در ہر ہنرے بہ بے نظیری برساد
ایں بخشش غیب ہست از حکم ازل　　ہم در نظر پیر بہ پیری برساد

❖

ہمائے اوج ممالک علائے دنیا و دیں　　فگندہ سایۂ انصاف بر زمان و زمیں
ہمیشہ تا بجہاں از ہمائے ذکر کنند　　جہاں بہ چتر ہمایونش تازہ باد آمیں



۱	**ردیف الف**	۴۸

شبے کہ ممد من بود فیض فضلِ خدا — بداشت یک نفسم از غرور نفس جدا

شبے چگونہ شبے من ز دستیاری طبع — ز پا در آمدہ و دستگیر فضلِ خدا

شبے چگونہ شبے بر خلاف عادت عرف — گہر قرین خس و شاہ ہمنشین گدا

شبے چگونہ شبے بر سماع دعوت من — سپہر چرخ زدہ صبحدم دریدہ ردا

زمیں مثال فرو ماندہ من منادی غیب — بگوش ہوش من از آسمان رساندہ ندا

کہ خیز بر حسب ایں ندا مطرا کن — ہوائی گل ز ندامت چو روی گل نہدا

باسمِ حق ز سر سر بخیز کاسمٰعیل — بدیں طریق بذبح عظیم یافت فدا

مرا بشربتِ ایں وعظ امیدِ صحت شد — کہ اندکے دلِ بیمار من گرفت غذا

طبیب چوں بگشاید در دوا سازی — در آں مقابلہ رخت وداع خواہد دا

ہزار معنی نو یافتم ز ہاتف غیب — بنکتہ کہ ادا کردنیست حسن ادا

ازیں قصیدہ چو خواندم بر آسماں یک بیت — ز ہفت گنبدش احسنت خاست گاہ صدا

کشیده لشکر کشائے رومی روز
نماند زنگی شب را بہیچ جا منجا

ز تیغ ہائے سحر در گریز خیل نجوم
همه بزاویهٔ غرب ساخته ملجا

نمود روشنم این نکته کاسمان ہر صبح
کند ز صفحهٔ انجم یکے صف ہیجا

عجائب فلکی را نظاره می کردم
غرایب فکر اندر ضمیر یافته جا

درین نظاره خیال نگار در نظرم
گہے پدید گہے ناپدید ہمچو سُہا

بران خیال خطاب من آنکه تا نکنی
منِ ز پائے در افتاده راز دست رہا

دہان خم بکشا بادهٔ دمادم ده
که بر نه بینم چیزی ز دانش وزدها

چه خفته اید حریفان باده کش که کشید
زمانه مهرهٔ زر از دہان اژدرہا

بصبح صادق بیند ز حسن مطلعِ او
خلاف شعر که ہست احسن او اکذبہا

روان چو باد بباده قریب باید شد
بدان صفت که قریب است دان باده بها

نه خوش بود که رود رائگان حسن وقتے
که کس نیافت همه عمر وقت خوش به بها

۳ عروسِ صبح بدین خوبی و تری آنکه
مزید کرده بر و زیور بہار بہا ۴۹

کنون که لشکرِ غم صف کشید بر سر ما
چه شد که آن مے گلگون نیاوری بر ما

چو در رسید بہار خجسته گرما گرم
خنک بود اگر آہستگی کند سرما

چه التفات ز سرمائے گل که در مجلس
اثر ہمی کند از آفتاب می گرما

در آفتاب نگر بر کشیده تیغے تیز
بر آنکه ذبح کند بره ثمین سما

حمل ز آفت عین الکمال می ترسد
که یافت است ز ہر برج پایهٔ اسما

چو رنگ لاله و بوی سمن گرفت جهان — مئ چو لاله طلب از بت سمن سیما
مے طلب که نمودار رنگ بهرام است — همان شمائل این هفت گنبد شما
چو گل برآر صف طرب نشانهٔ عیش — که چند گاه نماند نشان ما و شما
یکے نظارهٔ نورستگان بستان کن — ز ابر باد بهاری گرفت نشو و نما
گل از جواهر شبنم چو تخت کیخسرو — چمن ز نرگس جام جهان نمای نما
نماز را طرف سیستان نما گویند — بنفشه روز و شب اندر رکوع مست نما
بنفشه کیست چو خاتون گل جمال دهد — میان صف کمربستگان یکے داما
بصحن باغ برافروخته گل سوری — هزار شعلهٔ آتش ز چند قطرهٔ ما
به غنچه بین صبیے نو بمهد گل خفته — چو طفلکے که بگهواره بند دش ماما
چه خوش بتے است گل اما وفا ندارد هیچ — خوش آنکسے که نگوئی در آخرش ازما
زمانه در همه روئے زمین ز سوسن و گل — مثال داد به تشهیر تیغ و سنگ ما
نظر به هیچ نظاره نمیکند نرگس — کجا رود چه کند سخت علتے است عما
هوا که عطر طراز است از کجاست مگر — رسید محمل مشک از طراز و از یغما
چه می کشای چندین متاع مشک اے باد — اگر ولایت یغما نکردهٔ یغما
بهار از گل و مل باغ آدم و حواست — چو ساقی از قد و لب نخل مریم و خرما
گل شگفته مگر گفت شرح یحیی الارض — زبان نامیه تحریر اخرج المرعیٰ
بهار را چه دهم شرح و بسط پنداری — بهشت را بزمین کرده اند استدعا
غرض اقامت سرو است و بارگے چمن — که هدهدان به نماز ند و بلبلان بدعا
بنفشه پشت خمیده سری فرو کرده — گمان بری که مگر می به پیچدش امعا

رسید وقت صبوح و وزید باد صبا	سپهر سبز کل گشت و کوه زرد قبا
شده ز کثرت انوار و غایت پاکی	فلک مدینۂ اسلام و صبح کوی قبا
رکاب خسرو انجم روانه شد اینک	خروس هر طرفی در خروش چون نقبا
چمن نموده دو صد جام گل نبیذ نبیذ	فلک کشیده یکے خوانِ زر بغیر ابا
می شبانه خورد خندۂ خوش از لب کاس	ترش گرفت چه شینے چو کاسۂ سکبا
یکے خلیفۂ ملکِ معانی آمد جام	دلیلِ کفر بود از چنان خلیفه ابا
نزاد یک خلف آراسته چو بنت الکرم	هزار سال ز چار امهات و هفت ابا
ز پای بادہ طلب جشن عیش را امداد	بوقت آنکه بر امداد وصل گردد پا
صریح گویم یعنی چو پامداد شود	صبوحیانه سبک دور نوش دیر میا
ز بوی صبح چنان گشت رنگ لالہ لطیف	که لعل گشت از و جمله کوه سرتاپا
به لاله بین ورقے کاغذی سیاهی رو	چو کودکے که به مکتب فرستدش بابا
دم طرب که زنی آن حلال گیر چو تیغ	غم جهان که خوری آن حرام دان چو ربا
شراب لعل طلب خاصه آن زمان که فلک	بدل کند شبه خویش را بگاه ربا
کنون که صبح بر آمد مے مصفا جوے	وگرنه عیش مکدر کنی و عمر هبا
برون فتاد ز نخجانه فلک جرمے	بشکل همچو قرابه برنگ چون صهبا
فرو نشست چو سلطان شام از ادهم	سوار گشت شهنشاه صبح بر شهبا
سر از دریچه برون کرد شاهد مشرق	پدید گشت ز سر عشق بازی حربا
خیال دیو چو شد بسته از بسیط جهان	جمال داد ز ایوان جم عروس سما
چو زیر پایۂ عدم پست گشت صورت زشت	بجلوه دست بر آورد لعبتِ زیبا

بلے کہ این دگہے آن بود کہ بافتہ اند ۔ بکارگاہ ازل ہم گلیم وہم دیبا

نہ ہر یکے زپے چیزے آفریدہ شد است ۔ یکے نشانۂ راحت یکے نشان بلا

برائے قلعۂ ثمود است ناقۂ صالح ۔ برائے مہد رسولست ناقۂ غضبا

یکے است محض کرم نام او نسیم سحر ۔ یکیست مایۂ نکبت خطاب او نکبا

یکیست تا بہ ابد بد اثر چو باد سموم ۔ یکیست ہم زازل خوش نفس چو باد صبا

چو نیک در نگری در ہر آدمی ہمہ است ۔ نشان قبح وصباحت ہم از اوان صبا

چنانکہ کوکبۂ صبحدم دلیل کند ۔ کہ شاہ شرق بروں تاخت آمد آورند نوا

نوائے فاختہ وبرگ تازۂ گل سرخ ۔ صبوحیان را ترتیب کرد برگ ونوا

صدائے نوبت وآوائے نوش نوش لبان ۔ ہزار بار مرا خوشتر از ہزار آوا

تو سبزۂ وطلب وز پیالہ میداں کن ۔ چو ساخت شاہ افق قصر سبزہ را ماوا

برائے تسلیت جان تافتہ جگراں ۔ بہ از شمامۂ کافور صبح نیست دوا

شب دراز وشاقان چرخ دربازی ۔ چنانکہ میل جوانان بود بلہو وہوا

یکے شرارۂ گلریز ریختہ بہ زمیں ۔ یکے ستارۂ آتش گذاشتہ بہ ہوا

فلک بہ خنجر خورشید خون اطفال گن ۔ رواں بریخت چناں خوں کہ داشتست روا

بہ دو گواہ چہ حاجت بود دریں صورت ۔ از انکہ سرخی شمشیر اوبس ست گوا

ہمہ معاملت او بصدق باز آید ۔ نخست اگرچہ غلوئے کنند در اغوا

ز زہرہ نغمہ آہنگ آنکہ او دارد ۔ گرفت مرغ سحر یاد اینست ذہن وذکا

فلک کہ گوہر خود را بریخت پنداری ۔ نکاح دختر نعش است وعقد ابن ذکا

خزینہ ہائے فلک سر بمہر تقدیر است ۔ نصیب صبح کہ یکدم میان خوف ورجا

زکاو کاو خسانم چه غم که عصمت حق … بسنده باشد بنی و بنیم رشدا
عجب مدار ازیں یک شبه جواهرمن … چگونه ساخت بیک شب چنان نوائب دا
شنیده باشی لوئے ز نفحة الریحاں … حدیث نغمه سلداد و رحمة عدا
حسن بقاعده اصل شو چه فضیلت ایں … ز سر گوئی و بختم رسانش از مبدا
شبے که ذکر وے اندر ثبات ایں پیوست … چگونه شب شب تیره تراز شب یلدا
تمام چهره شب داشت رنگ روئی بلال … ولیک کام سحر بوئے درد بود دردا
شب دراز و من اندر نظارهٔ گردوں … شده ز جمله جهاں فرد و چشم بر فردا
خیال اینک ازیں آئینه یکے صورت … بود بریں دل تاریک گشته زنگ زدا
نخست مرکب بهرام آں شگافته سُم … بدیں شگفته چراگاه سبز شد پیدا
عظیم سخت سر و سخت نرم دُم رخشے … خرد ز هیئت اضداد او شده شیدا
رسیده بر پئے او چار پایهٔ دیگر … که پایه پایه بیفزود در دلم سودا
گہے بجستن بیچارهٔ گزار ده شاخ … گہے بکار غریبے لکد زده عمدا
؟ دگر بصف دور و جوئی زرق و نفاق … بشکل حور کمر بسته باهم او دردا
؟ زشول آں شجره بس عجب همیدارم … که هیچ خوشهٔ جوزانه هم من جوزا
پدید گشته دگر آب کار مدبر طبع … بر و همیشه یکے رنگریز کار افزا
گریه کشر روآں پنج پا که علت اوست … چو پنجه اسد آفت رساں و عمرگزا
اسد همه حسداں بد مزاج کافر چشم … که قتل کافر اسلام نزد اوست غزا
؟ کشاده موئے ز سر سنبله بقوت کرم … دروں ولے شده جوجو بروش غزا
دو کفه دگر آنجا اگرچه ظاهر داشت … عدالتی بتمام و سوییتے بازا

نوٹ۔ جن اشعار پر علامت استفسار بنائی گئی ہے وہ باوجود کوشش کے پڑھے نہ جا سکے۔ صرف صورت نویسی کردی گئی ہے۔
[illegible]

ولے بمعنی چوں خوئے ناسزایاں کژ — بعدل فرق نکردہ ز ناسزا و سزا
زہے ترازوئے انصاف باد و پلہ عدل — کہ ایں سرش ہمہ ہزل است و آں سر استہزا
دگر کہ کژدمے الحق گزندہ تر ز زماں — ز زور زہرش گزیدہ مار افعا
کمان چرخ پے فتنہ زہ شدہ کہ گریز — ز شست آفت او واجبست تیر آسا
بزی کہ سبزہ او آسماں شباں زحل ست — ازو چگونہ کسے را بود امید کشا
نداو گو بیکے پیشہ آب تا داند — تعلقش بدو تار رشتہ صباح و مسا
نشانہ شدہ اندر صف جفا ماہی — کشیدہ لشکر غم بر دل ستم فرسا
منازل بہ ازاں لشکر بلا فوجے — مقدمہ شرطین آمدست و ساقہ رسا
بداں شدم کہ دہم شرح آن دگر ہا ہیم — مساحت کنم انشار و حدہ انشا
زہندوی فلک احوال بخت من تیرست — ز مشتری ہمہ ایام عیش من چو عشا
ز ترکتازی مریخ و کینہ سازی مہر — شدست طالع من زیں دو چشمہ چشم کشا
خسے کہ دور قمر پیش ازاں کہ می باشد — میان کاہ خس و برکران کوہ حصا
بخلق زخمہ ناہید و کلک تیر از ہم — ہماں نمودہ کہ فرعون را نمودہ عصا
جفائے ایں ہمہ را کے تواں نمود کہ ہست — بروں ز دائرہ حصر و از خط احصا
سپہر حیست دبستان فتنہ را لوحے — کواکبش ہمہ از برکناں بحرف ہجا
برو نگاشتہ شعری معطل از ہمہ چیز — نہ حسن مدح درو نہ بسنم و نہ فتح ہجا
تمام شب من و نالہ ز چرخ و انجم او — رسیدہ اند بہ ہفت اخترم ہفت اعضا

(۲)

ہمیں قدر دراں فصل نظم یافتہ بود
کہ ناگہاں درے از فصل باز کرد قضا

(۵۰)

همه فرو شدگان سر ز خاک برگیرند — بتیغ مثل زند این روز را بروز جزا

کتاب خلقت گل را که بس خلق شده بود — فراهم آمده بار دگر همه اجزا

چو زاءِ زر بکف آمد طره از زر پیوند — اگرچه مرکز پیوند را نگیرد درا

گلاب میچکد از شیشهٔ فلک آرے — ز فیض اوست چنین بوئے خوش گرفته صبا

بهر ورق که از و جز گل شود تازه — بخط سبزه کند کدخدائے باغ امضا

گزشت گرچه همه عمر شاخ را با شاخ — ولیک مرغ دمے میزند باسر حیا

طریق عاشق دارند شیوهٔ معشوق — که این تمام ستیزه است و آن تمام رضا

بجوئے باغ نگر مار پیچ چون ثعبان — کشیده هر طرفے یاسمین ید بیضا

چه موسم ست که مخصوص شد شگوفه گل — برائے خنده و گریه چو عید عاشورا

نمود لاله و گل حسن را مراعاتے — مراعتے که نمایند بر سبیل مرا

هزار گونه غرور ست در سر هر گل — چه حاجت ست که با او سحر کند اغرا

مگر بهار بنام ستم کند خطبه — که سرو منبر او گشت و قمریان قرّا

مگر که بر رخ گل یار من تجلی کرد — که نور او ز ثریا همی رسد به ثرا

جمال گل همه بار روئے خوبرویان ست — درین حدیث نه بینم مجال چون و چرا

بهار گوئی که می آرد از در خوبان — گل و صبا را همه جا گی و هم اجرا

سلامے از لب دلجوئے من مرا خوشتر — که هشت باغ در و چار جوئے را مجرا

دو کون صرف ده از نیکوان بوسه بخر — چنین کنند ببازار عشق بیع و شرا

مے چو گل طلب از گلرخان آهو چشم — سپیده دم چو رسد آهوئے فلک بچرا

فسون گری صبا و خیال بازی صبح — کشیده لاله از خار و لعلے از خارا

بنفشه می نگری کوز چوں قد وامق
قد چنار نگر راست چوں قد عذرا

بنفشه پیش بتان چمن سر افگنده است
که جمله لعل و سپیدند او یکے سمرا

چنار پنجه برآورده شاخ زر خوشه
تو گویا اسد است این و آن دگر عذرا

عروس غنچه بصد روئے روئے پوشیده ست
بجز صبا که گشاید نقاب آں عذرا

نوائے مرغ شنو پند ناصحاں مشنو
که جمله هرزه درایند بر مثال درا

۴

در آ به مجلس و جامے بخواه از مے جام
تو پخته حذر از ناقصان خام درا

۴۹

چه جائے زرق و نفاقست ای غلام بیا
بیک دو باده مرا وارهاں ز ریو و ریا

زباں بمهر بدم ماند مطربا تو بگو
خرد به شهر عدم رفت ساقیا تو بیا

بیا و جرعه مے ده بدیں شکسته خویش
که مومیائی من نیست جز به میم و به یا

بخنده گفتی بوسی ببخشمت یا نه
همان ببخشم نغز است اگر نگوئی یا

ندا همی کندت روح یا ندیم القلب
ازاں سبب که ندا را علامت آمد یا

که پائے وصل توام صلح میکنم بدو بوس
نگر چه قافیه بر محل نشست که یا

هوا به قالب گل میدمد دم عیسیٰ
یکے عزیز صفت کن نظارهٔ احیا

دهان بلبله بکشا که گردد از بویش
زبان سوسن چوں سوسن زباں گو یا

بخاصیت بدهد باده ناتوان را زور
بلے تواند بودن خواص در اشیا

بخاک اگر بچکانند آں گداخته لعل
همه زمرد سر بر زند بجائے گیا

نگر چه روشن شد روز عیش ما چو گرفت
ز آفتاب شراب آسمان شیشه ضیا

شراب نیست کہ دریائے گوہر طربست　　پدید کردن گوہر مراد بہ از دریا
سمن برے کہ کشد یک دو جام شرم شکن　　بدست باز چو گل بر درد نقاب حیا
زجام بادہ اگر قطرۂ فرو افتد　　حیات تازہ دہد خاک مردہ را چو حیا
چو ہست کوثرے مجلسے کنیم امروز　　ورے چو مجلس فردوس مجلس علیا
طلب کنیم مزامیر را اول از بربط　　کہ اول او در رحمت کشادہ دنیا
مغنیانش نیایش کنان ولیکن اوست　　چو کودکے کہ بود خفتہ در کنار نیا
دگر ہماں کہ بیک پا قیام میکند او　　سلام گوید ہر شیب کردہ آمدہ تا
رگش ز پوست بروں آمدہ عجب پیرے　　کہ در ہوا چہ پیر است و در سخن برنا
رباب راست انائے غذائے روح درو　　بپوستے تنکے بر کشیدہ روے انا
گہے ملازمتش با ورق چو اہل صلاح　　گہے معاملتش با خرک چو اہل زنا
دف است صاحب دو رو بداں ہمی ماند　　کہ حاضرست بہر مجلس از پے آنہا
بکوب سینۂ دف تا مے آرزو کندم　　بلے ز صد رہ ہمی خیزد اے پسر تنہا
نے است شور دمادم بیاری ہمدم　　دمش نماند اگر یکدمے بود تنہا
چہ نے کہ زاغ سیاہست خوش نواز اغی　　کہ ہمچو مرغ شکرخوار ہست شکر خا
چو مرد معنی خوش دم بہ سختی و نرمی　　چو اہل ہمت یکساں بشدت و برخا
مگر ز بانگ کمانچہ بخواب شد ساقی　　بلے خواص سماع آمدست استرخا
چہ چنگ می برم ایں باز کن سر گنجے　　کہ انتہاش بہ ہیم ست و ابتداش زخا
سخاوتم بکن اے ترک یک شرابم دہ　　ز تنگ چشمان حالے ہمیں بس ست سخا
زغم چو جامۂ گل شاخ شاخ شد دل من　　بیار جام مے لالہ رنگ لالہ رخا

اگر بروم کسند از صفائے مے صفتے — عجب مدار کہ زناز بگسلد ترسا
مے کہ گر مثلا خوردنش بجابلقاست — رواج خوش او می رسد بجابلسا
نشاط می ز دروں گنجہا بروں آرد — گزاں شگفتہ نگردد سر رجال و نسا
مراہم ایں دم خوش طیب از می معنی ست — کہ تحفہ می بردش کارواں بہرو نسا
بتانِ سحر بیانم بہفصد ودہ ودو — نگر چہ نقش بروں نزد زلفِ غالیہ سا
تا ملے کہ نمودم دراز تر ز امل — نگر کہ بر امل خود درازہ کردم تا
چو رد ز ضیف اگرچہ دراز گفتم شعر — ولے خوش است چو قلب شتا بقلب شتا
دراز گفتن نزدیک من ستودہ نبود — ولے زبان خرد ہست ایں قصیدہ ستا
قصیدہ نیست کتابے شدست از یک شعر — کم از کتاب نباشد کہ نسخہ شد بہ ستا
گر ایں کتاب من استاد ژند بر خواند — فرو دردِ ہمہ اوراق ژند باوستا
یکے بہ بیں کہ چہ سد رنج بردہ آرے — زکات گنج ہنر راہم آمدست ایتا
لزومِ قافیہ جنس و زحمتِ اقوا — نگاہ داشتن از شایگان و از ایطا
ہمہ مواہب غیبے است ایں و آنم نیست — ازیں طرف ہمگی شکر وزاں طرف اعلا
خدائے عزوجل اندریں گریوہ تنگ — گشادہ کرد در فضلم از کمال عطا
ہمیشہ بر حسن از فیض غیب کشف عطاست — چو بر علی رضی اللہ عنہ کشف غطا
اگر خلاصہ انشار خود کنم انشاد — سپہر چاک زند بر خود ایں کبود قبا
سپہر نہ ہم از احکام طارطبع تست — بلے حساب جمل حرف نہ چو آمد طا
قلم زنا قلم آہستہ دار چند دماغ — اگرچہ ہست سواد خط تو مشک ختا

دریں خطر گہ خاکی وخطہ سخنداں

یکے بصفۂ صفوت قرار گیر ولا — کہ ہر چہار طرف در گرفت گرد بلا
بشہر نفس تو آشوبہاست از شہوت — چہ با اگر کنی آں شہرہ را ز شہر جلا
در مجاہدہ زن تا شود دولت روشن — کہ ہیچ آئینہ بے صیقلی نیافت جلا
غبار بود وصفا در دل زمین و فلک — کہ ایں بسفل گرائید و آں دگر بعلا
اگر صفا نکند مرد بر دلست فتور — اگر وفا نکند ابر غلہ است غلا
اگر ولایت تحقیق ملک خود دانی — بیار حجتے از والیانِ ملک ولا
خلیل وار چناں راہ رو کہ از ہمت — بجبرئیل نگوئے انا الیک فلا
معانئے کہ ہی پرسیم بخلوت پرس — از انکہ حکم ملائیست ہمچو حکم خلا
بپرس ہر چہ کہ خواہی کہ خاصگانِ خدائے — جز از خدائے نگویند در خلا و ملا
عطیہ ایست مرا ایں سخن ز خالق من — اگرچہ بر ملاء خلق میکنم املا
ہر انچہ من کنم املا عجب کہ گر نکند — زبان روح قدس بر ملائک استملا
ز چار طاق فلک ساز خیمۂ وحدت — مسیح وار گرت ہست ہمتے والا
حجاب راہ تو طبع چہار پایۂ تست — کجا رسی تو بدیں نردبان برآں بالا
کجاست جائے تو در بزم قرب تا نکنی — بسان چشم قرابہ دو دیدہ خون پالا
گرت چو دریا شوری و جوششے باشد — بدیدہ باشد اشکت چو لولوئے لالا
اگر بشوئی آلایش فضول از خویش — معاینہ کنی از فضل حق ہمہ آلا
دل فرشتہ وشت را خدا خریدارست — بدست دیو چرا می فروشی آں کالا

بکنج غم کہ بستنی چو لا بر بند — کہ گنج در بری از گنج خانہ الّا
بہ چار بالش الّا کہ تکیہ زد مگر آنک — بدار گرد جہاں ہر دو بر دو گوشہ لا
بہ ترکِ ہر دو جہاں گوئے گرچہ باکے نیست — ازانکہ ہرچہ کہ لا باشش تر بود اولی
ز خار خار امل آں زماں اماں یابی — کہ ایں درخت ہم از بیخ برکنی اصلا
مرا کزیں صفت اعراض کردہ ام کلی — گماں مبر کہ دگر پے در او فتم کلا
روم بہ سایۂ دین و خرم گریزم ازانک — یگانہ یافتم آں ہر دو مرغ را چو ہما
وجود من کہ یکے بوم عار غفلت بود — ازاں دو عز ہما یافت دام عز ہما
گر آرزوست کہ بر چرخ پایہ شرفت — برآورند چو سیارہ باش شب پیما
بہر چہ می طلبند از تو ایں جہاں بفروش — بریں متاع بدیں حد نشاید استقصا
جہاں چہ باشد نزدیک نکتہ پیرایاں — چنانکہ مزبلہ در جنب مسجد اقصا
اثر نماید تسکین ہر دمم بہ سخن — پدید باشد تلفیق نامہ ام بہ سخا
کجا رسند بریں سر جماعت غافل — کہ غافلاں را دورست کعبہ از بطحا
اگر باہل ضلالت جدل زنی صدرہ — چو گمرہند مگو نہ برند رہ بہدا
دگر بہ سوئے ہدیٰ ساں کنند استدعا — خدا چہ گفت فلن یہتدوا اذا ابدا
بدار ملک بنا کن بنائے خانۂ دیں — ترا ہوس ہنرے مولدست و بر منشا
بنص پاک ہمہ نیکبختی است ولیک — ترا ہوای تو بدبخت میکند حاشا
ہوا و حرص مکن ہرچہ ہست دریابی — چو رفتنے است ز دار الفنا بدار بقا
جوانیم شد دگر عمر ہم رود خوشتر — کہ من بہ آمدن خویش ناخوشم حقا
مرا ز عمر چہ راحت کہ تنگ شد روزی — مرا ز شک چہ حاصل چو لنگ شد سقنا [1]

[1] کمر وغیرہ

چه سود چشمهٔ نیلے که بیرود در مصر | که مرد قافله در بادیه با ستسقا
۹ سوئے خراساں سازے که هست عنقا نام | دریں دیار نهفته ترست از عنقا
دریں دورنگی دوراں نگه کن اے خواجه | حذر بهست ازیں دیو فعل حور لقا
جهاں خراب و تو عشرت طلب کنی لاحول | وساوس است که شیطاں همی کند القا
جهاں به آبے ماند که ایستادش نیست | تو بر گذر چه نشینی چو بعلة الحمقا
به شعبده نتوانی نصیب برد از خلق | مقامریست نبرد از مقامراں بدعا
همانچه قسمت تست آں کشند در عیشت | اگرچه شاه و سپاهی و گرچه شیر وغا
حریص را ننهند از جهاں پر مگسے | اگرچه نحل بعالم در افگند غوغا
فلک ز خوشهٔ خود توشهٔ نبخشد ناں | مثل اگر همه شب بانگ شب کند غوغا
کسے که نعمت حق را نگاه داشت ز خلق | دریں جهان خلق است و در آں جهاں رسوا
حسن بهر نفست شکر واجب است از آنک | رساند حضرت حق هرچه داشتی دروا[۱]
به میزبانی اصحاب دل ز دیده و دل | کمر ببند چو کردی در معانی دا

۶

کنوں بیار پس از شرح هر صفت غزلے
که شرط باشد از بعد هر خورش حلوا

۱۲

کجاست آں همه ترکاں گرفته ترک وفا | زده ز ترکش شوخی هزار تیر جفا
دروں چو شانهٔ بے کیں من همه دنداں | بروں چو آئینه با هر همه طریق صفا
کشاده چشم و لبش در ولایت خوبی | بغمزه دار سیاست ببوس دار شفا
چناں ز غیرت رویش قفا خورند نهاں | که بتگراں نشانند روئے شاں ز قفا

۱؎ دروا = مطلوب

چو دل ممالک دل گشت و عشق او سلطان — وزیر عقل طلب می‌نماید استغنا

کنون که رفت ز من همچو یوسف از یعقوب — من و بلای فراق و نوای یا اسفا

دل مرا اگر آواره شد ز خانهٔ صبر — در خدای بسند ست حسبه و کفی

حسن تو از ظرفای زیاده گوی مباش — بلی فضول نبود دست حرفت ظرفا

فرو گذار ز زا ر زبانت فا ر فضول — وگرنه فا و بمانی چو م ر د م فا فا

اگر ز نایرهٔ طبع شعله خیزد — سبک بآب ادب واجب آیدش اطفا

مگوی زین سپس اوصاف اهل حسن صریح — مگر بصنعت اضمار و شیوهٔ اخفا

مدار بیش بوصف جمال خوبان میل — که میل نبود صاحب جمال را بوفا

(۷) وگر کلام کنی بارے از کلام رسول — که ذوق در صفت مصطفاست مستوفا (۴۸)

زهی هوای تو از من خلاص داد مرا — پیامبر ثقلین یگانهٔ دو سرا

مدار عالمی و علویانت شکر گزار — مراد آدمی و عرشیانت مدح سرا

امین صاحب سر صاحب سریر توئی — سر سران ملک صدر صفهٔ دو سرا

زیاد نام تو دل را علامت دولت — ز خاک پای تو سر را عمامهٔ دو سرا

ز فر دین تو وجه کین تو دیده — موافقان همه سرآ منافقان صبرا

رسول بازپسین و پیشوای همه — شه دو کونی و منشور تو همین طغرا

محمد اسم و مقامت ز فضل حق محمود — بداده حاصل این خط زمان خط ابرا

زنگ صحبت این گنده پیر شیرین نام — نگاه داشته تا روز مرگ استبرا

شکستہ صدمۂ تو قہر صدمۂ کسریٰ
ربودہ صرصر قہر تو افسر دارا

ز در فشانی تو بودہ بحر را لرزہ
ز گنج بخششی تو آفتاب را صفرا

ترا مظلۂ مجلس ز دوحۂ طوبیٰ
ترا سراچہ مطبخ ز گنبد خضرا

شبے کہ مجلس عالی غیرتت بردند
بہ نہ بساط ازیں ہفت مفرش غبرا

نخست مسند جاروب تو مقرر شد
ز چہ ز دیدۂ رضوان و طرۂ حورا

اگر نہ زیر کف پائے تو نہادی سر
بہشت ہیچو کف دست میشدے صحرا

براق جاہ ترا جبرئیل پر بستہ
ز کار خانۂ والنجم اذا ہوی ہوا

ستارہ بہر نثارت شدہ در منثور
شب از برائے مشام تو عنبر سارا

حسن ز فرّ ثنائے تو بر افاضل عصر
مقدم است بدیں یک قصیدۂ غرا

یکے بہر گرہ از جنس اوست پیش روے
صف کلنگ نہ بینی یکے ازاں غرا

ضمیرم ایں قدرے کرد در سخن یاری
چنانکہ حق ثنایت بود کرا یارا

جہانیات ہمہ نسبتے کنند ولیک
تو آفتاب جہانگیری و جہان آرا

خیال از تف خورشید ہمّت چہ عجب
اگر شود ہمہ یاقوت وہر ہمہ حمرا

تو شہر علم و دراں باب با علی است بقول
تو باغ فضل و درود و شگوفہ مزا

ز گنج فضل بریں مطلعے کہ ہفتم شد
نثار کن کہ بسے گنج دیدہ ام زیرا

لزوم را و الف کردم ایں قوافی صرف
حکیم آخر صدے نہادہ قافیہ را

کنوں چہ ہدیہ نون والقلم بمدحت خاص
کنم ملازمت نون پس از ندارم را

نقادہ لفظ تو شد چشم و گوش را راحت
کہ نور دیدۂ دینی و در درج دنا

کمند دعوت تو آنچناں دراز افتاد
کہ عالمے ز درازی گرفت تا پہنا

چو اتفاق سواری بود عجب نبود — که آفتاب جنیبت شود هلال جنا
کسیکه خاک درت را نساخت سرمهٔ چشم — شد آب دیدهٔ او جمله خوں برنگ حنا
سزد که بر در تو جان خود کنم قربان — تو کعبهٔ منی و سدهٔ تو جاے منا
چو میهمان مزامیر تکیهٔ خاصم — مرا برون ز مزامیر فقر نیست غنا
چه جای فقر گر امروز تا ابد با من — ز گنج مدح تو و نقد نعمتت غنا
طویله ز جواهر کشیده ام اینک — نه بر طریق طمع بر سبیل استغنا
تو قائل انا افصح بحضرت تو خطاست — سخن فروشی چون من فضولی رعنا
بصدر تو سخن من چنان بود که کسی — کشد بجو آنچه خورشید ماهی صحنا
دلی بفر ثنای تو و بفضل تو هم — توان شد از فضلای زمانه مستثنا
تو صاحب ادبی پرده پوش اهل عناد — تو مایهٔ کرمی دستگیر اهل عنا
اگر فنا شوم از دوستی نام تو به — بقای نام تو خواهم چه غم خورم ز فنا
فلک کشد بدعا دست ز آستین هر صبح — بر آن طمع که شود پیش آستانت فنا
اگر بپای تو افتد فلک رهاش مکن — روا ندارم بر پشت پاے تو مینا
کمال حسن ترا خود حسن چه دریابد — نگارخانهٔ چین است و چشم نابینا
خهی دقایق طبعم ز نیم اشارت تو — تمام تر ز اشارات بو علی سینا
کنم بدولت ارشاد تو مناجاتے — بدرگهے که دل و دیده راست انس و سنا
قبول بختا یارب قبول گردانی — زکات خاطر من بر خواطر دانا
رسول حضرت تو سی صد و سیزده تن — بدان قیاس شد ابیات شعر من مانا
چو در محلت ایمان خویشتن کردم — بنام هر یک بیتی ازین قصیده بنا

۹۰

درین معامله رازیست بنده را بپذیر — که این خراب همان از پس تو وینا

حسن چو ختم سخن میکنی دعائے کن — چنانکه رسم کهن آمدست بعد ثنا

(۸) درین محل چه کنم جز دعائے خاقانی
که ربنا وقنا شر ما قضیت لنا (۱۰)

اینست بزرگ نعمتے صبر بحالت بلا — دام بلا قبول کن چوں زده دم ولا

تو چو زمیں رها مکن قاعده فروتنی — آں فلک است کو نهاد بر خود علامت علا

هر که بدو رایں زماں کرد جلالت آرزو — حاصل ازاں جلالتش خیر که پست یا جلا

خلوت ذکر بس خوش است الفت خلق گوشه کن — جمع علائق خوشی یا دخلائق خلا

فقر اگر سیه کند آئینه مراد تو — تو بسرشک دیده رخ سرخ نمای بر بلا

چوں ز وفا کشاده بر دل خود دریچه — روی بداں دریچه کن بام کشا پس او لا

صدق چو بود اندروں ورع او فتد خلل — نم چو نبار داز فلک برغله او فتد غلا

خلق جهان ست یکیک بهر فساد ساخته — آه که کس نمی دهد خوان صلاح را صلا

از سپه نیاز خود دید ترا ساز چوں حسن — بو که بروں بری همه پے ز گزرگه بلا

هر که دمے که در جهاں یافت نشان زندگی — هستی او بعاقبت هست به نیست مبتلا

(۹) نوح هزار ساله بد همه هزار ساله شد
در عدد جمل نگر بعد هزار چیست لا (۱۳)

از برائے عید می پرسید شهرے ماه را — عید من آں بس که بوسم آستان شاه را

جشن سلطانی مرتب شد چو رسم عید را
غرهٔ میمون شه دیده چو تبسم ماه را

بس عجب نبود که ماه عید ازیں پس بنده وار
قبله سازد آفتاب روی ظل الله را

شد علاؤ الدین والدنیا محمد کاسماں
ہر زماں پیشش زمیں بوسد مزید جاه را

کرد فراش ازل نصب از پی سلطان عهد
برتر از نه بارگاه چرخ خرم گاه را

ہست در افواه کامد سال عمر او ہزار
بس اثر ہا دیده ام آوازهٔ افواه را

تیغ چوں آتش ہمه بر راه دیں دار دگزار
پاک کرده از خس و خاشاک کفران راه را

خلق نیکو خواه شد دست دعا بر داشته
وانکه بد خواہد خدا بر دارد آں بدخواه را

خصم بد دل را خدنگ شاه بر لب بر دوخت
تا بروں نارد بآسانی ز سینه آه را

چرخ را با بندگاں شه ستیزه روی نیست
پنجه با شیراں نباشد مصلحت روباه را

تا که بر مصداق یحی الارض نو نو نامیه
جاں دہد برگ درختاں را و برگ کاه را

باد از بخشش رسیده مژده ہائے جانفزا
دشمن اندر جاں گرفته اندهِ جانکاه را

(۱۰)

جان من بنده حسن شاداں ز جاں بخشی شه
حرز جان خویش کردم مدح ایں درگاه را

(۱۱)

ایں منم یا رب که بوسم خاک پائے شاه را
جاں نثار آرم سریر زیر پائے شاه را

خاک پایش بوسه دادم پائے بوسم آرزوست
بے اجازت بوسه نتواں داد پائے شاه را

شه علاؤ الدین والدنیا محمد کز ازل
شاه عالم آمد عالم برائے شاه را

جبرائیل از آیت نصر من الله ہر زماں
نقش بند رایت کشور کشائے شاه را

چرخ از جوزا کمر بربست بہر بندگی
تا چه فرماں روئے خواہد داد رائے شاه را

بے رضائے شاہ جاری نیست گوی آسمان
بحر با صد لرزہ بر یک جائے ساکن شد ز شرم
منت ایزد را کہ سرتا پائے من رحمت گرفت
عیسی از قانون طب بساخت معجونے ولے
شد بہار دولت اینک بہ بستانہا چنار

بر قضا سابق ہمیدارد رضائے شاہ را
تا صفت؟ کردم روانے تن عطائے شاہ را
اول این دیدہ کہ می بیند لقائے شاہ را
شربت از نوش خضر دارد شفائے شاہ را
دست بالا کردہ میگوید ثنائے شاہ را

۱۱

چون محمد باد شاہ در عصمت عون خداست
این حسن ثانی حسان شد ثنائے شاہ را

۷

ساقیا جان تازہ کن از جام مے یکدم مرا
گر دریں موسم مے اندر کعبہ و زمزم رسید
فتح شد ذوالحجہ فتح آرزوہا شدم
آخر ماہست اگرچہ آخر سالست نیز
شہ علاء الدین والدنیا محمد شاہ آنک
خسروے کانعام عامش بر طریق معدلت

خرمست باد اہمہ عمر ار کنی خرم مرا
چتر شہ چون کعبہ بود و کفتین زمزم مرا
گر کنی پیش از محرم با قدح محرم مرا
اول عمرست حالے از شہ عالم مرا
جز بمدح جانفزائش بر نیاید دم مرا
کارساز و ہر ہمہ آفاق را وہم مرا

۱۲

صد ہزاران سال بادا بر سریر ملک شاد
زانکہ شادی ثنائش وار ہاند از غم را

۶

شہنشہ را اساس ملک تا بادا قوی بادا
علاء الدین والدنیا محمد شاہ کز عشقش

سریر خسرویش از افسر کیخسروی بادا
ظفر در ہمسری خواہد فلک در پیروی بادا

فلک هر شب همی آرد نثار شاه شعری را ‌ ‌ پس از شعری که آورد او دو پیکر مثنوی بادا
چو گنج افشاند سلطان آفتاب آسا بهر سوئے ‌ ‌ عدو چوں بوم اندر کنج عزلت منزوی بادا
شه شاهان شهنشاه است و بازوے ملک را جان ‌ ‌ همیں سر باد پاینده همساں بازو قوی بادا

(۱۳)

ید بیضاست نے مشکل مراد رهر ثنائے شه
چو دستش موسی آمد هم دعایش عیسوی بادا

(۵)

بیا ساقی که فصل عید رونق داد عالم را ‌ ‌ رواں شد باد نوروزی رواں کن باده جم را
ازیں پس ماه جامی از هلال عید روشن تر ‌ ‌ که از اقبال شه هر روز نوروز است عالم را
ازاں یکجا همی ایند عید و روز نو اکنوں ‌ ‌ که ایں ساقی شدواں میر مجلس شاه عالم را
بصف بندگان نوروز و عید استاده پنداری ‌ ‌ مبارک باد میگویند سلطان معظم را

(۱۴)

علاء الدین والدنیا که از روز نخ خلق او
برا از عید است هر روزے که هست اولاد آدم را

(۱۷)

الهی دولت سلطاں همیشه کامراں بادا ‌ ‌ چو عمرش جاوداں دادند ملکش جاوداں بادا
خضر یار بقا بادش ظفر عطف قبا بادش ‌ ‌ همه حاجت روا بادش همه فرماں رواں بادا
علاء الدین والدنیا محمد شاه دین پرور ‌ ‌ که از الطاف غیبی انچه او خواهد همان بادا
درش کامد ز وهم چار طبع و پنج حس بیروں ‌ ‌ پناه شش جهات و قبله هفت آسمان بادا
جهان از بندگی شاه آزادی کشد دائم ‌ ‌ جهان دهر که در روے بندهٔ شاه جهان بادا
چو از شادی شاهان شاد شد یارب که پیوسته ‌ ‌ بشادی که پایانش نباشد شادمان بادا

هران مجلس که او فرمود زهره مطربش آمد — بهر قلعه که بگشاید عطارد مدح خوان بادا
چو از قلعه چه انداند زمین الا که بر گردوں — ده و دو برج انرا نیز فتح شه ضمان بادا
برین فرخ بساطے کز نشاط بو مظفر اشد — فتوح غیب و عیش جاودانی میهمان بادا
خضر خان و مبارک خان و شادیخان که هر خانے — ز آفات و مخافات زمانه در امان بادا
عمر خاں و شه حیدر صفت بوبکر خان هریک — چو بوبکر و عمر حکم هدی را حکمران بادا
هماں خان مبارک فال از نام فرید الحق — که همچوں نام مقبولان جمیع انس و جان بادا
خدایا حق آں پیر جواں بخت بوالحسن کستر — که بخت آں جواناں تا جهاں باشد جوان بادا
شهنشه آفتاب آسا برین سیارگاں قایم — شعاع طلعت او نور بخش خاں شان بادا
حسن کیں آستاں کهف عصمت یافت در عالم — کمینه بادح دکتر سگ ایں آستان بادا

۱۵

چه باشد گرچه باشد خاطر یک شهریار او
من آں گویم که یارب شهریارش مهربان بادا

۷

وقت است کز ابر صفا یکسو نهم گرد جفا — روشن کنم چشم وفا از خاک پائے مصطفا
ای بحر عفو و عاطفت کافی کف و صافی صفت — یاقوت درج معرفت خورشید برج اصطفی
درپیش او هفت آسماں سر بر زمیں در هر زماں — دل را درش دار الاماں جاں را لبش دار الشفا
مازاغ در باغ کمن دیباچه او لاف کن — چوں ماه کامل در سخن چوں صبح صادق در صفا
چوں جیم صدر جنت او چوں دال دلیل رحمت او — چوں دال تاج دولت و بدر همچو ضنا فردوا
اعداش را چوں گمرهاں مهر ضلالت بر دهاں — اخراج برده از جهاں سیلے خدمت از قفا

اکنون حسن دانی چه به پایش ببوس و سر بنه

۱۶	جاں در وفائے او بدہ در عذر آں چنداں جفا	۳

دستِ فلک چو بر کشد بیدق صبحگاہ را
شاہ جہاں علاء دین کوست پناہ دین حق

روحِ امین دعا کند دولتِ پادشاہ را
عصمتِ حق پناہ باد ایں شۂ دین پناہ را

۱۷	عید رسید پیش کش کردہ کماں ماہ را تہنیتے ہمی کند دولت بخت شاہ را	۹

دیدہ بر مستی ندارد عاشق دیدار ما
خواجہ را گو تا دکان ہستری گرد او در
ما یکے را بر کشیم آں دیگرے را در کشیم
خار خار عشق ما در جاں جانبازان طلب
آنکہ از دنیا و عقبی یار یے میخواہد او
بر در ما بار خواہی بار خود از خود بنہ
اندریں رہ مہر تاباں یک بدیگر میرسد
ای محمد سر ز زنداں خانۂ خاکی بر آر

مست دُرد درد باشد محرم اسرار ما
زانکہ جز قلب شکستہ نیست در بازار ما
کار کار ماست کس را کار نے با کار ما
کے خلد داماں ہر تر دامنے را خار ما
ایں نہ بس باشد کہ من یارش شوم او یار ما
گر تو ایں رہ میروی یا بار خود یا بار ما
آنکہ واصل نیست حاصل نیستش انوار ما
پس قدم در نہ بہاں خانہ دیدار ما

۱۸	چوں حسن را بلبلی دادیم اندر نعت او تو صبا خلقی گلے بفرستش از گلزار ما	۲۲

به شکل دائره غم گرد من محیط شد است — من ضعیف چو نقطه دران میان تنها
زهی رود بخطرگاه مملکت صبرسوز — زهی گرفته چو خورشید آسمان تنها
نخورده هیچ به تلخی من آن نواله غم — سفندیار که رفت او به هفت‌خوان تنها
مباد هیچ کس از دوستان چنین که منم — بکام دشمن و از جمله دوستان تنها
ز دور چرخ خراب و ز دور حادثه زار — ز اهل بیت غریب و ز خانمان تنها
به تیر بین که چگونه است در کشاکش هجر — نگاه آنکه همی گردد از کمان تنها
سفر گزید همه مردمان و من غافل — چو خفته‌ای که بماند ز همرهان تنها
دلاوری جهان بین که از مکابره دزد — عجب بود که توان برد نقد جان تنها
هزار شکر خدا را که نقد ایمان هست — اگرچه مانده‌ام از نعمت امان تنها
چو شیر خفته به تنها دهم ز حصه خویش — نه چون سگی که فرو گیرد استخوان تنها
بصدر نشسته عزیزان من آستان بوسم — روا ندارم و دربان بر آستان تنها
چو گرد طبع بر آیم صلا دهم همه — که از کرم نبود طوف بوستان تنها
دهی ز طایفه میوه دزد می ترسم — که باغ سخت بزرگ است و باغبان تنها
جهان ز نظم ترم هست چون دهانه آب — منم زبان سخن‌گو دران میان تنها
بحسن نظم حسن یک زبان شدند همه — منش همی نستایم بیک زبان تنها
زبانش نعت زبان رسول گوید و بس — ازان زبان سخن‌گوست این زبان تنها
مه چهارده خورشید آفرینش کوست — میان دائره کون قطب سان تنها
کجاست یوسف بختم که همچو یعقوبم — به بیت احزان با چشم خون‌فشان تنها
بما فرست خط عشق ما به همچو خودی — وگر کسی به پذیرد بما رسان تنها

جہاں چو حلقهٔ خاتم شدست تنگ و منم | نگینه وار بمانده بیک مکاں تنہا

۱۹ دراں زماں که نہی پا بر آستانهٔ خلد
تو دستگیر کریمی مرا میاں[1] تنہا ۱۸

دوش معراج بُد از خانهٔ خمار مرا | سر خُم باز کشاده در اسرار مرا
جنبش شہپر طاوس ملایک خورشید | کرد آواز لب بلبلهٔ بیدار مرا
شب معراج من از خط خوش ساقی بود | قاب قوسین نمود ابروئے دلدار مرا
مستیم بیں که چه اسرار بروں میریزم | اینست اسرار که بر بود ز اسرار مرا
مده اے خواجهٔ ہمسایه مرا چندیں پند | یا بروں میفکنی از سایهٔ دیوار مرا
گفتیم در تو نمی یابم ازیں پند اثر | کاش در دہر نمی یافتے آثار مرا
چند گوی که در دولتیاں لازم گیر | ہم دریں محنت و محنت کده بگزار مرا
خار خار ره معشوق به از صد گلزار | گل و گلزار ترا خار جگر خوار مرا
سبع ایوان بتو بخشیدم و ہر ہشت بہشت | ثانی اثنین دہن غار و سر مار مرا
عشق کاریست وگر بار دگر گویم نه | حاجتے نیست دریں نکته بتکرار مرا
دوست گو بدکه عزیزم کند از آتش عشق | ہیچ دشمن نتواند که کند خوار مرا
اندکے یار من ار از غم من اندیشد | بس چه اندیشه بود از غم بسیار مرا
زند تقلیدم از جاده بروں می فگند | گیسوی دوست نگہداشت چو زنار مرا
بستهٔ زلف بتاں گشته ام و می ترسم | که رسن بسته برآرند ببازار مرا
مرکب از شیر کنم مقرعه از مار از آنک | جائے جولاں نبود جز به سر دار مرا

[1] جہاں = تکرار

بند منصور سر زلف پریشانش بود — این ہمان سلسلہ کردہ ست گرفتار مرا

ہمہ روز از لب تو جان نوم امید است — تا چہ روزیست ازین غمزۂ خونخوار مرا

دجلہ دجلہ چو مے از دیدہ فرو ریخت حسن — جام مے تا خط بغداد دہ اے یار مرا

۲۰ — ## ردیف (ت) — ۱۰

دل نہادیم بہر حکم کہ از تقدیر است — ترک تدبیر پسندیدہ ترین تدبیر است

خانۂ عافیت امروز مجسلم نشود — بام او خار گرفتست و درش زنجیر است

عمر آن نیست کہ صد سال بخون خوردن رفت — عمر آن سی سہ طفلیست کہ اندر شیر است

دہر سازیست کہ زیر و زبرش آہنگست — ہرچہ آن سوی بم است این سوی دیگر زیر است

کثرت مطلق از اجزائے کمان چون نبرد — اثر راستی حرف کہ اندر تیر است

گر پیادہ است برین نطع دورنگی باشاہ — ہمہ منصوبۂ شہ تعبیۂ تقدیر است

ای بہ تذکیر گذشتہ گنہت یاد آری — کہ ہمان یاد گناہ تو ترا تذکیر است

ظالمان را نبود پند بزرگان مانع — گورکن را شب آدینہ چہ دامنگیر است

سر بہ نخوت چہ بر آوردۂ اے سرو بلند — پنجۂ مرگ نہ چون پنجۂ بید انجیر است

۲۱

واللہ امروز ہمین بود دم من کہ چو صبح
کای حسن این چہ روا داشتن تقصیر است

۱۵

خلقے خوشند و شاہ کہ نوروز عالم است — نوروز بندہ یک نظر شاہ عالم است

بر شاخ و برگ باغ کرم میکند بهار — باغ و بهار من کرم شاه عالم است

یکدم که آفتاب صفت رخ بُن کند — صبح سعادت من مسکین همان دم است

هر کس که راه یافت به بستان فضل او — کارش سرور هست و چو غنچه فراهم است

شاهنشه جهان که ز خلق مبارکش — آفاق تازه و آنکه در آفاق خرم است

سلطان علاء دنیا و دین آنکه رای او — اندر حریم غیب همه سال محرم است

صاحب قران محمد شاه جهان کشای — کاندر جهان همیشه چو قرآن معظم است

داود دار بلکه سلیمان صفت برو — هم ملک و هم خلافت ملکش مسلم است

شد سالها که در هوس دست بوس شاه — فیروزه سپهر خمیده چو خاتم است

در اوج قدر او نرسد عقل را قدم — گرچه بر آفرینش گیتی مقدم است

ذات کریم شه که کرم وصف خاص اوست — بر خلق مکرم آمده و ز خلق مکرم است

هستند شهری از کف چون ابر شهریار — امیدوار رحمت و بنده حسن هم است

تا نام باغ زنده ز آثار نامیه است — تا روزگار نامیه زنده هم از نم است

خوش باش فرش مجلس شه چون بساط خلد — کاعداش را بسیط جهان چون جهنم است

۲۲ ایوان ملک شاه مدام استوار باد — کارکان او بقاعدهٔ عدل محکم است ۷

بریں بساط چه شینم که همنشین رفتست — مردمی که گمان داشتم یقین رفتست

ز خلق ازاں کنم انزوا که خلق ناپیداست — به موم ازاں زنم آتش که انگبین رفتست

دریں خزاں چه برم باغباں که باغ مرا — طراوت از گل و تری زیاسمین رفتست

صفای دل نشود چون دراو حضوری نیست	شکوه جم برود چون از و نگیں رفتست
هزار مردم دیده ز چشم من رفتند	ولے مرا نظر اعتبار بیں رفتست
کسے که پار ز نخوت بر آسماں می رفت	بسر شکستگی امسال در زمیں رفتست

(۲۳) اگر نه رفت بکام تو در جہاں کارے
حسن مرنج که کار جہاں بریں رفتست (۱۵)

ز فتح شاه عالم را بہار است	بہار او فتوح روزگار است
جہاں ملک او ز انست تازه	که آں پروردهٔ پروردگار است
دریں حضرت ز نو نو غنچهٔ فتح	همه ایام گوئی نو بہار است
گل نصرت که رست از سبزهٔ تیغ	ز سر سبزئ بخت شہریار است
شہنشاہے که دائم طالع او	بهر عزمے که خواهد اختیار است
علاء الدین و الدنیا که از وے	بنائے دین و دنیا استوار است
محمد شاه بحر و بر که اسلام	ز تیغ بیقرارش برقرار است
چو پیدا کرد تیغ یاسمیں فام	زمیں از خون کافر لاله زار است
چو حق را در میاں می بیند الحق	همه مقصودها اندر کنار است
بحمد الله که از باران عدلش	هوائے ملک و دولت برقرار است
الا تا وقت نصرت رایت گل	زمیں را ز آسماں هردم نثار است
نثار فتح بر رایات شه باد	که فتحش دین و ملت را مدار است
دعایش خواستم گفتن چه گویم	که عمرش چوں عطایش بیشمار است

خداکورا منزه نعیم از یار — شهنشه را بهر تدبیر یار است

(۲۴)

حسن زین بادشاه بنده پرور
چو دیگر بندگان امیدوار است

(۷)

باغ امروز نگر طلعت سلطان دیدست — که گل دولت او هر طرفی خندیدست
این چه شادیست که در پوست نمیگنجد گل — گوئیا شاه جهان مهر زرش بخشیدست
دفتر غنچه سراسر صفت خلق شه است — گر تری هر ورقش یک بیک گرچیدست
همه از مجلس شاه است گل سوری را — چند پرکاله لیلی که بدامن چیدست
برکف شه نظر افتاد مگر نرگس را — زانکه تا چشم کشادست همه زر دیدست
شاه زربخش جهان گیر علاء الدینا — که همه ساز فلک گردسرش گردیدست

(۲۵)

حامی و حافظ او فضل خدا باد آمین
هر دعائے که حسن گفته خدا بشنیدست

(۷)

روئی خود را ماه میخوانی که میگوید که نیست — موے خود را مشک میدانی که میگوید که نیست
چون رخ خود را بهشت عاشقان کردی گفت — برسمن سنبل چه پیشانی که میگوید که نیست
ظلمت زلف تو چه مشکل اندران — روے تو نور مسلمانی که میگوید که نیست
گر ترا من نرم دل گویم که میگوید که هست — ور مرا تو سخت جان دانی که میگوید که نیست
جانم از خاک درشه آب حیوان یافتست — آنکه هست اسکندر ثانی که میگوید که نیست
شه علاء الدین که می بینم زجان بخشی او — بر همه کس منت جانی که میگوید که نیست

(۲۶)

شاہ را صد بندہ چوں خاقان و میدانم کہ ہست
بندہ پیشش صد چو خاقانی کہ میگوید کہ نیست

(۸)

تا خطت ریختن خون مسلماں آموخت
چشم خوں ریز تو گوئی کہ دو چنداں آموخت

شاد باد آں لب شیریں چہ خط خوش دارد
زلف تو گرچہ خط آموخت پریشاں آموخت

مقری تو لب خوبی تو میدید آخر
کافرے راچہ غرض بود کہ قرآں آموخت

حسن امروز نوائے دگر آموخت مگر
دوشش نو نالہ از مرغ سحر خواں آموخت

سحرہائے کہ بدشواری ازو می زاید
آں ہمہ غمزہ جادو بتو آساں آموخت

غمزہ تست کہ ختم است شکاری زدنش
آں شکارے زدن از تیر الغ خاں آموخت

مصطفیٰ خلق معز دولت آں کز پی خلق
جبرئیل از لب او آیت احساں آموخت

(۲۷)

عمر چوں خضر علویش چو سکندر بادش
کہ صفا داری وصف کردن ازایشاں آموخت

(۷)

باغ بہشت وصف جمال محمدؐ است
ختم رسل صفات کمال محمدؐ است

نون والقلم ہدایۂ از لوح خلق اوست
طاہا اشارتے زجمال محمدؐ است

کرسی کہ ہشت تخت فلک تحت قدر اوست
یک پایۂ زجاہ و جلال محمدؐ است

آغاز عید شادی و انجام صوم غم
موقوف ابروئے چو ہلال محمدؐ است

زاں شد فلک ز تختۂ خاک ایں چنیں بلند
کیں صرف خم پذیر چو دال محمدؐ است

ہست ایں نعم نوالہ از خوان او بلے
جملہ نوالہا ز نوال محمدؐ است

۲۸	آزاد شد دل حسن از بند ہر غمے کو بندہ محمد و آلِ محمد است	۷

اے خواجہ بدولتم ہوس نیست	ایں دولت بندگیت بس نیست
بے یاد تو مرغ را نوائے	بے نام تو صبح را نفس نیست
من شمع غمم تو صبح شادی	جز پیش تو مردنم ہوس نیست
آں پائے ترا کہ عرش سایست	چوں بوسہ دہم کہ دسترس نیست
حلوائے لبین انبیا تو	ایں طرفہ کہ بر تو یک مگس نیست
گیسوئے تو بندہا کشادہ	آرے شب عید را عسس نیست

۲۹	ہر بیکسیٔ حسن بہ بخشائے آں ظالم نفس گرچہ کس نیست	۹

بہر طرف کہ نہد روئے بخت بیدارت	خدائے عزوجل بس بود خریدارت
خدایگان سلاطین علائے دولت و دیں	کہ سجدہ میبرد از دور چرخ دوّارت
چو کعبہ قبلہ اسلامیاں محمد شاہ	کہ نصرت ازلی ہست تا ابد یارت
جہاں زخصم ستانی بہ بندگاں بخشی	جہاں ستانا ایغت در جہاں کارت
نظام و مصلحت ہفت کشور از درست	چو نور دیدہ ہفت آسماں ز دیدارت
موجہت کہ برابر برق خندہ کند	کہ قطرہ بار د پیش کف گہر بارت

نگرچہ باز خجستہ است مطلع ایں شعر	دوبارہ میسکنم ایں دُرِ غیب اشارت
نگاہدار تو بادا خدائے عزوجل	بہر طرف کہ نہد روئے بخت بیدارت

(۳۰)
حسن چگونہ ثنا گویدت چو بار دہی
کہ جبرئیل دعا میکند بہ ہر بارت
(۱۱)

صبح برگل خندہ زد تدبیر بستان واجبت	بادۂ گلرنگ در بزمے چو گلستان واجبت
بادۂ جاں رارا حتے، تن را دہد روحے دگر	پاسبانیٔ تن و غمخواری جان واجبت
مے چو مرجاں، جام چوں دُر، نوش چوں ساقی رسید	در مفرح ہم شکر ہم در و مرجان واجبت
جام بر یاد ثنائے شہ کشم خود روز و شب	جام ایں معنی کشیدن بر ثنا خوان واجبت
حضرت شہ را دعا گویم چو دیگر بندگاں	زانکہ بعد ازیں فریضہ بندہ را آن واجبت
بعد توحید خدا و نعت پیغمبر مرا	روز و شب مداحیٔ درگاہ سلطان واجبت
شہ علاء الدین والدین محمد شاہ آنک	دوستیش اندر ہمہ دلہا چو ایمان واجبت
خاص و عام از بخشش بخشایش او میخورند	خاصہ امروز ایں طرف بر کل ارکان واجبت
زآب حیواں شست سر شہزادہ دوراں ہلے	از پے سر شستن خضر آب حیوان واجبت
از خدا در خدمت اسکندر ثانی بصدق	عمر خضری خواہم والحق دوچندان واجبت

(۳۱)
اندریں مجلس حسن از باغ طبع ایں گل فشاند
ہر کجا مجلس مرتب شد گل افشان واجبت
( )

زہے جان جہاں آرا و خورشید جہان دولت	کریم کامیاب و کامگار کامران دولت

نکورائے ونکوروے ونکوفال ونکوطالع ... نصیبش از فلک فتح ونصابش از جهان دولت
معز الحق والدین الغ خان زمان داور ... که دار واو ز تائید ازل از لامکان دولت
همیشه این نهال ملک را سرسبز می بینم ... برو بارید گوئی جائے باران ز آسمان دولت
کمان چرخ با او کج نگشت و تیر کے گردد ... چو بهر بازوے او راست کردست از کمان دولت
فلک سر بر در این خانه می مالد چو می داند ... که هرگز سر نه پیچد زین مبارک خاندان دولت
چو در صدر سعادت جان ما کش میهمان آید ... ز لقمه خانه عیشش به پیش آورد خوان دولت
حسن تو دولت پابوس او هر بار میجستی ... خدا را شکر کن کامروز پیوستی بآن دولت
دعا را باش هر ساعت بخواه از حضرت ایزد ... بقائے جاودانی با بقائے جاودان دولت

(۳۲) همیشه تا که دولت اصل شادیها بود اورا ... به بزمش همنشین شادی به عزمش همعنان دولت (۱۵)

صبح چون روے گلستان آراست ... همچو گل تازه روے باید خاست
بسرودے که شب همی گفتند ... هم شراب شبانه باید خواست
وقت صبح ست رود باید دمے ... تا که توفیق این دوگانه کراست
ساقیا گر صفائے آموزی ... یارے از صبحدم که عین صفاست
ق
خیز یار از خواب و سر بر کن ... وقت بیداری و سعادتهاست
صبح صادق همه جهان بگرفت ... هم چنین باشد آنکه باشد راست
صبح را دوست داشتند همه ... دوست بر سر رسید خواب خطاست
سر ز بالین بر آر تا گویم ... روز روشن شد و جهان آراست

باده بر یاد شاه عالم نوش
که ز شاهان عهد بی‌همتاست

شاه عالم علای دنیا و دین
که درش از سر فلک بالاست

بادشاه جهان محمد شاه
که چو دور سپهر دیر بقاست

همه از اتفاق طالع اوست
بسعادت که در جهان پیداست

می صاف و کف مبارک او
گوئی این گوهرست و آن دریاست

خواست گفتن حسن دعایش لیک
او چه محتاج این دعا و ثناست

(۳۴)

هر کجا هست و هر کجا باشد
حافظ و ناصر و معینش خداست

(۱۱)

ای فضل خدا نگاهبانت
سرهای سران بر آستانت

بخت ازلست هم رکابت
فتح ابدست هم عنانت

زر بخش علای دنیا و دین
ای جان و جهان فدای جانت

شاه عرب و عجم محمد
ملک عرب و عجم از آنت

احسنت زهی سعادت من
کاحسنت کشید از زبانت

ای آب حیات جرعهٔ تو
نُه جام سپهر جرعه دانت

گر هست کسی به روم یا چین
بادا همه ریزه چین خوانت

تو شاه جهان و جمله عالم
پر از علم جهان ستانت

این عالم پیر باد پیوست
در سایهٔ دولت جوانت

تو آمده و میهمان اسلام
اسلام چو ملک میهمانت

تو دین خدا ے را نگہباں | تا ئید خدا نگاہبانت

۳۴ — ردیف (د) — ۹

بنازلے بت چیں کہ چیں ہم نماند | قرار جہاں ایں چنیں ہم نماند
بزہر غم ار عاشقے کشتہ گردد | شکر خندۂ نازنیں ہم نماند
تہی دست ویرانہ خسپار بمیرد | جہاندار اورنگ شیں ہم نماند
نہ تنہا نماند اینجانہ نقش و نگینش | چہ نقش نگیں بل نگیں ہم نماند
نماند بچیں ہیچ بتخانہ آوخ | چہ بتخانۂ چیں کہ چیں ہم نماند
بچرخ بریں مسکنی تکیہ دایم | ندانی کہ چرخ بریں ہم نماند
چہ مونس ہمی گیری از ہر قرینے | کہ مونس نماند قریں ہم نماند
اگر بگذرد عمرو کژ گوئی و کم داں | سخنداں باریک بیں ہم نماند

۳۵ — ہمی نالئے ماند مسکیں حسن را / بترسم ازآں روز کیں ہم نماند — ۷

گزشتگان جہاں حال خویش چوں گویند | کہ زیر ضربت چوگان عشق چوں گویند
یکے بپرس زنو رستگان باغ ایدل | ازاں نو آمدگاں کز چمن ہمی رویند
فراق دیدۂ گل چہرگاں ہمیدانم | کہ از کہ یاد کنند آں زماں کہ گل بویند
خبر شدست کہ فلانی برفت آگہ باش | کہ روزے ایں خبر تو بہ دوستاں گویند
غم جنازۂ خود اے عجب چرا نخورند | کساں کہ بر سر تابوت مرداں پویند

هنوز این دگراں ہم کجا ہمی پویند		چو روشنست کہ آں رفتگاں کجا رفتند

۷	**حسن** بکوی عدم گم شدند یارانت بگو نشان ز جا گم شدہ کجا جویند	۳۶

ز صد دیدہ یکے بینا ندارد	فلک با کس دل یکتا ندارد
تو گل میجوئی او اصلا ندارد	درخت دہر سرتا پائے خارست
نویدی میدہد اما ندارد	جہاں از مرد میہا مرد ماں را
مرنج از وے کہ او حلوا ندارد	دریں کوے ار یکے سر کہ فروشد
بباغ ہشت در باد اندارد	کسے کز ہفت بام چرخ بگذشت
در ایوان دشمن جا ندارد	کسے کاینجا مربع شنید از کبر

۷	**حسن** آخر چرا اندیشی امروز ازاں فردا کہ پس فردا ندارد	۳۷

آدمیت در بنی آدم نماند	بوئے راحت در ہمہ عالم نماند
نیکوئی را نام در عالم نماند	چند پرسی از نکو ناماں از آنک
بیژن از چہ چوں جہاندر رستم نماند	مردم از غم کے رہد انصاف رفت
چوں کنم چوں در جہاں مرہم نماند	ماندہ ام با یک دلے صد جائے ریش
نیم جانے ماندہ بود آں ہم نماند	یک نفس برکار بود آنہم گسست
محرمیت را یکے محرم نماند	با کہ خواہی دم زدن از نیکوئی

۳۸

حال محرم بشنو از مسکیں حسن
در همه عالم یکی محرم نماند

۱۵

ساقیا مے دہ کہ میکدہ بگشاد عید
کرد جانہا را بجام شادی افزا شاد عید

بود در مغرب کلیدے گم شدہ چوں یافتند
قفل نور از مشرق خمخانہا بگشاد عید

گر خرابی داشت از دوری مستان میکدہ
داد استظہار ساغر را و کرد آباد عید

ساخت جامے نو درین یک مہ ز زر دہ دہی
یازدہ مہ را صلای عشرت اندر داد عید

داد عشرت داد عید از عین عدل شہ ولے
دور داد ست ایں نیارد بود دور از داد عید

شہ علاء الدین و الدنیا محمد شاہ آنک
ملک را نو نوز ماہ رایت او داد عید

عید شکل عبد شد بر شاہ یعنی بندہ شد
بندہ شد از ہمہ بند محن آزاد عید

تا شود صید از پئے قربان شاہ بے بدل
عین خود خواہد کند حالے بدل با صاد عید

خسروا گر غزوات رونق بہ بخشد عید را
ہمچو طبل عید ہر سو برکشد فریاد عید

نعل خنگت بر فلک ماہ نوے بنیاد کرد
برکشید ایوان شادی ہم بر اں بنیاد عید

فتح را بود ست عزم در گہ شاہ فلک
در رکابت ہمعناں فتح بفرستاد عید

عید میگوید کہ نزہت را مبارکباد فتح
فتح میگوید کہ نزہت را مبارکباد عید

تا ز سیارہ نماید خندۂ شیریں سپہر
تا ز ماہ نو بر آرد قامت فرہاد عید

عید خنداں باد نو نوروز زیست از دور چرخ
باد چوں عاشور گریاں روئے بر حساد عید

یک نظر از شاہ بر اتمام امید حسن

تا چهار راه سخن بر دل من بنده کشاد
دل براحی سلطان جہان کردم شاد

شاه جہان بخش جہانگیر علاء الدنیا
کز جہان تا که جہانست چو او شاه نزاد

داور کل ممالک محمد شاه آنکه
دیر اسلام بد ورکرمش گشت آباد

آن خلیفه بحقیقت که ہم اکنون فرمانش
بینم از دجله رواں تر میان بغداد

ہر کجا راند سپه پیش وے افتاد عدو
درره دیں به ازیں نیست دگر پیش افتاد

باد در سر نکند ہیچ کس اندر عہدش
ورکند داده بود ہم سر خود را بر باد

بانگ رعدے که گه و گاه ہمی خیزد چیست
ابر از دست درافشانش بر آرد فریاد

دست شه کرد بہر منزل ازیں ره پیدا
اختران از زر و خنگش سم نواز پولاد

شہریارا چو توئی زبده کونین امروز
حق تعالے بکفت داد سر رشته داد

رمضاں در سپه خاص تو میر ہمه است
عرض آں ہر سه دہه پیش تو بتوانم داد

دہه اول ایں مه دہه رحمت بود
رحمت ایں دہه دانی که کجا روے نہاد

ہر که در بندگی شاه جہاں دل دربست
ایں دہه بر دل آنکس در رحمت بکشاد

دہه دوم ایں مه دہه مغفرتست
کایزدش از پے آمرزش ما بفرستاد

ہر که او طاعت شه کرد شد آمرزیده
وز اولی الامر ہمیں طاعت شه ہست مراد

دہه سیوم ایں مه دہه آزادست
در دل بنده حسن بیں که چه می آید یاد

ہر که در بند غم افتد چو من از جور جہاں
شود از یک نظر تربیت شه آزاد

خسرو اوقت دعا شد بدعا ختم کنم
ہم به بینی که باخلاص تو دارد بنیاد

۴۰

دین حق را چو نگهبان و نگه داری تو
حق همه جائے نگهدار و نگهبان تو باد

۱۵

روز نوروز که گل پرده ز رخ برگیرد — مرغ هر پرده که دارد همه از سر گیرد
روئے گل تازه شود از دم صبح صادق — صد در گل نه که در هر که بود در گیرد
نرگس آید همه تن چشم بنگران چمن — غنچه از شوخی او روئے بجاں در گیرد
صبح جام زر خورشید بروں آرد چرخ — جام بر یاد شهنشاه مظفر گیرد
شاه جاں بخش جهانگیر علاء الدینا — که جهاں را نه بتعلیم به خنجر گیرد
سر شاهاں جهاندار محمد شاه آنک — از سر تیغ بیک عزم سر افسر گیرد
شاه را از آئینه غیب جهاں روشن شد — که بقائے خضر و ملک سکندر گیرد
نام سنجر بچنیں جائے که گیرد امروز — نوبتے دار درش نام چو سنجر گیرد
کمتریں بندهٔ او دست چو سنجر یابد — کهتریں حاجب او پایهٔ قیصر گیرد
شاه زر بخش بخورشید همی ماند راست — چو شود طالع از او عالم همه زر گیرد
خسروا خلق جهاں نام تو بر دیده گرفت — وانکه بگرفت خدایش ز جهاں برگیرد
صدف اندر دل دریا کف تو یاد کند — ابر نیساں دهنش در در و گوهر گیرد
همچو بلبل حسن آورد نوائے بر خویش — تا چو گل خلعت و چوں غنچه تر زر گیرد
تا بهر کشورے امروز بود خنداں گل — نرگس از شادی آں جام عنبر گیرد

باش صد قرن چو گل خرم و خنداں که گفت

(۱۴) جام مے بخشد و خواہد ز ر کشور گیرد (۱۲)

بوقت صبح چو مرغ از بہار یاد کند
صبوحیان را عیش سحر ز یاد کند
بران قوافی و سجعی کہ رسم مرغانست
ہزار دستان ہر لحظہ مستزاد کند
اگر ز گرمئ این فصل غنچہ تنگ آید
ہم ابر آب زند ہم چنار یاد کند
سیاہی است درا وراق لالہ یا رقعیت
مگر مکارم اخلاق شہ سواد کند
علاء دنیا و دین بو المظفر آنکہ چو بحر
بہ بزم و رزم گہر بخشد ایستاد کند
خدایگان زمین و زمان محمد شاہ
کہ کار دین محمد با عتقاد کند
زمصر تنے کہ بدرگاہ شاہ یافت سلام
ہمان زمان غم صد سالہ خیر باد کند
ز دست چرخ ستمگر عنان شہ گیرم
کہ شاہ ہر چہ کند بر طریق داد کند
چو دولتست شہنشاہ را اصلاح اندیش
کرا مجال کہ اندیشۂ فساد کند
اگر نہ ہم بہ ضمیر مبارکش گذرد
مرا بصدر چنان بادشاہ کہ یاد کند
خدا یش شادی نو نو دہد کہ ہر نفسے
ہزار غمزدہ را ہمچو بندہ شاد کند

(۴۲) کلید حکم ہمیشہ بدست سلطان باد
کہ کار صد چو حسن در زمان کشاد کند (۱۵)

باز عہد گل بگلگشت ریاحین در رسید
شاخ اگر در دل امیدے داشت اندر بر رسید
دی بگلگشت تماشائے چمن خوش بود گل
دوش چون تر شد ز باران صبحدم خوشتر رسید
گل ز یکدیگر برونق میرسد یکسال بہ
سال ما امسال خود بر رونق دیگر رسید

غنچه فتح از بهار خسروی بشگفته بود	نونهال دیگر از بستان شادی در رسید
سرو باغ سلطنت نخل ریاض مملکت	کز قدوم او بهار نو بهر کشور رسید
هست جمشید دوم با فر و فرهنگ تمام	ثانی جمشید از ثانی اسکندر رسید
شه علاء الدین والدین محمد شاه آنک	طالع سعدش سعادت بخش هفت اختر رسید
ضرب نقش سکه اش بر روی هفت اجرام شست	صیت صوت خطبه اش زانسوی بر منبر رسید
یافت پیغمبر ز حق نامی ز بهر ضبط کل	این زمان آن نام بر همنام پیغمبر رسید
آسمان هر جا که منزل ساخت او شد پاسبان	فضل حق هر سو که رو بر داشته رهبر رسید
لشکر منصور را هر گه که گرد فوج فوج	گوئی افواج ملائک مدد لشکر رسید
خون کافر همچو جرعه بر زمین شد ریخته	چون گل آمد دور مے شد نوبت ساغر رسید
چون حسن بخشاد گل تیر و بهمن بسیج شاه	هم دهانی پر گهر هم دامنی پر زر رسید
خواست کردن گوش مجلس از دعای شاه خوش	مژده خوش تر بگوش این ثنا گستر رسید

۴۳

شاه ما جاوید خواهد ماند بر تخت بقا
خاطرم این حرف بر جاسوس غیبی در رسید

۱۵

ما منتظر عید که عید دگر آمد	صبح طرب از مطلع امید بر آمد
زان پیش که فره برسد کوکبهٔ عید	امروز یکی مژدهٔ عید دگر آمد
ما شاد بدین عید مجازی که ز حضرت	از آمدن عید حقیقی خبر آمد
اقبال خبر داد که بر طالع مسعود	در خانهٔ خاقان معظم پسر آمد
خان زادهٔ فرخنده قدم کز قدم او	شادی بدل کافهٔ اسلام بر آمد

اسلام از و چشم کرم دارد و یارب
تا مژدۂ ملکِ ابد و دولتِ سرمد
جان بخش علاءالدین سلطان جہانگیر
سلطان قضا حکم قدر قدر محمدؐ
ہر شاہ بتاجے است سرافراز ولی او ست
چتر سپہش مردمکِ دیدۂ فتح است
در مدح کمر بستہ بدہ جا حسن امروز
طبعش ز رہ تہنیت اینجا گہر افشاند
شہ را چہ دعا گوید از روئے کہ ملکش

ایں دیدۂ دولت چہ مبارک نظر آمد
در بندگی خسرو و جمشید فر آمد
کز صبح جہاں گیر جہانگیر تر آمد
کا فلاک مطیعش چو قضا و قدر آمد
آں شاہ کہ بر تاجوراں تاجور آمد
گرد سپہش سرمۂ چشم ظفر آمد
آمد چو نے راست ولی نیشکر آمد
آرے سخن از روئے معانی گہر آمد
در عین امانی ملک دادگر آمد

۴۴

تا حشر ہموں شاہ جہاں باد کہ او را
نصرت حشم و فوج سعادت حشر آمد

۹

طراوتے کہ گل و سبزہ را جواں دارد
ازاں میاں چو گل آزاد مے زید سوسن
نثار غیب کہ نو روز راست کردہ ہمہ
نگر چہ راست فتاد است پلۂ شب و روز
خدایگان سلاطین علاء دنیا آنک
ابو المظفر شاہ جہاں محمد شاہ
عجب نباشد اگر ایں سکندر ثانی

ز فر دولت شاہنشہ جہاں دارد
کہ مدح شاہ جہانگیر بر زباں دارد
برائے حسن شہنشاہ کامراں دارد
مگر نشانِ عدل خدایگاں دارد
کسے چو ابر بہارے گہر فشاں دارد
کہ خلق او ہمہ عالم چو گلستاں دارد
هزار تخت بگیرد کہ وقت آں دارد

هزار جان گرامی فدای جانش باد	که زنده از کرم اوست هر که جان دارد

۴۵

حسن رعایت اخلاص ورد خود کرده
دعای شاه که چون فاتحه روان دارد

۹

نوبهار آمد جهان را تازه کرد	سبزه رو تازه جهان را تازه کرد
دوش صوتی در دل من میگذشت	مرغ صبح اسرار آن را تازه کرد
باد بوی صبحدم را تحفه ساخت	آبروی بوستان را تازه کرد
مهرهای نوکشید از غنچه شاخ	گل بساط گلستان را تازه کرد
گل بدست شاه دارد نسبتی	کز زرافشانی جهان را تازه کرد
شه علاء دین و دنیا کز کرم	رسم زمین و رسم زمان را تازه کرد
نام او در دار ضرب معدلت	سکهٔ نوشیروان را تازه کرد
گرد میدانش صبا بر چرخ برد	گلشن هفت آسمان را تازه کرد

۴۶

تا حسن طوطی مدحت خوان اوست
زین شکر هندوستان را تازه کرد

۴

یارب همه جهان مدد عمر شاه باد	اسلام در پناه شه دین پناه باد
تا در جهان ز دین و ز دنیا سخن رود	سلطان علاء دنیا و دین بادشاه باد
بر صدق آنکه عرصهٔ آفاق ملک اوست	احسانش حجت آمد و عدلش گواه باد

هر جانبی که رایت اعلی روان شد

۴۷	فتح مبین و نصر عزیزش سپاه باد	۳

فتح غیبی همعنان شاه باد
اختر مسعود رهبر همنشینش

تخت او بر فرق مهر و ماه باد
نصرت سبحانیش همراه باد

۴۸	شه علاء الدین و دنیا کاسمان چون همه گیتیش دولت خواه باد	۹

مرا امشب مئی چون صبح نورانی همی باید — عقیقی در تن الماس پنهانی همی باید
پیاله رنگ زردار و قرابه رنگ فیروزه — مرا از هر دو آن لعل بدخشانی همی باید
می و خرگاه آتش دان و لختی عود بر آتش — زمستانست و اسباب زمستانی همی باید
فلک را گفتم این دُرها چه بیرون میکنی گفتا — همه بهر نثار بزم سلطانی همی باید
کرم‌ها کرد حق در حق سلطان مسلمانان — حقیقت شد که او را این جهانبانی همی باید
علاء الدین و الدین که تا نام جهان باشد — همایون ذات او اندر جهانبانی همی باید
فراهم میکند از فضل یزدان کار ملک و دین — بلی آن کارها را فضل یزدانی همی باید
چو شد در دور ملکش نازنعمت در جهان ارزان — بس این ملک جهان بر وی هم ارزانی همی باید

۴۹	برین درگاه هر بنده فزون آمد ز صد خاقان حسن کردار صد مدح چو خاقانی همی باید	۷

ماه من ز مشرق جهان آمد — اخترم از مطلع وصال آید

عقل تواں باختن بر ابروی معشوق / عید تواں کرد چوں ہلال برآمد
خوئے چو ستارہ زرخ بروں زدہ گوئی / کوکبہ ماہ بر کمال برآمد
صبح دماں فال نیک جستم از افلاک / طالع شاہ خجستہ فال برآمد
خسرو عالم علاء دولت و دین آنکہ / قرعہ عمرش ہزار سال برآمد
بخت چو زد سکہ عمر مملکتش را / ہر دو طرف نقش لایزال برآمد

۵۰

ورد حسن شد مزید فضل و جلالش
وان ہمہ از فضل ذوالجلال برآمد

۱۱۰

روئے گل از ہوا نمے دارد / پشت شاخ از صبا خمے دارد
مرغ صبح بامداد نالۂ زار / از چہ دارد مگر غمے دارد
گر نہ زیر خروس خوش گیرند / دہل صبح ہم سبے دارد
صبح را دہ ہوائے گل یارب / جاں بروں رفت تا دمے دارد
باغ را این درون و بیرون خوش / ہمچو من وقت خرمے دارد
غنچہ از برگ سازی نوروز / روزگارے فراہمے دارد
گرچہ امروز فاختہ با من / صوت صبحی دمادمے دارد
ساقیا خیز می بدہ کہ حسن / سر این گفتگو نمے دارد
دلش آسودہ از غم عالم / تا چہ آسودہ عالمے دارد
گرچہ بیکس شہریارش نیست / شہریارے معظمے دارد

کعبۂ دین علاء دنیا آنکہ

(۵۱) سرو کفی ... چو زمزمه دارد (۵)

ساقی مے گلگون بده بوے بہارم میرسد
اے ابر روے گل بشوے گل دل بلبل بجو
خیزم سوے میداں شوم با قد چوں چوگاں شوم
زیں پیش غم زادم بسے بر جان من تو دستم

یک دو قدح در کار کن خاصہ که یارم میرسد
بلبل تو صوت نو بگو کاں نو بہارم میرسد
چوں گوے سر غلطاں شوم کاں شہسوارم میرسد
اکنوں ازاں غمہا چه غم چوں غمگسارم میرسد

(۵۲)
گفتم حسن چونی توہاں گفتا خوشم بے اندہاں
کانچہ از در شاه جہاں امیدوارم میرسد
(۵)

طرهٔ رخسار صبح چتر سیاه تو باد
ای تو شه دین پناه دیں بتو آورده پشت
عقدهٔ نه آفتاب تاب کمند تو شد
سکهٔ از فضل حق ملک اقلیم ملک

سرمهٔ چشم ظفر گرد سپاه تو باد
عصمت پروردگار پشت پناه تو باد
نور ده صبحدم طرف کلاه تو باد
تا ابد ہمچنیں عدل گواه تو باد

(۵۳)
تا ز ہوا بر زمیں سایهٔ ابر اوفتد
بر سر ہفت آسماں پایهٔ جاه تو باد
(۷)

سلام ضعف به نقش ہوا پرست رسید
غبار واقعه در جویبار عیش آمیخت
شد آں توجه در راه پی کارخانهٔ غیب

نوید قطع بحرص دراز دست رسید
خمار حادثه در نرگسان مست رسید
کنوں چه شیشی دیوار خانه پست رسید

جوانیم ہمہ شد چرخ و ہیچ حاصل نہ
دریں معاملہ یکبارگی شکست رسید

مزاج عمر براں راحتے کہ بود نماند
بلائے شیب بداں شدتے کہ ہست رسید

چو تیر میگذرد سال عمر من امروز
حساب میکنم آں تیرہا بشست رسید

۵۴

حسن اگر نفسے داشتی بلند آہنگ
بدار کاں ہمہ آہنگہا بشست رسید

۱۵

کرا گویم کہ بجست گم رہم در راہ اندازد
بگیر دوست من یکبار در پائے شہ اندازد

کرا گویم کہ آرد ز آفتاب مختتم بیروں
چو سایہ در پناہ دولت ظل اللہ اندازد

شہنشاہے کہ رایش عقل را دانائی آموزد
چو استاد کہن کو طفل نو را در رہ اندازد

علاء الدین والدنیا محمد شاہ کز ہیبتش
فلک چوں زہ شود چوں زہ چہ میگویم زہ اندازد

مبادہ شاہ دست قہر بر برج فلک دارد
مبادا شیر چشم خشم سوے روبہ اندازد

دگر روباہ یابد از سگان صد کاہش دل
بیک پنجہ ز شیران درندہ پنجہ اندازد

عدو چوں ابر گر بالا ہمی جوید وجودش را
چو باراں قطرہ قطرہ کردہ از بالا تہ اندازد

چو بے دولت کسی کو کین آنحضرت بدل دارد
چہ دیوانہ کسی کاتش در انبارگہ اندازد

جہانگیرے کہ تیرش ہمچو برقے بگذرد روشن
اگر بر اسپر خورشید و برجاس مہ اندازد

فلک بازیں زہر روز خنگ نوبتی شہ
مہ نو نعل زرینش کہ بعد ہر مہ اندازد

بہ از صد چشمۂ خورشید بینی چشم آنکہ را
کہ از عین عنایت یک نظر آنکہ اندازد

چو جوزا وار بر بندد کمر بہر شکارے را
اسد از قوس او خود را چو دادا اندر چہ اندازد

حسن میراں مدح شاہ سنجد بس کتا فروا
خدا در پلہ جائے یکے نیکی دہ اندازد

الاتاچست تر گردد قبائے شب تابستاں	بساط روز فراش زمستان کو بہ اندازد

(۵۵) بساط مملکت بر درگہ شہ باد گسترده
که دولت رخت خود در سایہ ایں درگہ اندازد (۷)

سلطان جہاں جہاں ستاند	برگل مراد کامراں باد
اسکندر روزگار مارا	چوں خضر بقائے جاودان باد
چوں مردم دیدهٔ جہاں اوست	از چشم زمانہ در اماں باد
بر خلق چو صبح مہربانست	بر خصم چو چرخ قہرماں باد
فتحش ہمہ سال ہمرکابست	نصرت ہمہ عمر ہمعناں باد
زیں پیش ہر انچه خواست آن شد	زیں پس چہ طلب کند ہماں باد

(۵۶) یارب قلم حسن بدخش
پیوستہ چو تیغ او رواں باد (۷)

بنامت میکشایم نامہ را بند	که جانم را بیاد اوست پیوند
خداوندا تو عالم را خدائے	خداوندان عالم را خداوند
نہاد عالم از فضل تو قایم	نہاد آدم از فیضت برومند
توئی پروردگار جملہ عالم	منزه از زن و فارغ ز فرزند
نمے گشتست از تو در صدف دُر	نئے بستست از تو در کمر قند
زہے وصف جناب قُلْ هُوَ الله	بیک دیدارشان خشنود و خرسند

۵۷

توزیں چابک رواں بسیار واری
حسن رادست بر فتراکشاں بند

۱۲

چو شہ بفال ہمایوں علم بروں آرد	زمانہ نزل ظفر دمبدم بروں آرد
علائے دولت و دیں کاستان حضرت او	ز فتح و نصرت و فیل و علم بروں آرد
محمدے کہ ہم از بہر دین و ہم نامش	چہ لشکرے ز عرب تا عجم بروں آرد
بحق کعبہ کہ چوں او قدم نہد بمصاف	ہزار زمزم فتح از قدم بروں آرد
سیاہ روی ماہ از خسوف نیست از انست	کہ با وجود سپاہش حشم بروں آرد
شہنشہا فلک ار جنبشے کند بخطا	کف تو خط امان اسم بروں آرد
وگر زمانہ مبادا فرو رود بزمیں	عنایت تو بدست کرم بروں آرد
ز فیض فضل تو آنکس کہ جرعۂ بخشد	بجام ہندسہ جام جم بروں آرد
دل مبارک تو ہر رقم کہ بروحست	یگان یگان غرض آں رقم بروں آرد
حسن بگرد ثنایت بر آمد از پے آنکہ	ز صحن سینہ ہمہ گرد غم بروں آرد
برد منازع من سر بہ بحر فکر فرو	ولے چنیں در بے مثل کم بروں آرد

۵۸

بقائے ذات تو چند آنکہ تا بنی آدم
سر وجود ز جیب عدم بروں آرد

۱۶

ہر کرا نصرت سلطان ازل یار آمد	اختر شش بندہ و افلاک خریدار آمد
تا ابد یاری اغیار نبودش حاجت	ہر کرا یاری یاری دہ او یار آمد

چونکه شه تازه نهالیست برآورده حق ‌ ‌ ‌ لاجرم شاخ امیدش همه دربار آمد
شه جهاندار جهانگیر علائے دل و دین ‌ ‌ ‌ که جهان را ابدالدهر خریدار آمد
داد در کل اقالیم محمد شه آنک ‌ ‌ ‌ داد او راه سر گنبد دوار آمد
دست افلاک و ستاره همه از کار بماند ‌ ‌ ‌ بخت عالی قدم شاه چو در کار آمد
کارزارے که در ایام شه عالم رفت ‌ ‌ ‌ کار بر خصم چه گویم که چه دشوار آمد
هیچ کس راه گریزے نتوانست گرفت ‌ ‌ ‌ وانکه بگرفت سرانجام گرفتار آمد
رائے باریک شهنشاه چو روشن گردد ‌ ‌ ‌ هرچه از هندسه غیب پدیدار آمد
رفت چون چشم جهاندیده سر فتنه بخواب ‌ ‌ ‌ این همه از اثر دیده بیدار آمد
قاف تا قاف همائے سر چترش بگرفت ‌ ‌ ‌ جان سیمرغ ازان رشک بمنقار آمد
سر پابوسی شاهنشه دوران دارد ‌ ‌ ‌ دور افلاک ازان دائره کردار آمد
چرخ در پائے وے افتاد سرش برگرفت ‌ ‌ ‌ گوئیا همت والائے ورا عار آمد
حسن اندازه وصف تو نیارد گفتن ‌ ‌ ‌ گفت او آنچه در اندازه گفتار آمد
حافظت باد خدا هم شب و هم روز کرده ‌ ‌ ‌ روز هر دشمن دین همچو شب تار آمد

۵۹

حق نگهدار و نگهبان سزدش در همه حال
خلق را او چو نگهبان و نگهدار آمد

۱۱

هر کرا دل چو گل از باد صبا خندان شود ‌ ‌ ‌ روئے او خندان چو گل نے بلکه صد چندان شود
شاه ما چون ملت حق را کند پشتی بعدل ‌ ‌ ‌ می‌سزد گر نصرت غیبش به پشتیبان شود
شه علاء الدین والدنیا که چشم آفتاب ‌ ‌ ‌ در علو طالع میمون او حیران شود

ابر گر دستے زند بر دست شاہ از خاصیت | این کہ بر ما قطرہ می بارد گہرباران شود

شاہ را صف صفا با حضرت حق راست است | زان شب و روز ابلق شاہیش در جولان شود

زان طرف فیلان جنگی بر سریر شہ رسید | زین طرف زین گونہ لشکر در حق فرمان شود

مغربی چندین ہزاران سا فیل کز خرطوم شان | آسمان کنگرہ بر برج ہم لرزان شود

از برائے تختہ نرد شاہ می انگیختند | تعبیہ کان بخشش انگیز د حقیقت آن شود

در بساط ملک فیل افزود حق بادشاہ | بر خلاف اتفاق فیل آب آسان شود

شاہ قایم باد بر تخت بقا تا خصم را | مہرہ گردون بپایے تخت او غلطان شود

(۶۰) شاہ محمد را باسم و فعل امید است آنکہ | این حسن در بارگاہ دولتش حسان شود (۱۱)

شاہ ما را ایزد از شاہان دوران برگزید | کیست کز وے سر کشد آنرا کہ یزدان برگزید

خاص درگاہ خدا اعظم خدیو اعظم است | کو علم بر اوج ماہ و فوج کیوان برکشید

شہ علاء الدین محمد آنکہ رائے کاملش | روئے ماہ آسمان را داغ نقصان برکشید

گاہ جوشش آب نیسان را ز بہر خود بر کشاد | وقت بخشش خون لعل از دیدہ کان برکشید

سایبان از بہر دفع گرمی خورشید شاہ | سائبانے دیگر از خورشید تابان برکشید

چتر ایران گیر را چون رایت توران کشاد | بر سر شہزادہ ایران و توران برکشید

خسرو العل سخن را پیش ازین نامے نبود | دور انعام تو نام ہر سخن دان برکشید

بخشش شہ را عطارد در شمردن عاجز است | زہرہ نتواند ازین زرہا بداماں برکشید

بحر جود دست او بشنید و شورے در گرفت | رعد برق خنجر او دید و افغان برکشید

تو سخن سنجیدہ میگوئی و لعل مدح تو	ہر گز اندر پلہ اندیشہ نتواں بر کشید

(۶۱)
پایۂ تخت ترا بندہ حسن تابندہ شد
چرخ در تحسینش گردن دست احساں بر کشید
(۱۴)

سعادتے کہ پیاپے دریں دیار آمد	ز فر طالع میمون شہریار آمد
جہان و خلق جہاں را نوید دولت کام	زمین دولت سلطان کامگار آمد
خدایگان سلاطین علائے دولت و دیں	زمانہ را بہ زمیں بوسش افتخار آمد
ابو المظفر شاہ جہاں محمد شاہ	کہ چوں محمد مقصود ہشت و چار آمد
رسیدہ از چپ و از راست فتح بار یدہ	چو باز دولت ایں شاہ در شکار آمد
بریدہ گردن گردن کشاں علی الاجمال	بخنجرے کہ علی القتل ذو الفقار آمد
جہاں ز پشتی شمشیر اوست رو تازہ	کہ پشت مملکت و روئے روزگار آمد
بلندی از سر شہ یافتست کنگرہ وار	دہ ود و برج کہ در دور نہ حصار آمد
ہزار گنج بشکرانہ درمیاں آورد	کہ ہر چہ خواست بزودیش در کنار آمد
چو گل شگفتن شہزادہا ہمی خواہم	کہ ہر یکے چمن ملکت را بہار آمد
بباغ دولت او خضر خاں نہالے خواست	وزاں نہال نہالے دگر ببار آمد
ہمیشہ باد گلستان ایں ممالک خوش	کہ گل بدیدۂ بدبیں خصم خار آمد
ثبات ملت و ملک از بقائے شہ بادا	بقائے اوست کہ اسلام را مدار آمد

(۶۲)
حسن چگونہ تواند شمار عمرش کرد
کہ عمر و مملکتش ہر دو بے شمار آمد
(۸)

شاہے کہ بیک جرعہ صد گنج عطا بخشد
تا نام بقا باشد یزدانش بقا بخشد

خورشید ندیدستی گو بر ہمہ کس تابد
خورشید صفت سلطاں زر در ہمہ جا بخشد

زر بخش علاء الدین بر دنیا و دیں حافظ
دیں را بکف داد و دنیا بعطا بخشد

یارب تو بفضل خود ہر گنج مرادے را
کاندر دل سلطانست می بخش کہ تا بخشد

چوں چرخ دم ہمت بر اوج علو راند
چوں صبح زر روشن بر صدق و صفا بخشد

وقتے کہ ثنا خوانند عالم چہ بود انجا
محصول تمام آں بر نسیم ثنا بخشد

در چہرہ او بینی نورے کہ خدا بخشد
در سایۂ او یابی فرّے کہ ہما بخشد

۶۳	ایں مملکت کامل بخشید خدا آرے نقصاں کہ تواند کرد آنرا کہ خدا بخشد	۷

مرا امشب چو صبح نورانی ہمی باید
عقیقے در تن الماس پنہانی ہمی باید

من و خرگاہ و آتشدان و لختے عود بر آتش
زمستانست اسباب زمستانی ہمی باید

فلک را گفتم ایں دُرہا ز بہر چیست گفت
ہمہ بہر نثار بزم سلطانی ہمی باید

کرمہا کرد حق در حق سلطان مسلماناں
حقیقت شد کہ او را در مسلمانی ہمی باید

علاء الدین و الدنیا کہ تا نام جہاں گم شد
ہمایوں ذات او اندر جہانبانی ہمی باید

فراہم میکند از فضل یزداں کار ملک و دیں
بلے ایں کارہا از فضل یزدانی ہمی باید

۶۴	چو شد در دور ملکش ناز و نعمت در جہاں ارزاں بس ایں ملک جہان بر شے ہم ارزانی ہمی باید	۱۱

باز تازہ نعمتے از حضرتِ سبحاں رسید — باز نو سروے بباغ دولتِ سلطاں رسید
گوئی از فالِ مبارک چشمِ عالم نور یافت — یا خضر بد پیشرو کاں چشمۂ حیواں رسید
کوکبے کاں چشم جانرا نور بخشد رو نمود — میوۂ کاں شاخ جانرا مایہ بخشد آں رسید
صوت سازِ خرمی از کامِ ہفت اختر کشاد — صیت طبلِ تہنیت بر بامِ ہفت ایواں رسید
بوستانے در میانِ گلشنِ شادی شگفت — آفتابے در کنارِ سایۂ یزداں رسید
شہ علاء الدین والدنیا محمد شاہ آنک — نعل رخش ہمتش بر تارک کیواں رسید
آں خداوند خداوندان عالم کز خدائے — تا ابد بر خلق فرماں دادنش فرماں رسید
جان خلق و دین خالق را پناہ از عدل تست — رونقے در دل فزود و راحتے بر جاں رسید
تا کہ دوراں را بقائے ہست از دور سپہر — تا کہ نوئے خواہد اندر عالم انساں رسید
داور دوراں ہمیشہ شاہ عالم باد و بس — چوں ز دور عدل او آسائش دوراں رسید

(۶۵) مدح سلطان ختم کن ہم بر دعائے او حسن
زانکہ ہرگز در کمال عدل او نتواں رسید (۶)

شہریارا ملک و ملت بر مزید آوردہ اند — ہمت درہائے ہمت را کلید آوردہ اند
شہ علاء الدین والدنیا تو آنی کز ازل — ہفت گردوں از پے جاہت پدید آوردہ اند
دیدہ روشن شد شہا از بخت سرسبزت مگر — سبز دیدن چشم مردم را مفید آوردہ اند
عیش تو با شادی شہزادہا فرخندہ باد — زانکہ نسل تو چو عمرت بر مزید آوردہ اند
اے کمینہ بندہ ات برتر ز صد خوارزم شاہ — در ثنایت بندہ را رشک رشید آوردہ اند

جام مے کش نام مے بر ملک مے پرور از آنک

۶۶	ذات تو از بہر ایں معنی پدید آوردہ اند	۹

خلق در سایۂ اقبال الغ خانی باد
سایۂ دولت شہ بر سرش ارزانی باد
جانِ اسلام معز دول و دیں کہ مدام
مدد دولت او سایۂ سلطانی باد
خان ماراں مدد از دولت سلطانی شد
ہر دو را پشت و پنہ نصرت سبحانی باد
خان چو شد خانۂ انصاف و کرم را بانی
کرم شاہ جہاں ہم مدد بانی باد
خسروا روئے چو در راہ شہ آوردستی
روئے بختت ہم ازاں آئینہ نورانی باد
شہ ز تاریخ ازل ثانی اسکندر شد
شاہ اقبال تو تا حشر ہمہ ثانی باد
روح روح تو چو از بادشہ عالم شد
مدد جان شہ از عالم روحانی باد
دل پاکت کہ امان بخش مسلمانانست
چوں دل شہ پنہ دین مسلمانی باد

۶۷	روزگار شہ و خاں غیرت خاقاں آمد گفتۂ بندہ حسن غیرت خاقانی باد	۱۳

خدایگانا فضل خدا معین تو باد
فتوح ہمدم و اقبال ہمنشین تو باد
بہر مقام کہ آئی و ہر کجا کہ روی
خدائے عزوجل حافظ و معین تو باد
علائے دینی و شاہ جہاں محمد شاہ
کہ دوست و دشمن در حکم مہر و کین تو باد
شدہ غلام تو خاقان چیں و میگوید
کہ صد چو خاقاں ہر روز ریزہ چین تو باد
عنایت ازلی چوں نگین دولت تست
کفایت ابدی نقش آں نگین تو باد
جہاں شبے است بصبح سعادت آبستن
طلوع صبح وے از مطلع جبین تو باد

هلال فتح کز اوج ظفر نماید روے
برفع دشمن دیں چوں کمی تو اندیشہ
رضائے حق طلبیدی چنانکہ حق رضاست
توئی ہمین خلافت حسن دعاگویت
خہے ہمین چو خورشید شہسوار جہاں
زہے زمین ز قدوم تو آسماں گشتہ

ہمیشہ در نظر رائے دوربین تو باد
فلک موافق اندیشۂ کمین تو باد
رضائے آں ملک بے قرین قرین تو باد
کہ اعتضاد ممالک ہم از یمین تو باد
بحکم تو کرہ چرخ زیر زین تو باد
چو عزم گوئے کنی آسمان زمین تو باد

۶۸

چو فتح باب ممالک بآستان تو شد
کلید جملہ مقاصد در آستین تو باد

۴

شاہ را پیوستہ تائید خدا ہمراہ باد
تا کہ سیر آفتاب از شرق باشد سوئے غرب
بخت عالی رائے او بر اوج چرخ چنبر است

فتح داعی بخت چاکر چرخ دولتخواہ باد
شرق و غرب اندر پناہ جاہ ظل اللہ باد
تخت فرقد سائے او بر فرق مہر و ماہ باد

۶۹

سعد اکبر کز سعادتہاست بر فرقش کلاہ
ہمچو جوزا از کمر بندان ایں درگاہ باد

۵

شاہا بقائے دولت تو بر مزید باد
حصنے کہ عاجز ست جہاں در کشادنش
صوفی خانقاہ ششم ایں مراد کن
اکنوں کہ دین حق ز در تو مدد گرفت

دشمن بہ قہر و قوت تو مستزید باد
تیغ جہاں کشائے تو او را کلید باد
در پیش رائے تیز تو دایم مرید باد
چوں دور چرخ مدت ملکت مدید باد

۷۰	باد ات عید فرخ و اندر دیار ملک از ماه رایت تو ہمہ عمر عید باد	۵

شاہا بنائے دولت تو استوار باد
طفل امید تو کہ دو عالم طفیل اوست
گر طاق چرخ روئے بہ پستی ہند چہ باک
از جام انتقام تو شد خصم بیقرار

ہر آرزو کہ ہست ترا در کنار باد
پرورده عنایت پروردگار باد
تخت بلند پایہ تو استوار باد
یارب کہ روز دولت تو بر قرار باد

۷۱	ہر صبحدم کہ گفت زبان حسن دعات آمین جبرئیل بران گفتہ یار باد	۶

سلطاں جہاں جہاں ستان باد
اسکندر روزگار ما را
بر خلق چو صبح مہربانست
فتحش ہمہ سالہ در رکابست
زیں پیش ہر انچہ خواست آں شد

بر جملہ مراد کامران باد
چوں خضر بقائے جاودان باد
بر خصم چو چرخ قہرمان باد
خضر رشش ہمہ دم زہرہان باد
دیگر چہ طلب کنند ہمان باد

۷۲	یارب قلم حسن بدحش پیوستہ چو تیغ او روان باد	۵

طرۂ رخشان فتح چتر سیاہ تو باد

سرمۂ چشم ظفر گرد سپاہ تو باد

عقده بنه آفتاب طاق کمند تو شد
میکنی از فضل حق ملک اقالیم ملک
تازه هوا بر زمین سایه ابر او فتد

نور ده صبحدم طرف کلاه تو باد
تا باید پچنین فتح گواه تو باد
بر سر هفت آسمان پایه جاه تو باد

۷۳
اے تو شده دین پناه دین بتو افزوده است
عصمت پروردگار پشت و پناه تو باد
۵

خسروا اقبالت همه مسعود باد
تو محمد اسمی و محمود رسم
نیک خواہ از رویت عید شد
نقد عمرے کز خدا خواہد خضر

خلق راضی از تو حق خوشنود باد
هرچه خواهی عاقبت محمود باد
بدسگالت سوخته چون عود باد
در مبارک ذات تو موجود باد

۷۴
اے ز حق هر روز شادی یافته
طالعت چون طلعتت مسعود باد
۵

شمع اقبالت جهان افروز باد
بزم تو بستان و شاخ دولتت
طفل بختت کوست پیوسته جوان
اے مبارک غره ات خوشتر ز عید

دولت تو در جهان فیروز باد
همچو نخل بوستان فیروز باد
پیر گردونش فتوح آموز باد
روز تو هر روز چون نوروز باد

۷۵
عالمے خوش از نسیم خلق تو
دشمنت چون مجمر اندر سوز باد
۵

شاہ را روز نو مبارک باد
شاہ عالم علائے دنیا و دیں
خسرو طارم چہارم را
بر در او نثار گردد فتح

حافظش فضل حق تبارک باد
کز ہمہ فال تو مبارک باد
گرد میدانش تاج تارک باد
بر سر دشمنش پلارک باد

(۷۶)

ہمہ احوال او ہمایوں شد
ہمہ ایام او مبارک باد

(۶)

ہوا خوشست و مرا جام بادہ می باید
بنام شاہ در آسماں چو بکشادند
علائے دینی و شاہ جہاں محمد شاہ
گہے کہ باشد یوزاں شاہ را عرضے
بیاد فتح شہنشاہ اے حسن امروز

شراب رنگیں در جام سادہ می باید
بیار مے کہ در دل کشادہ می باید
بشکر نعمت او داد بادہ می باید
نخست شیر فلک را قلادہ می باید
خوشست بادہ ولے وجہ بادہ می باید

(۷۷)

ہزار سال دگر عمر شاہ خواہد بود
براں سعادت دیدہ نہادہ می باید

(۱۶)

بتم چو سلسلہ مشکبار بر بندد
برخ ہمی فگند تار زلف و می ترسم
رقیب بر در خود نصب کرد و عیبے نیست
میان سنبلہ جوزا نہاں شود از بیم

بخرمن گل ازاں مشکبار بر بندد
کہ راہ روز بشبہائے تار بر بندد
کہ باغبان رہ بلبل بخار بر بندد
چو شہ کمر زبرائے شکار بر بندد

علائے دولت و دیں آنکہ باد برخوردار
شہنشہا ہمہ از مایہ شمائل تست
چو سوسن آنکہ زبان در ثنات بکشاید
ز بخشش تو گرا سپے طلب کند مادح
و گر شتر طلبد سایل از درست حالی
بمدح ہمچو تو شاہے کشادہ دست کسے
و لے چو فرمان باشد برائے بندۂ تو
دل حسن کہ چو دریا کشادۂ ز ابرو
سخن اگرچہ بکام دلست لیک زبانش
ہزار . گرچہ لقب کردہ اند بلبل را
بجوہ تا نہد ایام نعل بر آتش

بہر چہ از کرم کردگار بر بندد
بضاعتے کہ صبا از بہار بر بندد
گرہ گرہ زدہ او غنچہ وار بر بندد
نخست ابلق لیل و نہار بر بندد
ز ہفت چرخ فلک یکقطار بر بندد
چنیں ردیف ز بہر چہ کار بر بندد
بدست فضل حسن چون نگار بر بندد
بسلک نظم درشاہوار بر بندد
مہابت تو شہ کامگار بر بندد
حضور شاہ نفس بر ہزار بر بندد
بہ بحر ہم گہر آبدار بر بندد

(۷۸)

تو گنج باش گہر بخش تا ز شرم کفت
دل معاون و دست بحار بر بندد

(۸)

بخدمت چو تو یارے سلام ما کہ رساند
ز دستگیرۓ زلفت برگ وصل بتانم
مرا ز خویش بروں بردہ است فرقت تو
ترا ز غیب رسیدست بادشاہی خوباں
خدایگان سلاطیں کہ ہر چہ در دلش آمد

سلام مرغ بگلزار جز صبا کہ رساند
ولیک آں سر رشتہ بدست ما کہ رساند
بروں ز چوں تو کریمے چنیں صلا کہ رساند
حدیث بندہ مفلس بپادشا کہ رساند
ہمہ خداش رسانید و جز خدا کہ رساند

مدار و مہر سلاطیں علائے دیں کہ عدو را
رسیدہ باد خدنگش بہر کجا کہ رساند

حدیث مفلسی من کہ نیست حد و قیاسش
بجملہ شہر رسید و بشاہ ما کہ رساند

نوال او چو دعائے حسنؔ رسید بگردوں
بسمع شاہ جہاں از من این دعا کہ رساند

(۷۹) ردیف (ر) (۲۶)

تازہ کردم باز در نفس سخن جان دگر
ملک معنی را بخط غیب فرمان دگر

گوہر نطقم ورائے لامکاں دارد دکاں
وین زر کان کن فکان دارم نہ از کان دگر

طبعم از انوار فضل و جانم از اسرار فکر
آفتاب دیگرست این و آن در افشان دگر

ہر قلم کز کار و باریکش کنم چوں نوک خار
دم بدم زاں خار بر روید گلستان دگر

بوستاں ہر سال در یک فصل گیرد رنگ و بوئے
نظم و نثر من نگر ہر فصل بستان دگر

عندلیب ار بشنود یک داستانم از ہزار
روز و شب این داستاں خواند نہ دستان دگر

گر کسے امروز از معنی من بہرہ نیافت
دورہا نوشند بر یادم بدوران دگر

اے بسا منزل شد آیات سخن در شان من
وین کرامت ہست در شان سخن شان دگر

اے بسا کس کو سخن دانی کند در روئے صدق
او ہمیں سودا پزد در خشتش زد کان دگر

ناقلاں را در سخن دانی نباشد حجتے
عاقلاں گویند بر ہر نکتہ برہان دگر

راستی حال دانا داند از ناداں مپرس
کو ز نادانی شنید او ہم ز نادان دگر

آہ دعوے کمالیت بروں بردم ز حد
اہل دعوے را چو دعوے نیست نقصان دگر

اے حسنؔ در سر گریباں کش مکن این سرکشی
سر مکش بر کش سر وقت از گریبان دگر

چند باشی میزبان مهمان بوالفضول | خوشتر از عزلت نخواهی یافت مهمان دگر
چونکه آمد خوانچه الفقر فخری درمیان | پیش نتوان دست عهد بر خوان دگر
دستگیر ما و تسکین بخش درویشی ما | هست درویشے دگر هیهات سلطان دگر
مصطفے کالطاف غیبی را جهان دیگر است | بل جهان دین و دنیا را جهانبان دگر
کفهٔ مهر و مه ار افتند در کف هلاک | او بعدل خود تواند کرد میزان دگر
چشم دشمن گر شبے در خواب بیند تیر او | روز دیگر هر مژه بینش پیکان دگر
کے تواں زد در صفات نفس پاک او نفس | هست نقش دیگر و نقشش ز ایوان دگر
شمهٔ از خلق او گر بر زمین خواهد صبا | بر دمد از هر سفالے تازه ریحان دگر
دُر فشاندم در ثنایت و ز خدا خواهم کنم | بر سر روضه ز دیده گوهر افشان دگر
گوهر جاں آورم بر دُر دندانت نثار | چوں اُویسم نیست جانے مژد دندان دگر
چوں ز دیوان قبولت یافتم پروانهٔ | مدح خاصت را نخواهم ساخت دیوان دگر
اے رسول هفت کشور بعد هفصد سال و هفت | خاست بر نعت حسن امروز حسان دگر

۸۰

بر حسن گر میکنی یک روز حسن التفات
بیند از دور فلک امروز احسان دگر

۲۵

رسید کوکبهٔ عید و کاروان بهار | بهار کرد علامات خرمی اظهار
سپهر زیب گرفت از هلال فرخ عید | جهان بهشت شد از اعتدال لیل و نهار
هلال عید درم ریز کرد از کوکب | گل اُنچه هائے زر و سیم آوریده نثار
نثار عید کند شاه را دُر از دامن | سپیده دم چو زند ابر خیمه در گلزار

زمین نام شہست انتظام خطبۂ عید   چنانکه سکۂ گل را ز خلق اوست عیار

علای دولت و دین کز بہار دانش او   چو عید تازہ شود عیش بر صغار و کبار

شگوفۂ چمن مملکت محمد شاہ   بہار عدل وی آوردہ عید عزت بار

گل از خزانۂ تشریف او بہاری پوش   مہ اندر انجمن موکبش عماری وار

مہ نواز کرمش مہر مغربی در جیب   گل از مکارم او آستین پر از دینار

ز فتح شاہ و گر عید شد گلستان را   کہ دستہای گل از ہر سوا بستہ نگار

بسان قوس قزح وسمہ کردہ ابروی ماہ   بشکل دستۂ گل نقش بستہ دست چنار

بہار از مہ رایات اوست عیدی خواہ   چنانکہ عید ز عید سخاش اجرا خوار

بہ پیش رایت گلگون و عکس لالۂ او   شدست عید چو تصحیف عبد خدمتگار

ز تزیین عاطفت اوست عید را رونق   ز فر معدلت او بہار را مقدار

اگر عنایت او نیست عید چیست و عید   وگر رعایت او نیست گل چہ باشد خار

مرا بیادش ہر روز عید و نوروز ست   چو عید روزی او باد عید نو بسیار

شہا ملوک پناہا مبارکت بادا   چو در رسید مہ عید و مہد گل یکبار

تو عید عالم و چتر سیاہ تو شب قدر   رخت بہار کرم چتر لعل تو گلنار

خجستہ عید تو آن نوبہار را ماند   کہ باشد آمدہ ایام عید او با یار

حسن نگر کہ بہر بیت شرح داد دو فصل   بہار فصل ورا بہ ز فصل عید انگار

ہمیشہ تا کہ بعیدست وقت مردم خوش   ہمیشہ تا بہارست زیر مرغان زار

بہار باد نواساز مجلس عیدت   بقا ز برگ درختان برون ز حد شمار

بساز بر صفت عید جشن سیر نشاط   بباشش در چمن ملک سرو دیر قرار

چو ماه در شب غرہ ز برج فتح بر آمد	چو ابر وقت بہاران ز اوج فصل بہار

(۸۱)

ہزار بار بہ بیں فصل عید و موسم گل
ہزار بار چہ باشد ہزار بار ہزار

(۱۶)

بساط سبز نو تر گشت و کار سرو بالاتر
ز شبنم طرۂ شمشاد ہر ساعت مطراتر

دل بلبل بگل آسود کو را دوست میدارد
ز روی دوستان چیزے کجا باشد دل آساتر

یکے در خوبی گل بیں و خط سبز ش از سبزہ
خط زیباش تر گشتے ز سبزہ ہرچہ زیباتر

نگر گل ہمچو من اخلاص شہ دارد درون دل
کہ ہر صبحش ز طبع صبح می بینم مصفاتر

علاء الدین و الدنیا محمد شاہ دریا کف
کہ زین کرسی آمد پایۂ تختش معلاتر

محمد آشکارا کرد دین حق بنام ایزد
کنوں در عہد ہم نامش شد این دین آشکاراتر

گر از ابر کفش یک قطرہ در بحر او فتد بینی
بشکرش ماہیاں بیزبان از مرغ گویاتر

کواکب ہر یکے اندر صفات بندگی شہ
چو خورشید ست یکتا بلکہ از خورشید یکتاتر

فلک در ہفت دفتر مینوشت اوصاف شہ گفتم
مدائح میدہست ار نسخہ خواہی کرد گنجاتر

جہاں بخشا توان شاہی کہ دست فتح بہر تو
کند ہر روز اسباب جہانداری مہیاتر

مخالف خواست تا چون برج گردوں سر بر افرازد
ولے آں سر نشد از کنگر دروازہ بالاتر

خدایت یار خواہم تا بہ بینم در جہاں ہر دم
علمہائے جہانگیر ترا بازو توانا تر

بدانائے کہ او دانائے اسرار ست از شاہاں
نیاید در امور ملک و ملت از تو داناتر

ہمیشہ تا بہار نو پے نظارہ در بستاں
کشاید دیدۂ نرگس ز چشم یار رعناتر

بہارت باد و فرخندہ سراں پشت سر افگندہ
جہانت کمتریں بندہ فلک از بندہ مولاتر

(۸۲) (۱۴)

حسن ہر سال ہر روز نوت گفت شعر نو
باقبال تو ہر شعرے زدیگر شعر غرّا تر

چو صبح عید ز مشرق کشید رایت نور — کشم ز دور قدح گردول سراچۂ نور
چرا بے نکشد دل کہ گوشۂ جگر است — میان جانش کہ پروردہ خوشۂ انگور
مے خمار شکن پیش و ساقی استادہ — ز خویشتن نپسندم کہ گشتہ ام مخمور
جہاں ز عید بہشت ست ساقیا بشتاب — کہ در کشم مے چوں کوثر از کف چو حور
بیاد دولت سلطاں علاء دنیا و دیں — کہ ہست دنیا و دیں از وجود او معمور
محمدے کہ محمد صفت بقوت عدل — فرو نشاند غرور زمانۂ مغرور
مخالف ارچہ کہ فغفور چین بود فگند — کمینہ بندہ او چیں در ابروئے فغفور
بحق حق کہ ندیدم بہمتش شاہے — نہ در سیر سلاطیں نہ در کتب مسطور
درم کہ خواست کند از جبین شہ زر بخش — بہ نزد من ز طریق ادب نماید دور
بر آفتاب تقاضائے نور حاجت نیست — کہ خود بخاصیت خویش می فشاند نور
ہمیشہ تا سر آفتاب ہر صبحے — بساں تیغ بود در بر آمدن مشہور
ز تیغ شاہ کہ ہست آفتاب عالمگیر — کشادہ باد جہاں دشمن از جہاں مقہور

(۸۳) (۲۳)

سپہر بندہ و اعدائے حضرتش در بند
خدائے ناصر و ارکان دولتش منصور

یکے در حسن جاناں ہیں کہ جانہا تازہ کرد از سر — رخش ماہست و خطش مشک قدش سرو لبش شکر

برفت از دیدن آن ماہ و مشک و شکر و سروش　　قرار از نفس و نفس از ہوش و ہوش از عقل و عقل از سر

غلام آن مہ و آن مشک و سرو و شکرم آمد　　یکے جنت یکے رضوان یکے طوبے یکے کوثر

زہے تقدیر کو یک حقہ نوشین خوبان را　　دہد لعل و نہد لولو و بر سبزہ کشد عنبر

بدستش بین و انگشتش گرفتہ شیشہ پر مے　　بلور صاف و سیم صرف و زر ناب و لعل تر

غزل را ہم قدیست از پے آن سیکیم رنگیش　　لب جام سرخ کاغذ دل دیوان سر دفتر

وگرنہ با وجود مدح شہ نتوان ستودن خود　　سر سرو و بر سوسن لب غنچہ قد عرعر

سر شاہان مدار دہر و روے ملک و پشت دیں　　علاء الدین والدنیا محمد شاہ دین پرور

مبارک روی و فرخ رای و گردون بخت و دریا کف　　مخالف سوز و شرع اندوز و دین افروز و دین گستر

جوان سال و جوان بخت جوان فر و جوان دولت　　جہانگیر و جہان بخش و جہاندار و جہان داور

بوقت جام صد جمشید در فرمان صد فریدون　　بدار و گیر صد دارا بدستن صد اسکندر

کمینہ بندہ اش فغفور و کمتر چاکرش خاقان　　کمینہ پاسبان محمود و کمتر نوبتی سنجر

نیامد در وفا و عدل و احسان و کرم مثلش　　مگر بوبکر یا فاروق یا عثمان و یا حیدر

زعدل اوست امروز امن و قہرش رونق شر الحق　　بہفت اقلیم و ہفت اعضا و ہفت افلاک و ہفت اختر

کشد تیرش ز تیغش در زہمش برد قہرش　　رگ ملحد پے مرتد دل مشرک سر کافر

اگر نہ فیض فضل و عین عدل او بود نادر　　چمن لالہ ہوا لولو فلک اختر صدف گوہر

نشاط آور دو چتر دور باش رخش و دستش را　　ثوابت دیدہ انجم دل ممالک جان ملائک سر

زہے شاہے کہ دارد خاطر و طبع دل روشن　　رضا بر دین سخط بر کان کرم بر ما ستم بر زر

حسن را از غم و اندیشہ و رنج و محن بودے　　زبان ساکت قلم ساکن معانی کم سخن کمتر

کنون می نیمت از جاہ و جود و بذل و عدل شہ　　سخن بسیار و فضل افزون و شعر آسان سخن از بر

همیشه تا گل و گلزار و ابر و لاله هر سالے شه آفاق باد رسال و ماه روز و شب بادا	کنه جلوه شود خنداں بود ساقی کشد ساغر قدر بر کف طرب در دل شفا در تن غرض در بر

۸۴	قضا خادم قدر خاضع جہاں مخلص ظفر ممد فلک بنده ملک داعی خدا یار و خرد یاور	۹

چو آفتاب نماید ز آسمان دیدار	همه نظر بار وشن شود ازاں دیدار
چو آفتاب صفت بادشاه ریزد دُر	نمایدش همه مانند آسمان دیدار
علائے دولت و دیں شاه کامراں دولت	نموده هر نفسش بخت کامراں دیدار
ابو المظفر و شاه جہاں محمد شاه	مبارک آمده از وے همه جہاں دیدار
کشاده هر نفسے فضل ایزدی دیده	نموده هر نفسے فتح جاوداں دیدار
زمانه را شده با عیش و خرمی الفت	بہار را شده با باغ و بوستاں دیدار
ز اہل عشق سماع و ز اہل طبع سخن	ز ساقیاں مے ناب و ز دوستاں دیدار
بداں خدائے که هر بندگان مخلص را	بہشت سکندر زو عده بعد ازاں دیدار

۸۵	که با دولت سلطان علائے دیں باقی همیشه ذات ورا باوجود جاں دیدار	۱۳

فتوح غیب نگر پیش تخت شاه نثار	بہار فتح شگفته در ابتدائے بہار
ظفر که نام شہست ابتدائے فتح و ظفر	ز عدل معدلتش اعتدال لیل و نہار
خدایگان سلاطین علائے دولت و دیں	خداش داشته از ملک و ملک برخوردار

ابوالمظفر خاص خدا محمد شاه / پناه ملت و پشت هدی محمد دار
سپهر بنده و سعد سپهر چاکر او / زمانه داعی و اهل زمانه خدمتگار
ز تیغ آب وغا صاف کرد در اسلام / ز تیر رو ربقت تار کرد در تاتار
ز هندویش نجهد هیچ هندوی گرچه / زحل صفت رود اندر فراز هفت حصار
رسید سجده کنان رای و هرچه بود همه / بنام خسرو کشور کشای کرد ایثار
زهی مقدمه دست برد نصرت شاه / که بر بساط ممالک عداش قایم دار
پیادگان ورش تعبیه روان گردند / همه بدولت شه بازگشته فیل سوار
بشاه باد همه سال تخت و بخت بلند / بهر طرف که نهد رخ شه ملایک بار

(٨٦)

هزار سال بقا خواهم از خدا شه را
هزار فیل چه چیز است فیل خانه هزار

(٧)

در سعادت از صدف فضل کردگار / کرد آسمان بفرق شه کامران نثار
شهزاده معظم و شمع دیار دین / خورشید اوج عزت و جمشید روزگار
امیدهای هر دو سرا پیش بر آمده / مقصودهای هر دو جهانیش در کنار
یارب بپای دل پیران صبح خیز / یارب بحرمت دل مردان روزگار
باد همیشه رونق این خاندان ملک / اقبال در یمین و فتوحات در یسار
شه را دوام دولت شهزاده اش باد / سال بقا هزار نگویم که صد هزار

تایید غیب یار خضر شاه خان شده
از فضل حق بحق خداوند کامگار

۸۷	ردیف (ز)	۷

اے ملک منعم مفلس نواز
از تو پدیدار شده عرش و فرش
قطرۂ از ابر عنایت بریز
زاں خودم کن سفنے تا کنم
رحمت خود رہبر ما کن کہ ہست
با کرم تو دل ما نشکند
بندہ حسن را کہ امید شش جہت

نامہ بنام تو رواں گشت باز
ہم تو از آن و ہم ازیں بے نیاز
تو کہ نمازی شودم یک نماز
از خود و از ہر دو جہاں احتراز
مرحلہ بس دور رہے بس دراز
زانکہ کریمی و شکستہ نواز
کار بسازش کہ توئی کارساز

۸۸	ردیف (ش)	۵

شاہے کہ برگزید خدا ایش بفضل خویش
اے خسروے کہ از دم لطف عنایتست
سلطاں علاء دولت و دیں کز علو او
سرتا بسر گرفت جہاں را بنور عدل

از ہر چہ گفتہ ایم و بگوئیم ہست بیش
رونق گرفت عالم و شد راست دین و کیش
اسلام شرع آمدہ ہر روز بیش بیش
زاں ساں کہ باہم اند شب و روز گرد میش

۸۹	در خلق چوں محمد و حیدر بروز رزم مداح او حسن شدہ سلطان یار خویش	۱۲

شاہے کہ فضل ایزد از خلق برگزیدش
فرخندہ باد یارب نوروز و روز عیدش

نوروز بزم شه را افزود رونق نو / بهر طرب فزائی عید از عقب رسیدش
سلطان علاء دنیا شاه جهان محمد / کایزد محمد آسا از خلق برگزیدش
هست آفتاب سیرت شاه یگانه ایرا / در آفتاب گردش گیتی دوم ندیدش
حتی که نیست مثلش در عالم آفریدن / از خسروان عالم بهیشل آفریدش
بینی درم خریدش هر دم هزار بنده / بل صد هزار چون من بینی درم خریدش
چون شب کسی که با او زد از سیه دلی دم / پیراهن سلامت چون صبح بردریدش
زین رو که خط نویسد تیرست یک دبیرش / زین رو که زور دارد چرخ است یک بریدش
خود چرخ گرده شد تا شاه گوی بازد / در نوبت همایون الحق نکو دویدش
بنده حسن بمدحش وقت شکرفشانی / بگشاد قفل دلها بی پاره کلیدش
تا عید باشد و گل بادا شه جهان را / عیشی چو عید فرخ فتحی چو گل جدیدش
روزی حسن لبازد نوروز عالم آنجا / چون نقش عید بادا از کمترین عبیدش

(۹۰)

دوران چرخ راشش شاه فلک غلامش
هم ملک بر دوامش هم عمر بر مزیدش

(۱۹)

شهی کاسلام را سکه منور میکند نامش / مبارکباد در دولت همه ایام اعوامش
ظفر چون تیر در شستش جهان چون قبضه در دستش / فلک چون موم در حکمش عدو چون مرغ در دامش
علاء الدین والدنیا محمد آن که دین حق / تمامیت گرفت اکنون ز دور دولت تامش
جهانداری که از تیغ زبانش در جهانگیری / دهان فتح خندان گردد این بود از جهان کامش
مخالف تا نگه کرد آتش شمشیر شاهی را / نماند اندر تن لرزنده چون سیماب آرامش

نگردد پاک خصم او چو سایه از سیه روئے — اگر از گنبد خورشید بردارند حمامش
بہ گفتم تو نعل مرکب شاہنشہی گفتا — سمش بر فرق کیوانست اینجا کے رسد گامش
کہ یارد حصر شاہنش را صفت کردن بہ گردوں — کہ نہ طاق فلک یک نردبانے باشد از بامش
ہر آن کارے کہ آغاز د بخیر و خوبی انجامد — بفضل خدا یار است در آغاز و در انجامش
زہے شاہے کہ ہم بر فضل و بر بخشش ختم شد اکنون — خطا پوشیدن خاصش عطا پاشیدن عامش
مواجب داون شاہان بمیزان دگر بودے — کنون بیحو نمی سنجند آں میزان در ایامش
دریں میزان کہ عدل شاہ آنرا راست میدارد — بیک پلہ مواجب بین بدیگر پلہ انعامش
الٰہی تا کہ میزان است خصم جانہ ناہیدش — الٰہی تا کہ عقرب ہست رب البیت بہرامش
چو بہرامش فلک تا ہفت گنبد تخت گہ بادا — بہ نسبت پاسبان در ہفت گنبد ہفت اندامش
کسے کیں شاہ ہفت اقلیم را بد گر اندیشد — عذاب ہفت دوزخ باد اندر ہفت اندامش
حسن را از ثنائے او شرف حاصل کرم واصل — مشرف ہم بہ تشریف و مکرم ہم باکرامش
چو جان خود ہمہ جا ہا فدائے جان او خواہم — حیات نوح در جانش شراب خضر در جامش
شہست اسکندر ثانی کہ دائم باد ارزانی — مراورا خضر ہم جام و خضر را عمر ہم نامش

۹۱

ظفر مقدور یکرانش عدو مقہور پیکانش
ملک مامور فرمانش فلک محکوم احکامش

۸

شاہے کہ ہفت کشور گیرد برائے خویش — تخت از سپہر ہفتم سازد برائے خویش
آں آفتاب ملک کہ چوں کوکب یمن — آفاق تازہ کرد ز ابر عطائے خویش
زاں راست آورد ہمہ تدبیرہا خدائے — کو راست ست ہمہ جا با خدائے خویش

سلطان علاء دنیا و دین آنکه دین حق
گو سر بتافت سند خیسان تا سزا
بنده حسن چو از کرم شاه قایم ست
شه باد تا ابد چمن ملک را نهال

در سایهٔ سرادق او کرد جای خویش
دیدند از سیاست شاهی سزای خویش
اول دعای شاه کند پس دعای خویش
تا بر خورد ز دولت بی منتهای خویش

۹۲

چندان بقاش باد که شاهان خویش را
بیند چو خضر دیر بقا در بقای خویش

۶

زلفت که باد بر رخ رخشان ساندش
دل پیش دارد از سر زلفش شبی دراز
عاشق امید بر خط سبز تو بسته ست
بستم به آه خود دل خاکی خویش را
بر دست دل هم پس ازین قصه حسن

ابریست آنکه بر سر تابان ساندش
آن طاقت از کجا که بپایان رساندش
تا آن خضر بچشمهٔ حیوان رساندش
هم آه من بگنبد گردان رساندش
باشد ببارگاه الغخان رساندش

۹۳

اعظم معز دولت و دین آنکه روزگار
هر آرزو که او طلبد آن رساندش

۵

شهی که باد همایون عزیمت سفرش
علای دنیا و دین آنکه بود و خواهد بود
بهر طرف که روان گشت عالمی بگشاد
فلک جنیبه کش آستان حضرت او

در آمدن ظفری در برون شدن دگرش
چو دولت از حضرش بل سعادت از سفرش
نگر ز آیت فتحت رایت ظفرش
چنانکه بود فلک یک قطار از نفرش

۹۴	حسن ز جور جہاں در پناہ شاہ گریخت جز آستانہ شہ نیست ہیچ جا مفرش	۱۰

شب برات برآمد ز ہر مکاں آتش — مرا ز عشق تو افتد دروں جاں آتش
ہر آتشے کہ بود عکس عارض تو بود — مرا چو آب حیاتے نماید آں آتش
تو میروی و من سوختہ بداں شکلم — کہ جائے خار بماند ز کارواں آتش
کسے کہ نام تو امروز در زباں آرد — گذر ندارد و فرو ابر آں زباں آتش
خلیل عہد منی اے در تو کعبۂ من — ز روئے تو شدہ تازہ چو گلستاں آتش
بدست خویش مرا یک پیالہ پیش آور — پیالہ کہ چو آبست و در میاں آتش
کشم بیاد شہے کو بدوستیٔ خدا — زدہ است دشمن دیں را بخانماں آتش
شہ زمین و زمانہ علائے دولت و دیں — کزو گرفت خجالت بہر زباں آتش
حسود راز تف تیغ تیز او در رزم — عجب کہ بجہدش از مغز استخواں آتش
حسن ز فرط ثنایش چنیں نوشت ایں سطر — کہ ہم چو آب شدش وقت امتحاں آتش

۹۵	ردیف (ل)	۷

خط تو رہبر خطیست بر گل — اے خادم خط گشتہ سنبل
جز بر دل من نیست بار ہجرت — بنگر چہ باشد ایں تحمل
بس طرفہ طریقیست عشقبازی — تا چند تواں زیست بے توکل
بسیار نوشتم حدیث خوباں — شستم ہمہ حرف وہا کنوں کل

بارے چو رود نظم رقم زالفکر سلطان سلاطین علاء دنیا	در مدح شهنشه کنم تامل از خاک درش چرخ زاتجمل

۹۶ — سرو چمن ملک باد سلطان / تا برگ گلست و نوائے بلبل — ۱۸

خجسته باد بتائید ایزد متعال
وصول رایت سلطان بمستقر جلال

خدایگان سلاطین علائے دنیا و دیں
یگانهٔ دو جہاں ہم بحسن و ہم بخصال

محمدست محمد صفت بنام ایزد
چو خضر از رخ شادی درا مبارک فال

چو مشتری و مہ چہاردہ است دولت او
درآمدے بسعادت برآمدے بکمال

اگر بطالع مسعودش التجا باشد
نہ ماه نقصان بیند نہ آفتاب زوال

چنیں کہ ملک عجم را ازو فزود بہا
چنیں کہ دین عرب را ازو گرفت جلال

عجب نباشد اگر چتر سازد از پر خویش
ہمائے چتر ہمایونش را ببازد بال

فرشتگان بچپ و راست شاه عالم را
برند غاشیہ در پیش و چتر در دنبال

علو شاه کہ ہست از خیال و وہم بروں
مرا ہوس کہ بشعر اندر آرم اینست خیال

ہلال رایت تو دست چرخ را یاره
کمند قدر تو پائے عروس را خلخال

اگر فلک را یک روز گوئے خود سازی
فلک برقص درآید ازیں ہوس در حال

مخالف تو شفق وار غرق خوں گردد
شہاب ثاقب تو گر رواں شود چو ہلال

عنان دال مراد ایں زماں بدست کسے
کہ بار کاب تو دارد تعلقے چو دوال

دلت بنور فراست چو میکند روشن
مراد صاحب حاجت چہ حاجتست سوال

مگر تو دادهٔ از آفتاب بدرهٔ زر — سپهر را که بود گوژ پشت چون حمال
حسن دعای تو گوید در انتهای ثنا — چو ابتدای دعا در رهٔ اجابت دال
هزار سال بقای تو باد در دولت — هزار گونه ظفر دست داده در هر سال
بهر مقام که آئی و هر کجا که روی — معین و حافظ تو باد ایزد متعال

(۹۷) ردیف (م) (۹)

دل بر تو جا گرفت نگارا کجا روم — از خویش دور میکنیم تا کجا روم
عالم ز شرق و غرب بفرمان حسن تست — ای ماه روی هم تو بفرما کجا روم
یاران همی روند تماشای باغ گل — من صورت تو دیده تماشا کجا روم
گه گه بطنز گوئی کز پیش من برو — جان و جهان تو داری تنها کجا روم
راهی دراز و منزل مقصود ناپدید — نی رهبر و نه قافله پیدا کجا روم
خلقی برای حاجت خود کعبه میروند — من هم هوس همی کنم اما کجا روم
سلطان علاء دنیا و دین کعبه منست — اینجا سری همی نهم اما کجا روم
دست مبارکش بسخا گنج گوهر است — گنج گهر گذاشته دریا کجا روم

(۹۸) گوید حسن که من در سلطان گرفته ام
آسان ازین ستانه والا کجا روم (۵)

از درد دنیا چه دم زنم که ندارم — از جهت دل چه جان کنم که ندارم

خلق بجشت امید تخم تمنا
نقد مراد اندر آستین غنانست
شاد نشسته شما بد آنچه که دارید

می فگند من چه افگنم که ندارم
خیره چه گیرد دامنم که ندارم
شاد ترا از هر همه منم که ندارم

۹۹

دزد چه گردد بگرد من که حسن دار
شب همه شب نعره میزنم که ندارم

۷

اگرچه از گروش گردون شب تاریک شد روزم
فضای فضل را بازم سرو صدق را سازم
مرا با خاتم همت فلک فیروزه آمد
کمر بسته زجوزا پیشم آمد تیر خدمت را
مرا امروز چون باغ خزاں در یافت منگر
ز سلطان سنجر بخت ار امید یک نظر باشد

ولے در عالم خویش آفتاب عالم افروزم
بنائے عشق را ارازم شب عشاق را روزم
بداں فیروزه در وصف صفا پیوسته فیروزم
دگر ناید به تیر آه تا جوزاش بر دوزم
اگر بختم کند یاری بود هر روز نوروزم
نظام الملک طوسی نظام الملکی آموزم

۱۰۰

حسن گوید چه باک از سوختن شمع جهانم من
جهاں تاریک تر گردد اگر کمتر شود سوزم

۱۹

زہے روز مبارک طالع و وقت خوش و خرم
شہنشاہے که میسازد شہاں را قہر او عاجز
علاء الدین والدنیا محمد شاه دیں پرور
سر عیدا ز ہول رمح او شد حلقه زریں

نظر کردن بروے عالم آرائے شه عالم
جہاندارے که میدارد جہاں را فضل او خرم
که سلطان سلاطین است و برهان بنی آدم
شب قدر از برائے نیزه او طره پرچم

ببزم از بخشش او شش جهت آسوده را حیرت — برزم از پنجهٔ او پنج حس بیکار بر ضیغم

دگر خود بزم و رزمش دیده بودی کی گرفتی کس — بروز بزم نام جنگ روز رزم جام جم

چه زینت میدهد یارب نگین ملک را نامش — چنان چون دست را انگشت چون انگشت را خاتم

نهال غم برافتاد از نهاد دل بیکباره — درخت دولتش با بیخ کرد اندر جهان محکم

ز سیمرغ از نشانی نیست نامی هست در گیتی — بعهد او نیابی نام را جای نشان غم

فلک در طاعتش حاضر دگر با او کواکب بین — حسن در مدح او حیران نه او تنها ملائک هم

چو گوید معجز ذاتش تو پنداری اثر دارد — کفش از موسی عمران دمش از عیسی مریم

چو گوید هفت کشور در خط فرمان او ماند — کنون کین هشت چتر آمد بدور دولتش مدغم

خدا راضی قضا خاضع فلک داعی ملک ممدد — جهان بنده زمان چاکر ظفر همره وفا همدم

صفا و صدق او احرام گاه فتح را محرم — ضمیر پاک او خلوت سرای غیب را محرم

مروح از گل اخلاق او بینی دل پاکان — شرف در موسم نوروز یابد نیر اعظم

نگویا د آمد اینجا موسم نوروز و فصل گل — که نوروز سعادت باد در روز دولتش را هم

اگر ذکر بهار اندر ثنا نفتاد در مطلع — بهارستان غیبی در دعای اوست در مختم

همیشه تا که باغ از باد و از نم میشود تازه — ز فیض فضل یزدان باد باغ ملک او را نم

(۱۰۱)	کشیده جاهای عیش چون فرش چمن نو نو رسیده نامهای فتح چون اوراق گل هر دم	(ے)

بدار الملک کشور گیر اعظم — معز الحق الغ خان معظم

گرامی گوهر الماس کوکب — شدش نصر من الله نقش خاتم

زبذلش خلق چوں گل شستہ خنداں
فلک تا تیز رومی باشد از دور
فلک داعی او بادا ملک نیز
من و جملہ جہاں در سایۂ او

زعدلش ملک چوں غنچہ فراہم
زمیں تا تازہ رومی باشد از نم
زمیں در حکم او بادا زماں ہم
وے اندر سایۂ سلطان عالم

۱۰۲

خداش از عمر برخوردار دارد
من ایں دانم دعا واللہ اعلم

۱۳

اے حاکم جہاں و جہاں داور حکیم
جز تو کہ داد مفرش لیل و نہار را
نقشم نگیست با تو ازاں دورم از دوئی
سیم محمد آئینۂ چشم عالم است
ہر کاو رید خاتم اخلاص تو بدست
آخر نہ جاہ تاج لعمرک ہم از تو یافت
انصاف بود مہ بدو نیمہ نہاد نقش
اے مالکے کہ ملک بقا از تو شد کبیر
ایں نعمت از کست کز الف مدادیم
انشاے ایں قصیدہ کہ دال سعادتست
از راہ فکر حال صد بکر سنیم
مار از دار ضرب قناعت عطیہ کن

محدث ہمہ بدایع و تو مبدع قدیم
از آفتاب شمع زر از ماہ طشت سیم
فارغ ز انس جنت و از وحشت جحیم
خود مردم دو چشم جہانند آں دو میم
یا چوں نگینہ بر سر گنجش بود مقیم
آں در کہ بود چند گہے در عرب یتیم
انصاف چیست از رہ معنی ہمیں دو نیم
وے خالقے کہ خلق رسول از تو شد عظیم
طبعے چنیں لطیف و ضمیرے چنیں فہیم
در سال دال بود برو در فزود دہ سیم
لیک از غرب عواقب یکبارگی عقیم
نقدے چناں سرہ کہ بود سکہ اش سلیم

مرغان خوشنوا کہ در آری درون باغ — ہم بخششے بکن بہ روں ماندگاں تیم[۱]
در تنگنائے بیم و امید اوفتادہ ایم — چوں کار بر امید تو افتاد پس چہ بیم
چوں راست گفتہ اللہ کہ کار تو شد کرم — ایں ہم دروغ نیست کہ میخوانمت کریم

۱۰۴ — گر از حسن نیاید فعلے چو نام او
حرفے ز رحمت تو بسنداست یا رحیم — ۵

الٰہی رحم کن کالودہ ایم — بخون دل جگر پالودہ ایم
ہدایت را رہ و روئے پدید آر — کہ نادر کار خود گم بودہ ایم
رواجے نیست اندر سکہ ما — کہ مشتے سر بسیم اندودہ ایم
بفیض فضل نقش ما فروشوے — کہ از سر تا قدم آلودہ ایم

۱۰۴ — یکے بر روز کار ما بخشائے
کہ ما بر خویش نا بخشودہ ایم — ۷

ایں نامہ را بنام خدا باز میکنیم — سرنامہ سخن ز سر آغاز میکنیم
از جنبش قلم کہ کلید معانیست — در ہائے ذکر رحمت حق باز میکنیم
آں بلبلم کہ شہر پر آوازہ منست — کز اوج کنگرہ فلک آواز میکنیم
مست سماع قوال شنداہل ایں دیار — اینک ہماں طریق غزل ساز میکنیم
یارب تو بخش آں قدمم کاندریں سماع — رقصے چو عاشقاں سر انداز میکنیم
شاہاں اگر بشاہی خود میکنند ناز — من چوں حسن بہ بندگیت ناز میکنیم

۱ گوسفند مذبوح در گرسنگی

۱۰۵	هر چند ایں حدیث خوش آیندہ قصہ ایست انصاف را گذاشتہ ایجاز میکنم	۷

روئے خوب تو والضحی گفتم
سرو خواندم قدت غلط خواندم
خواستم گفت نعت تو بسیار
اے سزاوار صد چنیں مدحت
آستان تو آسمان دعاست
خون چشمم شد از فراق رواں

زلف واللیل اذا سجیٰ گفتم
مشک گفتستم خطت خطا گفتم
ہمہ گفتستم چو مصطفےٰ گفتم
عفو کن ہر چہ ناسزا گفتم
ہم از اینجا منش دعا گفتم
حکم فرمائے ماجرا گفتم

۱۰۶	حسن از پا در آمدست عظیم اے سر سروراں ترا گفتم	ـ

کے بود یارب کہ دل را سوئے رحمت رہ کنم
خاک راہ او بہر میلے بگیرم سر و وار
ہر زماں بر عقل خوانم داستان حسن او
ماہ اگر پیش رخت لاف کمالیت زند
گرچہ گہ گہ کج روہ پایم چو فرزیں زیں بساط
وہ کہ بے او زیستن نزد یکم از اسلام نیست

جاں نثار روضۂ پاک رسول اللہ کنم
پس بہ میل ہر مژہ اندر دو دیدہ رہ کنم
آں بداں ماند کہ مہ را جلوہ بر اکمہ کنم
کلک را راس و ذنب سازم سزائے مہ کنم
عاقبت سرور سر ہمراہی آں شہ کنم
گر بہ پیش شہ کشندم کافرم گر دہ کنم

	نیست جز گیسوئے او پیش حسن حبل المتیں	

۱۰۷ — بس درازست این سخن بہ کیں سخن کوتہ کنم — ۷۲

دوش دردے کہ خاست از جگرم
گوی از دوش باز کرد سرم

آتش جاں ازاں جگر سوزست
کاب نگذاشت چرخ در جگرم

جگرم دردے خورد شب و روز
بخت ایں بار پخت ما حضرم

جگر از تنگنائے پہلوئے خشک
نمک از شورہ زار چشم ترم

تا مرا برگ کندنائے ہست
ہشت بستاں بترّہ نخرم

کوہ بر فرق مرد نیک صد بار
بسرم بار منتے نبرم

ایں نمک ویں جگر مقرر شد
راتب توشہ خانہ سفرم

گفتی از آسماں طلب روزی
آسماں سفلہ روزی از کہ برم

در روزیم تنگ بستہ چہ سود
آسماں فراخ در نظرم

چیست حاصل کہ آسماں شب و روز
می نویسد براتِ خیر و شرم

در روزی چو آسماں دارد
بر در عمرو و زید چوں گذرم

کاشکے نام ہم نبودی ثبت
در نسب نامہ ابوالبشرم

چوں حسن مر مرا امیر شدست
چہ گلہ از گرانی سفرم

شحنہ حکم چند خواہد داشت
شہر بند حظیرہ خطرم

دولتم راستارہ مانع نیست
از قضا دید باید ایں قدرم

بشکنم بند گر خدا خواہد
چلکنم بند بستہ اگرم

صد قسم خورد بشکن اے غواص
تا بہ بینی بزرگی گہرم

من که از حلم گشته ام پامال | بلکه با کوه دست در کمرم
گرچه گوشه نشین شدم ز شفق | چون مه نو بفصل مشتهرم
واجب آمد زکات فضلم از آنک | صاحب گنج خانهٔ فکرم
مالک الملک ای عطا کردست | از قناعت ممالک بکرم
بوریائی بس است و سر پیچی | تخت بر زیر و تاج بر زبرم
نیست در دوم ز تیر سخت انداز | لیک سختست منت سپرم
آتش خانه سوز بهتر از آنک | نور در روزن افگند قمرم
گر فرو خفت مرغ بی مایه | جبرئیلست موذن سحرم
روح علوی و دیو نفسی را | مایهٔ عسر و سایهٔ خضرم
گرنه این خرقه از خدا باشد | بخدا تا بدامنش بدرم
پدرم آنکه زاده ایم ازو | وانکه از من بزاید او پسرم
حکم حق اعتبار کلی یافت | حکمت خلق نیست معتبرم
حکمتی کان ز ره چنان برگشت | من چنان راه کمترک سپرم
تا بدانی که هم بدین یک نفی | من ازین ثابتات بیخبرم
می رسد زین دوازده هر سال | هم چو یوسف ز یازده ضررم
هفت سیاره بر سر این چاه | یوسفی در میان نمی نگرم
هفت سیاره هفت دوزخ دان | کافتد از شر هر یکی شررم
هندوی چرخ زهر داد مرا | همه هندوستان پر از شکرم
مشتری هم بطالع مقرست | بهبوط سقر کند مقرم

ترک گردم سوار بره شکار   گه زند شاخ و گاه نیشترم
آفتاب ارچه خور همی خوانند   نیست یکروز خور ز خواب و خورم
خاک در کاسه ام زند ناهید   چه نوازد ببقول کاسه سرم
آنکه سوی عطاردش پیوست   از دو رنگیش سخت پر حذرم
ارجنوبی نساخت جانب من   نه شمالی شمایل نظرم
از حکیم این عطیه حاصل بود   بر بروج و کواکب صورم
گفتمی بر فلک غبار انگیخت   هم فلک توتیا و هم گهرم
خاک بر توتیای او که نبود   سنگ بصره بگوهر بصرم
روز دولت بلند شد همه را   من همه شب ستاره می شمرم
تا بدیدم ز عقل کل آثار   عقل جزوی نمی دهد ثمرم
سستی روزگار بین که فگند   بچنین عقدهای سخت اندرم
طیرانم بر اوج معرفت است   زین همه بشکنند بال و پرم
من همی فرق دارم از دو دوام   خواه عیسیم خوان و خواه خرم
با همه راستی سیرت خود   در لگد کوب چرخ گرد سرم
خوار چون خاکم از پس دیوار   چه توان کرد آب پیش درم
تا مقرب شوم بقربانی   همه تن گه کمان و گه سپرم
راست در حق من بگو که کجم   پنبه از گوش من ببر که کرم
گه گهی خاص میهمان بهشت   گاه تنها مجاور سقرم
از حضیض وبال و اوج شرف   فرد از انم که آفتاب فرم

از وجود م ہے رگے در پوست — سر بپائے بشکل پا و سرم

آفتابے کہ خاور سخن است — ورق چند بیذق ظفرم

من گرفتم جہاں بصف سخن — زائے ارض تموت باخبرم

بحر را مایہ از چو من ابریست — بہتریں دُرّ و کہتریں مطرم

از سخن آبم از تواضع خاک — لاجرم مہربان و مہرورم

شکم از غصہ پارہ کرد صدف — چوں شنید آبداری دُرم

منع ہیجد چہ میکنی خواجہ — کہ من از حسد منع راستم

باز بعضے خساں و بد دہناں — زیں در منکرند و زیں عذرم

طعن ایں در سخن کنند و مباد — ضرب شاں چیست یک شبہ سپرم

چار مادر کنند و ہفت پدر — من زیک مادر زیک پدرم

دست در شاخ من زنند و مباد — کہ بہ بیخ کسے رسد تبرم

در دنیا سرائے بولہبست — من بغیرت ازیں سرا بدرم

خانۂ بولہب چہ جائے قرار — چوں در مصطفاست مستقرم

قرشی الاصل و ہاشمی نسبم — کز ہوایش بر آمد ایں شجرم

شجر نثر و شاخ نظم امروز — بے ثنایش نمی دہد اثرم

نعت او بر دہد رضائے خدا — حسبی اللہ ہے بس است برم

۱۰۸	نظم چوں مرمر المحرم شد چہ غمست از گرانی صفرم	۱۳

سعادتے کہ جہاں راست ز آستان کرم — کرامت قدم محرمان بیت حرم

نثار بارگه بادشاه عالم باد — که ختم گشت برو بادشاهی عالم
خدایگان سلاطین علاء دولت و دین — شه ستاره سپه قطب آفتاب عالم
مدار ملت و پشت هدی محمد شاه — که هست همچو محمد پناه اهل امم
شهی فرشته وشی کز میامن نامش — طراز یافت نسب نامهٔ بنی آدم
ز عدل او خلفای عرب شده حیران — چو از کمال جهانگیریش ملوک عجم
زمین معدلتش تازه راه ها ایمن — جهان بدولت او چون جهانیان خرم
ز فر دولت او کار هفت کشور راست — ز بار منت او پشت هفت گردون خم
چو صبح گشته بدعوی طاعتش صادق — نگر چگونه جهان را گرفت در یک دم
صفات قدر شهنشه برون از اندازه ست — همی قدر بود اندازه زبان قلم
همیشه تا که برسم قدیم در هر سال — مسافران سوی کعبه روان کنند قدم
چو کعبه باد در شاه قبلهٔ حاجات — ضمیر او حرم ستر غیب را محرم

۱۰۹

چنانکه حاجت جمله جهان برآورد ست
برآورد ز کرم حاجت حسن راهم

۱۶

خجسته باد و مبارک وجود رایت اعظم — ز وار دگیر ممالک بدست ملک معظم
رسد بنه کره اکنون عنان شهرت شادی — چو در رسید بدولت رکاب خسرو اعظم
پناه جملهٔ اسلام و پشت زمرهٔ ایمان — مدار ملت احمد مراد خلقت آدم
خدایگان سلاطین علاء دین محمد — کشیده دایره عدل گرد مرکز عالم
ز ابر رحمت او گشت روی هفت زمین تر — ز بار منت او یافت پشت هفت فلک خم

محمدیست که دارد بفیض فضل الٰہی
بداں امید که بوسے زند بنقش نگینش
ازاں رسد بقدومش نثار غیب پیاپے
رساند مژدہ فتحش صبا بملک ریاحین
بروز و شب مہ و مہر شش فدا کنند ز بالا
حدیث ملک جم اینجا چہ نسبت است که آمد
ازاں طواف کند فتح گرد بارگہ او
زہے بکعبہ شاہی صفات ذات تو رہبر
بدولت تو نداند حسن که غم چہ بود
زمانہ یار تو بادا بہر مقام که باشی

کفے چو موسی عمران دمے چو عیسی مریم
خمیدہ اند ہمیشہ فلک چو حلقہ خاتم
که میکنند ملایک دعائے صبح دمادم
ازیں نشاط نیاید دہان غنچہ فراہم
که اے جہاں بتو قایم جہاں تراست مسلم
فدائے جرعۂ جامش تمام مملکت جم
که یافت از دل روشن نشان کعبۂ زمزم
خہے طراز الٰہی ضمیر پاک تو محرم
مگر برائے قوافی کشیش یاد دہد غم
سپاہیانت بفرماندہی گرفتہ زمین ہم

(۱۱۰)

چو بخشش تو ہزار ست ہم خدائے بہ بخشد
ہزار سال بقایت ہزار سال بر و ضم

(۱۷)

اے چرخ یار من شو کامروز یار یابم
زحمت بسے نمودی از روئے برف و باران
روئے مبارک شہ دیدن ثواب باشد
سلطان علائے دنیا شاہ جہاں محمد
از اوج بخت شاہی گرگس کند سوالم
از فضل دستگیرش بیدار گشت بختم

بکشا در سعادت خوش خواں بفتح بابم
امروز تربیت کن روئے چو آفتابم
یارب تو تا قیامت روزی کن ایں ثوابم
صد روح دادہ ہر دم از فتح ایں کتابم
ہم فر دولت او تلقیں کند جوابم
وز عدل پایدارش آباد شد خرابم

چوگاں چو در کف آرد تا گرد گوئے گردد
خواہم کہ گوئے گردم پیشش بسر شتابم

ایں روز خوش کہ دارم در دور شاہ حقا
ہرگز شبے زمانہ نہ نمود جز بخوابم

نقل مراد گشتہ از دولتش نصیبم
وز ہر مراد دادہ اقبال او نصابم

تا خیمہ نصب کردم در عرصہ گاہ دحشش
خورشید سائبان شد حبل المتیں طنابم

اوج سپہر مجلس فوج فلک حریفم
طاس قمر پیالہ کاس فلک ربابم

یک شکر نعمت حق بہتر ز صد تنعم
یک بوئے جرعہ شہ بہتر ز صد شرابم

چوں ہر طرف کشیدم رخش سخن بجولاں
اکنوں سوئے دعا ہم لختے عناں بتابم

بادا عزیمت شہ در ہر خطا مسلّم
اول ہمیں نماید از ہر دعا ثوابم

بادا ہمیشہ رویم بر خاک آستانش
تا چوں حسن بریں در ہم نان بود ہم آبم

بادا ہزار سالش ایں جاہ با جلالش
انعام عام روزی ہر روز زیں جنابم

۱۱۱	دوش ایں دعا کہ کردم بر شد بآسمانہا از عرش بر گذشتہ میگشت مستجابم	۶

ساقی بیار مے کہ دمے خوش بر آوریم
جانے دگر ز جام تو در تن در آوریم

عرض استدیم یکدمہ را در حلاوت حیست
اکنونِ علم ز عالم عشرت بر آوریم

زاں مے کہ او بدور قدح قہقہا کند
وز راں چو قبہ فلک اخضر بر آوریم

شادئ ما ہمہ قدم شہریار ماست
ما ہم نثار مقدم او گوہر آوریم

۱۱۲	سلطاں علاء دیں کہ چو ساغر کند طلب اے بس مئے مراد کہ در ساغر آوریم	۱۲

دولتی از حق تعالی یافتم — دست بوس خان والا یافتم

خسرو اعظم معز دین حق — کش ز حد مدح بالا یافتم

قدر او را با فلک کردم قیاس — پایهٔ قدرش معلا یافتم

ذات او را در صفا و در صفت — راست چون خورشید یکتا یافتم

بزم او فرخنده تر از هشت باغ — جرعه دانش جام مینا یافتم

شد کف دربخش او دریای جود — من دُر دولت ز دریا یافتم

چشم بد دور از چنان دریا کزو — چشمهٔ خاطر مصفا یافتم

از خیالات مدیحش در ضمیر — هر چه می جستم مهیا یافتم

در بهارستانِ مداحی او — بلبل هر طبع گویا یافتم

در سواد خط معانی ثناش — در شبه لولوی لالا یافتم

در تمنا داشتم دیدار او — شکر حق را کان تمنا یافتم

۱۱۳

خواستم صد سال عمرش بر مراد
این مراد از حق تعالی یافتم

۱۴

چون چشم نیم مست تو اندر جفا تمام — دست تو شد بریختن خون ما تمام

میخواست صبر در دل تنگم گذر کند — غم نیست زانکه عشق تو بگرفت جا تمام

ای لاف پسته با لب شیرینت نادرست — دعوی سرو با قد زیبات ناتمام

آوازه از قد تو شده نخل را بلند — اسباب از رخ تو شده ماه را تمام

چندان ز رشک رفتن تو خون گریست کبک — کاندر میان خونش فرو رفت پا تمام

حسن با حسن چه روایت کند که راست | چون دولت شهنشه فرمانروا تمام
سلطان علائے دولت و دین خاصهٔ خدا | هر چه از خدائے خواسته داده خدا تمام
نام محمدست و بنام ایزد آمد است | بر خلق و خلق بر صفت مصطفی تمام
خصم تو خواست خرقه بپوشید و هم نیافت | اندر لباس خانه یکے بوریا تمام
شاها قصیده که مرا در ثنائے تست | نیمے ردیف کرده و لے در ثنا تمام
من هم تمام میکنم این نامه را جواب | کز فضل او مراست همه نیمها تمام
در آخر مدیح ثنائے شنو ز من | کاندر مدیح طاقم و اندر ثنا تمام
اسکندر زمانه توئی دور دور تست | مانند خضر در کشش جام بقا تمام

۱۱۴ ردیف (ن) ۴۹

اے بوصف صنع تو پویان شده چرخ برین | این کره جز داغ تسلیمت ندارد بر سرین
پایهٔ قدرت منزه از سما و از سمک | دفتر فضلت مبرا از شهور و از سنین
قدرت تو از بساتین نقش بندد در جنان | حکمت تو از مشیمه پرده پوشے بر جنین
اے فلک چون حلقهٔ خاتم مدور ساخته | نیست بر نه خاتمش جز نام تو نقش نگین
حکم تو چون ریخت در دریا نم صلب سحاب | شد شکمهاے صدف آبستن در ثمین
کیست جز تو تا کشد در جلوه گاه گل برون | از پس هر پرده چندین لعبتان نازنین
روح حکم کاملت را هم متابع هم مطیع | عقل و فضل وافرت را هم رهی و هم رهین
شوق تو در سینه سر دفتران روح و عقل | طوق تو در گردن گردن کشان شرع و دین

ای خوش آن دیوانگان کز یاد نامت مانده اند — خارج از نار و نعیم و فارغ از مار معین
لشکر نمرود صف صف لشکر تو پشه — ای تو سلطان ازل با تو که یارد کرد کین
با چو تو قهار مائی ذنبی محض خطاست — خاصه از چون ما ضعیفی چند از ماء مهین
ای بفرق هر سر از تاج تو دولتها عیان — وی بکنج هر دل از تو گنج دانشها دفین
روز پرسش هم برون آور مرا از خوف و حزن — کز عقوبت خایفم وز عاقبت گشتم حزین
بر درت آلوده چون آیم که نتوان آمدن — در بهشت پاک بادامان تر از پارگین
باکه آویزم مبادا گر نه بخشی تو امان — وه کجا باشم مبادا گر نباشی تو معین
غرق بحر غفلتم درماندهٔ در گناه — از کرم درمان من فرما چو درماندم چنین
جز شفیع آوردنی در من نه بینی هیچ کار — این چه آوردم برحمت یک نظر در وی ببین
اول آرم آخرین انبیا را عذرخواه — نور خلقت را نخستین دور دعوت را پسین
آنکه می آویختے در ذیل او روح القدس — وانکه می بگریختے از ظل او دیو لعین
وان سر افشانده بهنگام سجود از آسمان — وانکه کوته افشان بهنگام رکوع از آستین
وان چو سبزه سر بخاک از شربت زهر آزمائی — وان چو لاله رخ بخون از خنجر خوبان سمین
وان بلالی کو چو تو بریخت اشک از دیده صاف — وان هلالی کو شفق سان داشت دل در حورین
وان یمانی کو کبی با کوکب فقرش قران — مطلع زهدش ز اقران در زهادت بیقرین
بو حنیفه هم شفاعت خواه می آرم دگر — شافعی کو بود مر دین حنیفه را امین
پس شفیع آرم ربیع بن خثیم هم رابعه — خلوت خدام ایشان باغ خلد و حور عین
آبروی خواجه ثابت آنکه ثابت داشت دل — حرمت داود طائی آنکه طیب داشت دین
آن حسن کو بود بصری دیدهٔ دین را بصر — وان حسن کو بود نوری نور طاعت را جبین

آن حسینی کو بتعریف عجم بستے کمر | وان جنوبی کز جنید صدق بگشادی جبین

پیر بسطام آنکہ بحر عشق بسطامیش بود | پور ادہم کادہم اخلاص بودش زیر زین

مالک دینار از صدیق بل گنج صفا | شبلی آن شیر صف عشاق بل شیر عرین

بوسلیمان آن شدہ آثار تسلیمش سمر | بوسعید آن لعل وہ آیات سعادتش رزین

آن سعید رازی از راز دلش ناگشتہ تنگ | وان شفیق بلخی از بلخی رخش نگرفتہ چین

سہل عبداللہ صیتش رفتہ در سہل و جبل | صالح مری صلاحش حاقی اہل یقین

خیر نساج آنکہ با غیرے نشد دربافتہ | پور حلاج آنکہ خود را پنبہ کرد از

احمد حضرویہ آن آفاق را خضر دگر | احمد غزالی آن اسلام را حبل المتین

ذکر ذوالنون و حدیث صفوت سفیان ثم | باز عرفان معروف شمس العارفین

رافت رزاق و سرو سرور خواجہ اجل | خلوت خواص و قرب حاتم خلوت نشین

شیخ عبداللہ انصاری ز یاران بزرگ | خواجہ عبداللہ مرد آن پیر مردان گزین

در دبستان سہر یعنی سہروردی کہ داشت | ہم جلائے در تصوف ہم نہانی نظرین

آن یگانہ در صف تجرید مولانا فرید | عین علمش آفریدہ فخر عالم آفرین

پیر ابدال صفا بایافتہ قاضی حمید | میر اوتاد مبارک روے سید نور دین

حق دین پنجہ کہ بخشش از پنجۂ نفسم خلاص | بو کہ یکبار از سر این سگ برآرم پوستین

می طپید چون ماہی اندر شست از سودائے چاہ | شست او آن سین سعد اشد بلے باشست بین

سین سعدالیش بشین شکر خود گرداں بدل | حرمت سینی کہ بودست آن نزدیک تو شین

اربعینے ساخت ہر کس او ہم این خمسین نوشت | چون عدد تفضیل دہ خمسینش را بر اربعین

گر ز کلک لاغرش حرفے بہ تحریر آمدست | ہم تو از غیث سماحت شو برآن عیب ثمین

اے ہمہ شاہان عصر از خوان فضلت زلہ خواہ در قبائے اعتقادم نیست چینے از صفا	وائے ہمہ مستان عشق از جام جود جرعہ چین از قوام تشریف آں یک چین بہ از صد ملک چین

۱۱۵	دانت یا حی یا قیوم تا جان در تن ست ور تو رحم آری بگویم وقت جان دادن ہمیں	۵

زہے مبارک ساعت زہے خجستہ زماں ظفر جنیبہ کش و فتح غاشیہ بر دوش ابو المظفر سلطان علاء دنیا و دیں کشادہ قلعۂ کفار کردہ قطع عدو	کہ می در آید در شہر یار جہاں زمانہ خدمتے آرد فلک نثار افشاں کہ باد تا باید بر ہمہ جہاں سلطان بہ تیغ ہندی بگرفتہ ملک ہندستان

۱۱۶	خداش در سفر و در حضر نگہباں باد کہ عدل اوست نگہبان عرصۂ گیہاں	۱۳

طلوع کوکب فتحست از افسر سلطان تبارک اللہ دین ہدی چہ نور گرفت سر سلاطین سلطان علاء دنیا و دیں ابو المظفر شاہ جہان محمد شاہ مقر رست کہ در ملک مشرق و مغرب بدفع تعبیہ گردنان ملک امروز عدو ز خشم ہمان چشم بد نگاہ کند	سعادت ہمہ آفاق از اختر سلطان ز روئے انور و روئے منور سلطان مدار کعبۂ ملک و ملک در سلطان ظفر بتابی فوج مظفر سلطان شہے نبود و نہ باشد برابر سلطان نگر چہ حجت قطعیت خنجر سلطان ز دور چون نگرد گرد لشکر سلطان

همه ز زرگری آفتاب حیرانند چو آفتاب ز پاشیدن زر سلطان

سرشک باری ابر از کف شهنشه هست چو شور کردن دریا ز گوهر سلطان

هزار شکر که می پروریم جان در ناز بزیر رایت اسلام پرور سلطان

ز بعد بندگی حق همین تفاخر بس که امتثال رسولیم و چاکر سلطان

همیشه فضل الهی رفیق سلطان باد حسن ز فکرت غیبی ثناگر سلطان

۱۱۷

رضای سلطان سایه فگند بر سر خلق
همای چتر جهانگیر بر سر سلطان

۴۰

موسم عید می نهد خوانچهٔ عید در میان غرهٔ ماه می دهد مژدهٔ عمر جاودان

عید چو نقش بندگی بست نطاق بندگی خوان سرای شاه را حمد سرا و مدح خوان

منبر عید شد فلک خطبه نام شاه را خنجر مهر تیغ زر طرهٔ صبح طیلسان

فر خطاب خسروی وش بتافت بر افق از اثر علو او عین هلال شد عیان

شاه جهان علاء دین خاص خدا علی الیقین حافظ نقد و ملک دین واهب گنج بحر و کان

پشت پناهی محمدان کوست ز روی معدلت همچو محمد امین کافهٔ ملک را امان

تیغ جهانگشاش را هست برون شش جهت چتر جهان نماش را سایه ورای لامکان

چتر سیاه او چو شب رونق عید عید از او یس ز ادو بس است ار شب قدر شد نهان

خنجر تیر طبع او حرف بحرف داشته سورهٔ ملک در ضمیر آیت فتح بر زبان

شه چو کمان ملک را کرد بعدل چاشنی چرخ که با بریده زه گوشه گرفت چون کمان

جهد و جهاد کو نمود از پی سد خنها صد یک از آن صفت کنم گر بتوان نمی توان

انچه که کرد میکند بهر بقائے دین حق / هم بخدا اگر کند جز کرم خدایگان
حصن توئی که برکشید از پے حضرت اے عجب / عاشق شکل اوست دل عاجز شرح او بیان
خلد ز منظرش خجل چرخ ز لنگرش زبون / از سر رفعت اینچنین از در صولت آنچنان
وهم بشر کجا رسد در حد ارتفاع او / هست فرو و خندقش هفت حصار آسمان
ذات جهان کشائے شه باد مسلم از فتن / زانکه بدور دولتش دار سلام شد جهان
شاه جهان که مثل او چشم جهان ندیده هم / شاه جهان چنین سزد داده و جهان نشان
همچو سکندر آمده طالع شاهیش قوی / آئینه مقاصدش طلعت شاهزادگان
داعی شاهزاده ام خود بعنایت ازل / در نظر مبارکش خضر لقاست خضر خان
عهد شهان دیگرش باد ز قرنها فزون / در همه وصف بیقرین در همه صاحب قران
اے فلک آنچه دیده از خلفائے ماضیه / بر در شاه ما گذر وصف گذشتها همان
مجلس عیدگاه بین رونق بارگاه بین / فرش ز اطلس فلک پرده ز سندس جنان
خاتم جم در آستین باغ خلیل در نظر / شربت خضر در قدح خوان مسیح درمیان
صفه بارچون فلک صف ملوک چون ملک / شاه دو چترش از دو سو ماه میان فرقدان
چتر سفید بر سرش بازچه زیب میدهد / راست چو صبح روے شه آمده آفتاب آن
بر شه مصطفی سیر چتر سفید گوئیا / ز ابر سفید مصطفی ساخته اند سائبان
اے بزمان دولتت گرگ مربی رمه / دے بزمان رحمتت ماه رفوگر کتان
دست تو ابر مجلس است اینت عطائے ایزدی / تیغ تو برق معرکه اینت بلائے ناگهان
شاه مبارک اخترے اختر اوج سلطنت / بحر بلند گوهرے گوهر کان کن فکان
عید ز عدل تست خوش زن ز خوشی که میشود / عقل بخشت او گرو سر بکجا راو گران

می چه بود چو مست شد خلق ز جام جود تو — دشمن تو خراب باد از می محنت زمان
یاد تو بر لب آنگهی باده کشم خطا بود — خون عنب چرا خورم آب حیات در دهان
جز باشارتت مباد از پی آب کی خورم — کاب هم از تو یافتم و ز در دولت تو نان
گوهر شادیت کرم از پی آنکه میرسد — از کرم تو به زمی انس ورای انس و جان
فکرت تو چو جام جم آینه جهان نمای — خلق تو چون می بهشت آب فزای جوی جان
ای شده بارجای تو غیرت هفت منظره — وی شده بزمگاه تو حیرت هفت بوستان
خاست بعهد تو حسن از دو جهان یگانه — هم بهدیه تر سخن خسرو بمدح درفشان
تا بهوای مجلست از پی نقل روزها — عید درآید و شود جشن زمانه رازمان
جشن تو باد نو بنو عید فتوح دمبدم — شادی دل نفس نفس نصرت حق زمان زمان

(۱۱۸)
تخت چو بخت دیرپا تاج چو عرش چترسا
عیش چو عیش بیدعمر چو ملک بیکران
(۲۱)

مهد صبا بساحت گلزار شد روان — عالم چو بخت خسرو عالم نگر جوان
بلبل بیاد غنچه نوخیز خوش نواست — سوسن بشکر فتح شهنشاه تر زبان
اوراق غنچه بین که چسان نو بنو رسید — چون عرضه داشت فتح سپاه خدایگان
سلطان علاء دنیی و دین شاه بحر کف — عالم فروز گوهری از کان کن فکان
سد سدی محمد اسکندر دوم — عمرش چو عمر خواجه خضر باد جاودان
آثار فضل او شرف اول البشر — امداد عدل او مدد آخر الزمان
تیغ جهان کشای و کف گنج بخش اوست — چشمه که در میانه دریا بود روان

خصمش بجان رسیده بداز غم فلک نهاد
گفتم بعقل خویش روآستان شاه
عقلم زنرزبان نهم چرخ بازگشت
چرخ آخور مراکب خاص شهنشه است
نوروز می کنند جهانے ولیک کرد
از تیغ بندگان شه خوان اہل کفر
کفار کشته گشت که روز شمار ہم
آنکس کز استخوان بزرگ آورید فخر
ایں از کمال دولت سلطان عالم است
تا آسمان نشانه تقدیر ایزدی است
گیتیش بنده باد همه عمر بنده وار
تا بنده همنشین وی وبخت همنفس
تا روز هست نصرت غیبی ندیم او

از گرز شه بگردن او منتے گراں
اول ہوس پس صفتے کن اگر تواں
گفتم چرا تو گفت بلند است آسماں
ورنه وراں محل چه کند راه کہکشاں
نوروز فتح لشکر شاهنشه جہاں
صحرائے جنگ سوسن تر بود ارغواں
فهم فرشته باز نیارد شمار آں
یارب چگونه خورد شکستند استخواں
وزرائے کامگار وی وبخت کامراں
گیتی ز نقش بندی او یافته نشاں
سر بر زمین طاعتش آورده آسماں
اقبال همرکاب وی وبخت همعناں
چون شب رسیده دولت بیدار پاسباں

۱۱۹

دم در کشیں اے حق که نگهبان او بس است
ستار عیب پوش وجهاندار غیب داں

۲۰

زهے اسلام راحجت خهے آفاق راسلطاں
امور ملک را ضابطرموز غیب را واقف
علاء الدین والدنیا محمد شاه دریا کف

جهان را آفتاب دیں زمیں را سایه یزداں
عباد الله را راعی بلاد الله را سلطاں
کشاده کشور روم وگرفته ملک هندستاں

بنام ایزد زہے چتر شہ دین دار کز عظمت | پر جبریل را ماند سواد شین چون خط فرمان

برخ نور سواد چتر و چتر شش دیده دولت | بتن پشت و پناه ملک و ملکش داده سبحان

به برهان اطیعوا الله همه عالم مطیع او | بعرفان رسول الله همه گیتیش در فرمان

پناه شش جهات گیتی و مقصود نه گردون | خراج استان هفت اقلیم و نوبت بخشش چار ارکان

مدار دار دنیا و مراد خلقت عالم | امین ملت احمد امان زمرهٔ ایمان

کمند قدرتش افگنده در حرم قیصر عقده | سمند دولتش آورده در صحن فلک جولان

ملک با عزم او محرم فلک با حزم او همدم | وفا در طبع او ساکن ظفر در قلب او مهمان

کفش همچو کف موسی و حاسد گشت مشت گل | حیاتش چون حیات نوح و دشمن غرق در طوفان

جهان از عدل او بنعیم چمن از خلق او خرم | مه از خاک درش روشن خور از فر رخش رخشان

حشم از جاهش افزوده خدم از جودش آسوده | ستم در عهد شش آواره جهان از عدلش آبادان

جهان را فرش زربش گر بآن نزهت و افر | فلک را کشک سیرش گو بنه با آن وسعت میدان

بساط جشن او را خلد از هر سو گل افگنده | نثار فتح او را ابر دُر از هر طرف باران

زبس داوند صد جا کر چو افریدونش صد مولا | چو خاقانیش صد مادح هزارش بنده چون خاقان

ثنای بے بدل گفتم دعای بے ریا بشنو | بقایش باد بے حد و کمالش باد بے نقصان

همه اندیشه ها صائب همه تدبیر ها فرخ | همه امید ها حاصل همه دشوار ها آسان

سه جان در نفس سلطانی چو تخت و تاج و چتر شه | دو چشم اندر سر دولت خضر خان و مبارک خان

۱۲۰

علی کردار دین گستر جهان در خدمتش قنبر
محمد وار دین پرور حسن در خدمتش حسان

۶

اے درت منزلگہ روح الامین | آسمان در پیش تو سر بر زمین

ذات پاکت آیتے از رحمتے — من چه گویم رحمة للعالمین
نام تو تعویذ اصحاب مرض — یاد تو شادی دلہائے غمیں
زمرهٔ دیں را بجاه تو یسار — حضرت حق را بجان تو یمین
دستگیر اول و آخر توئی — اول و آخر ہمیں گویم ہمیں

۱۲۱

یک نظر گر در حسن داری شود
ایں ہمه خرمہره اش دُرّ ثمین

۸

ز ہے محراب شرع و قبلهٔ دیں — نبوت را از تو امکان و تمکیں
تو بر تخت نبوت شاه بودی — دریں عرصه نه شه بودے نه فرزیں
ترا آں روز شد بنیاد ایں کار — که آدم بود بین الماء و الطین
ز درویشاں که سلطانان فقر اند — توئی امروز سلطان السلاطین
خدایت لشکرے داده ز قرآں — پس آنگه قلب آں لشکر چه یاسین
الا اے مردم چشم دو عالم — یکے در حال ما بیچاره ها بیں

۱۲۲

دعاہائے حسن در دین و دنیا
بآمین تو مقروں باد آمیں

۹

دل اسلام شد خرم دل اسلامیاں خنداں — فتوحات فلک صد نوع در فتح شاه صد چنداں
حصار فتح شد اکنوں ہر دندانه از وے — بشارت میدہد فتحے دگر از ہر بن دنداں
نگر تا ظفر آورد بر قومے که بود آنجا — بجائے گل ہمه سنگ و بجائے دل ہمه سنداں

بلے این معجزات فتح شاہنشاہ دیں پرور
نہ در وہم خرد گنجد نہ در فہم خردمنداں

شہ عالم علاء الدین محمد شاہ دریا کف
کہ از باد سنانش چو گل شد عالمے خنداں

فلک را گنبدے پندارد گرمابہ خاصش
مہ نو طاق و حوضش آئینہ خورشید روشنداں

جہاں گر خورد سوگندے بسر شاہاں گہے اکنوں
بود خاک کف پایت سر آں جملہ سوگنداں

درے کز سلک کلک امروز در ترتیب نظم آورد
حسن جائے نثار اندر رکاب خسرو افگنداں

۱۲۳

جہاں تا ہست او باشد خداوند ہمہ عالم
معین جاہ و ملک او خداوند خداونداں

۱۲

روا بود کہ کنند اہل آسمان و زمیں
دعائے دولت سلطان علاء دنیا و دیں

سر ہمہ خلفائے امم محمد شاہ
گدائیگان فلک چتر آفتاب نگیں

ز فرق تا بقدم تاج و تخت و دولت شد
جہاں ندیدہ چو او تاج بخش تخت نشیں

ہمہ بہ بندگی شاہ راست رو شدہ اند
نماند کج روی امروز جز کہ در فرزیں

خدا سکندر ثانیش خواند ہم ز اول
پس ایں خطاب نماید تا بروز پسیں

چو او سکندر ثانیست بیں تحسین حرف
بلے چگونہ شود دور سیں ز صحبت شیں

مرا کہ طوطی باغ لطافت است لقب
شدہ زمایدہ شکر دوست شکر چیں

ہزار فال حسن بر من انچناں نبود
کہ بشنوم ز شہ شرق و غرب یک تحسیں

نفس کہ میزنم از فر دولت شاہ است
وگر نہ حد من مختصر بود چندیں

چو دین و دنیا در حفظ و در مونت اوست
خدائے عز و جل خواہمش حفیظ و معیں

ہمیشہ قاعدہ دیں بدو قوی بادا
بنور روح محمد بحق روح امیں

۱۲۴

ز هفت چرخ ثنا و ز ستارگان احسنت
ز چار پیر دعا و ز فرشتها آمین

۹

ای خدایت برگزیده از سلاطین جهان — تا جهان باشد تو بر تخت جهانبانی بمان
جاودان در ملک فرمان ده که بهر دین حق — مالک الملک است بخشید ست ملک جاودان
هر نفس فرعون گرگی می‌نمود ناچه پاک — چون موسی خواست بر دین و دولت زا امان
یاد می آید مرا از بیت استاد قدیم — شاه هم به پسندش زیرا پسندیده است آن
آسمانها صد هزاران دیده آخر کور نیست — تا ترا بیند بدست دیگری ندهد عنان

وله

زهی مبارک ساعت زهی خجسته مکان — که می در آید در شهر شهریار جهان
ابو المظفر سلطان علای دولت و دین — که باد تا بابد بر همه جهان سلطان
کشاد قلعهٔ آفاق و کرد قطع عدد — به تیغ هندی بگرفت ملک هندوستان

۱۲۵

خداش در سفر و در حضر نگهبان باد
که عدل اوست نگهبان عرصهٔ گیهان

۷

امروز وقت صبحدم آمد بمن سوی من — زیبائی مه از چه بود از ماه زیبا روی من
دور از تو جای داشتم تیره تر از گیسوی تو — حالا چو شمعی در رسید آن ماه شب گیسوی من
آهوی صبح آراسته مغرب ز سر پیراسته — صبح این طرف ماه آن طرف خورشید همزانوی من
با من اسد در آسمان گر پنجه اندازد چه غم — اکنون که هست از نام شه تعویذ بر بازوی من
سلطان علاء الدین که باد از حق نظرها سوی او — الحق ز چشم رحمت دارد نظرها سوی من

چوناکه من بنده شدم درگاه شاهنشاه را | گیتی غلامم میشود ترک فلک هندوی من

۱۲۶

از شب گذشته چار پاس از مه گذشته چار مه
مه در گذشتن یار شب یا رهم پهلوی من

۴

شاه عالم باد دایم این دعا برکار کن
نظم پروین یار کن انگاه از بهر نثار
شه علاء الدین والدین که در نزد دویت

فاتحه برخوان و پس اخلاص با آن یار کن
نثر این شاه فلک قدر ملک مقدار کن
فتح موسی کار فرما فیض عیسی کار کن

۱۲۷

ای حسن گر هست چیزی از برای تهنیت
نیم جانی هست با صدق تمام ایثار کن

۷

ای دولت تو مدار دوران
زر بخش معز دولت و دین
سهم سپر تو در عراقین
از روی تو چشم ملک را نور
تا خشک و تری ببر و بحر است
با دوست بصد سرور بنشین

عدل تو پناه اهل ایمان
جان عرب و عجم الغفران
صیت کرم تو در خراسان
وز رای تو جسم عدل را جان
باد است ببر و بحر فرمان
وز دشمن خود غم و رنج نشان

۱۲۸

جامی بکف نشاط می گیر
رخشی بصف مراد میران

۲۴

امروز چو خوش پرده کشیدند بر ایوان | ایوان که نهد پای شرف بر سر کیوان

تا کنگرهٔ عرش شد افراشته منظر — از جملهٔ فردوس شد آراسته ایوان

بر صحن و طبق میوه و مجلس فرح انگیز — از بام فلک اختر دولت گهر افشان

پیلان عماری کش ازیں راه درآیند — تا شاه نظاره کند آں کوه خراماں

هر هفت ستاره گهر افشاند بانواع — هر هفت فلک نیز تتق بسته بهر ساں

بر بسته به پیلاں جرسے از زر و یاقوت — بر گرد عماری کمرے از دُر و مرجاں

برجیس چو زهره است ازیں تعبیهٔ رقاص — اقبال چو بخت است بدیں مائدہ مهماں

هم مجلس فرخنده یکے تازه بهارست — هم بادهٔ گلرنگ یکے تازه گلستاں

باده چه تواں گفت یکے شربت کوثر — مجلس چه تواں گفت یکے روضهٔ رضواں

رضواں نگرید آمده در صورت خاناں — از جوے بهشت آب زده بر در میداں

میدان شهنشه نه زمیں ساحت گردوں — خورشید شده گوئے و مه نو شده چوگاں

بر آتش خورشید سپند آمده کوکب — گردوں شده چوں کنگرهٔ گنبد دوراں

مریخ براں شد که فرو آورد اورا — پاکوفتن ترکی در مجلس ایں سلطاں

زر بخش علاء الدین سلطان جهانگیر — سلطان جهانگیر و شهنشاه جهانباں

اے پشت و پناه امم و بازوے خلقت — اے دیدهٔ اسلام و پسندیدهٔ سبحاں

خواهم همه ساله همه اقلیم مطیعت — خواهم همه عمرت همه آفاق بفرماں

چشمت سوئے شهزاده و دستت سوئے باده — هم خضر تو ارزانی و هم چشمهٔ حیواں

آں شاه مبارک که ازو چشم بداں دور — خاک قدمش روشنی دیدهٔ دوراں

یک شاه دگر نیز مبارک قدم آمد — هم بر تو و هم بر خود و هم بر همه ارکاں

شاها تو نگه داشتهٔ قاعدهٔ دیں — دیں را تو نگهبان و نگهبان تو یزداں

اے کشتی عدل از قدمت یافتہ بیک حال	چوں نوح حیاتت طلبم بلکہ دو چنداں
بادات خدا یار بہر کار کہ باشی	دشوار ترین کار باقبال تو آساں
ہر روز شدہ کار باقبال تو روشن	ہر لحظہ زدہ اشہب میدان تو جولاں
دولت بدعا و بہ ثنایت شدہ حاضر	من بندہ حسن بر تو دعاگوی و ثنا خواں

(۱۲۹) ردیف (و) (۱۰)

فرخندہ باد بر شہ آفاق سال نو	اسلام را ز رویش ہر روز فال نو
سلطان علاء دولت و دیں آنکہ چوں بہا	داد از کمال عدل جہاں را جمال نو
روئے عروس دین محمد جمال یافت	از چتر شہ خداش برافزود حال نو
بازیست تیر شہ کہ ہم از دست شہ پرد	بکشادہ در ہوائے ظفر پر و بال نو
تیر از دبیر شاہ خجل ماند چوں بدید	ہر روز ضبط عرصہ نور امتثال نو
نقش نجوم را ز پئے فتح زادنش	اعداد وفق دان دمہ نوعہ سفال نو
از ثور برکشد اسد ار حاجت او فتد	بہر رکاب دولت او را دوال نو
طبع حسن شد آئینہ چوں ہر نفس درو	روئید ہر زبکر معانی خیال نو
تامی شود پدید ز تقویم کن فکاں	حرفے بروز نامہ ایام سال نو

(۱۳۰) شد سرو بوستان بقا باد آمدہ
ہر بار باغ دولت او را نہال نو (۷)

گل خواہم از جہان مے چوں گلاب تو	در دُر ناب ریختہ یاقوت ناب تو

روزے ببینم این شب اندوه خویش را
جائے دو کبک بر سر آتش بداشته
امشب بدیده ودلم ار میهمان شوی
گفتے حسن خوش ست که گویاش کرده اند
گفتی جواب خوش و همت بے تو خود بیا

صبح دمیده دمے چون آفتاب تو
خر گه تهی و یک سبطلکے بر شراب تو
تا وقت صبح ما و شراب و کباب تو
در مدح و در غزل شده مالک رقاب تو
دانی چه فرق هاست میان جواب تو

۱۳۱

خواهم که در خرابهٔ من سر درون کنی
من باشم و دلے که تو کردی خراب تو

۷

اے سر سر نامه نقش نام تو
ما چرا در کنج محنت مانده ایم
عاجزے چندیم و لافے از فضول
آنکه کر منا بنی آدم شنود
اے خوش آن گوشه نشین کاراست
هست مالامال جام رحمتت

نام ما در دفتر انعام تو
اے کلید گنج دولت نام تو
دست در فتراک فضل عام تو
ملک عالم زادهٔ اکرام تو
گوش او را حلقهٔ پیغام تو
بنده را یک جرعه بخش از جام تو

۱۳۲

سر نهد بر نقش نام تو حسن
اے سر سر نامه نقش نام تو

۷

اے بسرا پردهٔ جان راه تو
روح قدس مژده دهِ مقدمت

بام فلک پایهٔ از جاه تو
روح آمین پایه کش راه تو

معنی واللیل شب گیسویت
زآمده ورفته رسانیده حق
پر سپهر آمده چوں کودکاں
ذرهٔ از نور نگردد جدا

واضحی طاہا رخ چوں ماه تو
آگہئے در دل آگاه تو
در پنہ دولت برناه تو
ہر کہ چو ذره است ہوا خواه تو

(۱۲۳) اے سگ درگاه تو مسکیں حسن
سگ نہ کہ خاک سگ درگاه تو (۸)

شاه رسید ومیرسد کوکبۂ شکار او
رایت فتح رہبرش فوج فتوح کشورش
خاتم ملک در بناں مہر دوام نقش او
شاه جہاں علائے دیں ملکستان روم وچیں
شرع نبی ودین حق نشو ونما زکرّ وفر
از اثر سعادتش عمر ز حد زیادتش
باز چو در سفر رود نصرت غیب ہمرہش

ماه رکاب دولتش چرخ رکابدار او
اختر سعد یاورش فضل خدائے یار او
ابلق چرخ زیرراں گنج ظفر نثار او
بر ہمہ غالب آمد دولت کامگار او
یافت بعہد مصطفےٰ باز بروزگار او
عدل چو داد تش بدل چو فضل کار او
باز چو در حضر بود حفظ خدائے یار او

(۱۲۴) بنده حسن بصد زباں داعی دولت تو شد
خسرو اختراں بود مادح روزگار او (۵)

فرخنده باد برشه آفاق ماه نو
سلطان علائے دنیا ودیں آفتاب ملک

چوں ماه نو ز فضل خدایش جاه نو
عکس ہلال رایت اعلاش ماه نو

تاج شہی تبارک او یاد تابہند — گل بر سر شاه زغنچه کلاه نو
ہردم ودر بسر اوق اقبال نصب باد — ازکارگاه فتح وظفر بارگاه نو
ہرروز در رکاب سعادت رسیده باد — از فوج فتح ولشکر نصرت سپاه نو

۱۳۵	ردیف (دہ)	۷

کمال معرفت آرزو ست مال بدہ — شرف ہمی طلبی مایہ و مال بدہ
عروس ہستی آسان جمال نہ نماید — ہر آنچہ ہست فدائے چنان جمال بدہ
منال دنیا چند یاد خواہی کرد — بریں منال ازیں بیشتر منال بدہ
چو دیو باتو سگالد کہ جمع کن زر و سیم — بنام نیکو وکوری بدسگال بدہ
جواب سخت مدہ سائلان مسکین را — حصول ہر دو جہان ہم بیک سوال بدہ
زہے خجالت دقت اربرو درویشے — یکے بگوید خواجہ زکواة مال بدہ

۱۳۶	نگار زر طلبد از تواے حسن زرکو سرے کہ واری در پاے او بہال بدہ عله	۱۳

کے باشد آنکہ بوسہ زنم آستان شاه — سجده برم بمجلس راحت رسان شاه
پیوند جان من نظر رحمت شہ است — اے ہر کجا کہ جانے پیوند جان شاه
سلطان علاء دنیی و دیں شاه بحر و بر — از شرق تا بہ غرب ہمہ ملک از آن شاه
شاه جہاں محمد شرع محمد یست — اندر پناه مملکت جاودان شاه

عله بظاہر کسی قصیدہ کی تشبیب معلوم ہوتی ہے۔ مولف

بے ہیچ شبہ شہ بود اندر پناہ حق | زیرا کہ ہست دین حق اندر امان شاہ
ملک دوام را کہ رسے ساخت است تخت | وان چیست نامدست مگر در میان شاہ
گرچہ کمان ماہ کشد چرخ بس بلند | ہم سر فگندہ گردد پیش کمان شاہ
از جام شاہ چشمہ اسرہشت خلد را | یک جرعہ دان ہفت فلک جرعہ دان شاہ
دریا اگر بجیب عدم سر فرو برو | مائیم و دامن کف گوہر فشان شاہ
پر دُر شود چو کام صدف گوش من تمام | گر نیم آفریں شنوم از زبان شاہ
ہر روز از فلک ہمہ آفاق را است خور | قرصے کہ ہست رابطہ او ز خوان شاہ
در بزم شاہ خوان دعا ایں کہ چوں کشید | بندہ حسن کہ ہست یکے مدح خوان شاہ

(۱۳۷)

چوں خلق شاہ خلق خدا راست پاسباں
بادا خدائے عزوجل پاسبان شاہ

(۹)

دولت ہمیں کہ بوسم پائے شاہ | عرضہ دارم حال خود برائے شاہ
دیدہ امید خود روشن کنم | از چہ از روئے جہاں آرائے شاہ
شہ علاء الدین والدنیا کہ ہست | کاسمان سر می نہد بر پائے شاہ
آفتابے تافت بر گردوں دگر | از شعاع تاج گردوں سائے شاہ
تاج دولت بر سر شہ چست ہیں | چوں قبائے ملک بر بالائے شاہ
قلعہا بکشاد و کشورہا گرفت | رائے فتح انگیز و نصرت زائے شاہ
بر درش نظم حسن بالا گرفت | راست چوں صیت فلک پیمائے شاہ
تا کہ تخت چرخ را شہ ہست مہر | باد بر تخت ممالک جائے شاہ

۱۳۸ | شاہ قائم بر بساط مملکت
مات گشتہ ہیچو پیل اعدائے شاہ | ۸۶

عید است مطلب یک بیک مہیا داشتہ
مے از طراوت کردہ گل مجلس معطر داشتہ

ساقی دران کشتی زر دریاے مے دارد بجور
کشتی ماہ نو لنگر بر روے دریا داشتہ

در روے خور دیدی کہ چوں شد ہیچو آتش زند گوں
روے فلک را ایں کنوں روے عذرا داشتہ

خورشید در کشت زماں چوں خربزہ بد بگمیاں
زاں خربزہ ہیں آسماں یک شاخ پیدا داشتہ

از سختی روزہ مگر تا داشت از گرمی اثر
چندانکہ می لرزید خور یا لرزہ صفرا داشتہ

یکسو شد اینک ناگہاں مہر از افق مہر از دہاں
می عقد بستہ با جہاں رو از تبرا داشتہ

عید آمد و زد بر زمیں قندیل طاق چار میں
بر جائے آں قندیل ہیں جام آشکارا داشتہ

برداشت ماہ روزہ پے اکنوں سالہ خواہ مے
سی روز شہرے بہر وے دل را شکیبا داشتہ

جاں را ز جام مے نوی دل از نوائے خوش قوی
بستان بزم خسروی مرغان خوش آوا داشتہ

چنگ ست شکل قالبش آداب مجلس حاصلش
در خدمت اہل دلش مطرب بیکپا داشتہ

بر وہ رباب اندر نغم از ہر دل اندوہ ستم
از بہر دستاویز غم پنجہ مہیا داشتہ

نے زن بتحریک بیاں دارد ید بیضا عیاں
طرفہ ید بیضاست آں ثعبان گویا داشتہ

دف از ورق کردہ سلب حاشیہ نقشے عجب
چوں نسخہ اہل ادب جلدے محشا داشتہ

ساقی ہمہ جاں چوں پری شاہ بتان آذری
خطش مثال دلبری ابرو وش طغرا داشتہ

لعلش لبا لب نوش ہیں ریحان و سنبل پوش ہیں
صوت بہ انسے نوش ہیں مغنی مینا داشتہ

بزمیست خوش خوش ہیں درو مے آب آتش ہیں درو
ساغر منقش ہیں درو میوہ منقا داشتہ

فوج افاضل تاختہ اشعار نو پرداختہ	بعضے مردف ساختہ بعضے مقفا داشتہ
شہ در مقام بار خود با دولت بیدار خود	در دست لولو بار خود یاقوت حمرا داشتہ
سلطاں علاء الدین کہ او بادا ہمیشہ در علو	از حضرت اعلام او القاب علیا داشتہ
گردوں بر آں القاب بر الحمد میخواند زبر	تشریف ہر نامے نگر از صدر طہا داشتہ
عید از سحر تا چاشتگہ زلہ خورست از خوان شہ	در حرف اول کن نگہ اینک ہلال ودا داشتہ
شعر حسن شعر متیں خاصہ غزل سحر مبیں	ایں شرح و بسط عید بیں ہم پے غزلہا داشتہ
ترک من ساقی نگر چوں سرو بالا داشتہ	اندر میان لعل تر لولوئے لالا داشتہ
ایں سرو نو پیراستہ نو فتنہ دان خاستہ	رویش چو عید آراستہ لب شیر و خرما داشتہ
ایں ماہ پیش یکدگر آرند حلوا ماحضر	او در دو ماہ نو نگر صد گونہ حلوا داشتہ
سودائے مے چوں من بجاں بگر جست حلوائے ازاں	صد ماہ نو را در زماں زیر ثریا داشتہ
رویش بپاکے ہچو دیں دین ہمہ دلہا یقیں	بر گرد دین پاک بیں کفرست عمدا داشتہ
اے بردو زلف تافتہ در حسن خوبی گافتہ	خوبی یوسف یافتہ نطق مسیحا داشتہ
زلف اژدہا و جبہ سرخ چہرہ و بو بہتر ز گل	خط شام و عارض صبحگہ ہر شش بیکجا داشتہ
من چوں تو کے یابم دگر طوطی لبے طاؤس فر	طاؤس کردہ جلوہ گر طوطی شکرخا داشتہ
در عاشق خود بیں بیا دلدادہ و دلبر ستاں	گرچہ تن گشتہ دو تا دل با تو یکتا داشتہ
تو آفتاب نیکواں دل با تو چوں سایہ دواں	اے از ہلال ابرواں یک شہر شیدا داشتہ
صبح از دلت نقش ستم اشکم نگر اے ماہ کم	شستہ کجا گرد دو رقم بر سنگ خارا داشتہ
چشم تو در ہر چشم زد دستے کند بیروں ز حد	اے چشم تو مست ابد لب رنگ صہبا داشتہ
کز چشم شوخت دمبدم غوغا کند ما را چہ غم	تا عدل سلطان امم بر دفع غوغا داشتہ

سلطان علاء الدین که بود با ملک او شد همنشین — ملک سکندر وار بین شرقا و غربا داشته

خورشید بهر جاه را اخلاص آن درگاه را — نام محمد شاه را بر چشم بینا داشته

پابوسیش تا نامزد از تاجداران بعده — او پایهٔ کرسی خودش از تاج و آرا داشته

(۱۴۹)

چترش ورای فرقدان زو با دگر دها فرق دان
بخشش بسر چون فرقدان عرش معلا داشته

(۴۶)

ای پایهٔ همت از فلک صد پایه بالا داشته — افلاک انجم یک بیک بر تو تولا داشته

ای رایتو خورشید را اندر علو خورشید سا — خورشید آن خورشید را طاعت تو حرز جا داشته

درگاه تو چون آسمان شد قبلهٔ اهل زمان — من جا بهان دارم که آن حاجب مسیحا داشته

آنجاست دولت تاخته سجده گهی پرداخته — بخشش امل جا ساخته اقبال ملجا داشته

ذات جهانگیر تو شد بخت ممالک را پنه — مانده عدو در ماتگه چون رخ بهیجا داشته

ای بنده خلقت سمن تازه بعدل تو چمن — گل در ثنای تو چو من ترتیب اجزا داشته

شمشیر تو آتش نشان چون اژدها آتش فشان — در جوی جای سرکشان آب مجرا داشته

غنچه بعهد خود ز فکر در این بسته کمر — حقه پر از یاقوت و زر روی سحر وا داشته

[عله] خشنی که از وی لالها پستند اگرچه سالها — اصداف پر از ژالها لولوی بیضا داشته

هم ز آب حیوان کرم روی هوا را داده نم — هم زیر چوگان حکم گوی زمین را داشته

ای داده ملکت بیخطا چون دور گردون را پا — خاصه معانی را خدا افضلیت بر پا داشته

ارقام این لوح کهن دانسته سر تا پا به بین — رای تو در اسرار کن حل معما داشته

طفلیست بخت نام جو پیش فلک قدرت دو تو — پیران چار ارکان ازو خاطر مصفا داشته

عله هٰذا فی الاصل

چو خلق باغ خوش لقا کوثر مے و رضوان صفا | هر ست بستان بقا در وے تماشا داشته

طفلیست گو نیفش بکف زو چار مادر را شرف | دست تفاخر ایں خلف بر هفت آبا داشته

بل دیده ام باغ جناں در بزم تو سجده کناں | همچو نماز مومناں سجده ثنا داشته

ادریس در بزم تو شد خوش جناں را داده ره | جاروب صحن بارگه از زلف حورا داشته

میدان سلم همت گو از فلک هم همت | از شام ادهم همت از صبح شهبا داشته

خنگ است اگر بینی ز جا خیزد معلق زیں قضا | عرشیست پنداری قضا بر فرق غبرا داشته

نعلش مه و میخ انجمش از گیسوے هر دمش | خورشید گردے از سمش بر آسماں سا داشته

دیدم نشانت دمبدم هم در عرب هم در عجم | در ملک گیری چوں علم بازو توانا داشته

ترکانت بینم بیگماں نصرت بقبضه چوں کماں | آهنگ یغما هر زماں بر چین و یغما داشته

پوید فلک شام و سحر خاک درت بوسد اگر | طمعے بدیں جا نه نگر آں باد پیما داشته

خصم بد اختر را ببیں بر جهت تو گزنده کیں | بگذاشته حبل المتیں زنار ترسا داشته

اے دوست بدخواهت قلم در مانده در دست الم | کشور کشا گردی علم پس عالم آرا داشته

بنده حسن بیں سال و مه در طاعت ایں بارگه | از همت والاے شه صد گونه آلا داشته ۹

پرورده فضل ایزدش شخص رشاد غیبی مرشدش | بوده بدایوں مولدش دهلیت منشا داشته

هست الله دریں دولت سرا حمد و شکر و مدحت سرا | شکر ایادی ترا دائم هویدا داشته

از دولت شاه جهاں آسوده پیدا و نهاں | از خود شکایت از جهاں از جور غبرا داشته

چرخ است اگر چه سرکشے عاقل از و در سرکشی | در حق عمر یوسف وشے گیتی یهودا داشته

اما بهمت ایں زمن در بندگی درداد تن | از کل اوصاف فتن خود را مبرا داشته

من زانچه بر بستم ز تو دل شاد بنشستم ز تو | اینک به بیں رستم ز تو عیشے مهیا داشته

دادن بدرویشاں نعم اقبال شاہا نزاچہ کم — بہرام ہم بود از کرم میلے بیغما داشتہ

اے ہر کہ دانستہ سیر بر خاک پایت سود سر — چشم رضائے تو نظر بر جان دانا داشتہ

چوں حرز بر خود بستہ داں مدح تر ا ہفت آسماں — اہل زمیں تعویذ ساں بر ہفت اعضا داشتہ

اے با کفت دریا چو خس بر ہر در نظمت ہوس — عین عنایت ہر نفس بر اہل انشا داشتہ

نظم حسن بیں بر محل نظمے ببیں مثلے مثل — ہم وصف عید و ہم غزل ہم مدح غرا داشتہ

کردم بمدح خسروی بر حکم فرمان سروری — تا ہم ردیف و ہم روی خاقانی آسا داشتہ

از شعر او بی مایگاں مایہ گرفتہ رایگاں — شعرش نہ داغ شایگاں نے عیب ایطا داشتہ

منصف شہے در بحر و بر انصاف بید می نگر — اینک سخن از خشک و تر پیش تو شاہا داشتہ

تا خود بریں چرخ بریں شاہے بود از راہ جیں — ہم تاجور ہم تخت شیں ملکے بہ تنہا داشتہ

صد سال ذاتت پادشہ چوں تاج بر ہر تخت گہ — بر تخت خود بر تاج مہ از بخت برنا داشتہ

صد سال اگرچہ شد قسم صد سال بر وے باد ضم — صد سال دیگر آں نعم گیتی تمنا داشتہ

روحانیاں اندر نہاں در دو عایت در دہاں — تیغ جہاں سوزت جہاں بر فرق اعدا داشتہ

کرد بیاں از جاہ تو راضی بر رسم راہ تو — تا حشر دولت خواہ تو سر بر مصلا داشتہ

۱۴۰	بادا ور تو دیرماں از دور ہفت ایں آسماں ذات تو در عین اماں ایزد تعالیٰ داشتہ	۱۱

دوش از درم در آمد زیبا رخے یگانہ — بر ماہ بستہ زیور بر مشک راندہ شانہ

در روشنان شادی در لب نشاط خندہ — در دل ہوائے عشرت در سر می شبانہ

روئے چگونہ روے زلفے چگونہ زلفے — ایں عمر را بشارت واں عشق را بہانہ

در جمع نازنیناں ہمچوں مہ منور
گفتم بگو چہ نامی وز نیکواں کدامی
خندید گفت کز من چون باز پرس کردی
من بخت کامگارم کز عالم عنایت
سلطان علاء دنیا شاہ جہاں محمد
امسال چونکہ شہ را فتح ہزار بلیت
یارب بدار باقی سلطان عہد ما را

در صف خوبرویاں ہمچوں علم نشانہ
کز نور طلعت تو فردوس گشتہ خانہ
از نام و نسبت خود گویم تمام یانہ
پیوستہ ہم عنانم با خسرو زمانہ
کو راست گنج نصرت بیحد و بیکرانہ
ہر روز واجب آمد طبل ہزار گانہ
با مملکت مخلد با عمر جاودانہ

۱۴۰

قصر جلالت اوبرتر ز ہفت کیواں
بندہ حسن بریں در مداح آستانہ

۱۱

اے قسم راندہ بر سفید و سیاہ
دست لطف تو نقش بند امید
نیست جز خدائے حکم انیست
اے خجل ماندہ از تو حجت گوئے
بخت آیت خلافت آنک
وآنکہ تکلیم یافت بر سر کوہ
سر روشندلے کہ چون خورشید
روز بازار شب روئے کہ نکرد
کہ حسن را از خاک درگہ خویش

وز درون و برون ما آگاہ
فیض فضل تو تختہ شوئے گناہ
شہد اللہ بریں حدیث گواہ
وے غنی رفتہ از تو حاجت خواہ
یافت از سجدۂ ملایک جاہ
وآنکہ تسلیم یافت در بن چاہ
برو بر طارم چہارم راہ
بر نہ ایوان و ہشت خلدگاہ
سربلندی تازہ دہ چو گیاہ

اولش چوں ز شہر بند عدم	رہنمائے تو کردہ ناگاہ

۱۴۱	آخرین روز ہم بہ در رفتہ بخش شحنۂ لا الہ الا اللہ	۶

مطلع دیوان بنور غیب بین آراستہ	یک بیک ابواتش از فتح مبین آراستہ
نیست این دیوان کہ ہست از فیض عقل عالمے	عالمے از نام رب العالمین آراستہ
خالقے کو آسمان را و زمین را صانع است	صنع او ہم آسمان و ہم زمین آراستہ
دست لطفش بستہ اند از طرۂ شمشاد چین	طرہ چوں زلف نکورویان چین آراستہ
دیدۂ مہ را بکحل شب منور داشتہ	گوشش ماہی را بدرہائے ثمین آراستہ

۱۴۲	ہر حسن را تا ہمہ بار ہمتش افتاد کار کار دنیا راست گشت و کار دین آراستہ	۱۲

ہزار شکر کہ از یمن فیض فضل اللہ	جہاں جواں شد ز آثار فتح شاہنشاہ
بدین جلالت و فتح آسمان مقر آمد	زہے مرید جلالت ہزار موسی و جاہ
سریر شہ را ازاں میبرد سپہر سجود	کہ شہ سپہر سریر است و ہم ستارہ سپاہ
ملوک ماضیہ را پیش ازیں ستارۂ فتح	بر آمدے بسعادت بر آسمان گہ گاہ
ولیکن اکنون ہر دم صد آفتاب ظفر	طلوع میکند از سائبان ظل اللہ
خدایگان سلاطین علائے دولت و دین	کہ ہست برائے وے از چرخ نار و آگاہ
سر ہمہ خلفائے امم محمد آنک	کہ دین پاک محمد بدو گرفت پناہ

همه سواحل بحر محیط و دهلو شد — کشاده روی زچه از رفع دشمنان تباه
زفیل تو چه توان گفت در بسیط زمیں — تو گوئی آں همه فیلست رسته جائے گیاه
عجب نباشد اگر فیل آسمان را نیز — به بندگی شه آرند با عماری گاه
همیشه تا که بملک بهار غنچهٔ نو — بفتح گل بود از تاز کج نهاده کلاه

۴۳ — ۱۱

قبائے فتح همه ساله در بر شه باد
ز دور دامن او دست فتنها کوتاه

کلید فتح شه بنگر جهان را کار بگشاده — به تیغ همچو دریا کار دریا بار بگشاده
علاء الدین والدنیا محمد شاه دیں پرور — که هست از روئے دانش عالمے را کار بگشاده
فلک در طاعت درگاه او احرام در بسته — زحل از هیبت شمشیر او زنار بگشاده
شهنشاهے که می بینم حواریان عیسیٰ را — سراسر در قدمگاه فتوحش کار بگشاده
خدنگ او کلاه خسرو افلاک بربوده — سنان او کمر از گنبد دوار بگشاده
زفیلان جوان زنجیر در زنجیر در بسته — ز دریائے شهش انبار در انبار بگشاده
بدست عدل جائز او تن اسلامیان کرده — به تیغ قهر خوں از دیدهٔ کفار بگشاده
یکے از بندگان حضرت اعلائے شه بنگر — همه بحر محیط از تیغ گوهر بار بگشاده
بیک حمله بفرّ شاه چندیں قلعه بگرفته — که از خیره سران چرخ فرزیں وار بگشاده
همیشه تا که بگشایند هر شب چشم اختر را — وزاں هر چشم باشد چشمه انوار بگشاده

۱۴۴ — ۱۳

سعادت پاسبان آستانِ شاه باد این
در هر آرزو از دیده بیدار بگشاده

اے برحمت گرد کفر از روئے دیں بر داشتہ | دیلمہ ملک را تو ہم بحر و ہم بر داشتہ

آیت نصر من اللہ ورد جانم یافتہ | سورۂ انا فتحنا نقش افسر داشتہ

صبح ساں در یک نفس ہر شش جہت را کردہ ضبط | آفتاب آسا بیک تن ہفت کشور داشتہ

شہ علاء الدین والدنیا محمد کز ازل | بر تو شد ہم دین و ہم دنیا مقرر داشتہ

در ثنا اسکندر ثانیت میگویند لیک | سد اسلامی ولیکن کے سکندر داشتہ

عالمے گشتہ ز کافر عالمے کردہ اسیر | ہر دو عالم زیں ظفر عیش موفر داشتہ

چرخ گرداں بہر گردانیدن بدخواہ را | تا قیامت بیں دو شاخہ از دو پیکر داشتہ

باز خواہم گفت مصراع کز اول گفتہ ام | اے برحمت گرد کفر از روئے دیں بر داشتہ

ہر کجا رو آورد یاری دہد فتح و ظفر | از فتوحات خدا ایں یار و یاور داشتہ

از دعائے او علو درگہ شاہیت باد | آنکہ شہر علم بودست از علی در داشتہ

آسمان و صبحدم بہر نثار مقدمت | ایں طبق پر گوہر و آں طشت پر زر داشتہ

قصۂ ضربت بہ تیغ آسماں گون خضر را | آب در چشمش فگندہ برق در بر داشتہ

۱۴۵ | بندگانت ہر کجا رہ بردہ بہر دین حق
حق تعالی شان بفرمودہ مظفر داشتہ | ۱۰

اے ز فیض فضل یزداں ملک عالم یافتہ | ملک از آسیب ہر فتنہ مسلم یافتہ

ہم ممالک تا ابد مثل محمد داشتہ | ہم خلافت از ازل مانند آدم یافتہ

راست ہمچوں نام خود ہستی پناہ ہر جہت | بل سکندروار ہفت اقلیم عالم یافتہ

شہ علائے دین و دنیا شہسوار شرق و غرب | از ازل ختم سلاطیں مہر خاتم یافتہ

اے زمین صحت کامل بقائے خویشتن
خلق عالم را ز شرق و غرب خرم یافته

نور صحت چوں کف موسیٰ عمراں داشته
نوش دارو چوں لب عیسیٰ مریم یافته

آب حیواں یافته از عین عون کردگار
عمر خضر و ملک ذوالقرنین را ضم یافته

طبل شادی بیں ورائے گنبد گردان چرخ
ایں بشارت هفت چرخ و عرشیاں هم یافته

هم بساط از موج دُر چوں بحر پر گوهر شده
پایۂ آں تخت جابر تارک جم یافته

خاطر بنده حسن افروخته از مدح شاه
صبح وار ایں روشنائیها دمادم یافته

(۱۴۶) ردیف (ی) (۱۷)

مبارک باد بر سلطان عالم جشن سلطانی
جهانبانے که چست آمد برو تاج جهانبانی

مدار عالم و دارائے دور و داور دوراں
پناه ملک و پشت ملت و سید مسلمانی

علاء الدین و الدنیا محمد شاه دریا کف
که دریا را و هم بازست پیش او بحیرانی

چو دریا بارشش را دید از ننگے برنگے شد
چنانک از رشک جودش قطره قطره کرد بارانی

زرے کز کاں بروں آمد بدشواری خلایق را
بنام ایزد چگویم تا چه می بخشد بآسانی

اگر فردا زمیں از نقره خواهد بود شاه ما
زمین فرش زریں بست امروز از زرافشانی

زهے شاه جهاں بخش و جهاندار و جهاں داور
که در رسم جهانداری ندارد در جهاں ثانی

یگانه خسروے کز روے عدل و بذل و داد و دیں
مدار هفت اقلیمی مراد چار ارکانی

مدایت عمر تو بخشاد نو تا که پیوسته
جهاں را داد بخشی و ز ستمگر داد بستانی

به زر و اوں سیاسے بر سر هر کس نهادی تو
بجاں بخشی ترا بر هر تنے شد منت جانی

کسے را گر گناه خود پشیماں شد گنه بخشی
و گر هر دم دهی صد گنج از اں ناید پشیمانی

زخاک آستانت نقش شد پیشانی مرا
زحل ہمچو ترا ز دراست شد با بندگان شہ
بعہد تو ہر آن نعمت کہ میخواہیم ارزانست
خدارا صد ہزاران شکر آمد اندریں حضرت
دریں شش طاق شش روزہ پیاں ہفصد بفضل حق

خود آں نقش سعادت در ازل بود شن بہ پیشانی
مگر او را بحکم ایں شرف گویند میرزانی
زہے لطف الٰہی تا قیامت باد ارزانی
ترا صد بندہ چوں خاقان و بندہ صد چو خاقانی
ترا خلق محمد شد حسن را شغل حسانی

۱۴۷

ہمیشہ تا جہاں را شش جہت باشد ترا خواہم
کہ در دولت بہفت اقلیم ملک جاودانی

۶

اے کہ لاف از عالم من میزنی
دین و دل وادی بدنیا آے دریغ
عربدہ با چرخ داری اے عجب
ناکشیدہ شیر زن خود را ز چاہ
یک سر سوزن نداری شیر ئیے

ترک عالم گو گر این فن میزنی
دوستاں را کفش دشمن میزنی
کوہ را سنگ فلاخن میزنی
پس چرا لاف تہمتن میزنی
شیر با روبہ چہ سوزن میزنی

۱۴۸

اے بدعوی صد تنہ ہمچو حسن
چوں بمعنی میر سی تن میزنی

۱۳

احسنت زہے ختم بتو آیت شاہی
گرد سیہت غالیہ گیسوئے نصرت
جاں بخش علاء الدین سلطان جہانگیر

مخصوص ز فر ازل و حکم الٰہی
چتر سیہت مردمک دیدۂ شاہی
الحق شہ دیں پرور و اسلام پناہی

سلطان جهانگیر جهان بخش محمد — ای دین محمد بوجود تو مباهی
گر زافسر و از گاه بدی رونق شاهان — تو زیب ده افسر و رونق ده گاهی
زر بخشی تو ابر صفت نی ز تامل — زر دادن تو صبح صفت هم زپگاهی
تیغت ز پی ضبط جهان حجت قاطع — تیر تو بدین حرف شده راست گواهی
دریا بازل چون صفت شست تو بستند — تا حشر زره دور نه کرد از تن ماهی
ای چتر سپید تو و رایات سیاهت — بگرفت جهان جمله سپیدی و سیاهی
بادا بجهان قاعدهٔ ملک تو محکم — حکم تو بر احوال جهان آمر و ناهی
چون شد حسن اندر ره اخلاص تو یکتا — تا رو فلک اندر تن او پیش دوتاهی
اندر کنف فضل تو افلاک و ستاره — اندر پنه عدل تو شهری و سپاهی

(۱۴۹) قدر تو معظم تر از انست که خواهند
عمر تو فراوان تر از ان باد که خواهی (۱۳)

مر تلقین دولت به که الهام سحرگاهی — صفای غیب بخشد از ثنای حضرت شاهی
شهنشاهی که اندر پنج وقت آوازهٔ فتحش — همی خیزد ز نوبت خانهٔ نصرٌ من اللّهی
علاء الدین والدنیا محمد شاه کو دارد — ز سر شش جهات و سیر هفت افلاک آگاهی
ظفر را راهبر سینم بهر راهی که شه خواهد — سعادت در رکاب او عنان داده بهمراهی
فلک گرچه هم از روز ازل پیشش دوتا آمد — ولیکن تا ابد در طاعتش ورزید یکتاهی
همی خواهد که بوسد پای بختش آسمان اما — نمی یارد بدان پایه رسید از دست کوتاهی
هلال از بخشش شاهست روشن ورنه از چرخش — همان مهر شکسته میرسد هر ماه سر ماهی

همی لرزد عدو وے چند از شاه رایاتش — چو بر آب روان ماه و چو بر روئے زمیں ماهی
جهان پیر حیراں در جوانیهائے تخت شه — جوانی بخت ایں است بل آمار برناهی
عیاذ الله از قهر شش کشاید پنجهٔ گردوں — اسد با آں همه شیری مقر آید بر و باهی
حسن امید مال و جاه داری مدح سلطاں گو — بحمد الله که آں امید هم مایست هم جاهی
شهنشا را عیت ایزد ارزانیست میخواهم — بخواهشهائے صبحی و دعاهائے سحرگاهی

۱۵۰

طرب چندانکه میرانی ظفر چندانکه میدانی
جهاں چندانکه میگیری بقا چندانکه میخواهی

۱۲

بیا ساقی دلم بکشا چو مهر از شیشه بکشادی — که از اقبال شه ما را همه شادیست بر شادی
وگر سرو نو اندر بوستان ملک پیدا شد — کزاں سروست اهل شرق و مغرب را آزادی
بده جامے بنام شاه هفت اقلیم آں شاهے — که ما ره کرد پیشش هفت دریا دعوی رادی
علاء الدین و الدنیا محمد شاه دیں پرور — که از عدلش اساس شرع دارد سخت بنیادی
خدا هادی خلق و شاه مهدی خلق پیوسته — ظفر بنیاد فیروزی و فتح از مهدی هادی
جهاندارا برائے رزم و بزم تو همه ساله — کند خورشید گردوں زرگری مریخ زرتا دی
سر دین محمد شد ز هفتم آسماں برتر — چو تو پائے مبارک بر سریر ملک بنهادی
چگویم وصف زر بخشیدن ذات کریم تو — که والله از تو انصاف است انصاف کرم دادی
همیشه باد عمر است هر که در عالم فدائے تو — تو همچو خضر برخوردار عمر خویشتن بادی
ز هر میوه که اندر باغ دولت میرسد برخور — که دلها از نسیم مرحمت چوں باغ بکشادی

حسن ار گشت شاگرد عطایت در ثنائے تو

۱۵۱	باقبالت رسد روزے زشاگردی باستادی	۷

فروغ روئے گل بنگر چو شمع از باد نوروزی
چو رائے خسرو عالم شدہ در عالم افروزی
گل سوری ز فتح تو خبر آورد بر سلطاں
نمی بینیش پوشیدہ قبائے لعل زرروزی
دعائے شہ کند تلقین بر اہل بوستاں بلبل
نگر چوں غایت سوسن تر زباں ہم در نو آموزی
علاء الدین والدنیا محمد شاہ دین پرور
کہ خلقش عین نوروزست و دستش ابر نوروزی
اگر در آب و در آتش نبودے لطف و قہر تو
نبودے آب را جاں بخشی آتش را جہاں سوزی
نگین خاتم ملکش نگر فیروزہ دولت
بر آں فیروزہ نقشے کردہ بخت از فتح فیروزی

۱۵۲	حسن از صبح دولت راہ ہر روز ایں دعا گوید کہ نوروزش مبارک باد و فتح نو نوش روزی	۷

بیا ساقی کہ قوت جاں تو داری
بالماس اندراں مرجاں تو داری
قدح میداں دمے رنگین کمیتے
بعیاری در آں میداں تو داری
سر از چوگان لطف ہر کہ برتافت
سرش را گوے کن چوگاں تو داری
دلم جان نواز تو چشم دارد
مے چوں چشمۂ حیواں تو داری
چو می دادی بگو نقل از کہ خواہم
شکر در پستۂ خنداں تو داری
نمک را صوفیاں آں نام کردند
بحمد اللہ کہ امروز آں تو داری

۱۵۳	حسن دور سخن بر یاد شہ نوش کہ ایں معنی دریں دوران تو داری	۷

در ستم راستم یک رائے ویک روئے
عروس دہر تا در جلوہ آمد
کہ خواہد ایں عروس بیوفا را
سیکے چوں بگذرد دیگر در آید
ہمہ بر طبع خود کم می تواں یافت
نہ در ہر روے بینی رنگ توسف

گزی در من نہ بینی یک سر موے
دلم ہرگز نظر نشناخت آں سوے
کہ ہر روزے چو نو شد نو کند شوے
بآمد شد عمارت یافت ایں کوے
طبائع را تفاوتہاست در خوے
نہ ہر پیراہنے را یابی آں بوے

۱۵۴

نباشد حاسداں را با حسن خوش
نباشد زنگیاں را ز آئینہ روے

۱۱

سفیدہ دم چو زباد معطر سحری
مرا بمژدہ فتح اندرون گلے بشگفت
چہ مژدہ مژدہ فتح ممالک مشرق
بفر دولت سلطان علائے دولت و دیں
جہانکشائے بفتح ابد محمد شاہ
شکستہ تعبیہ خصم فیل بر دن او
نہ حد آدمیست از کمال فضل خداست
خدائے عزوجل ہر زمانش فتح دہاد
سپہر بادیساقی در گہش تا حشر
ہمہ جہاں شد در دست او سلیماں وار

سمن بخندہ در آمد چمن بجلوہ گری
چو غنچہ گل سیراب از دم سحری
رسیدہ گشت چنیں دم بخشکی و بتری
کہ برترست خیالش ز فکرت بشری
عنایت ازلش راہ رو براہبری
چہ بردہمت شہ خواست بر دو چوں گگری
حدیث تیغ علائی و دولت نہری
خجستہ دست وے از فتنہ زمانہ بری
ستارہ در سپہ بیکران او حشری
بحکم نقش نگینش رواں ز دیو و پری

۱۵۵ — ١٣

حسن بحضرت او خدمتے کند جاں را
چہ باشد از چو منے آنچہ ہست ما حضری

خجستہ باد بر آفاق فر یزدانی — قوام مملکت و قوت مسلمانی
بفر دولت سلطان مشرق و مغرب — چہ پایہ از قدمش یافت تخت سلطانی
ابو المظفر سلطان علائے دولت و دیں — کہ ہست او بخلافت سکندر ثانی
جہاں کشائے بفتح ابد محمد شاہ — کہ ختم گشت بر او آیت جہانبانی
بجان جملۂ اسلامیاں خورم سوگند — کز وست بر ہمہ اسلام منت جانی
بزرد ہی ہمہ روز آفتاب را ماند — کہ گنج بخشد و باشد کشادہ پیشانی
ہزار سال کہ ہم ملک گرد دولت شاہ — ہزار سال دگر باد ملکش ارزانی
بکوہ بر شدہ خورشید از صلابت تو — بزخم تیر بر آوردہ لعل پیکانی
چو ابر دیدہ بآں نوع تیر بارانست — ز اشک کردہ رواں قطرہ قطرہ بارانی
ہمیشہ تا کہ کند ابر در ہمہ عالم — بشکل دست دُر افشانت گوہر افشانی
دُر سعادت و دولت نثار صدر تو باد — کہ صدر ملت و پشت و پناہ ایمانی

بماند تا ابد نقش حسن اشعار ایشان [?] [illegible]

۱۵۶

کمینہ بندہ جاہ تو بہ کہ صد خاقان
حسن بفر ثنائے تو صد چو خاقانی

مبارکت باد فتح آسمانی — ثبات مملکت و عمر جوانی
تو آں شاہی کہ ہستی چشم شاہاں — بفر طالع صاحب قرانی

علاء الدین والدین که دولت — کند بر آستانت پاسبانی
چو دستت همچو خورشید است و دریا — بزر پاشیدن و صاحب قرانی
چنان قلعه که گوئی آسمان است — تو بکشادی بفتح آسمانی
همی خواهم که برخوردار باشی — ز تخت و بخت و اقبال و جوانی

(۱۵۷) بنام نیک کشور برگشائی
بکام خویش دولتها برانی (۱۳)

بیا که از لب جان بخش سر بسر جانی — مرا بفرقت خود بیش ازین چه رنجانی
مپرس تا بفراق تو حال من چونست — بیا کز آمدنت منتی بود جانی
برون نیان اگر از حال من نمیدانند — تو گز درون نه برون نیستی نمیدانی
همه جهان را گرد سر تو گردانم — اگر عنان وصال این طرف بگردانی
بخوانمت مه نو یا ستاره یا خورشید — که هر چه وصف کنم صد هزار چندانی
اگر نماند برگی ز شاخ گل مثلاً — تو دیر مان که بخوبی بهشت را مانی
گره که بر سر گیسو زدی بخو کردی — بعدل شه نتوان این قدر پریشانی
خدایگان سلاطین علاء دنیا و دین — مدار مملکت و بازوی مسلمانی
سر صحیفه ملک و ملل محمد شاه — نشان سجع شهانی سکندر ثانی
چو آفتاب در افشانی آنچنان فرمود — که ماند دیده بیچارگان بحیرانی
بخاک پای همایون تو که بنده حسن — بغیبت و بحضورست در ثنا خوانی
دعای دولت سلطان شرق و غرب کند — که باد دولت او تا بحشر ارزانی

(۱۵۸) جہاں چو در پناہش باہزار ایمنی ست
ہزار سال بماناد در جہاں بانی (۱۴)

بیا ساقی مے در دہ کہ شب رفت از میاں نیمے — حریفاں شبانہ ہم نماند از میاں نیمے
غلط گفتم طلوع روز نزدیکست نور خور — رخ مشرق ہمہ بگرفت و روئے آسماں نیمے
نظارہ کن کہ اینک بعضے از خورشید شد طالع — تو گوئی بو العجب مہرہ برآورد از میاں نیمے
من از جام طبیعت مستم بدہ یک جرعہ روشن — بجان تو کہ اندر تن نخواہد ماند جاں نیمے
مرا یک بوسہ گفتی چہ خوابے بود آں وعدہ — ہم آخر راست کن آخر اے نامہرباں نیمے
ببیں تا شب چہ خوش بودیم بادہ خوار از حق شتر — سرشتہ ہمہ بکشائے و در خانہ مماں نیمے
اگر سروست بالائے تمام تست در عالم — ندارد شکل بالائے تو سرو بوستاں نیمے
چہ خونریز ست اندر نیم غمزہ چشم ترکانت — چو آں ترکے کہ او بیروں نہد تیر از کماں نیمے
دو نیمہ کردم از عشق میانت چوں حسن خود را — چہ میری نماند اے دوست بمن زاں میاں نیمے
اگر گیرم یکے را از دو زلف تو فلک گوید — کہ بگرفتی تو از اقبال شہ ہندوستاں نیمے
علاء الدین و الدنیا محمد شاہ دریا کف — کہ چوں جملہ جہاں بگرفت بخشید از جہاں نیمے
ز بام عرش برشد قدر او ناگہ رسید انجا — کہ خورشید فلک را بگذرد بر نردباں نیمے
ز باب خلق او در ہر زباں صد داستاں دارم — کہ در صد سال نتواں گفت از آں یک داستاں نیمے

(۱۵۹) خداوندا تو شاہ کامراں را عمر چنداں دہ
کہ باشد عمر نوح از عمر شاہ کامراں نیمے (۷)

مکن نازار چہ ترک نازنینی — چرا با بندگاں در بند کینی

ز خاموشیت عیش بنده تلخ است — دهن بکشا که جمله انگبینی
ز رشک روی تو اے ماه بت رو — شود روئے بتان روم و چینی
به پیش تو کمر بندد ستاره — کله کج نه که ماه راستینی
مرنج ار خوانمت ماه زمانه — زمان داند که خورشید زمینی
ترا خوبی چو ملک کیقباد است — بنزد دهر گدائے سکے نشینی
علاء الدین والدنیا که هست است — سلیمان وار در خاتم نگینی

۱۶۰ — ۹

حسن را در همه حال آفرین گوئے
که کرد است در ثنا سحر آفرینی

از تو گشاد جسم و جان خالق جسم و جان توئی — اے بتو انس جان ما رازق انس و جان توئی
نیست حد ضمیر ما کز تو نشانهٔ دهد — هستی تست بے نشان هست بدین نشان توئی
شیشهٔ چرخ بر هوا بیضهٔ خاک بے سپر — هیچ خلل نمی رسد زانکه نگاهبان توئی
این سخنم بفضل تو حجت قاطع آمده — تیغ زبان بنده را آب ده بیان توئی
سرچه ز غم فرو برم سرچه بدل نهان کنم — منعم عیب پوش تو کرم غیب دان توئی
گرچه نظر برحمت است از غضب تو خائفم — خسته دلان خوف را جلوه ده امان توئی
روز بروز نفس را شربت وعظ میدهم — کار طبیب این بود جان ده و جانستان توئی
چون حسن آنکه از گنه درگذشت آن منم — آنکه گناه بندگان درگذراند آن توئی

۱۶۱ — ۸

هیچ وجود دگر هم بر سر ره نمی رود
مرحله نجات را رهبر رهبران ما توئی

چو از شبہاے من آگاہ بودی — چرا روزِ مرا بدخواہ بودی

نہ روزے در دلِ من مہر کردی — نہ یک شب منزلم را ماہ بودی

من از تو چوں شفق در طشتِ خونم — تو مہ بنشستہ در خرگاہ بودی

زملکِ حسن میشد در ازل ذکر — دراں بیعت تو شاہنشاہ بودی

مرا گفتے سفر کن یا بدل کن — مگر کز عشقِ من آگاہ بودی

بدل جستم کسے چوں تو ندیدم — سفر کردم توام ہمراہ بودی

علاء الدین والدنیا که دایم — تو حاجت بخش حاجت خواہ بودی

حسن ایں راہ صاحب ہمتاں بود — تو بارے فی امان اللہ بودی

فی المثنویات مدح سلطانِ اعظم و شہنشاہِ معظم سلطان السلاطین علاء الدنیا والدین خلد اللہ ملکہ و سلطانہ آنچہ دیوگیر فتح کردہ بدہلی آمد

بیا اے گہر جوے دریاے غیب — زدرہا چہ داری بروں کن زجیب

چو آئی دریں بندگی بندہ وش — بہ از در چہ باشد ترا پیشکش

طبق از ورق کن در از نظم خواہ — درے در طبق نہ بیا پیشِ شاہ

شہنشاہ دریا دلے ابر دست — فلک وار تاج سرِ ہر کہ ہست

خداوند عالم کہ عالم خداے — ہمایوں ترش دارد از صد ہماے

علاء دیں آں خسرو گنج بخش — زہ ہفتم گرہ بگذرانیدہ رخش

محمد شاه شاه همه عالم است ‌ ‌ ‌ بیک تن پناه همه عالم است
فلک گرچه دور است از انصاف و داد ‌ ‌ ‌ چو انصاف او دید انصاف داد
شهی کاسمانها زمین بوسدش ‌ ‌ ‌ فرشته سر آستین بوسدش
مبارک جهان بخش آفاق گیر ‌ ‌ ‌ سکندر سریر و سلیمان سریر
کمانش چنان سخت دیدم بلند ‌ ‌ ‌ که وهم مرا در کشاکش فگند
کمندش که گیتی بدام ویست ‌ ‌ ‌ سر رشتهٔ فتح نام ویست
سمندش یکی برق در زیر زین ‌ ‌ ‌ بجسته ز چرخ آمده بر زمین
خهی گلبن ملک را نونهال ‌ ‌ ‌ برآورده حضرت ذوالجلال
روان کرده از بهر میدان خویش ‌ ‌ ‌ روان کرده از بهر احسان خویش
ز خورشید بر آسمان گوی زر ‌ ‌ ‌ ز زر دادت اندر زمین جوی زر
برای و برایت برافراشتن ‌ ‌ ‌ ترا ختم شد مملکت داشتن
تویی در خلافت بحق دستیاب ‌ ‌ ‌ یمین الخلافت ازین شد خطاب
ز هر پادشاهی تو والاتری ‌ ‌ ‌ ز بالاتران نیز بالاتری
کیومرث اول جهان خور و سیر ‌ ‌ ‌ پلنگینه پوشی نبد چون تو شیر
فریدون اگر کین کشید از دو مار ‌ ‌ ‌ تو از صد فریدون برآری دمار
سکندر یکی آینه کرد راست ‌ ‌ ‌ صد آیینه در رای روشن تراست
چه پرسی که کیخسرو نام او ‌ ‌ ‌ که هر جرعه است بهتر از جام او
ز رستم ز طهمورث دیو بند ‌ ‌ ‌ نمی شاید اینجا سخن در فگند
اگر رستم از بندگان تو شاه ‌ ‌ ‌ بدیدی که چون میکشد این سپاه

نکردے دگر ز گردستان خویش | نشستے چو زالے در ایوان خویش
شنیدم ز طهمورث دیوبند | گرفتست دیوے بخم در کمند
دلیران خود بین به تیغ و به تیر | گرفته همه عرصه دیوگیر
ازان پیل زوران حکایت مخواه | که هر یک از ارکان این بارگاه
همه پیل زورند در تاختن | ز خود پیل گیرند هر تاختن
زهے آفتاب ستاره سپاه | فلک جسته در سایه تو پناه
ازان فتح هرگز که یاد آیدم | ز هر فتح بابے کشاد آیدم
به تیغ چو سیماب در روز جنگ | نموده همه خاک شنگرف رنگ
ز تیغ تو خون سیل نه بر زمین | ازان برق باران چه باشد همین
سپاه تو نگذاشت ازان بوم و بر | ز شمشیر هندی ز هندو اثر
وزانجا بفرخنده تدبیریت | شده اتفاق جهانگیریت
رسیدی چو ابرے ز هندوستان | در افشانده بر تارک دوستان
زدی خیمه ملک چون آفتاب | ز شرق بمغرب کشیدی طناب
درین کارها کت همین کار باد | خدا یار بودت همو یار باد
زهے بخت این تختگاه قدیم | که از حضرتت یافت جاهی عظیم
رکاب تو او را گرانمایه کرد | چو تو آفتابے برو سایه کرد
مرا این زمانه چو بر میدهد | بدریاے دولت گذر میدهد
که دریافتم عزت پاے بوس | ز شادی زدم بر هم چرخ کوس
منم این که کردم بصد گونه ناز | بروے همایون تو دیده باز

همی مینیت یک جهانے زنور ‌‌ کزاں نور چشم بداں باد دور
نشسته به از صد سکندر بذات ‌‌ خضر ساقی و باده آب حیات
فلک خوانچه کش دریں بزمگاه ‌‌ ملک آفریں خوان ایں بزمگاه
چنیں مجلسے را که شد لانظیر ‌‌ زمن چوں ندیمے بود ناگزیر
زمن باید ایں بزم را غلغلے ‌‌ چنیں باغ را ایں چنیں بلبلے
جہاں بخت شاہا حسن خاک تست ‌‌ چو اقبال دستش بفتراک تست
اگر غیبتش باشد و گر حضور ‌‌ نباشد دمے از دعائے تو دور
دعاہائے روشن تراز آفتاب ‌‌ به آمیں روشن دلاں مستجاب
سخن گرچه دارم چه نو چه کہن ‌‌ دعائے تو دارم مراد از سخن
سخن گوہرست اے گہربخش شاہ ‌‌ گہر جز ز گوہر فروشاں مخواه
گہرہا که سفتست نظم ترم ‌‌ نثار تو زیبند ایں گوہرم
ترا خود چناں داد طالع شرف ‌‌ که گوہر ہمی یابی از ہر طرف
اگر آں گہرہا ز کان میکشند ‌‌ بہ بیں کیں جواہر ز جاں میکشند
زہے جوہر جاں زیادت قوی ‌‌ ہمیں جائے آں قالب خسروی
تن ملک را تا ابد جاں تو باش ‌‌ جہاں را ہمیشه جہانباں تو باش
ز ہفت اختر تست باد آں یاوری ‌‌ که ہر ہفت کشور بدست آوری
سکندر صفت ملک عالم براں ‌‌ خضروار تا دور عالم بماں
سعادت طراز قبائے تو باد ‌‌ سر سروراں زیر پائے تو باد
تو شاه جہان و جہاں یار تو ‌‌ جہاندار مطلق نگہدار تو

این نیز در مدح دار السلام

چو پیدا شد کلید فتح از دور ــ فلک را فتح شد معمورهٔ نور
ز بانگ کوس نوبت خانهٔ شاه ــ بر آمد آیت نصرٌ من الله
من از بالین غم سر بر گرفتم ــ سعادت را سپاس از سر گرفتم
بحق حق بوان کردم نفس را ــ که بی نامش روانی نیست کس را
کریمی کوست روزی بخش هر روز ــ شب امید ما را مشعل افروز
کس او را شکر گفتن کی تواند ــ که پیش روز روزی می رساند
خدای غیب دان از عیب خالی ــ عمل فرمای ملک لایزالی
بقدرت گوشمال خود پرستان ــ برحمت دستگیر زیر دستان
گنه شوی ضعیفان فیض جودش ــ بساط عفو قائم از وجودش
سکون و جنبش این شیب و بالا ــ که یارد داشتن جز حق تعالی
بساط چرخ و چندان مهرهٔ نور ــ همه صنعت ز صنع اوست معمور
چو خواهد تا جهان بر پای دارد ــ جهانداران عادل را سپارد
چنانک امروز از عین عنایت ــ بشه بخشید ملک بی نهایت
شه اسلام شاهنشاه آفاق ــ بدانائی و دانا پروری طاق
علاء الدین والدنیا که پیوست ــ خدایش داد بر دنیا و دین دست
محمد نام و آنگه صبح تا شام ــ بنام ایزد پناه دین و هم نام
خهی سلطان جان بخش و جهانگیر ــ همایون باد چتر آسمان گیر

بجام زر طلب کردن چو جمشید
بزر مغربی دادن چو خورشید

جهان کردی بزر مغربی ست
بسنگ مغربی بدخواه راپست

مبارک باد بر تو فتح این دژ
که شکلش شرح نتوان داد هرگز

حصارے با فلک همراز گشته
فلک نیمے ره از وے باز گشته

گرفتی سے نه حصارے بل جهانے
به فتح آسمانی آسمانے

شها شاهنشها کشورکشایا
فریدوں رائیا فرخنده رایا

ترا طالع قوی و بخت فیروز
کرا سر کز تو تابد گردن امروز

خدا چوں با تو خواهد یار بودن
که یارد با خدا خصمی نمودن

غلوے بندگان دولت شاه
فروشاند ایں غبار وحشت از راه

بسال هفت صد فتح دل فروز
سه شنبه بد ز ذوالقعده سیوم روز

پس از اخلاص چندیں بنده خاص
فلک شد بر سماع کوس رقاص

عدوے بے سروپا را دریں کار
به پائے پیل دیدیم و سردار

برآمد از جهاں مقصود شاهی
جهاں از آں تو چنداں که خواهی

جهاں تا هست تو شاه جهاں باش
شه فرماں ده کشورستاں باش

که یارد ایں چنیں کشورکشادن
حسن حیراں شدست از شرح دادن

چگونه مختصر عقلی چو من چند
ثنائے همچو تو گیتی خداوند

ثنائے تو نه کار یک زبانست
که هر موجود را جودت ضمانست

مگر خلق تو در گلزار ره کرد
که سوسن یک زبان خویش ده کرد

بنه پایه سپهر از منبری ساخت
بروجش خطبه ملکت شه پرداخت

فلک چوں پیش تخت تست کرسی / حدیث سعد و نحس او چه پرسی
اگر کوکب کند با هم قرانے / نه بیند طالع میموں زمانے
نباشد تا بباشد دور افلاک / چو تو صاحب قران از قران پاک
ترا از غیبهٔ غیب ست جوشن / ازیں آئینهٔ انجم ا چه روشن
دریں عالی حصار سخت بنیاد / که مثل او ندارد آدمی یاد
دو گونه قوم یک دل بوده بودند / بکفران و بکفر آلوده بودند
دو رنگی می نمودند آں دو دوناں / زحل پروردگاں مریخ خوناں
ز قوت یک عطارد آتش افروخت / دل مریخ با جان زحل سوخت
ترا گردون گرداں چوں غلام است / ستاره کیست سیر او کدام است
چراغ تو چناں افروختند / که مهر و مه ز نورش سوختند
کلاهت را ره از حفظ الهی / زهے سرکیں کلاهش پادشاهی
بود نامه کلاه چرخ گرداں / سر موئے ازاں سر کج مگرداں
سرت پاینده باد و ملک باقی / شرابت آب حیواں خضر ساقی
سعادت قرنها با تو قریں باد / ظفر همدست و نصرت همنشیں باد
بزور بازواں عالم کشادی / ازیں اقبال برخوردار بادی
مقرر بر تو هر چه از بازوت خاست / الغخان معظم بازوے راست
خضر خان و مبارک شمع گلشن / دو چشم ملک و ملک از هر دو روشن

ترا عمرے که میخواهد دل تو
مراد هر دو عالم حاصل تو

مدح شاهزاده

اینک در درج شهریاری — پیرایهٔ ملک تاجداری
روشن گهری چو چشمهٔ نور — ای چشم بدان ز روی او دور
هم روح فزای چشم بینش — هم چشم و چراغ آفرینش
سیارهٔ آسمان دولت — در جبهه او نشان دولت
دیباچهٔ رحمت الٰهی — گلدستهٔ باغ پادشاهی
شهزادهٔ از نژاد شاهان — در صدف جهان پناهان
آورده بصد سعادت و جاه — فتح ابدی بحضرت شاه
سلطان جهان علای دنیا — از دولت او بقای دنیا
تا باشد دین و دنیا آباد — بر دنیا و دینش دستگه باد
سرمایهٔ عیش خضرخانش — جان دگری مزید جانش
شهزاده فریدخان همیشه — انصاف طراز عدل پیشه
هر یک بهزار ناز و شادی — با کام و نشاط کیقبادی
در حضرت شاه پادشاهان — چون گل بهوای صبحگاهان
این جمله دعا که کرده شد یاد — از فضل خدای آنچنین باد

مدح الغ خان معظم رحمه الله بغفرانه در آنچه فتح سومنات کرد

چو خواهد جهان خالق بی نیاز — که خلق جهان را شود کارساز

ز عالم یکے را بر آرد علم | که بر لوح انصاف راند قلم
چنانک آن عنان بخت برا کشید | که بر کافر کفر خنجر کشید
سر خسروان خسرو پیل زور | به پنجه ز شیران برآورد شور
جهانگیر لشکرکش کامگار | خراسان و هندوستان را مدار
معز دول عز اسلام ازو | منور شده هفت اقلام ازو
شده دیدهٔ دشمنان رنگ رنگ | ز الماس پیکان الماس سنگ
الغ خان اعظم ممالک پناه | قوی دولت از دولت پادشاه
جهان دیده این بخت فیروزه رنگ | نه دیده چنون خان فیروزه جنگ
بلند اخترے خاست روشن ضمیر | چو خورشید زر بخش آفاق گیر
فریدون فرے یل تهمتن تنے | منات افگنے سومنات اشکنے
صنم خانه ها بر زمین کرد پست | شکسته بت و سوخته بت پرست
خود اساس آن کرد بر اهل هند | که افتد پسندیدگان را پسند
چنان راند بر قلعه بدخواه تند | که شد باد پا بادپیماش کند
ز حضرت بران گونه لشکر کشید | که موج سپاهش بدریا رسید
بسر سبز انجا چو زد بارگاه | جهان دید یکسر ز هندو سیاه
به تیغ آن سیاهی چنان شست پاک | که نگذاشت یک خال بر روے خاک
قوی پایه تر معبد کفر گاه | که هر گبرے را بدو بود راه
برافگند و برکند و بشکست و سوخت | چنین شاید از مشرکان کینه دوخت
همان بت که معبود شان بود خاص | بدر کرده ترصیع و زر خلاص

خداوند خان شهریار دلیر — چو خاکش بصد خواری افگند زیر
چو گردون برآورد شمشیر قهر — بگردون کشان می برد سوی شهر
که تا مسجد جمعه بر هر رش — رود پای اسلامیان بر سرش
زهی پاک دین خسرو نامجوی — بنام نکو از جهان برده گوی
زگجرات تا عرصه سومنات — جهان ضبط کرد از چه از زور ذات
همی جست هندو ز هند و پناه — ولی خان اعظم ز اقبال شاه
چو اسپ اندران تعبیه در فگند — قره کرد و بشکست شان پیل بند
بیاورد چون بخت بودش دلیل — بیک پیل مال از عدو مال پیل
چه پیلان جهان دیده در روز جنگ — جهان کرده در دیده خصم تنگ
قیامت نموده بشکل شکوه — قیامت نباشد روان گشته کوه
بدین فتح شد روح محمود شاد — همه عاقبتهاش محمود باد
ز ز پیل بالا که این خان کشید — بصد پیل محمود نتوان کشید
زر بی عدد گوهر بیکران — نه غشی درین نی غباری دران
جواهر ز هر جنس چندان گرفت — که در چون صدف لب بدندان گرفت
چنان در کف آورد درها بزور — که در هفت دریا در افتاد شور
غنیمت چه پرسی چگویم که چند — نه اندازهٔ دانش هوشمند
هم از بابت عطر خروارها — شتر خود چه باشد شتر بارها
گله بر گله اسپ تازی نژاد — گه جوش آتش گه پویه باد
شنیده که خان شان کند زیر زین — بدین مژده نهاده پا بر زمین

همه خیمه زر برزده خوش چهر   مزین چنانک از ستاره سپهر
بیک رشته یک رشته از غلام   بیک جام صد لعبت از سیم خام
منقش همه جا بهائے نقال   بگنجیده در کارگاه خیال
سپاه از سر و پائے زیبا شده   پلاس اطلس و خیمه دیبا شده
پے یک گلیم آنکه میخورد سنگ   نخسپید مگر بر سریر دو رنگ
بحق خدائے که برحق خداست   که این فتح گرز خان اسلام خاست
ندیدم نخواندم وگر خوانده ام   ز تحقیق آں بدگماں مانده ام
جواں دولتا شاه کشور سرورا   خردمند خانا هنر پرورا
چه دانم ثنا گفت زیں مایه بیش   بدیں مختصر عقل بشلنگ خویش
همان به که از بحر گفتار خود   بشرط دعا افگنم بار خود
دعا را بروں آورم سر ز جیب   دعا از من آید اجابت ز غیب
دعایت مرا فرض شد ماه و سال   که فیروزه بختی و فیروزه فال
حسن فال خود میزنی این سخن   بفال حسن بر دعا ختم کن
الٰهی پناه الغیاث تو باش   بهر جا که باشد نگهبان تو باش
ازو یافت چوں چشم اسلام نور   ازاں نور چشم بد ان باد دور
سر رایتش بر جهان سایه وار   برو سایهٔ سایهٔ کردگار

حکایت

ازغریبے شنیدم این غم دل   علے برزده ز عالم دل

وقت خوش داشت با خیال یکے | زاں ہمی ریخت بر جگر نمکے
ایں معانی بدرد دل میگفت | گوہرے از درون جاں میسفت
کاے چراغ شب سیہ روزاں | مرہم سینۂ جگر سوزاں
حال من بیں نظام جانے بخش | بر در خویشم اتصالے بخش
تو کجا من کجا چہ میگویم | گنج نایاب را ہمی جویم
از دو چشمت یک التفات نظر | کارہا خاکیاں کنند چوں زر
پادشاہاں گدائے کوے تواند | عرشیاں در دعاے روے تواند
من کہ باشم کہ لاف عشق زنم | یا بکوئے غمت بود وطنم
با چنیں ہستی گستۂ خویش | بجنابت کجا رسد درویش
بارہا آرزو برد دل من | کہ بجائے دو دیدۂ روشن
کاشکے حاجتم روا باشد | چشم جملہ جہاں مرا باشد
ویں تمنا ہم اندرون ضمیر | خاطر خستہ را سبب می گیر
کہ زبانہا کہ مردماں دارند | ہر یکے از درے گرفتارند
ایں ہمہ گر مرا بود چہ کنم | نبود جز بیاد تو سخنم
بلکہ جملہ زمان اہل نفس | بگدائی تو کشائیم و بس
در سرم نیز گہ گہ ایں سوداست | کایں قدر جاں کہ جملہ عالم راست
گر مرا باشد از ہمہ جانہا | بنمائم بعشق بر ہا نہا
یک یک اندر رہ تو در بازم | ہمچو سر زیر پایت اندازم
چکنم چوں کنم چہ تدبیر است | دست از اندوہ تو گلوگیر است

به نفس میتوان زدن نه نفیر — هم توئی دستگیر و ستم گیر
آه پنهان وار گاه و بیگاه هم — کز تو جز تو نخواهم ار خواهم
مونس شادی و غم من باش — تا دمے هست همدم من باش
جان بنده حسن که شد خاک کت — خاص گردان به بند فتراکت

در انچه رایات شاه عالم بیرون آمد

مبارکباد عزم شهریاری — بحق یار دولت سازداری
ظفر آویزش چتر سیاهت — فلک در سایهٔ گرد سپاهت
مبارک طالع تو یاور تو — همایون همت تو رهبر تو
بحکم تو امور بادشاهی — بدست تو کلید هرچه خواهی
زهے شاهی که هستی ختم شاهاں — در تو قبلهٔ مقصود خواهاں
علاء الدین والدنیا که عالم — شدش از شرق تا مغرب مسلم
محمد شاه گیتی دار جان بخش — جهان جوئے و جهان گیر و جهان بخش
شها اقلیم گیرا تاج دارا — درت رکن قوی دین خدارا
خدایت یار بادا بخت همره — صدائے کوس تو نصر من الله
ازانجا کارتفاع طالع تست — کواکب پیش تو بسته کمر چست
حسن را بر دعاگویانت تفضیل — دعا او گفته آمین کرد جبرئیل

در تهنیت نوروز

مبارک باد بر سلطان اعظم — بهار فرخ و نوروز عالم

مبارک باد بر شه جشن شاهی	مبارک باد گفته مرغ و ماهی
مبارک باد بزم خسروانی	مروح از نشاطِ جاودانی
بحمد الله همایون مجلس شاه	یکی باغیست بشگفته من الله
شه آنجا دست چون دریا کشاده	نهال ملک و ملت بار داده
بر در کل موجودات امروز	مگر از تهنیت گویان نوروز
نخستین صبح کز مشرق رسیده	دعای خوانده و بر شه دمیده
فلک بین دامن از خورشید پُر زر	روان بهر نثار افشان این در
صبای از بوی خوش در مشک بیزی	هوا از ابر در کافور ریزی
گل سوری طبق پر زر و یاقوت	که جان را قوتست و دیده را قوت
سمن سیم خود و نرگس زر خویش	در آورده برسم خدمتی پیش
بر هم مال و جان خاص بلبل	بر آورده بمدح شاه غلغل
شهی کو باغ و دولت را بهارست	ثنائش بر دل بدخواه خارست
علاء الدین والدنیا که عالم	ز فرِ اوست چون فردوس خرم
محمد شاه جان بخش و جهان گیر	که از بخشش جوانست عالم پیر
خدایش عمر بی اندازه بخشاد	چو گل نو نو فتوح تازه بخشاد
حسن هردم چو مرغان خوش آواز	بر آهنگ دعاگوئی نواساز
سپهرش بر جهان فیروزه کرده	جهان هر روز از نوروز کرده

بر شمشیر شاهی نبشته اند

زهی تیغی که فتحش بر فرید است	در هر هفت کشور را کلید است

زمانہ در دعاے دولت شاہ
ہمیشہ ورد او نصرٌ من اللہ
چو دریا موج گوہر زائے دارد
اگر در دست سلطاں جائے دارد
علاء الدین والدنیا کہ عالم
ہمہ شمشیر او رشد مسلم
محمد شاہ تاج تارک بخت
بہ تیغ تاجداراں بستہ تخت
جہاں مضبوط تیغش طول با عرض
ہو السلطان ظل اللہ فی الارض
ہمے تا تیغ را فیض است بنیاد
جہاں در قبضۂ فرمان او باد
سر ریش پا نہادہ بر سر تیغ
چہ اندیشی ورا سر در سر تیغ

ہم دراں معنی

امروز کہ دل کشادہ داریم
از دولت شاہزادہ داریم
بنگر کہ چہ خرمی است امروز
عیشے بمبارکی دل افروز
سر یافتنی بصد سعادت
اسباب طرب شدہ زیادت
فتح آیت ناز خواندہ از بر
تازہ شدہ تو نشاطی از سر
سر یافتنی بصد ایادیست
بر ہر موئے ہزار شادیست
والا سیر از بزرگواراں
الحق ز نژاد تاجداراں
فخر نسب جہاں پناہاں
روشن گہرے ز نسل شاہاں
خورشید سپہر کامگاری
از آل و تبار شہریاری
ستارۂ سعد بندہ وارش
عز ابدی کند نثارش
تا ہست سرے بر آدمی زاد
شہ تاج سر ہمہ جہاں باد
ہر شخص کہ سر کشد ز رایش
بادا ہمہ سالہ زیر پایش

یاراں ہمہ ہمرکاب باشاہ — چوں انجمن ستارہ باماہ
یارب بوفائے نیک مرداں — زیں خانہ بلائے بد بگرداں
با او دلِ دوستاں دریں کار — بشگفتہ چو گل میان گلزار
با خاطر جمع اہل ایں سُور — زیں جمع نشان فتنہ ہا دُور
اقبال چو بخت یار شاں باد — شادی و نشاط کار شاں باد
فالے کہ زنند باد مسعود — ختم ہمہ کار باد محمود
ایں فال نکو ہسال بادا — ویں عیش ہزار سال بادا

در تہنیت ولادت

بس خوش خبرے شنید امروز — کز اختر سعد و بخت پیروز
نوگشت سپہر کہنہ در سیر — نوزاد سعادتے دریں دیر
از زادن ایں خلاصۂ عہد — نوگشت نشاط ایں کہن عہد
امروز بوقت بامداداں — زیں مژدہ چہ شد زمانہ شاداں
برداشت زمانہ باصد امید — زریں دُہلے ز جرم خورشید
صبح آمد و کرد گوہر افشاں — از مہر بہر طرف زر افشاں
احسنت زہے لطیفۂ غیب — بخشیدۂ غیب دان بے عیب
خورشید وشے چو ماہ منظور — طفلے و چہ طفل آیتِ نور
اقبال چو بخت دادک او — تائید خدا اتابک او
از دایۂ زہرہ پیشکارہ — وز چنبر چرخ گاہوارہ

گهواره نگر چو کلبهٔ نور … بند از سر زلف و طرهٔ حور

بروے بسعادتیِ حالت … افگنده جلالے از جلالت

پرداخته باہزار اعزاز … بالشت نعیم و اشتک ناز

یارب تو بصد ہزار نازش … عمرے چو زمانه ده درازش

کار همهٔ جهانیاں طاق … فرخنده قدم بر اہلِ آفاق

خود هست بفضل حق تبارک … بر مادر و بر پدر مبارک

هر روز دریں سرائے شادی … افزوده نشاطِ کیقبادی

تا هست زمین و آسماں هم … ایں وقف دعاش باد و آں هم

هر روز دریں سراچهٔ ناز … کرده در دولت آسماں باز

هر روز دریں مقام محمود … از کوکب سعد و فال مسعود

ارزانی باد تا بمحشر … ایں شادیِ صد ہزار دیگر

در شهر شدن شاهزاده

صبح دولت جمال داد امروز … در مقصودها کشاد امروز

مشتری کرد از یمین و یسار … گهر سعد بر زمانه نثار

آسماں بر سبیل شادی عام … دہل آفتاب برد ببام

زهره اندر سرودِ شادی شد … ملک اندر حصار بادی شد

هیچ دانی که ایں نشاط از چیست … ایں همه عیش و عشرت از پے چیست

هست از روئے بهتریں میثاق … شهیِ شاهزادهٔ آفاق

این فلک قدر آفتاب لقا / خضر خاں ہمچو خضر دیر بقا
نور چشم شہ زمان و زمین / شاہِ عالم علاءِ دنیا و دیں
شاہ اقلیم گیر ملک پناہ / خسروِ خسرواں محمد شاہ
کنم اکنوں دعائے شہ آغاز / شاہ کشور کشائے بندہ نواز
اے فلک آں چناں کہ میخواہی / بشنو از من حرارۂ[1] شاہی
شد دریں عرصۂ بہشت نشاں / ابر زابِ حیات قطرہ فشاں
بخت را ایں بوئے پیشانی / رفتہ گرد از بساز مہمانی
فتح بنگر کہ خادمان سرائے / دست بر دست ایستادہ بہ پائے
چرخ با ہفت قبۂ گرداں / یکے از بندگان ایں دوراں
برکشیدہ مغنیاں ہر دم / لحن داؤد در سراچہ جسم
شاد باش اے مراتب شاہی / رونقے آں چناں کہ می خواہی
ہر طرف قبہائے خوش منظر / یک جہاں پیل از عماری زر
مرکبانی ز چرخ بردہ گرو / ہر یکے با چہارگاں مہ نو
تتق زرنگار ز اوج سپہر / نصب کردہ ورائے کلۂ مہر
وقت آں شد کہ شہ درآید شاد / تا چنانست شادی شہ باد
اینک اینک رسید موکب شاہ / ماہی از آفتاب کردہ کلاہ
نزل شاہانہ پیش شاہ برید / میوہ در طشت مہر و ماہ برید
گوہر افشاں کیند چوں باراں / بر سر شاہ و بر ہمہ یاراں
تخت کسریٰ و کرسی جمشید / عود از صبح و مجمر از خورشید

[1] آواز یکہ از چند ساز و چند حلق یکمرتبہ برآید

تا در آید شہ مبارک فال | شاہ پاک اعتقاد خوب خصال
یارب ایں شادئے کہ ہست اکنوں | باد ہر روز ہر زماں افزوں
یارب ایں کام و ناز سلطانی | باد تا روز حشر ارزانی
شاہ در عیش و کامرانی باد | ملک بر شاہ جاودانی باد
جاوداں باد روز دولت شاہ | حسن از ما وحال ایں درگاہ
ایں گہرہائے ترکہ او سفتہ است | ایں دعاہائے خوش کہ او گفتہ است
نسخہ بر روئے ماہ باید کرد | ختم بر نام شاہ باید کرد
شاہ شاہاں علاء دنیا و دین | خلد اللہ ملکہ آمین

ہم دراں معنی

اے سعادت درائے خرم شاد | شاہ ما را بکن مبارک باد
کہ ز فضل خدائے بخشش غیب | وز فتوحات عالم لاریب
عیش آمادہ می شود امروز | عقد شہزادہ می شود امروز
شہ خضر خاں کہ ہست چشمۂ نور | ایں ازاں چشمہ چشم بد بیں دور
اے شہ شش جہات ہفت اقلام | شادیٔ تست شادی اسلام
بعد ازیں ہم بریں طریق نگر | شادیٔ شاہزادگاں دگر

حکایت

شیر مردے چہ خوب گفت امروز | یارے از سگ طریق فقر آموز

سگ کہ بر خاک خوار غلطید است — پنج خصلت درو پسندیدست
اولیں آنکہ مسکنش نبود — خان و ملّی نے معینش نبود
کنج ادبار باشد ایوانش — ہر کجا شب رود شبستانش
دومیں آنکہ آشکار و نہاں — نان شیرینش کم رسد بجہاں
عمر او چوں کسے نکو نگرد — پیش تو در گرسنگی گزرد
سومیں رسمش آں بود کاغلب — شب بہ بیداریش رود ہمہ شب
ہست گوئی محب زلف ظلام — "عجبًا للمحب کیف ینام"
چارمیں آنکہ وقت شیون و سور — از خداوند خود نباشد دور
خصم اگرچہ براندش از پیش — او بدم لابہ اندر آید پیش
پنجم آں دم کہ رُخ بخاک آرد — چیزے از خود ز چیز نگزارد
پوستینی کہ دارد اندر پوست — ایں جہاں واں جہاں برابر اوست
اے حسن خفتہ ماندۂ خطر است — سگ نفست ز نفس سگ بتر است
وہ اگر نیست در سرت سرئے — از سگ آموز آدمی گرئے
چوں سگ اندر رہ نیاز پوئے — با خداوند بے نیاز بگوئے
کاے وظیفہ دہ گرسنہ و سیر — سگ کوئے تو پنجہ برد ز شیر
شیر را حملہ دادہ سگ را تگ — حرمت شیر و حرمت آں سگ
کز در فضل کم فضولم کن — بسگئی درت قبولم کن

گرچہ لایق نہ ام بہ طوق شکار
دولت داغ خود دریغ مدار

وله

دلے گم کردہ ام باز از کہ جویم؟ — چہ گویم حال خود پیش کہ گویم؟
نہ از دل آگہم نز دلبر خویش — چہ روز آمد مرا امروز در پیش
رسیدہ سیل و رہ کردہ بہ بنیاد — کسے فریاد خواہم نیست فریاد
ز ما سیمرغ رحمت کیمیا شد — مسلماناں مسلمانی کجا شد
دل من خستہ و از ہجراں بجانم — کہ رہ داد ایں بلا ہا را ندانم
ندانم کیں خدنگ از ترکش کیست — تفے کاندر دلت از آتش کیست
چہ کردم تا بدیں روز افتادم — چہ افتاد اینک از خود نیست یادم
دل من کاختر بختش نگوں شد — بپاداش کدامیں جرم خوں شد
نہ ہرگز من سوالے کردہ ام بد — نہ من با ہیچ نیکے بودہ ام بد
نہ من پروانہ را راندم از نور — نہ من یاری ز یارے داشتم دور
نہ من نقشے فرو شستم ز کاخے — نہ من برگے جدا کردم ز شاخے
نہ من آزاد نفسے بندہ کردم — نہ من بر گریۂ کس خندہ کردم
نہ بر بادی طمع کردم بہ بوئے — نہ بر مورے ستم کردم بموئے
نہ از جام جفا یک جرعہ خوردم — ز ہر افتادۂ افسوس کردم
چہ گفتم ہرچہ گفتم از کم و بیش — ہمہ از خویش دیدم آفت خویش
ندانستم چہ قدر وصلت یار — شدم لابد بدیں محنت گرفتار
کسے کش با فراخے اتصالست — بہ ناشکری ایام وصالست
الٰہی ہرچہ رفت از ناپسندم — بگیری کاں ہمہ از خوں فگندم

چو بر جانم در نعمت کشادی
مزیدی کن بدیں نعمت که دادی

می کان یافتم از دست مردان
ز دُردِ ناسپاسی صاف گرداں

حسن را راه بر از فضل گه گه
بخلوت گاه خاص لی مع اللہ

حکایت

شنیدم کشتیٔ در موج گاہے
ہمی شد غرقہ نے رو و نہ راہے

دراں کشتی در اغلب اہلِ ایماں
یکے گبرو نود نہ تن مسلماں

مسلماناں برآشفتند کایں کار
ہم از ہم صحبتاں آمد پدیدار

چو نورِ آشنائی ہست برما
بلا زیں مرد بیگانست برما

بدریا افگنیم ایں گبر را زود
خلاص ما نخواہد جز چنیں بود

چو بشنید ایں سخن آں مردِ گمراہ
برآورد از دل نومید خود آہ

پس آنگہ با مسلماناں چنیں گفت
کہ خار از راہ خود نے خود تواں رفت

گر از تاثیر شومیٔ یکے گبر
بلا خیزد چہ تدبیر است جز صبر

چرا صدق نود نہ مومن پاک
اثر نہ دہد دریں حال خطرناک

دراں جا پیر دانا بود مردے
رسید اندر دلش زیں حرف دردے

بیاراں گفت بگذارید ایں رائے
بیفشارید در راہ رضا پائے

مبیں در جود دست ناکس و کس
دریں جا دستگیریٔ خدا بس

دریں بودند کا وازے برآمد
کہ اینک روزِ محنت ہا سر آمد

زغرقاب آمد ایں کشتی بپایاب
علامت راہیا گشت اسباب

حسن چوں ملک ملک بے نیاز ست | سرانداز ہی دریں رہ سرفراز ست
صلاح خود مبین و فسق غیرے | بہر حال از خدا ہی خواہ خیرے
خداوندا بحال ما نظر کن | دریں ظلمت چراغ فضل بر کن
ز ما خود جز لئیمی سے نزاید | تو خود کن کز کریمے تو آید

حکایت در علو ہمت و سخاوت

شنیدم بود گبرے از کریماں | درو نور سخا چوں نور ایماں
زر و سیم و متاع و اسپ و اشتر | جواہر سلک و سلک از لعل و از دُر
بر و خواہندگاں بشتافتندے | عرضہا خواستندے یافتندے
مگر مسکینے از افلاس در ماند | ز شہر خویش سوئے شہر او راند
نشاں پرسید آمد بر سر او | کہ تا وجہے برد از دفتر او
بدو گفتند کو در حربگاہ ست | از اینجا تا بدو یک میل راہ ست
تو بنشیں کوچہ باز آید ز پیکار | بزر دادن ترا چوں زر کند کار
توقف در توقف داد درویش | گرفت آں راہ جولاں گاہ او پیش
بمیداں آمد و ہر سو طلب کرد | جوانی گفت اینک آں جوانمرد
فتاد است آں طرف پہلو دریدہ | چو تو پہلوئے خود بارے ندیدہ
بسے آئین زر بخشش بود است | کنوں آہنگ جاں بخشی نمود ست
بہر دنداں خرابش کردہ ساقی | ہنوزش نیم جانی ہست باقی
چو آمد بر سر او مرد محروم | دعائش کرد کردش قصد معلوم

که چندیں ده بامیدے دویدم — چو دیدم از خودت نومید دیدم
سوالے داشتم هنگام آں نیست — دریں هنگامه جز تاراج جاں نیست
چو آں نامه بگوش خسته افتاد — بحیله چشم خوں آلوده بکشاد
درو دید آہے از سینه برآورد — دم مهر از صف کینه برآورد
بگفته بس اشارت کردش از دست — که زیر سر مرا یک سنگکے هست
بیار آں سنگ دندانم بروں گیر — ز هاب نوش را در موج خوں گیر
مسافر زیں سخن دنداں بلب ماند — وزاں دنداں شکستن در عجب ماند
بگفتش دل ترا بس نیست خسته — دگر دنداں چه میخواهی شکسته
دگر آں مرد دنیا بخش بے دیں — فغانے بر کشید از جاں مسکیں
بگفتا وقتے از جور جهانم — همی جنبید دنداں در دهانم
بدار و چوں نه پیوست ای برادر — مرا دنداں بزر بر بست مادر
در دنداں سر زر رشتهٔ چند — چه جاں کندیده شد دنداں تواں کند
تو زر بستاں مگر نامے برآید — ز دنداں منت کامے برآید
دریغ آنگه کشادی لب دعا را — گزیں نه چرخ دنداں خاے مارا
بدر دمرگ دنداں بر زمیں بود — چه شاید کرد دنداں قسمت ایں بود
هزاراں آفریں بر جان پاکے — نیرزد نزد او ملکے بخاکے
سخن در همت است و زر فشانی — حساب کفر و ایماں را تو دانی
اگر فاسق سخاے ورزد اے دوست — حبیب الله طراز دولت اوست
وگر زاهد کند با بخل پیوند — خدایش دشمن و خلق صد چند

بده اے خواجه ور ندهی باعزاز
بصد خواری جهاں بستاندت باز

درم داده بدرویش و دعا کرد
خدایت در حریم قدس جا کرد

چو خواب آید عواقب باز دیدن
بمردادی بهشتے را خریدن

حسن جاں بر جوانمرداں فدا کرد
جوانمردی همین است اے جوانمرد

چو اهل همت مادرد خواسنے
بجو بی خواند از ایشاں داستانے

حکایت مغ و مسلمان

بود مسلمانے از اقصائے رے
با مغے اندر رمضان خورد مے

محتسب آمد بصلابت بروں
گفت بریزند ازیں مرد خوں

مغ زمیاں گفت که ایں عدل نیست
جانب من روزه و روزی یکیست

جزیه وهم تلخ چه رانی سخن
آنکه بدین است برو حکم کن

حکم براں شد که ز مغ بگزرید
دست سیاست به مسلماں برید

دید مسلماں که چنیں بے هشند
مغ بگزارند و مسلماں کشند

گفت ظریفانه که اے انجمن
علت من شد گر اسلام من

گز پئے اسلام نخواهید کشت
من مغم و مغ بچه هفتاد پشت

گرچه که ایں بے ادبی طرف نیست
بے ادب آنکس که دریں حرف نیست

حالی ازاں یک سخن خنده ناک
گردن او جست ز تیغ هلاک

محتسب آں جرأت از و عفو کرد
سر به چنیں جائے کشد عقل مرد

مرد هماں به که در امید و بیم
بر کشد از آب حوادث گلیم

رکن دولت گر بخداوند راست | اگر بنظوا ہر خلل افتد روا است
بار خدا یا بخدائی خویش | یک نظرے بر دل صد جائے ریش
عفو کن از بندہ حسن ہر چہ گفت | از ہمہ بتواں ز تو نتواں نہفت
بر من و بر ہر کہ چو من زیست خام | فضل کن اے فضل تو دریائے عام

ایضاً

مبر ہر سخن تا سپہر بریں | بری پیش سحر آفریں آفریں
نہ سر یافتہ نام معنی نہ بن | لقب چوں نہی ہر سخن را سخن
گہر باید بر حسن..... نیست | کہ حبہ اگر لعل شد لعل نیست
بہ از خندہ روشن نماید ز دور | چو دریا ز ند شب ہمہ موج نور
چہ باشد چو طالع شود آفتاب | صدف پارۂ خشک بر روئے آب
بیک صنعت طرفہ چندیں پیچ | کہ در جنب بہزاد ہیچست ہیچ

متضمن حساب میزان

بہ ترتیب ہر حرف سرتا بہ بن | یکے میگزار و دگر جمع کن
بہ میزاں بہ آید دریں شیوہ رفت | ز دہ نہ ز نہ ہشت از ہشت ہفت
بریں تا شود جمع ہر خانہ راست | زیادت چہ می بایدت آن ترا ست

میزان جہان

ز یک سیر تا یک نفس بے درنگ | بہ یک بار بر کش دریں چار سنگ

بہ میزان نہ آید دریں وزن رفت	یکے وسہ و نہ دگر نیست ہفت

بستہ حسابی است

از یکے تضعیف کن تا نہ رقم	واں دہ باقی نہ افزوں کن نہ کم
ثبت کن گر از حساب ای سنہ	بعد نہ چار و چار صد ہشتاد و نہ ۹

در استخراج جمیع حسبت

گر جمع شوند اہل حسبت	تا جمع کنند کل نسبت
آں خوب کہ ضرب ہفتہ فی الحال	در ماہ کنند ماہ در سال
گویم بصریح ہفت در سی	سی را بہ دوازدہ چہ ترسی
وراں دو سہ بیت بادت یاد	ایں بیت ہمیشہ بر دلت باد
گفتم کہ تمام نسبت از چیست	گفت از دو ہزار و یانصد و بیست

لطیفہ در حساب جمل

دو ستے از جمل چہ گفت بہ بیں	جفت طاقست طاق جفت نہ بیں
راست گفتم دریں مدارا ندہ	پنج در یازدہ چہ باشد سہ
خود مرا خاطرے ہنر سنج است	پنج در یازدہ ہماں پنج است

ایں چند مثنوی در صفت بابست

ایں در کہ بنائے شادمانیست	باب البرکات آسمانیست

ایں درہم ازاں صحیفہ باقی — ارباب صلاح را مآبی
ایں در درے از مزید لاریب — دارالکتب معانی غیب
ایں در بفتوح بخت مفتوح — سرمایۂ روح راحت روح
ایں در ہمہ عمر باد معمور — ہر کنج چو گنج گنج مشہور

ایں نیز دراں معنی

ز دولت ہا رسد گوئی بشارت — چو مردم را شود عزم عمارت
عمارت ہا کہ در آفاق باشد — چناں بہ کز لطافت طاق باشد
اگر خانہ بہ نزہت بوستانست — غرض در وے حضور دوستانست
دل یار از حضور یار جاں یافت — زہے دولت گر ایں دولت تواں یافت
دگر عزمے پے دولت ہمین است — دلے را شاد کن دولت ہمیں است
نکوئی کن بہ ہر راہے کہ پوئی — نکوئی را چہ آید جز نکوئی
جہاں بیں گر جہانے یادگار است — ہنوزش بیقراری برقرار است
جہاں زا چوں وفائے نیست حاصل — مبندید از جہانِ بے وفا دل
کریمانے کہ از ما پیش راندند — کرم را یادگار خویش ماندند
نگر خود تا چہ ماندست اندر ایام — ازاں نام آوراں رفتہ بجز نام
عزیزے کیں نصایح را کند گوش — مراد ہر دو کون آرد در آغوش
نکو روشن ضمیرے کز دلِ پاک — صفا ورزد دریں معمورۂ خاک
قوی مقبل کسے کز بُرد باری — ضعیفے را تواند کرد یاری

زجامِ جود آرد دہر را مست — بخلقِ نیک گیرد خلق را دست
چو در نیک و بد عالم ببیند — بدی بگزارد و نیکی گزیند
زنیکی گل برآید وز بدی گرد — ہرانکو ایں بداند او بود مرد
زآزار دل مردم بپرہیز — دلا بازار رعنائی مکن تیز
مگو بر روئے حاجت خواہ سردے — منہ بر جانِ حاجت مند دردے
برآور حاجت محتاج پیوست — دراں درگہ تراہم حاجتے ہست
تراگر صدق رغبت ہست بند — تمامست ایں کہ خواندی نکتہ چند
ہمیشہ ایں بنا معمور بادا — درا و از شمع دولت نور بادا
برفعت راست چوں کاشانۂ ماہ — ہمیشہ راستاں را اندر او راہ
سعادت بخش یارب راستاں را — خصوصاً صاحب ایں آستاں را

ایں نیز درآں معنی

علم بیروں براز میدانِ ہستی — بروں آ از خودی و خود پرستی
طلب کن صحبت بیدار بختے — دل صاحب دلاں دریاب لختے
خدارا شو خلاف از ہر دو عالم — ازاں عالم بزن گر میزنی دم
بخدمت کوش گر ہست میسر — بپا بوسی تواں شد بر سراں سر
تواضع کن براں رفعت تواں یافت — ہر آنکس ایں عمل ورزید آں یافت
اساس کار خود بر مردمی نہ — دریں دنیائے نامردم ہمیں بہ
طریق مردمی در مرد معنی است — کہ مردم نیست آں کش مردمی نیست

ترا خود آں نکوئی در جہاں بس | کہ یک نیکی تو یاد آورد کس
دلت آں بہ کہ در نیکی گراید | کہ از نیکیت ہرگز بد نیاید
خصوصاً آں کسے آید بر تو | کشادے چشم دارد از در تو
غنیمت دار دیدار قرینان | بطبع خوش نشیں باہم نشینان
چو نزدیک تو آید میہمانے | نخست از خوے خوش پیش آر خوانے
چہ بہ کاسباب مہماناں بسازی | کہ دولت ہاست در مہماں نوازی
کرم کردن زر افشانیست ز ہیچ | کرم کن کز تو آں آید دگر ہیچ
سخاوت ورزو از طبع گرامی | برآور نامے اندر نیک نامی
خدایت ایں مقام آباد داراد | دلت را در مقام شاد داراد

ایں نیز در آں معنی

زہے پرداختہ چوں کاردانان | چنیں راحت سرائے میہمانان
بدولت خوش نشیں اینجا و خوش باش | کہ دل داری خطاپوش و عطا پاش
نکو دانی کہ ایں گردندہ گردوں | چہ بازی ہا کشد از پردہ بیروں
ستارہ مہربانی چوں رہا کرد | جہاں ہم با جہاں داراں جفا کرد
ہماں بہ کز بزرگی نام خواہی | بنام ہر بزرگی جام خواہی
بہ مجلس شاد بنشینی و پرنور | چو گردوں عیش را گرداں کنی دور
قدح کوری دشمن می ستانی | دہی مر دوستاں را دوستگانی
بماں پیوستہ خرم تا قیامت | تو و پیوستگان تو سلامت

در دولت کشاده خصم در بند | بیابی ہرچہ خواہی از خداوند

دیگر

زہے خرم بنائے دولت آباد | کہ ہم بر پائے دولت یافت بنیاد
فلک کردار عالی بارگاہے | ستارہ کیست اینجا بار خواہے
مروح منظرے فرخ مقامے | در استحکام و زیبائی تمامے
عطارد دید سقفے آسماں گیر | چہ گفتہ کاش اینجا بودے تیر
بگونہ گونہ نقش روح پرورد | ہمیشہ یا ارم قلب دژم کرد
سعادت ہاست در روے رخ نہاد | جہاں بروے در دولت کشادہ
چو ایوانِ قمر از روشنائی | چو دوران فلک در دیر پائی
ظرافت بخش اوقات قریناں | مقام ہمدماں و ہم نشیناں
ہمہ نورست از نزدیک و از دور | حضور دوستاں نورٌ علے نور
چہ خوشتر زانچہ اینجا خوش نشینیم | زمانے روئے یک دیگر بہ بینیم
حضور دوستاں فتح مبین است | سر جملہ غنیمت ہا ہمین است
خداوندا زمین ایں مکاں را | بدہ قدرے کہ دادی آسماں را
مبارک فال کن بر یار و بر دوست | خصوصاً بر کسے کو بانی اوست

ایں عشق نامہ است توحید باری عزوجل

دلا تا چند ایں آسایش خاک | بیا کی یاد کن از حضرت پاک
خدا را یاد کن تا شادمانی | درش را بندہ شو کازادمانی

خدائے بے نیاز از رنگ و از بو ہمہ او را طلب گار اے ہمہ او
اگر خشم آورد کونین خاکست چو رحم آرد زنا پاکی چہ باکست
بلے خورشید فضلش چوں دہد تاب گناہ آنجا چہ گویم چیست سیماب
خداوندا کریما دستگیرا گنہ بخشا پشیمانی پذیرا
توئی روزی رساں از روز تا شب تو داری رایت ہر یک مرتب
تو اندازہ نہی ہر پایۂ را تو بخشی مایہ ہر بے مایۂ را
محمد را تو دادی تاج لولاک کہ شد کیخسرو نہ تخت افلاک
شب افروزی کہ طاہا داشت از نور ز خوان والضحی ہم چاشت از نور
بدو دادی کلید خانۂ دیں در و دندانہا از سین یاسین
کہ آرد کو رساند جز تو داور بروح او سلام روح پرور
درود مایہ زلف مشکبارش بہ یاراں ہم خصوصاً چار یارش
جز او اثق کہ ایں حاجت برآری مرا در سلک ایں دولت درآری
دل از تو ہر چہ حاجت خواست آں یافت چو تو حاجت روائے کے تواں یافت
گیا ہے بردہ از تو بوسے طیبے ہمہ کس را ز گنج تو نصیبے
ز دل بیدار سر گنجے کشادی بہر سر سرے از حکمت نہادی
حسن را طبع بخشیدی و تمیز سخن دادی و عشقے بر سخن نیز
سخن کز عشق خیزد مایہ دارست جہاں عشقست و دیگر خاک و خوارست

سبب نظم کردن قصہ

مرا ہم داستاں شد دوستے دوش سخن بیخ زبانش حلقہ در گوش

چو گل روتازه چوں سوسن زباں تر | میان جمع چوں شمعے زبان ور
حکایت کرد از عشق جوانے | که در هر کالبد نور بخت جانے
حدیث عشق خود جاں می نوازد | نیاز دعشق هر کو جاں نیازد
شراب عشق از هر نیشکر نیست | نه بینی درد او بے درد سر نیست
نہالے کاں زجوے عشق نم یافت | درخت سدره باہم خود قدم یافت
گلے کو را نسیم عشق دادند | بہار غیب در جنبش نہادند
عجب راهیست راه عشق بازی | چه بے سازی اگر با وے نسازی
غرض را باشم اکنوں زیں شلل چند | در مقصود باید زد جدل چند
مرا تقریر آں مرد خوش آزاد | بنظم ایں حکایت رغبتے داد
حدیث خوش مقام خوش گزیند | چو از دل خیزد اندر جاں نشیند
حسن گوش تو بر گفتار نغز است | سماع نغز نیرو بخش مغز است
چو بزم عشق را ترتیب دادی | ازیں ترتیب بر خوردار بادی
بیا مطرب سماع گرم در ده | ز صوت جاں فزا جاں را خبر ده
برقص آرایں دل پر درد ما را | بجنباں طبع غم پرورد ما را
بیا اے شعر خواں شعرے فرو خواں | بساط عشق را بیذق فروزاں
چه داری از غزلہاے حسن یاد | ہماں خواں کت ہماں فرمود استاد
بیا ساقی بیار آں چشمهٔ نور | بدار ایں چشم را از چشم بد دور
که آں چشمه زجوے آشنائیست | صفایش چشم و جاں را روشنائیست

دعائے پادشاہ اسلام خلد اللہ ملکہ وسلطانہ

دو عالم را یکے حرز لسیت اعظم	دعائے حضرت شاہ معظم
شہنشاہ جہاں گیر و جہان بخش	بکینہ جان ستان در مہر جان بخش
علاء الدین و الدنیا کہ افلاک	ہمی بوسند بر درگاہ او خاک
محمد نام اسکندر خطابے	درش اسلام را حسن المآبے
صلاح تخت دہلی بیں کہ بروے	چناں شاہ مبارک می نہد پے
بقائے تخت گیتی بیں کہ ناگاہ	جہاں بخشے چناں بروے بود شاہ
جہاں جان خود آں شب پیش کش کرد	کہ در وے جان سلطاں جائے خوش کرد
فلک روئے خود آندم بر زمیں یافت	کہ آں خورشید بر روئے زمیں تافت
بنام ایزد مبارک بادشاہے	جہاں را در جہاں گیری پناہے
چو روز رزم تیغ کیں برآرد	سر آں سیل کوہ افگن کہ دارد
زماہ نو کماں بیسنی بہ پشتش	عطارد کمتریں تیرے بہ مشتش
ہراسے در دل زہرہ گزشتہ	زباں چوں زخمہ چوب خشک گشتہ
شہ چارم زرہ پوشید از میغ	شجاع تیغ زن لرزاں تر از تیغ
شہ برجیس برخود مدح خوانے	زحل ہم جان خود را پاسبانے
چو گفتم نکتۂ از رزم گاہش	کنوں بشنو صفات بزم گاہش
خجستہ مجلس چوں باغ آدم	رواں خوں خضر در وے دمادم
دراں مجلس کف دریا عطا جوئے	زحل از لولیاں ہندوی گوئے

بخدمت مشتری از خانهٔ خویش — گہے ماہی کشد خود گہ کمان پیش
ہمہ برنائے ترکی رقص بہرام — نہادہ خنجر و برداشتہ جام
فلک کردہ دف خورشید را گرم — سرود زہرہ گاہے تیز و گہ نرم
عطارد تیر نئے از مہر زرمش — کمینہ تیرے از ایوان بزمش
مہِ نو جرعہ دان مجلس اوست — نمی گنجد بدیں تشبیہ در پوست
حسن بنیاد صنعت نو نہادی — بہر صنعت سخن را داد دادی
چو جام عیش پیشت میکشد بخت — بعشرت خانۂ مقصود کش رخت
بیا مطرب طریق باز نو ساز — کہ ہم آوازہ داری وہم آواز
بیاد خسرو دلکش نیست ثانی — نوائے کُن نوائے خسروانی
بیا اے شعر خوانِ مدحتِ شاہ — کہ بنوشتش عطارد بر رخ ماہ
بخواں تا اہل مجلس شاد گردند — حریفان خراب آباد گردند
بیا ساقی کہ مے بہ از ہمہ چیز — چو مے دادی بدہ نقل از لبم نیز
کمیں نوشے کہ من از جام بر جوش — کنم بر یاد شاہے نامور نوش

آغاز قصہ

شنیدم والئے در عہد شاہے — عمارت کرد در ناگور چاہے
فلک با سخت بنیادی او سست — تکلف ہا ہمہ موزون او جست
سوادش چوں خطِ معشوق دلکش — درو آبے چو اشک عاشقاں وش
زنان سیم سیمائے سمن ساق — نہ چوں سہیل چو خورشید از بتاں طاق

همہ سالہ بران چاہ آمدندے　　خرد آشوب دلخواہ آمدندے
چو آب از چاہ بیروں برکشیدند　　چو سروے سوے خانہ می چمیدند
جوانے کاں گروہ آبکش دید　　دو چشم از آب رفتن چشمہ وش دید
رسیدندے غریبان ہوسناک　　نہادہ چشم بر سر چشمہ خاک
بتاں یک یک چو یوسف بر سر چاہ　　زدہ چندیں دل یعقوب را راہ
فلک آں چاہ و آں یوسف چو دیدے　　بدلو خور رسن ہا در کشیدے
گرفتہ دلو را سیارہ در چنگ　　بہ جست و جوئے یوسف کردہ آہنگ
حسن افسانہ را باش ایں چہ راز است　　نہ دانی قصۂ یوسف دراز است

عاشق شدن جوانے بر یکے از خوباں

ہمانا نو خطے بود از دبیراں　　جوانے زندہ دل مقبول پیراں
زحل در پیش او چوں پیشکارے　　میان اہل ہندش اعتبارے
ازاں سو طوف میکرد ست یک روز　　کہ دل بردش دلارام دل افروز
در آمد چوں بگرد چشمہا حوت　　بسوئے آں چہ ہاروت و چہ ماروت
ستادہ دید جادو دخترے چست　　کہ از وے خون و از وے آب می جست
بت ہندو نسب چوں ترک خوں ریز　　بلب شکر بہ غمزہ شورش انگیز
بہ یک رشتہ کہ اندر چہ فرو کرد　　طناب عاشقی در حلق او کرد
بہ یک دلوے کہ برد از چاہ بیروں　　کشید از جوئے چشمش دلو ہا خوں
جواں آہے بر آورد از دل تنگ　　چناں کاتش بروں زد از دل سنگ

نگار سنگدل در تنگدل دید   یکے سرگشتہ را پا بگل دید
غریبے دیدگشتہ شہر بندے   ز زلف خود گرفتار کمندے
بخود نزدیک شد ہر سو نظر کرد   ہراسے در دل پاکش گزر کرد
خطرہائے ملامت را خبر داشت   بزودی زاں خطرگہ گام برداشت
بماند آں زخم خوردہ بر سر چاہ   چو ماہی می طپید از رفتن ماہ
ہمہ روز از غم آں ماہ تا شب   ز دیدہ بر زمیں می ریخت کوکب
چو شب شد با ستارہ راز می گفت   غم مہ با ستارہ باز می گفت
چو رایات سحرگہ سر بر آورد   جبش را شاہ چیں از پا در آورد
رسید آں شمس خوبانِ ختن باز   جبش در چین زلف او فتن باز
جوانے بیدل از دیدار آں حور   دگرہ زندہ شد چوں شمعے از نور
دراو دیدہ بہ سجدہ سر فرو کرد   نمازِ عاشقاں آں بود کو کرد
دراں سجدہ دعائے خواند بر دوست   دعا در سجدہ گہ خواندن چہ نیکوست
پس آنگہ برزد از سینہ خروشے   کہ اے در جانِ من افگندہ جوشے
مرا کشتی نگوئی مذہبت چیست   چنیں بیچارہ کشتن مذہب کیست
مرا دیدی کہ ہیچو دجوں فتادم   ز دستِ دل بموج خوں فتادم
بخوں در آشنا کردی تو بارے   گزشتی از سرم بیگانہ وارے
چہ دلداری چہ دلداری تو اے ماہ   چہ خون خلق می ریزی دریں چاہ
چہ ریزی خون مسکیناں بافسوں   ازیں چہ آب خواہی خورد یا خوں
بدیں چہ خوں چہ می ریزی بریں سال   چو خونریزی دیگر در زنخداں

یکے چاہے بکن تا مش ببنه کور میپرسی کاب وے تیز نیست یا شور
مرا آنجا بدست خود در افگن چو از خاکم بمن خاکے در افگن
زیارت خانه کن آں خوابگه را چو جوئے خضر سازاں بیرچه را
چه میگویم ترا با من چه کارست گہر با خاک نام ایزد که عارست
نخواہی برد نامم اے دلارام مرا در زندگی و مردگی نام
گرفتم کز مزاج نازنینت بداں ارزم که باشم ہم نشینت
نمی گوئی سخن جاناں نسب چیست قدے چوں نخل بر نخل رطب چیست
ز مردم مرد ماں دم ساز گیرند سخن از دیو مردم باز گیرند
نه من دیوے نه دیوے می پرستم اگر دیوانه ام خواہم که ہستم
سخن کوته کنم آخر سلامے ازاں لعل شکر بیما پیامے
پیامے گر فرستی تام یابم دریں آشفتگی آرام یابم
بجنباں طرۂ چوں زلف شمشاد مگر بوئے به تحفه آورد باد
برآور دستے از عاشق نوازی بکن بیچارۂ را چاره سازی
بسے زیں گونه بروے داستاں خواند برافسوں گر فسانه کے تواں خواند
بتے عاشق فریبے رایگاں کش که بر داز آدمی صبرے پری وش
ز چنداں نقش کاں صاحب نظر بست نظر ننداخت کاں جانب کسے ہست
رواں شد چوں ہمے در منزل خویش جراحت تازه کرده بر دل ریش
جوان مست کار از دست رفته دلش بر یار و یار از دست رفته
ہمانجا سر نہاده زار بگریست بجز گریه سبیل عاشقاں چیست

بیا مطرب که گریان شد صراحی ‌ ‌ تو خندان کن دران صوت صباحی

سرم را از سرودے افسرے بخش ‌ ‌ ز زنجیرے که داری گوہرے بخش

بیا اے شعر خوان آہنگ ہشدار ‌ ‌ چو چنگی زخمہائے چنگ ہشدار

ہمانجا گر فرو آرد تو برگیر ‌ ‌ سماع نغز دیدی نغز تر گیر

بیا ساقی مے چو شیدہ پیش آر ‌ ‌ عروس تاک را پوشیدہ پیش آر

مگر با او بر آرم خلوتے خوش ‌ ‌ غمے بیروں کنم زیں جان غم کش

زاری کردن عاشق در نظر معشوق

چو دیگر روز ایں دولابۂ بید ‌ ‌ کشید از چاہ مشرق دلو خورشید

چو خورشیدے که جوید در حمل راہ ‌ ‌ ببرج دلو طالع گشت آں ماہ

رسیدہ گرد گردش دخترے چند ‌ ‌ چو گرد ماہ روشن اخترے چند

نکو روئے میان نیک نامان ‌ ‌ ہمی آمد چو سروے نو خرامان

چو سروے از ہمہ آلائش آزاد ‌ ‌ بروکس نا زدہ آسیب جز باد

دو چشمش چون دو ترک تیر در شست ‌ ‌ دو طرہ چون دو ہندو تیغ در دست

گرہ بستہ بر ابروئے کمانش ‌ ‌ بنزع افگندہ عاشق را کمان وش

رخے چوں مہ نگویم کافتابے ‌ ‌ ازو در ہر دلے تاریک تابے

لبے دادہ بہ صاحب دولتاں رنگ ‌ ‌ دہن چوں روزی محنت کشاں تنگ

چو آمد سوئے جان چشمۂ نور ‌ ‌ بریں شکلے که گفتم چشم بد دور

جوانِ دل شدہ از جائے برجست ‌ ‌ زد اندر دامنِ دلدار خود دست

بنالید از غمش نالیدن زار — چو از جاں دست شستہ شخص بیمار
پس از صد نالہ گفت اے سن غلامت — سر نام تو گردم چیست نامت
چہ نامی از کدامی آسمانی — کہ آں شب گرد ناقص را نمانی
چہ کبکی از کدامیں کوہساری — کہ چوں رفتار خوش گفتار داری
بہشتت یا ہمہ حوراں غلامست — اگر حوری بہشت تو کدامست
فدایت ہستی من ہر چہ ہستی — چہ بودست آنکہ دل بردی و بستی
نہ صلحے عرض کردی ونہ جنگم — نہ نامم باز پرسیدی نہ ننگم
سرت گشتم نپرسیدی غرض چیست — زدی سنگم نہ گفتی کیں سگ کیست
نمی شاید در انصاف بستن — بدیں بے التفاتی بر شکستن
رہا کردی مرا در خون و در خاک — نہ از من شرمت و نہ از خدا باک
شکارے وار بر خونم زدی رائے — بکشتی و رہا کردیم بر جائے
مرا بر دار کافتادم بخواری — کہ بر وارد اگر تو بر نہ داری
شبے طالع نگشتی بر من اے ماہ — ندانم بر چہ طالع زادہ آہ
نہ از خانہ خبر دارم نہ از خویش — زمحنت مایہ دار از صبر درویش
رہے گم کردہ در صحرائے اندوہ — نہ در صحراست آرامم نہ در کوہ
قرار سینہ ام صحرا گرفتہ — غمے چوں کوہ در دل جا گرفتہ
باندک جنبش زلف چو زنجیر — بمجنونی سمر گشتم چہ تدبیر
منم مجنون مطیع لیلی خویش — اگر لیلی توی مجنون مکن بیش
چہ دل بستی دریں جاں دادن من — چہ خواہد خواست از افتادن من

غریبے کشتهٔ گیرو خاک گشته ‌ ‌ خطے از روئے لوحِ پاک گشته

برافگن پردهٔ باز از رُخ خوب ‌ ‌ چه داری ماه را در میغ محجوب

خہے پوشیده ماه از ترس مادر ‌ ‌ یکے خوں ریز خالے زیرِ چادر

مرا خال تو میدارد دریں حال ‌ ‌ تو از مادر ہمی ترسی من از خال

اگر صد سال با تو راز گویم ‌ ‌ ملامت ہا رسد از تو بر ویم

دلت زاں گفت و گو آزاد باشد ‌ ‌ مرا نیز آں ملامت یاد باشد

نه دریا را بود از ہیچ سگ باک ‌ ‌ نه سگ از ہیچ دریائے شود پاک

برآورند پیش از ما شمارے ‌ ‌ بقسمت در ازل رفتست کارے

بتو خرما سپردند و بمن خار ‌ ‌ ترا مہره بدست آمد مرا مار

کسے کاں روئے آتشناک افروخت ‌ ‌ تو اند صد چو من خاشاک را سوخت

توانی از پس صد زخم کاری ‌ ‌ که کار ناتوانے را برآری

یکے رخش رعایت گرم گرداں ‌ ‌ دل سنگست بختے نرم گرداں

امیدم تازه کن مانند رویت ‌ ‌ دلم را چند پیچانی چو مویت

بپیچاں چوں دل نامهٔ دل ریش ‌ ‌ یکے از دفتر فردا بیندیش

عملہا را جزائے ہست آخر ‌ ‌ مکن چندیں خدائے ہست آخر

بگفت او فتاد پس از پائے چوں مست ‌ ‌ دل و دلدار ہر دو رفت از دست

براں بے دستگہ کز پا در افتاد ‌ ‌ ہمه نظارگی را گریه بکشاد

برآمد ہائے ہائے از چپ و راست ‌ ‌ ازیں سو ناله زاں سو نعره ہا خاست

بتان آنکش را دیده پر آب ‌ ‌ جگر پر تاب و جاں را رشته بر تاب

همه جانسوز دل و مساز گشتند / بصد حسرت از آنجا باز گشتند
شکر لب آں سماع خوشتر از نوش / ازاں گوشه نشیں چوں کرد در گوش
زنازے کاں بود در نازنیناں / نه در وے دید نے در ہم نشیناں
رواں شد درج لولو چهره کرده / شکر در بند و مه در زهره کرده
دگر خوباں ہمه تا خانه با او / پری می شد دل دیوانه با او
فلک ہر روز ایں صنعت ہمی ساخت / بد و نیک از پئے نظاره می باخت
شد ایں قصه میان شہر مشہور / که پروانه سرے در باخت با نور
بوقت صبح کیں دریائے اخضر / کشادے چشمه خورشید از سر
شدے طالع برسم خویش ناگاه / چو ماه نخشب آں مه بر سر چاه
غریب خانماں کرده فراموش / برآوردے دگر بار از جگر جوش
ہماں شور و شغف آغاز کردے / ہماں سوز گزشته ساز کردے
جگر می خوردے و می کوفتے دل / زمیں می کندے و می بیختے گل
ازیں دیوانه شکلے دیو دیده / نه شبها خفته نے روز آرمیده
دو چشمش باز مانده در رخ یار / زبانِ کامگارش بر سر کار
نظاره مرداں از ہر قبیله / چو راز از پرده پیدا شد چه حیله
بحیله عشق نتواں داشت مستور / میان سایه پنہاں کے بود نور
حسن را نیز عشقے بود در سر / که کرد ایں حرف را بر روئے دفتر
بیا مطرب ز بربط حال برپرس / ز دفترہا مرا آں یک ورق بس
ہماں بازو که در وے ہست گل خاست / بیک نیش آں مفاصل میشود راست

بیا اے شعرخواں یکتا سفینہ
دُرے در گوش ما کن زاں خزینہ
فروریز آنچہ نزدت ہست معلوم
درِ منثور یا لُولُوے منظوم
بیا ساقی بیار آں کان یاقوت
کہ جاں را قوتست وچشم را قوت
بمن دہ تا بداں یاقوت حمرا
بگردانم وفائے درد وغم را

آمدن جماعتے از برہمنان وپند دادن مر عاشق را

کسے کز عاشقی بربست بارے
نصائح را ندارد اعتبارے
نہ بیند فال نے تقویم خواند
بد و نیک از نگار خویش داند
بود فالش جمال فرخ یار
شب تیکش سر گیسوئے دلدار
غریبے بے دل از جاں سیر گشتہ
رہ غم را بصد محنت نوشتہ
نظر میکرد روزے از سر چاہ
از اہل خویش قومے دید ناگاہ
برہمن اصل افسوں خواں ستے چند
کشادہ از در ہر دانشے پند
در ایشاں بود کار آگاہ پیرے
رسانیدہ بہر پرخاش تیرے
وقوفش بر مزاج چرخ واختر
در انگشتش حساب ہفت دفتر
شد آہستہ بہ پیش خستہ بنشست
سخن را از عبارت کلہا بست
نصیحت ہائے پیرانہ فرو ریخت
غبار غم زصحن دل فرو ریخت
رطب را از شکر خائی خجل کرد
پس آنگہ رخ بداں شوریدہ دل کرد
کہ اے غافل زشمشیر زمانہ
خبرداری زخوں ریزیش یا نہ
جہاں تیغے بکف در ترک تازی
تو در بازی بہانہ عشق بازی

لکن بازی بعقل خویش باز آئے — اگر کردی بران دیگر میفزائے
جوانی تیز طبعی ہوشداری — مدہ کز کف زمام ہوشیاری
ورای عقل سر را افسرے نیست — سعادت بخش زو تر اخترے نیست
چرا باید کہ آن گنجینۂ پاک — شود از دست چون تو گوہرے خاک
مزن در شیوۂ صفرائیان دست — مشو از بادۂ سودائیان مست
درین میخانہ مستی ناصوابست — نہ آخر آخر مستی خرابست
لکن کین کار تو روئے ندارد — گل پندار تو بوئے ندارد
جہان یارے کہ او را دوست داری — نہ در روے دوستی بینیم نہ یاری
نہ فرمان تو وقتے کاربندد — نہ در روئے تو روزے بازخندد
درین مدت کہ جان تو بسفتہ است — شنیدم یک سخن با تو نگفتہ است
چنین بت را چرا تو می پرستی — ازین صورت نظر بردار رستی
چو بشنید آن جوان این پند از پیر — نفیر انگیخت چون مرغان شبگیر
بنالید از دل نالندہ چون چنگ — دران نالش گری برداشت آہنگ
کہ آہ اے ناصحان اے پندگویان — ز معجون فساد اصلاح جویان
چہ چندی سرزنش کردن ز مستی — نہ مستم از شراب خودپرستی
مرا میگون لبے کردست سرمست — ہمو بینا و صبرم پست کردست
من این مستی نہ از ہر جام دارم — ز چشم آہوانش دام دارم
ازان آہو کہ چشم شیر دارد — بہر یک غمزہ صد شمشیر دارد
چنان شمشیرہا دیدم بخون تیز — چہ ترسانیدم از شمشیر خونریز

من دجانے بہ بند عشق بندی　　چہ خوانیدم بصدر ہوشمندی

شما دانید و اوج عزت و جاہ　　مرا با من گزارید اندریں چاہ

مرا گر روز من مسعود بودے　　براں بندے کہ دارم عود بودے

تو اے فرزانہ پیر مصلحت بیں　　غم دنیا کہ خواہی خورد یا دیں

سرم را راست خواہی کرد یا پائے　　خرد را ہوش یا تدبیر یا رائے

من ایں آشفتگی تنہا ندارم　　نحوست ہاست اندر روزگارم

مریخ از گردن اشتر کہ کژ خاست　　کہ می جائے نمی بینی درو راست

مرا کاریست افتادہ خدائی　　تو بے حاجت مکن کار آزمائی

دگر بارہ حکیم خوب تشبیب　　سخن را نوع دیگر داد ترکیب

ملامت کرد لیکن راحت آمیز　　غمے آوردش اما شادی انگیز

بدو گفت اے جواں آہستہ تر باش　　ز دور آسماں صاحب خبر باش

ترا گرچہ موافق نیست پندم　　ولے بپذیر ہر نقشے کہ بندم

اگرچہ داروئے من تلخ ناکست　　بہ صحت چاشنی دادن چہ باکست؟

حذر کن چند روزے از خطرہا　　کہ شاخ بخت خواہد داد برہا

سعادتہا برآرد آں بر تو　　شمارے کردہ ام در اختر تو

ازاں روزے کہ زادی تا بہ امروز　　بدیدم از ضمیر حکمت اندوز

بشد دور تعب زیں پس طربہاست　　غم و شادی عالم را سبب ہاست

ہم اکنوں مشتری آید فلاں جائے　　ہم آنجا زہرہ باد عشرت افزائے

ورا خاطر ز طالع بیں برآشفت　　درآں آشفتگی ایں حرف میگفت

که با من از ستاره کمترک جو | که آگاهیم از آگاهی تو
چه دانند اختران دورِ عالم | نگین را هم چه علم از دور خاتم
بگویم سعد و نحس آسمان باز | بنقش کعبتین می ماند این راز
نه شش داند که آید نام من شش | تو خواهی خوش بیار و خواه ناخوش
نه خود را پنج میداند که پنجم | بدین منوال می دان نقش انجم
نه کیوان سر خود داند کم و بیش | نه برجیس آگه از خیریت خویش
ازین ها باز برتر کار رانیست | که بر هر کارخانه کار رانیست
تو اے افسانه خوان و داستان گوے | نداری از گل این باغ ها بوئے
چه گردی گرد علمی کان ندانی | حروف کان نخواندستی چه خوانی
چه حاجت بحث از خورشید و از ماه | بیا بختے فرو شو اندرین چاه
چو آب از روے ظاهر بے گناه است | همه ساله چرا موقوف چاه است
وگر آب از گناهے ماند در بند | رسن در گردن چندین گه افگند
گنه کار این و حلق او رسن یاب | برو بستر چه شاگرد رسن تاب
ازین دیوانگان نکته چند | چو دُر در جمع آن گوش اندر افگند
چو دیدند آن رسن بندان این حرف | ز دیگر روز تا سر می شود صرف
همه یکباره راحت ساز گشتند | سر افگنده از آنجا باز گشتند
حسن عاشق ز انجم هر چه پرسد | ز ماه خویش پرسد هر چه پرسد
چو اهل عشق بر تقویم خندند | که در روے احسن تقویم بینند
بیا مطرب چو طبع زهره داری | مکن در دور مجلس هرزه کاری

ندیم است و توئی ساقیست مارا
سعادتهاست زین تنگیست مارا

بیا ای شعرخوان یا شعر خورسند
تو طالع بین نه از شعریت پرسند

چو من حرفی بخوان زین تختهٔ خاک
که از غم تختهٔ دل را کنی پاک

بیا مطرب طرب را وقت دریاب
منجم خورشید کش ساقی سطرلاب

مرا با وقت و با ساعت چه کار است
چو می آید همه وقت اختیار است

خبر یافتن شحنه از عشق و بند نهادن

چو عشق بیدلے با دلستانے
شد اندر شهر دیارے داستانے

زن و مرد از حدیث آن زن و مرد
بهر جائے که بنشد قصه میکرد

اگر مردے ز نزدیکان آن زن
شده تیره ز طعن دوست دشمن

به پیش شحنه آمد خاک بر سر
که ریزم خون خود با خاک این در

بده دادے که بیدادی بسے رفت
همه آب کسان از ناکسی رفت

جوانے نام ما را خاک کرد است
دل از شرمے که باید پاک کرد است

دو نخلستان ما گشته رطب جوئے
کز آن نے رنگ خواهد یافت نے بوئے

پس آنگه کرد از آن سرگره باز
به پیش شحنه از انجام و آغاز

بد و نیکے که پیش شحنه بودند
بر آن دعویش اشهادی نمودند

بخواندش شحنه زنجیرے در و بست
بدیگر بند پایش کرد و هم دست

اسیرے بند محنت ها کشیده
همه زنجیر صبر از خود بریده

به بندش درکشید آن چرخ قتال
همی گفت از سر حالت در آن حال

که ای چرخ کماں پشت کیں ساز	مسر انداز جوانمرداں سر انداز
گرت بد کرده ام با من بدی کن	وگر کیں میکنی با خودی کن
پسند د هیچکس باذرهٔ زور	بزیر پائے پیل انداختن مور
مگس را سوختن هر چار سو پر	ملخ را در سیاست خار در سر
چنیں عاجز کشی تا چند کردن	چو من ناچیز را در بند کردن
دو دست ستم بر فلک از شور بخت	دو بند آهنی در پائے ها سخت
کجا رفت آنکه می دید اختر من	سعادت کرده نقش دفتر من
نه زهره دیدم و نے مشتری را	ببد روزاں چه جا نیک اختری را
همیں با ایں دو عقده بایدم زیست	ندانم راس کہ یا خود ذنب کیست
همیں نالید روز و شب بریں حال	بماند آں بند بروے تا به یک سال

خلاص یافتن عاشق از بند

چو نو شد سال سلطان السلاطین	مغیث الحق غیاث دنیا و دیں
به تخت ملک دهلی پادشا شد	بسے محتاج را حاجت روا شد
اشارت داد آں گیتی خداوند	که بردارید از هر بندیے بند
چه در شهر و چه در اطراف آفاق	همه محبوس را فرموده اطلاق
چو ایں حکم آمد از دهلی بنا گور	بحکم ایں اشارت شحنه بر فور
بیامد بند از آں بیچاره برداشت	زکاهِ خشک کوه خاره برداشت
چو دیوانه بروں آمد ز زنجیر	رواں شد چوں ز دامے جسته نخچیر

چو تشنه کو سبوئے چه خزاند ... پس از سالے بچاه خود بر آمد
همانجا دید سرو سیم تن را ... بت شکرلب و شیرین دهن را
همی گفت آب در دیده که ای ماه ... نبودم قانع از عشقت بدیں چاه
قضا بر چاه من بندے برافزود ... غم ایں جائے و ایں بندے کرا بود
دریں بندم نه پرسیدی تو یک روز ... غلط کردم ترا کے باشد ایں سوز
دریں بند ار گسستے بند بندم ... نبودے ایں تمنا سود مندم
ندانم کز چه سنگ آمد دل تو ... کدامیں آب تر کرد آن گل تو
که نے زاں سنگ امید گوهرم شد ... نه زاں آب آتش دل کمترم شد
شبم تاریک و روز تیره چندیں ... چه جانے میکنم بر خیره چندیں
چو هرگز دل نخواهی بست با من ... چه در خوں میکشم پیش تو دامن
برآنم کافگنم خود را دریں چاه ... تو از من وارهی من از خود ای ماه
چو ایں گفت و گرفتندش چپ و راست ... نمودندش که ایں ره راست سوداست
صبوری کن صبوری روز کے چند ... منال از بندها دل در خدا بند
گره از کار هر یک او کشاید ... کشاید از تو هم چوں وقت آید
غمت بسیار شد امید شادی است ... چنیں امید ملک کیقبادی است
نظیرے چند ازیں ساں یاد کردند ... بدیں لابه دلش را شاد کردند
دل عاشق بلابه کے شود نرم ... تنور از برف باراں کے شود گرم
حسن تا روئے یار خود نه بیند ... سروسامان کار خود نه بیند
بیا مطرب ربابت را بکف کن ... طرب را حلقهٔ گوش دف کن

به نئی زن گو که ای هم رنگ و هم راز / بدمسازی دمی با همدمان ساز
بیا ای شعرخوان شعری که خواندی / گلی بود آن که بر مستان فشاندی
گلستان دگر را باز کن در / وگر ره تازه گردان مجلس از سر
بیا ساقی به یاران جام جان بخش / بجان ورمانده دلها را امان بخش
بمن ده تا غمی از دل برآرم / وزو جان نو اندر تن درآرم

نرم شدن دل معشوق و سخن گفتن با عاشق و وعده دادن بوصال

چنین گویند دانایان این دیر / که چون یکچند شد سیاره را سیر
بزرگ و خورد را روشن شد این حال / بدین حالت برآمد چارده سال
شبی افشانده ماه چارده نور / غبار ظلمت از آفاق شد دور
تو گفتی سه ز انجم پایه انگیخت / ز بهر چارده بازی درم ریخت
برآمد صبح ناگه وان درم خواند / مگر شش روز پروین کان درم ماند
بت هندو نژاد آن شب ببازی / چو ترکان غمزها در ترک تازی
همه شب با پری رویان شب آرا / چو چشم یار خود بودست بیدار
چو وقت صبحدم شد یاد کردش / که یاد آمد ازان دمهای سردش
پشیمان گشت آن معشوق زیبا / که بود از عاشقی چندین شکیبا
شکیبایی برون آمد ز پرده / کلید رحمت اندر دست کرده
در دل برگشاد آن سنگدل را / بشست از سکهٔ او غش و غل را
بیاران گفت ماه کبک رفتار / که فردا بار خواهم برد با یار

روم دستش بگیرم زاں اسیری ۔۔۔ چہ خوب آید زخوباں دستگیری
سخن گویم وزو ہم راز پرسم ۔۔۔ فراق چند سالہ باز پرسم
گہے مرہم نہم بر سینۂ ریش ۔۔۔ گہش طوقے دہم از بازوئے خویش
زلب راحت زرخ ریحانش بخشم ۔۔۔ کشم وانگہ بہ بوسہ جانش بخشم
دریں اندیشہ بود آں ماہ تا روز ۔۔۔ کہ سر بر کرد صبح عالم افروز
چو زیں مینا بروں دو لعل گلرنگ ۔۔۔ برآورد آں فرو ماندہ سر از سنگ
سر از سودائے لعل دلستاں پُر ۔۔۔ گہے لعل از مژہ میریخت گہ دُر
فسوسے بر وصال دوست میخورد ۔۔۔ عتابے بر خیال بخت میکرد
کہ اے بخت ایں چہ سختی می نمائی ۔۔۔ دل تنگے بجاں آمد کجائی
نیامد وقت آں کز من کنی یاد ۔۔۔ بر اندازی بنائے غم ز بنیاد
چہ ناز ست آں ز من افزوں کنی ناز ۔۔۔ چہ خشم ست ایں بیا با آشتی ساز
فن خود ساز آں یار فسونے ۔۔۔ فنم بردم دل جادو فسونے ؟
سوارم راعنان دل بگرداں ۔۔۔ مہ خود کاسہ را منزل بگرداں
یکے آں سخت دل را در دل افگن ۔۔۔ کہ رحم آرد بدیں درد دل من
دریں بود ست کز رہ گرد برخاست ۔۔۔ ز روئے دل غبار درد برخاست
بروں آمد ازاں گرد آفتابے ۔۔۔ چو گنجے رخ نہادہ در خرابے
ہماں ہر روزہ سو گلشن افروز ۔۔۔ شگفتہ چوں گل نو روز نو روز
درآمد شاد پیش یار بنشست ۔۔۔ گرفتش دست و بوسے داد بر دست
بہ پرسیدش کہ چونی حال چوں ست ۔۔۔ حساب یار رفت امسال چوں ست

دولت چوں بود چندیں سال در تاب — جگر چوں خورد چندیں گاہ خوں ناب
چہ خوں ہا خوردی اندر اشتیاقم — چہ محنت ہا کشیدی در فراقم
چو خاکے خوار ماندہ بر سر راہ — چو سنگے سر نہادہ بر سر چاہ
چو عیشم خود چشیدہ تلخی از بند — کشیدہ چوں دل من سختی از بند
رہائی را رہ و روئے نجستہ — بخون دیدہ از جاں دست شستہ
خدا داناست اے دیرینہ یارم — کہ من از شوخی خود شرمسارم
بتقصیرے کہ کردم عذر بپذیر — گناہ از من مگیر از بخت خود گیر
کنوں چوں بخت عہد کہنہ تو کرد — فلک رخش وفا را گرم رو کرد
قوی دل شو کزیں پس حال نیکوست — دلیل حال نیکو فال نیکوست
بفال نیک روز خویش خوش کن — شب اندوہ را داغ حبش کن
دریں یک ہفتہ چوں ماہ دو ہفتہ — فتور خویش خواہی دید رفتہ
من و تو جام خوش خواہیم خوردن — بخلوت جائے خود خواہیم کردن
مرا جفتے است بازرگان کہ ہر سال — برو اشتر خریدن را بسے مال
رود در بادیہ اشتر ستاند — فروشد پیل وارے زر بماند
ہم اکنوں با شریکان سفر ساز — سفر را عزم مطلق میکند باز
چو او از خانہ شد تو جا بمانی — درون دل قدم در نہ کہ جانی
ہمیں کو پائے بیروں آرد از کوئے — شود خارے کہ در راہ است یکسوئے
ترا در بزم گاہ وصل خوانم — نثار چوں تو جاناں جان فشانم
چو آں زنجیر کعبہ را ندیدہ — رہ غم را بپا یا نہا بریدہ

شنید آں زمزمه بر چاه زمزم حضور کعبه برد از حاجیان غم
بلا پرورده آں مهجور مسکیں نه دل با او دراں نظاره نے دیں
بهر جانب نظر افگند بختے نگوں بختے شده بیدار بختے
سرے در پائے او آورده میگفت که اے کس با تو ترطاق ایزدان جفت؟
تو ئی یا خواب دیدم یا خیالست که صلح آب در آتش محالست
کدامیں آوریدت اے گل اینجا گل اینجا یه که باشد بلبل اینجا
چه دولت بود کز من یاد کردی خرابی را به لطف آباد کردی
چه رحم آمد دل کافر وشت را که نرمی داد طبع سرکشت را
من اندر خورد چوں تو میهمانے مهیا کے توانم کرد خوانے
چه آرم پیش کش از هر چه خوشتر چه دارم جان خشک و دیدهٔ تر
زجاں بایسته تر باشد نثارے بمقدار قدوم چوں تو یارے
بوصلم وعده دادی راست یارا ز تو بخشش ز من بد خواست یارا
سخن هائے که گفتی اے پری رو بیا لائے تو ماند یا سیمیں تو
تو خود با بے بیاری می نهی پیش و لے ترسم ز بخت بد کم و بیش
بوعدت روشنائی تمامست و لیکن اختر من تیره فامست
چه خوش باغیست روشن چشمه سارے اگر باد خزاں تار و غبارے
رسید ابرو بر آمد کشت محتاج اگر فوج ملخ ناید بتاراج
شباں هم از بره گوید بشارت اگر گرگش نخواهد کرد غارت
بخندید آں گل از گفتار یارش گرفت از دلنوازی در کنارش

چو بزم وعده در طبعش بیارا است / بجام بوسه مستش کرد و برخاست
ازاں خلوت چو آمد سوے خانہ / همی جست آں تمنا را بہانہ
جہاں کو آرزو ہا را کند خاک / زد اندر دامن مقصودشاں خاک
حدیث آں جگرہائے کہ خوں شد / بدیگر داستاں گویم کہ چوں شد
بیا مطرب بگو مارا سرودے / اگر گوئی دہم از دیدہ رودے
سرودت را بود از رود ما آب / تو قدر ایں سرود و رود دریاب
بیا اے شعرخواں تو کار خود کن / دل سرگشتۂ مارا مدد کن
بخواں نقشے کہ مارا نور بخشد / شفائے در تن رنجور بخشد
بیا ساقی بیار آں میوہ روح / پے راحت دہ دلہائے مجروح
بیا تا در صف مستاں نشینم / جدائیہائے عالم را نہ بینم

وفات یافتن معشوق و سوختن او و خبر رسیدن بعاشق و سوختن او بر موافقت معشوق

چو ترک رومی از روز شب تار / بر آورد آتشے روشن عرب وار
تو گفتی شب چو صبح آتش افروخت / برسم ہندواں خود را دراں سوخت
بت ہندو سرشت از خواب برخاست / نقاب ابر از مہتاب برخاست
بشوہر دید عزم راہ کردہ / بسیج کوچ منزل گاہ کردہ
بیامد برگ رہ ترتیب کردش / براں زادے کہ بود از گرم و سردش
از آلاتے کہ اندر راہ شاید / بدادش ہر متاعے کاں بباید
چو ہم خانہ زخانہ سر بروں کرد / تو گوئی خانماں را سرنگوں کرد

بماندم تپ گرفت آں دلستاں را | نه دل را بلکه کار افتادگاں را
تبے سوزنده تر از آتش تیز | گدازاں شد تن شمع شکر ریز
سه روز آں نازنیں فتاد در تاب | بیکباره بماند از خورد و از خواب
چہارم روزش آں بت تیز تر شد | گل سیراب را گونه دگر شد
چو جان او ز سینه قصد لب کرد | بجاں درمانده مادر را طلب کرد
بمادر گفت اے تاج سر من | صدف ساں پرورد مارا گوہر من
مرا درده که جانم بار بربست | گل من رخت ازیں دار بربست
بگو تا ز آتش و ہیزم در آرند | دگر زیں سوخته دودے بر آرند
مرا خود آتش دل ہست بسیار | تنے چوں ہیزم خشک از غم یار
ہمیں اسباب من با من پسندست | کسے کو اینچنیں مرده است زندست
ندانم با که خواہد گفت ایں راز | براں پیرانه ساز نغمه پرداز
که یارد دیده جانش را دراں سوز | که بیند طالع او را بداں سوز
منش وعده دہم بس رخت بندم | کند بر خویش یا بر بخت بندم
چه گویم با که گویم چیست تدبیر | که در دل شست ناوک در جگر تیر
جگر بشکافم و بیروں کشم دل | کنم ہر دو بیک جا در ته گل
گر آید آں مخالف بخت بد روز | خبر پرسد ز دل بند دل افروز
بگوئیدش که رفت او دل ہمیں جاست | مبیں ره رفتن منزل ہمیں جاست
بگفت این و بہم پیوست دیده | قفس بر جا و مرغ از وے پریده
خروشے زار ازاں خانه بر آمد | بهر دل زاں خبر دودے بر آمد

هر آنکس کو شنید آن درد جانکاه | برآورد از جگر جوشی ز جان آه
برآئینے که باشد هندوان را | برون بردند آن سرو جوان را
زنا خویشان واز خویشان گروهے | برآوردند هیزم ها چو کوهے
نهال نوبران خاشاک بردند | گلستانے بخارستان سپردند
بر آتش در زدند آن خوابگه را | بمریخ قران دادند مه را
یکے از دوستان آن سیه روز | چو زان آتش رسید اندر دلش سوز
در آمد نزد آن کار اوفتاده | هم از دل هم ز دلبر اوفتاده
بگفتش چند پرسی از سر چاه | که دریا موج بر زد آه کن آه
سفینه غرق کن گوهر فرو ریخت | سعادت خشم کرد اقبال بگریخت
بمرد آن مه که وصلت وعده میداد | کنون شهریست از مرگش بفریاد
چو این شربت بدین بیمار دادند | تو گفتی بند بندش بر کشادند
برآورد از دل شوریده شورے | که بازاری چه یابد هیچ روزے
چو سگ جانم بچندین داغ دیدن | زهے غم کش بچندین غم کشیدن
کرا زهره که او برتابد این کار | کرا طاقت که او برآرد این بار
بدین غمها که اورا پاے و سر نے | همین من تا مزد باشم دگر نے
مژه پر آب و سینه پر آذر | مرا از بهر این می زاد مادر
گرفتند از جهان بهره همه کس | مرا بهره همین بود از جهان بس
بدین سیرت بسے فریادها کرد | ازین ساغر بسے خونابها خورد
نشانے جست از آن مه چون نشان یافت | بصحرا راند و رو از شهر برتافت

برون آمد چو افیون خورده مستے / صف امید را دیده شکستے
چو آن آتش بر او پیدا شد از دور / فغانے بر کشید آں جان رنجور
که احسنت اے دلارام وفادار / چنیں میعاد سازد یار با یار
بگفتی با تو رو در رو نشینم / تو رو پنهان کنی من در که بینم
بهیچم وعده دہی خونم کشائی / بهشتم گفته دوزخ می نمائی
تو حوری حور در آتش نباشد / سه اندر کام اژدر خوش نباشد
مرا گفتی بخواهم ساخت بزمے / که دادم با حریفے تو بعزمے
برائے دوستاں ایں بزم سازند / حریفاں را بدیں مجلس نوازند
ز تو یاری چنیں آمد زہے یار / چنیں باشد سر و کارت زہی کار
روا باشد اگر مقصودت اینست / دلم با جان پاکت همنشین است
من اینک رہ بتو خواهم کشادن / بهم خوابیت سر خواهم نهادن
درین منزل نشد گر وصل را ساز / دراں عالم بهم خواهیم شد باز
بگفت این و بجائے خود رواں شد / چو بادے جانب آتش دواں شد
رسیدند اقربا و اولیایش / گرفتند از لطف دست و پایش
بزد دست و بجست از جنبش اینساں / سرے چوں روزگار خود پریشاں
درون آتش آمد یار خود دید / بکار عاشقی هم کار خود دید
شرر زیں سو رسید و شعله زاں سو / همان جا تکیه زد پهلو به پهلو
ورا پوشش گرفت و زار می سوخت / فلک بیں یار را با یار می سوخت
نظاره گر بگرد او زن و مرد / سراسیمه شده زاں داغ و زاں درد

پس از بر خاک غلطیدن بخواری
پس از صد نوع نالیدن بزاری

روان گشتند آب از دیده ریزان
تف آتش ز صحن سینه خیزان

کدا این دیده کاینجا خوں نگرید
چنیں خونابه ببیند چوں نگرید

جوانان هر یک از سودای یار
همه انگشت در دندان دران کار

یکے در سوز مانده کیں چه سازیست
یکے در عین حیرت ایں چه بازیست

یکے در وجد پیراهن زده چاک
یکے در چرخ چوں دوران افلاک

یکے بر یاد مجنوں مست میراند
یکے افسانهٔ فرهاد میخواند

همه جا منتشر گشت ایں حکایت
خبر شد شهره در شهر و ولایت

که بر روئے بتے چوں بت پرستے
. . . .

چو وقت آمد فلک قرار بشکست
نه آں می ماند در مجلس نه آں مست

علی رغم جهاں خوش بود جمعی
. . . .

جهاں آں باد قهراں آتش افروخت
که هم پروانه را هم شمع را سوخت

جهاں ظالم ادا و نا پشیماں
به خون ریز من و تو بسته پیماں

بیا تا دامن از وے باز چینیم
حساب کار خود را باز بینیم

دراں کوشیم ایں جان خطرناک
بر آید زیں تن ناپاک یا پاک

بر ما انچه دل را میکند خوش
همیں جان است آں هم در کشاکش

چو جاں رفت از تن نالاں چه خیزد
چو خر افتاد از پالاں چه خیزد

دریں ره خاک باید بودنے خار
که تا راحت رسد از تو نه آزار

بد بنا انچه در روئے دل چه بستی
در حق گیر از درها برستی

جوانمرد اوست کو مرد خدا شد	تو او را شو همه عالم ترا شد

حکایت

سوئے نخچیر شد محمود غازی	کہ تا بازش کند با کبک بازی
لب جوے و مرغے چند را دید	دراں صید افگنی خوش گشت خندید
چنیں گویند کاں جانب ہمائے	ہمانا روئے خود بنمود جائے
ملک پائے طلب بر جا فشردہ	سپاہش را طمع از جائے بردہ
چو سر پس کرد ایاز خویش را یافت	کہ چوں خورشید رو از سایہ می تافت
ملک گفت از چہ ایشاں رہ نوردی	تو ہم ہمسایۂ اقبال گردی
بگفت اقبال ازاں سایہ چہ خواہم	من اندر سایۂ اقبال شاہم
غرض چوں بندہ شد خاص خداوند	دو عالم پیش او بینی کمر بند
کسے کو کام دل را از خدا راند	مبادا گر ازو ماند از خدا ماند
کجائی اے گرفتار گل و مال	بدست خویش گوش خویش میمال
امین خویش دانستی جہاں را	بدو دادی امانت نقد جاں را
ہمہ در بند غارت کردن تست	سر و تنش طناب گردن تست
امیں گر رہ زند مشکل شمارے	شباں گرگی کند دشوار کارے
برہے در پیش با چندیں درازی	تو با عذر آوران شیشہ بازی
قدم بر گیر و رہ می بین و مے رو	بگیر از خرمن این کشت یک جو
بخوبی خوش زعمر خویش برخور	کہ بر خوبی بیدہری کشتی سر

کمند مرگ ازیں گو تہ گلو گیر — چہ بندی مردمے را در بہ زنجیر
یکے در دوستاں ہیں چند راندند — از ایشاں سہل باشد چند ماندند
چو ایشاں را طلب کردن شتابی — اگر آں گنج در خلوت بیابی
گلے را کز زمیں بر روید امسال — بگو پارینہ یارا نرا چہ شد حال
مرا لایق ترے پر سید امروز — کہ در دل داغہا دارم دریں سوز
حسن گر با تو دردے ہم نفس بود — ورق بشکن ہمیں یک حرف بس بود
اگر رفتند یارا نت رہ خویش — ترا ہم ہست آں رہ رفتنی پیش
بیا مطرب تو راہ خویش را باش — علاج ایں درونِ ریش را باش
برار از چنگ نالاں نالۂ زار — منم با نالہ وزاری و با یار
بیا اے شعر خواں بنشیں زمانے — ازیں مجموعہ برخواں داستانے
برآہنگے کہ مرغ صبح زارد — بہر لحن از ہوا مرغاں در آرد
بیا ساقی بیار آں خون جوشاں — بداں خوں خویش خوانم را فرہ شاں
بدہ تا مست گردم بے خبر نیز — کہ مستاں فارغند از چیز و ناچیز

ذکر تلطف ملک اعزالدین

کسے کو نعمتے را شکر گوید — مزید روزگار خویش جوید
عیاذاً باللہ ا ..... بپیچید — ز پیچاں کاری دوراں نہ پیچید
مرا ہم منعمے چوں نعمتے داد — بباید کرد شکر نعمتش یاد
بنام او کنم ایں نامہ را خاص — ازو نام آوری از بندہ اخلاص

یکے کز برج گردونش سزد قصر / سر جملہ ملوک سرورِ عصر
ستودہ سیرت و فرخندہ آئیں / کریم الخلق الحق عز و الدیں
محمد اسم و رسمش جملہ محمود / وجودش خاص بہر جود موجود
چراغ دودۂ اعظم نقاخاں / ملک خوانچہ کش بزمش فلک خواں
بدانش ہمنشین عقل والا / بہمت از مقام وہم بالا
کرم در عہد او نامے گرفتہ / جہاں از عدلش آرامے گرفتہ
گہ بخشش فقیر از کاں برآرد / زکام ہر صدف دنداں برآرد
بدر دادن کم از دریا نکو شد / وے خوش بخشد او دریا بجوشد
گر از زر تنگ بر تنگست در پیش / نشستہ تنگہا بخشد بہ درویش
بمرکب یافتن شہرے از و شاد / سخائے باد پایاں نزد او باد
اگر دستش رسد بر قرصۂ خور / رواں بخشد بجائے تنگۂ زر
ازاں چنداں ملوک نزل فرمائے / ہمیں یک ذات او ماندست برجائے
خدایش بر صلاح کار دارد / ز شاخ عمر برخوردار دارد
بزرگا، کرما، عالی نژادا / سرت در سروری پایندہ بادا
چہ گویم مدحت چوں تو کریمے / صفائے غازی خلقے عظیمے
کرم فرمودن خود خود بیندیش / خصوصاً در حق بیچارۂ خویش
مرا ز اں ژرف دریائے خطرناک / تو آوردی بروں چوں گوہر پاک
پس اندر صد دولت راہ دادی / محل دست بوس شاہ دادی
ز سلطان گنجم آوردی و تشریف / عطائے خود درانجا کردہ تضعیف

سر بختم تو بگرفتی ز خفتن — من ایں را کے توانم شکر گفتن

چو بیمار اوفتادم آنچناں سست — ازاں بیمار پرسی ہا کہ در تست

نوازش ہائے بے اندازہ کردی — بشربت ہائے خاصم تازہ کردی

ز زر بخشی و جاں بخشی نمودن — نکردی کم بدیں نتواں فزودن

حسن اینجا رسیدی در دعا ہیچ — بدست تو چہ باشد جز دعا ہیچ

الٰہی شاہ را بر تختگہ دار — ملک را از ہمہ آفت نگہدار

شہنشہ قرنہا با ملک مقروں — ملک را ہر دم از وے دولت افزوں

ملک را دہ ملک را نور دیدہ — بدیشاں چشم بدبیں نا رسیدہ

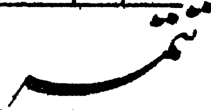
بیا مطرب نوا را بر کش آہنگ — بزن در کاسۂ طنبور خود چنگ

بیا اے شعر خواں ہا در چہ کاری — نثار وقت ما کن ہر چہ داری

بخواں ہر گفتۂ خوش کایدت یاد — کہ بر خوش گوئی و خوش خواں آفریں باد

بیا ساقی بیاراں جام گلرنگ — مے رخشاں درو چوں لعل در سنگ

بمن دہ تا بنوشم مست گردم — خرد گو نیست شو من ہست گردم



الا اے قصہ پرداز سخن ساز — ازیں پردہ چہ بازی میکشی باز

حکایت ختم شد دیگر چہ داری — بروں آر از خریطہ ہر چہ داری

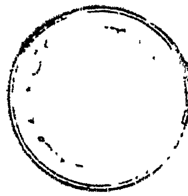
ہنوزت ہست از آں افسانہ ہا یاد — دل ویرانت از گنجینہ آباد

ہنوزت لب پر از نظم خوشابست — ہنوزت حقہ پر لولوئے نابست

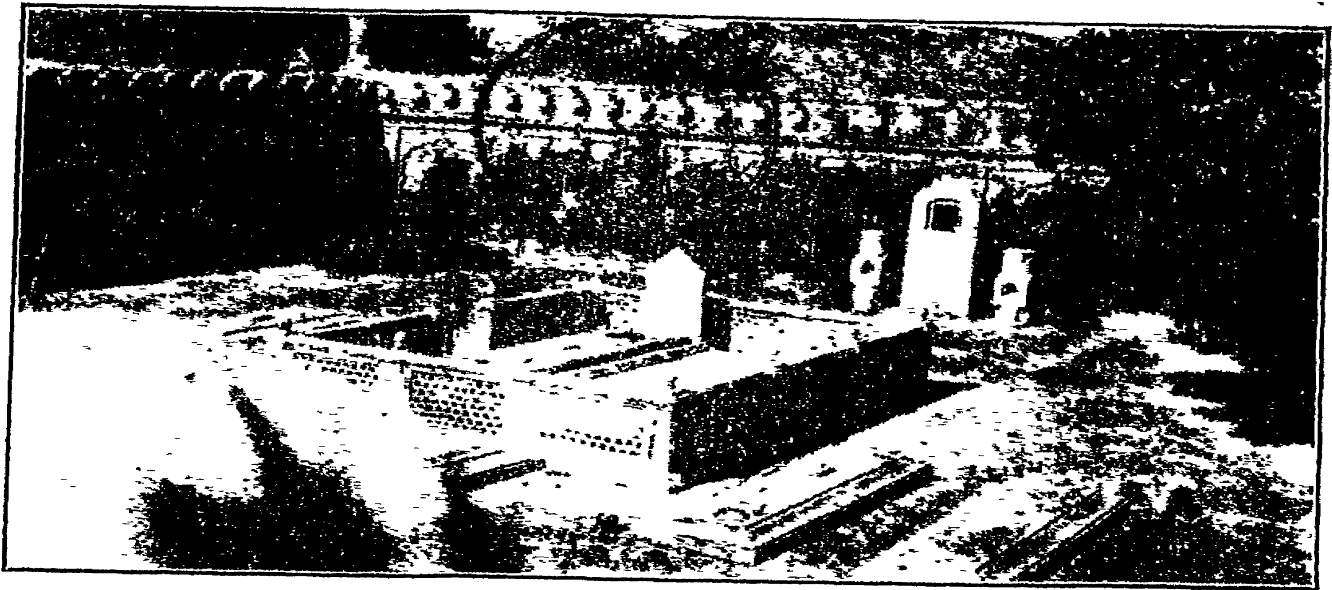
سپهر سر بلند و بخت فیروز   ترا دادست ملک معنی امروز
چو تو نامد دریں روز زمانه   دو گانے گوئے جادوئے یگانه
نیاید از خساں ایں بهره سفتن   نکوگویاں نکو دانند گفتن
بدیں طرز انچه می ماند تمامی   بنام ایزد چه خوش گوید نظامی
زہے خوش گفتن آں پارسا پیر   لطافت در سخن چوں شهد در شیر
مرا بنگر ز بے انصافی خویش   گرفته از فضول ایں پیشه را پیش
چه بے شرمم که ایں در می کشایم   چناں گل دیده ایں گل مینمایم
ز من بے شرم تر هم مرد مانند   که ایں خوانده از آں خوش خوانند
چه گفتم کیں سخن ناگفتنی بود   ره از خار خصومت رفتنی بود
همی خواهم ز یزداں تو هر دم   نه از ناگفتنی از گفتنی هم
چه کارست ایں هوس را کارستن   ز تو نقشے بهر دیوار بستن
اگر خاطر نه عشق ایں در کشادے   کجا طبعم سخن را سر کشادے
حدیث عشق کز سر تازه شد باز   بعشق آرایم انجامش چو آغاز
بخواهم کرد ترتیب سگرفی   دریں نامه نبشتم چند حرفی
محبت لوح بود و عشق خانه   ازاں نامش نهادم عشق نامه
نمودم اندریں چنداں تفکر   سواد یکشنبه بود ایں همه در
بسال هفتصد ایں در شد نموده   دوشنبه غرهٔ ذو الحجه بوده
چو در نظم آمد ایں ابیات دلکش   شمردم حاصل آمد شش صد و شش
نه از خود کردم ایں افسانه منظوم   که مشهور است ایں قصه دراں بوم

اگر گوئی کہ ایں گفتن چرا بود — بیان عشق بے دنیاں خطا بود
بیان عشق کار ہر زباں نیست — چو قائل زندہ دل باشد زیاں نیست
تواں کردن بصد چشمہ زباں تر — ولیکن عشق دریائیست دیگر
کہ کار عاشقی کاریست جانی — ز کفر و دیں برونست آں معانی
بیا مطرب مکن از خویش یادے — دریں آتش کدہ در کبر بادے
زخود تو لے کہ من گفتم بدل کن — بیک قولم ہمہ اشکال حل کن
بیا اے شعر خواں ایں نامہ برگیر — فسونے نو دریں ہنگامہ برگیر
تو برخواں ایں مثال مہربانے — بتوقیع قبول جاودانے
بیا ساقی سر قرابہ بکشائے — چو دیدی پیشۂ ما چیست پیش آئے

بدہ آں می کہ عشقش مہر کردست
کزاں مے جز حسن دیگر نخوردست



تمام شد کلیات حسن



نقشۂ مزار حضرت امیر حسن علیہ الرحمہ واقع خلد آباد ضلع اورنگ آباد
ملک محروسہ سرکار آصفیہ حیدرآباد دکن

اغلاط نامہ

کلیات امیر حسن

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۹	۹	از	ار	۹۲	۵	ر	تر
۱۸	۵	دل	دلے	[illegible]	۷?	ازاں	زاں
"	۶?	جو	چو	۸۴	۷	تو	چو
۱۹	۹	از	ار	۸۵	۶	گو	کو
۲۱	۲	خواندم	خواہدم	۹۲	۱۰	گو	کو
۲۷	۷	تذکبر	تذکیر	"	۱۵	ہایم	ہائیم
۲۹	۶	پیراہن	پیرہن	۹۶	۱۱	زو	رو
۳۲	۳	کاے	گاے	۹۷	۱۴	زارہا	تارہا
۳۴	۱۲	رسید	رسد	۱۰۳	۳	چوں	چو
"	۱۵	پیش	بیش	۱۰۴	۷	بیدل بیک	بیدل کہ بیک
۳۶	۱۵	پیژ?	پُر	۱۰۶	۱۱	طبیباں	طبیبا
۴۰	۵	پر	چو	۱۰۷	۱۴	چوں	چو
۴۳	۱۵	پیہ بخت	زبخت	۱۱۱	۹	ہچوں	ہچو

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۱۵	۸	افتاد	او فتاد	۱۶۲	۱	گُشستہ	شَشتہ
۱۱۹	۱۴	سجاد	سجادہ	؍؍	۵	پچیں	پچنیں
۱۲۳	۱	توتے	توئی	۱۶۵	۶	سگے	سگ
۱۲۴	۱۴	توتے	توئی	؍؍	۱۰	با	یا
۱۲۵	۳	کہ در	کہ ز در	۱۶۷	۱۳	تو	نَو
۱۲۶	۱۵	کر	کز	۱۷۰	۵	دید	دیدہ
۱۳۱	۲	کہ چہ	چہ	۱۷۲	۷	گوش و	گوشَو
۱۳۷	۹	ے جنبدہی	ے جنبیدوی	؍؍	۱۱	گورے	گورِ
۱۳۹	۱	فشانی	فشانی	۱۷۴	۱۰	بیا	بنیاد
۱۴۰	۵	و	وار	۱۷۵	۱۰	گو	کو
۱۴۳	۲	تو	نَو	؍؍	۱۳	سور	سوز
؍؍	۱۳	چول	چوں	؍؍	۱۵	دل بتاں	دل بہ بتاں
؍؍	؍؍	توشیں	نوشیں	۱۷۶	۵	بجیں	بچیں
۱۴۴	۹	گر	اگر	؍؍	۱۲	جنگ	چنگ
۱۴۶	۱۲	از	ار	۱۷۷	۱۱	ریز	زیر
۱۵۰	۱۱	اماالکاتبیں	کراماًکاتبیں	۱۸۰	۲	دشنام	دشنامم
۱۵۴	۱۶	از	ار	۱۸۰	۳	ہیہدہ	بیہدہ

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۸۰	۵	جنبدے	جنبیدے	۲۰۵	۴	پیش	بیش
〃	۱۵	بعمرے	بعمر	〃	۱۳	میہمانم	میہمانیم
۱۸۱	۳	جو	چو	۲۰۷	۶	داد	داده
۱۸۳	۲	دیدم	دیدیم	۲۰۸	۵	ملک و دل	ملکِ دل
〃	۴	خوانی	خوانیم	۲۰۹	۳	کم	گم
۱۸۴	۲	زیر	ریز	۲۱۰	۹	رلف	زلف
۱۸۵	۶	جو	چو	۲۱۱	۹	کردمد	کردند
۱۸۷	۲	افتد	او فتد	〃	۱۳	جست	چست
۱۹۰	۱	اے	اے کہ	۲۱۷	۵	نوارش	نوازش
〃	〃	چوں	خوں	〃	۸	زنگ	رنگ
۱۹۱	۵	برز	بر	۲۲۰	۳	چو	چوں
۱۹۴	۱۲	بجگنج	بگنج	۲۲۱	۱	حال	خال
۱۹۷	۱	یا	با	۲۲۲	۱۱	تو یکے	تو کہ یکے
۱۹۸	۸	از	ار	〃	۱۳	حبّار	جبّار
۲۰۰	۸	اے	اے کہ	۲۲۵	۱	بناں	بنال
۲۰۴	۶	اے توز	اے زتو	۲۳۳	۵	کند	کنند
۲۰۵	۳	ستت	دست	〃	۷	حق من	حق کہ من

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۲۳۵	۷	بجخبرش	بیخبرش	۲۹۵	۲	قبولے	قبول
۲۳۸	۱	مبکاشتم	میکاشتم	۳۰۹	۳	زیاں	ژیاں
۲۵۰	۳	کو بیت	کو بُت	۳۱۴	۳	مکنوں	اکنوں
۲۵۱	۳	زحمت	رحمت	۳۱۶	۹	نہد	نہم
۲۵۳	۱۱	بجانب	بجانبے	″	۱۵	دار	وار
۲۵۵	۲	بہت	جہت	۳۱۷	۲	نیدیشی	نیندیشی
۲۵۸	۱۰	موے	مو	۳۱۸	۷	بند	مبند
″	۱۴	فصل	فضل	۳۲۲	۱۰	حرقہ	خرقہ
۲۶۰	۱	ازوباراں	ازباراں	۳۲۳	۶	ا	ماہ
″	″	مست	سست	۳۲۶	۶	حاناں	جاناں
۲۶۲	۵	نورصحر	نورسحر	۳۲۷	۶	ازاز	از
۲۶۳	۲	گوہر	گوہرم	″	۱۰	قزعاں	قزغاں
۲۸۳	۱	ناں	ماں	۳۴۲	۳	ہر	بر
۲۸۷	۴	شاں	نشاں	۳۴۳	۷	از	ار
″	۱۴	زواں	رواں	۳۵۳	۱۳	یا	با
۲۸۹	۹	نا	تا	۳۶۶	۱۴	ویے	ولے
۲۹۴	۱۱	تعویز	تعویذ	۳۷۴	۴	دروے	درد

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۳۸۲	۱۴	زلفت از	ز زلفت ار	۴۴۴	۱۴	سرآمنافقاں صبرًا	سرآمنافقان ضرًا
۳۸۴	۳	لبغلاں	بغلاں	۴۴۸	۴	غیرتت	عزتت
۴۰۲	۵	چچہ	ز	″	۱۲	جہانیانت	جہانیات
۴۰۴	۱۴	کرز	گر	″	۱۴	رمزا	زہرا
۴۰۷	۳	لعل در	لعل ودر	۴۴۹	۱۸	سی صدو	سی صداست
۴۱۰	۱۳	تیرے	تیرِ	۴۵۴	۲	چوازقلعہ چہ اند	چہ ازقلعہ کہ اند
۴۱۵	۱	نیکو	نکو	۴۶۵	۶	باکش	پاکش
۴۱۸	۳	النہا	النہار	۴۷۱	۲	کل	گل
۴۲۵	۸	ئہ	نئی	″	۳	صد	خندہ
۴۲۷	۹	چچوں	چچو	۴۷۲	۱۲	خدایش	خداش
۴۳۵	۳	کشرومے	کژدمے	۴۷۴	۱۵	کسے	کفے
۴۳۷	۳	قلعہ	قلع	۴۷۹	۱	چرخ	خرج
۴۳۸	۷	بر	بہ	″	۹	میادہ	مبادا
۴۳۹	۱۸	بارگئے	تازگی	″	۱۰	صدکاہش	صیدگاہش
۴۴۳	۱۵	عطا	غطا	″	۱۲	گہ	کہ
۴۴۴	۱۴	حماب	حجاب	″	۱۴	زہر	زہرہ
۴۴۶	۶	بدعا	بدغا	″	″	لعل	نعل

صفحه	سطر	غلط	صحیح	صفحه	سطر	غلط	صحیح
۴۸۰	۳	جہاں ستاند	جہاں ستاں یاد	۵۲۵	۱۵	تیر	تیز
″	″	گل	کل	۵۳۱	۱۴	ہرار	ہزار
″	۱۲	تہاد	نہال	۵۳۷	۱۱	د	داب و
۴۹۰	۱۱	فیروز	افروز	۵۴۰	۱۶	صوب	صورت
۵۰۰	۳	رور	روز	۵۴۲	۶	تو	چو
۵۰۸	۲	گیرد	گیرند	۵۶۵	۱۵	برخودار	برخوردار
۵۱۱	۹	بخشاے	بہ بخشاے	۵۶۹	۹	زمیں	زمی
″	۱۵	ساہاں	شاہاں	۵۷۰	۲	ے سیفت	می شگفت
	حاشیہ	گوسفند مذبوح	مسافرخانہ	۵۸۸	۶	پیوست	پیوست
۵۱۴	۲	زشفق	چوشفق	″	۱۰	براستاں	راستاں
	″	بفصل	بفضل	والتباسا دو سہ شمارہ صفحہ ۵۹۸ غلط چھاپا شدہ است تصحیح باید نمود			
۵۱۹	۱۴	ودراں	دراں	۵۸۹	۱۱	ماش	باش
۵۲۱	۱۵	عقل وفضل	عقل فضل	۵۹۶	۱۸	ریاخوں	ویاخوں
۵۲۲	۱۷	وہم رابعہ	[illegible] رابعہ	۶۲۱	۳	تماضم	خاصم

دام اقبالہٗ

سر مہاراجہ یمین السلطنت بہادر صدر اعظم باب حکومت

نے

از راہِ علم دوستی دیوان حسن کی دائمی اشاعت کا

حق

مکتبۂ ابراہیمیہ کو عطا فرمایا ہے